روایاتِ

نزول المسیح و خروج الدجال

تاریخ اور جرح و تعدیل کے میزان میں

بقلم

ابو شہریار

۲۰۲۱

طبع السابقہ ۲۰۲۰ ، ۲۰۱۷،۲۰۱۹

www.islamic-belief.net

مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:
«أُرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ. فَرَأَيْتُ رَجُلاً آدَمَ. كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ. لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ. قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً. مُتَّكِئاً عَلَى رَجُلَيْنِ، أَوْ عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ. يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ. فَسَأَلْتُ: مَنْ هذَا؟
فَقِيلَ: هذَا الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ - ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ . أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنَى. كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ. فَسَأَلْتُ: مَنْ هذَا؟
فَقِيلَ: هذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ

مالک ، نافع سے وہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میں نے رات میں نیند میں کعبہ کے پاس آدمیوں میں سے ایک بہت خوب آدمی دیکھا .... دو آدمیوں پر سہارا لئے کعبہ کا طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا کون ہے کہا گیا مسیح ابن مریم- پھر ایک انگور کی طرح پھولی انکھ سے کانے کو دیکھا جس کے بال گھونگھر والے تھے – پوچھا یہ کون ہے کہا مسیح دجال ہے

موطا امام مالک

فہرست

پیش لفظ
باب ۱ : یہود و نصاریٰ کا تصور دجال
باب ۲ : منکرین نزول مسیح کے دلائل کا بطلان
باب ۳ : دجال جزیرے کا قیدی؟
باب ۴ : قم باذن الدجال؟
باب ۵ : دجال ،عالم تکوینی اور استدراج
باب ٦ : حدیث مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ
باب ۷ : کیا ابن صیاد الدجال تھا ؟
باب ۸ : حدیث النَّوَّاس بْنَ سَمْعَانَ (رض) پر
باب ۹ : کعب الاحبار کا تصور مسیح اور احادیث
باب ۱۰ : مسجد دمشق کی حقیقت اور نزول عیسیٰ کا
باب۱۱ : معرکہ مہدی بمقابلہ مسیح ہے
باب۱۲ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات
باب ۱۳: یہود سے قتال ہو گا لیکن کب؟
باب ۱۴: کہاں ہے دجال؟
باب ۱۵ : دجال اور کعبہ کی زیارت
باب ۱٦ : متفرق
باب ۱۷ : خروج دجال سے متعلق صحیح روایات
باب ۱۸ : اہل تشیع کی کتب اور تذکرہ الدجال
حرف آخر
حواشی

بسم اللہ الرحمان الرحیم

پیش لفظ

کتاب کا موضوع روایات نزول مسیح و خروج دجال ہے جو صحیح احادیث سے ثابت ہے لیکن ان روایات میں تمام صحیح نہیں ۔ بعض اہل کتاب کے اقوال ، سیاسی بیانات اور ذاتی آراء بھی ہیں جو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھی جانے لگی ہیں- امت میں نزول مسیح اور قتل دجال کے مقام کے حوالے سے اختلاف چلا آ رہا ہے اور یہ اختلاف مشہور محدثین میں بھی موجود ہے - امام مسلم نے غلطی سے اس حدیث کو صحیح سمجھا ہے جو نواس رضی اللہ عنہ سے منسوب کی گئی ، جبکہ راقم کے نزدیک یہ کعب الاحبار کے خیالات اور اسرائیلیات کا مجموعہ ہے - نواس رضی اللہ عنہ سے منسوب کی گئی اس حدیث کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق یا اس کے قرب و جوار میں ہے اور دجال کا قتل لد پر ہو گا ۔ دوسری طرف محدث ابن خزیمہ اس کے قائل تھے کہ دجال بیت المقدس میں ایک زلزلہ میں ہلاک ہو گا- ابن خزیمہ نے ان احادیث کو اپنی صحیح میں نقل نہیں کیا جن میں ہے کہ دجال لد پر قتل ہو گا- سیوطی اور ملا علی قاری بھی اس کے قائل ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بیت المقدس میں ہو گا ۔بعض علماء کا قول یہ بھی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق سے باہر مشرق کی سمت پر ہو گا مثلا امام مسلم اور حاکم اس کے قائل ہیں کہ مسیح کا نزول مشرقی دمشق میں ہو گا (نہ کہ وسط دمشق میں الفاظ ہیں فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شْرِقِيَّ دِمَشْقَ)- امام ابن حبان اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں حدیث نواس رضی اللہ عنہ کو درج نہیں کیا اور نزول مسیح کے مقام سے متعلق کوئی روایت نہیں دی، نہ ان دونوں نے سفید مینار کا کوئی ذکر کیا ہے - ابن حبان اگرچہ

ایک دوسری سند سے اس کے قائل ہیں کہ دجال کا قتل لد پر ہو گا - امام ابی حاتم کے نزدیک اس حوالے سے بعض روایات اصلا کعب الاحبار کے اقوال ہیں - راقم کی تحقیق سے امام ابی حاتم کا قول ثابت ہوتا ہے-

بعض روایات صریحا خلاف قرآن ہیں لیکن افسوس ان بھی قبول کر لیا گیا ہے مثلا درخت غرقد کی خبر کہ وہ اللہ اور اس کے رسولوں کا دشمن ہے یا خبر کہ حربی یہود کے علاوہ سب یہود کو بلا امتیاز قتل کیا جائے گا- اسی طرح بعض خبریں دجال کی الوہی صفات پر ہیں مثلا اس کا مردے کو زندہ کرنا، آسمان و زمین کا اس کی اطاعت کرنا- افسوس ان میں سے ایک آدھ خبر صحیح بخاری و مسلم میں بھی موجود ہے جن کا تعاقب علماء و محدثین کے اقوال ، زمینی حقائق، قرائن، اسرائیلیات کی روشنی میں کیا گیا ہے –استدراج دجال کے حوالے سے امت میں اختلاف موجود ہے - بعض کے نزدیک یہ محض دھوکہ ہے ، بعض کے نزدیک جادو ، بعض کے نزدیک فن سائنس میں انسانی ترقی وغیرہ –

ابو الحسن اشعری نے کتاب الابانہ عن اصول الدیانہ ص 34 میں لکھا ہے

وأجمعت الأمة على أن الله عز وجل رفع عيسى إليه في السماء

اور امت نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا ہے-

ابن حزم، الفصل في الملل والأهواء والنحل میں لکھتے ہیں

إن الْمُسلمين فِيهِ على أَقسَام فَأَما ضرار ابْن عمر وَسَائِر الْخَوَارِج فَإِنَّهُم ينفون أَن يكون الدَّجَّال جملَة فَكيف أَن يكون لَهُ آيَة وَأما سَائِر فرق الْمُسلمين فَلَا ينفون ذَلِك والعجائب الْمَذْكُورَة عَنهُ إِنَّمَا جَاءَت بِنَقْل الْآحَاد وَقَالَ بعض أَصْحَاب الْكَلَام أَن الدَّجَّال إِنَّمَا يَدعِي الربوبية ومدعي الربوبية فِي نفس قَوْله بَيَان كذبه قَالُوا فظهور الْآيَة عَلَيْهِ لَيْسَ مُوجبا لضلال من لَهُ عقل وَأما مدعي النُّبُوَّة فَلَا سَبِيل إِلَى ظُهُور الْآيَات عَلَيْهِ لِأَنَّهُ كَانَ يكون ضلالا لكل ذِي عقل قَالَ أَبُو مُحَمَّد رَضِي الله عَنهُ وَأما قَوْلنَا فِي هَذَا فَهُوَ أَن الْعَجَائِب الظَّاهِرَة من الدَّجَّال إِنَّمَا هِيَ حيل.... وَمن بَاب أَعمال الحلاج وَأَصْحَاب الْعَجَائِب

مسلمان دجال کے حوالے سے منقسم ہیں پس ضرار ابْن عمر اور تمام خوارج یہ اس کا ہی انکار کرتے ہیں کہ دجال ہے پس دجال کی نشانیاں (ان کے نزدیک) پھر کیوں ہوں گی – اور جہاں تک باقی مسلمان فرقے ہیں تو وہ دجال کی نفی نہیں کرتے اور بعض اصحاب اہل کلام کہتے ہیں کہ

دجال یہ رب ہونے کا مدعی ہو گا اور اپنے لئے ایسا قول کہنا ہی اس کے کذاب ہونے کو ظاہر کرتا ہے - وہ کہتے ہیں کہ جس کے پاس بھی عقل ہے وہ جانتا ہے کہ دجال سے نشانیوں کا ظہور ہو بھی جائے تو یہ اس کے گمراہ ہونے کی دلیل نہیں ہے .... امام ابن حزم نے کہا : ہمارا قول ہے اس پر کہ دجال کے عجائب جو ظہور ہوں گے یہ حیل و فریب ہوں گے جیسا .... حلاج کے اصحاب نے یا عجائب کے اصحاب نے کیا

ابن کثیر نے لکھا ہے

وَقَدْ تَمَسَّكَ بِهَذَا الْحَدِيثِ طَائِفَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ كَابْنِ حَزْمٍ وَالطَّحَاوِيِّ وَغَيْرِهِمَا فِي أَنَّ الدَّجَّالَ مُمَخْرِقٌ مُمَوِّهٌ لَا حَقِيقَةَ لِمَا يُبْدِي لِلنَّاسِ مِنَ الْأُمُورِ الَّتِي تُشَاهَدُ فِي زَمَانِهِ

ان احادیث سے علماء کے ایک گروہ مثلا ابن حزم اور امام طحاوی نے تمسک کیا ہے کہ دجال ایک شعبدہ باز ہو گا جو حقیقت پر مبنی نہ گا جب وہ ان امور کو اپنے زمانے کے لوگوں کو دکھائے گا

البیضاوی (ت 685ھ) کے مطابق دجال کا عمل شعبذۃ الدجال یعنی شعبدہ بازی ہے

موجودہ دور میں ایک بد ترین گمراہی یہ بھی پیدا ہو چکی ہے کہ استدراج دجال کو آیات انبیاء کا مماثل قرار دیا جا رہا ہے اور ان کو بھی معجزات کی قبیل میں سمجھا جانے لگا ہے – نعوذباللہ من تلک الخرافات-

راقم کہتا ہے کہ فرعون کے جادو گروں نے جادو کیا تھا جس سے نظر و تخیل کو بدلا گیا تھا اور یہ عمل سحر تھا جو شیاطین کی مدد سے کیا گیا- سحر کا اثر وقتی و چند لمحوں کا تھا (سحر کے حوالے سے راقم کی کتاب ویب سائٹ پر موجود ہے) البتہ روایات میں دجال کے عجائب کل وقتی و ہنگامی نوعیت کے بیان نہیں ہوئے ہیں بلکہ اس میں تخیل و سحر سے بڑھ کر صفات الٰہیہ کے ظہور کا ذکر آیا ہے مثلا دجال کے پاس قوت الاحیاء الموتی کا ہونا ، اس کا زمین کی گردش بدلنا اور دنوں کو طویل کرنا ، دجال کا آسمان و زمین کو حکم کرنا اور زمین و آسمان کا بلا چون و چرا دجال کی اطاعت کرنا وغیرہ – لہذا ان روایات کی مکمل چھان بین کرنا ضروری ہے -

خروج دجال سے متعلق روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے جن کی وجہ سے دجال ایک مسلمان سے یہودی بن جاتا ہے – نزول مسیح میں التباس پیدا ہوتا ہے اور آخر میں شریعت کے حکم کہ غیر

حربی کفار و اہل کتاب کا اور خاص کر عورتوں بچوں اور بوڑھوں کا قتل نہ ہو گا ، اس کا انکار ہوتا ہے - صدیوں سے سنتے آئے قصوں کو تاریخ کی کسوٹی پر پرکھنا مشکل کام ہے –اس تحقیق سے ہر ایک کا متفق ہونا بھی ضروری نہیں ہوتا - لیکن راقم تک جو علم آیا ہے اور جو شواہد مل گئے ہیں ان کی بنیاد پر اب یہ مشکل امر ہے کہ وہ اس سب کو چھپا دے جو معلوم ہوا – لہذا جو معلوم ہوا ان میں سے کچھ ضروری باتیں و اسرار اس کتاب میں آپ کے سامنے لائے جائیں گے- اس کتاب کو سن ۲۰۱۷ میں ویب سائٹ پر رکھا گیا تھا - اس پر قارئین نے سوالات کیے اور مزید مباحث پیدا ہوئے جن کی بنا پر اس کتاب کی نئی تہذیب کی گئی ہے اور اضافہ ہوا ہے

و ما علینا الا البلاغ المبین - وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ

ابو شہر یار
۲۰۱۹

باب ۱ : یہود و نصاری کا تصور دجال

عیسیٰ ابن مریم کی پیدائش سے پہلے یہود میں آپس میں پھوٹ پڑی ہوئی تھی ۔ مختلف فرقے لڑتے رہتے تھے اور وہ پہلے بابلیوں کے پھر فارسیوں کے غلام بنے ۔ اس بنا پر انہوں نے اپنے ہاتھ سے مسیح کا تصور لکھا ۔ مسیح کا مطلب ہے وہ جس کو مسح کیا جائے ۔ یہ ایک رسم تھی کہ کسی کو بادشاہ بنائے جانے کے وقت اس کے سر پر تیل لگایا جائے ۔ داود علیہ السلام کو بادشاہ بنائے جانے کے وقت ان کے سر کو اسی طرح تیل سے مسح کیا گیا تھا ۔ ایک سموئیل باب ۱۶ میں ہے

Then **Samuel** took the horn of oil and anointed him in the midst of his brothers; and the Spirit of the Lord came upon David from that day forward.

سموئیل نے سنگنی میں تیل لیا اور داود کے اوپر مسح کیا، اس کے بھائیوں کے درمیان اور اللہ کی روح اس دن سے داود پر نازل ہوئی

لہٰذا یہود میں ایک نئے داودی طرز کے بادشاہ کی خواہش تھی جو تمام لڑنے والے فرقوں کو ایک کر دے۔ جیسے آج بھی مسلمان خلفائے راشدین کو یاد کرتے ہیں، اسی طرح وہ بھی ایک داودی بادشاہ یا مسیح کے خواہش مند ہوئے ۔ اب مسئلہ یہ ہوا کہ ایک نبی نے داودی مسیح کا تصور دیا اور ایک نبی نے یوسف جیسے مسیح کا تصور دیا (راقم کے نزدیک دونوں جھوٹ تھے)۔ اللہ نے یہود کو آزمائش میں ڈالا اور نہ داود کی نسل سے مسیح بھیجا، نہ یوسف کی نسل سے بلکہ ہارون کی نسل سے ایک کنواری نے عیسیٰ کو جنا لہٰذا اس طرح داودی نسل یا یوسفی نسل کا جھگڑا ممکن نہ تھا لیکن بد نصیبی سے یہود نے عیسیٰ کا اس بنیاد پر انکار کر دیا کہ ان کا نسب واضح نہیں اور مریم علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگا دی یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام پر ابن اللہ ہونے کا دعوی کرنے کا جھوٹا الزام لگا کر سولی کا حکم دیا جس میں اللہ نے ان کو بچا لیا ۔ یہود ابھی تک داودی یا یوسفی مسیح کے منتظر ہیں لہٰذا ان کے نزدیک دو مسیح آئیں

گے

ایک کو کاہن مسیح (*) کہتے ہیں اور دوسرے کو حاکم مسیح (**) کہتے ہیں
* Priestly Messiah
** Kingly Messiah

لہذا یہود ان دونوں کے منتظر ہیں ۔ اصلا بابل اور فارس کی غلامی میں یہود نے کتب انبیا گھڑیں اور مسیح کا تصور تراشا کہ داود یا یوسف کی نسل سے ایک مسیح آئے گا جو محیر العقول کام کرے گا- وہ مسیح کوئی رسول یا نبی نہ ہو گا بلکہ ایک حاکم جیسا ہو گا جو ان کو غلامی سے نجات دلائے گا
یہود و نصاری کے مطابق مسیح کے کی خبر یسعیاہ نے عیسیٰ سے آٹھ صدیوں قبل اس طرح دی

Book of Isaiah chapter 35
Say to those who have an anxious heart,
"Be strong; fear not!
Behold, your God
will come with vengeance,
with the recompense of God.
He will come and save you."
Then the eyes of the blind shall be opened,
and the ears of the deaf
unstopped;
then shall the lame man leap like a deer,
and the tongue of the mute
sing for joy.
For waters break forth in the wilderness,
and streams in the desert;
the burning sand shall become a pool,
and the thirsty ground springs
of water;

کہو ان سے جن کے دل متذذب ہیں

ڈرو مت مظبوط رہو

خبردار تمہارا رب

انتقام کے ساتھ نمودار ہو گا

اللہ کی جانب سے بدلہ

وہ آ کر تم کو بچائے گا

اندھے کی اس وقت آنکھ کھل جائے گی

بہرے کے کان بند نہ رہیں گے

لنگڑا ہرن کی طرح دوڑے گا

اور گونگے کی زبان اس وقت گنگنائے گی

پس ویرانے میں پانی بہے گا

اور نہریں صحرا میں

اور جلتی ریت ، ایک حوض ہو گی

اور سوکھی زمین ، پانی کا چشمہ

یسعیاہ باب ۳۵ آیات 4 سے 7 تک

یہود میں ان آیات کی بنیاد پر ایک مسیح کا انتظار تھا جو جنم کے اندھے کو بینا کرے، بہرے کو سامع الصوت کرے، لنگڑے کو ٹھیک کر دے، گونگے کو زبان دے دے –

یسعیاہ باب ۲٦ آیت ۱۹ ہے

Your dead shall live; their bodies shall rise.
You who dwell in the dust, awake and sing for joy!
For your dew is a dew of light,
and the earth will give birth to the dead.

تمھارے مردے جی اٹھیں گے ان کے اجسام زندہ ہوں گے

تم وہ جو خاک میں ہو اٹھو اور گیت گاؤ
کیونکہ تمہاری اوس، روشنی کی شبنم ہے
اور زمیں مردہ کو جنم دے گی

اس آیت کی بنیاد پر یہود کہتے ہیں کہ مسیح مردوں کو بھی زندہ کرے گا

اس کے علاوہ کتاب یسعیاہ کے باب ۵۳ کی آیات 4 ہے

Surely he has borne our griefs
and carried our sorrows;
yet we esteemed him stricken,
smitten by God, and afflicted.

یقینا اس نے غم دور کیے
اور ہمارے غم لے گیا
اور ہم ہیں کہ اس کو عزت دیتے ہیں مارا ہوا
اللہ کی پھٹکار اور وبا سے آلودہ

ان آیات کی بنیاد پر مسیح کو بعض یہودی حلقوں میں کسی وبا سے آلودہ بھی کہا جاتا ہے اور اس کے لئے کوڑھی مسیح کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے- کوڑھی کو ٹھیک کرنا یہود میں شفا دینا نہیں ہے بلکہ گناہ سے پاک کرنا کہا جاتا ہے- کوڑھ کا مرض یہود کے مطابق گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے لہذا مسیح آ کر ان کے گناہ دھو ڈالے گا اور یہودی کوڑھی (گناہ گار) ٹھیک ہو جائیں گے لیکن آوروں کی گارنٹی نہیں ہے – لہذا یہودی مسیح کو کوڑھی مسیح یا

Lepper Messiah

کوڑھی مسیح

بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ کوڑھیوں (گناہ گاروں) کے ساتھ رہے گا وغیرہ وغیرہ

مسیح تو باقی کتب انبیا کے مطابق صرف ایک بادشاہ تھا جو داود یا یوسف کی نسل سے تھا لیکن یسعیاہ کے نام سے لکھی اس کتاب میں اس سے اتنے سارے معجزات منسوب کر دیے گئے – اللہ نے یہود کی اس

شدید خواہش کو پورا کیا – عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو مسیح بنا دیا اور وہ معجزات بھی دے دے جو کسی اور نبی کو نہ ملے۔ عیسیٰ علیہ السلام قرآن کے مطابق ان شرطوں کو پورا کر گئے اور وہ المسیح تھے

یہود کے مطابق شرائط پوری نہیں ہوئیں مثلا ایک رسول ، مسیح کیسے ہو گیا ؟ عیسیٰ (علیہ السلام) خود حاکم نہ تھا – عیسیٰ (علیہ السلام) کا نسب واضح نہیں وہ خود کو ایک کنواری کی اولاد کہتا تھا – اس کا باپ نہ تھا، نہ وہ داود کی نسل سے تھا نہ یوسف کی نسل سے – یہود کے نزدیک عیسیٰ نے یسعیاہ کی کتاب میں بیان کردہ شرائط میں سے کوئی بھی شرط پوری نہیں کی مثلا موجودہ اناجیل میں کہیں بھی یسعیاہ کی کتاب کی شرط ویرانے میں پانی کا بہنا اور تپتی ریت (اگ) کا پانی ہونا بیان نہیں کیا گیا لہذا ان کے مطابق نعوذ باللہ عیسیٰ مسیح نہ تھا۔ یہود کہتے ہیں انہوں نے ابن مریم کو لد پر سنگسار کر دیا تھا اور نصرانی کہتے ہیں ان کو رومیوں نے یہود کے اکسانے پر صلیب دی – قرآن میں اس کا انکار ہے

اس پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے اگر کوئی دجال سے متعلق روایات دیکھے تو پتا چلتا ہے کہ یہود کا تصور مسیح پوری شدت کے پورا کیا جائے گا اور ان کے مزموعہ مسیح کو کچھ چھوٹ دی جائے گی کہ وہ، وہ کر سکے جو یہود کے مطابق صرف المسیح کا خاصہ ہے۔ احادیث کے مطابق مسیح الدجال اپنے ساتھ جنت لائے گا جس میں اگ ہو گی لیکن وہ اصل میں پانی ہو گا اور جس کو وہ پانی کہے گا وہ اصل میں اگ ہو گی (یہ یسعیاہ کی آیت پوری ہو گی)۔ وہ حاکم بنے گا – لہذا یسعیاہ کی کتاب کی شرائط اب جب پوری ہوں گی تو یہی چیز ایک عظیم فتنہ ہو گی اور لوگوں کو اس فتنہ میں ڈالا جائے گا۔ ہم کس مسیح کا ساتھ دیں گے ؟ یسیعاہ کی کتاب والے کا یا اللہ تعالی کے رسول اللہ مسیح عیسیٰ علیہ السلام کا ؟ یہ ہماری یا آپ کی آزمائش ہے

عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ نصاری میں اسلام سے پہلے سے موجود ہے جس کی بنیاد بائبل کی کتاب یسیاہ کا باب ۱۷ اور مجھول الحال نصرانی راوی یحییٰ سے منسوب کتاب المکاشفہ ہے - دجال کے حوالے سے نصرانیوں میں عجیب و غریب عقائد ہیں مثلا دجال کو شیطان مجسم کہہ سکتے ہیں ، اس کا عدد ٦٦٦ کہا جاتا ہے اور اس کو درندہ بھی کہا جاتا ہے – عیسائیت کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ یہود کی کتب بھی پڑھتے ہیں اور خود بائبل میں شیطان کا اجسام میں حلول کرنا بیان کیا گیا ہے جس کی قرآن میں کوئی دلیل

نہیں – شیطان ان کے مطابق دنیا کو کنٹرول کرتا ہے اور اللہ آسمان کو لہذا ایک وقت آئے گا جب شیطان درندہ یا انٹی کرایسٹ کی شکل میں آئے گا اور عیسائیوں کو گمراہ کرے گا

قرآن کے مطابق مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالی نے یہ معجزات دیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور نبی کو نہیں دیے مثلا وہ کوڑھی کو بحکم الہی ٹھیک کرتے تھے ، مردہ کو اللہ کے حکم سے زندہ کرتے تھے ، اور جنم سے نابینا کو بحکم الہی بینا کرتے تھے اور اس طرح یہ ان کے لئے خاص ہیں

باب ۲ :منکرین نزول مسیح کے دلائل کا بطلان

سوال کیا حسن رضی اللہ عنہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل تھے ؟

جواب

طبقات از ابن سعد کی روایت ہے
: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى قَالا: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ ..... وَلَقَدْ قُبِضَ فِي اللَّيْلَةِ الَّتِي عُرِجَ فِيهَا بِرُوحِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ

أَبِي إِسْحَاقَ مدلس عن سے روایت کرتے ہوئے هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ کا قول نقل کر رہا ہے کہ اس نے حسن رضی اللہ عنہ کا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خطبہ سنا اس میں انہوں نے کہا : بے شک علی کی جان قبض ہوئی اسی رات جس رات اپنی روح کے ساتھ عیسیٰ بلند ہوئے یعنی ۲۷ رمضان کو

اس کی سند میں هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ ہے جس پر محدثین کی جرح ہے

النسائی: ليس بالقوى. قوی نہیں ہے ابن خراش: ضعيف، أبو حاتم: شبيه بالمجهول. مجهول جیسا ہے

سوال معتزلہ کا نظریہ رفع عیسیٰ پر کیا تھا؟

جواب

قرآن کی سورہ ال عمران کی آیت إِذْ قالَ اللَّهُ يا عِيسى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرافِعُكَ إِلَيَّ کی تفسیر ، الزمخشری جار

اللہ (المتوفی: 538ھ) الکشاف میں کرتے ہیں

إني عاصمك من أن يقتلك الكفار ومؤخرك إلى أجل كتبته لك. ومميتك حتف أنفك لا قتيلا بأيديهم وَرافِعُكَ إِلَيَّ إلى سمائي ومقرّ ملائكتي

میں تجھے بچاؤں گا کہ کفار تجھ کو قتل کریں اور اسکو تمہارے لئے موخر کردوں گا جو لکھ دیا ہے اور موت دوں گا تیری موت کے وقت نہ کہ ان کے ہاتھ سے قتل کرواؤں گا اور تم کو اٹھاؤں گا اپنے آسمان کی طرف اور فرشتوں کے ساتھ مقام کروں گا

الزمخشری کا قول مبہم ہے کہ اللہ نے اگر عیسیٰ کو بچا لیا تو کب کہاں کیسے موت دی اور ان کو آسمان کی طرف کب اٹھایا گیا لہٰذا وہ مزید غیر مبہم باتیں کرتے ہیں

وقيل: مميتك في وقتك بعد النزول من السماء ورافعك الآن: وقيل: متوفى نفسك بالنوم

اور کہا جاتا ہے موت دوں گا تمہارے (مقدر شدہ) وقت پر آسمان میں انے کے بعد، اور تم کو رفع کروں گا – اور کہا جاتا ہے تم کو نیند میں موت دوں گا

البتہ زمخشری نے نزول مسیح کا انکار نہیں کیا ہے

یعنی معتزلہ کی کوئی ایک رائے نہیں تھی - ان میں بعض نزول عیسیٰ کی روایات قبول نہیں کرتے تھے ان کے پاس میدان صاف تھا جتنی چاہتے قیاس ارائیاں کر سکتے تھے -

عصر حاضر کے مصری معتزلہ جدید مثلا محمد متولی الشعراوی (المتوفی: 1418ھ) نے عقیدہ اختیار کیا کہ عیسیٰ کی وفات ہو چکی ہے- محمد رشید بن علی رضا (المتوفی: 1354ھ) نے تفسیر المنار میں لکھا

إِنِّي مُمِيتُكَ وَجَاعِلُكَ بَعْدَ الْمَوْتِ فِي مَكَانٍ رَفِيعٍ عِنْدِي

میں تجھے موت دوں گا اور موت کے بعد ایک مکان رفیع میں کروں گا

محمد بن احمد بن مصطفیٰ بن احمد المعروف بأبي زہرة (المتوفی: 1394ھ) اپنی تفسیر زہرة التفاسیر میں کہتے ہیں

ففريق من العلماء وهم الأقل عددا، أجروا قوله تعالى في الآية الكريمة التي نتكلم في معناها على ظاهرها وأولوا ما عداها، ففسروا قوله تعالى: (إِنِّي مُتَوَفِيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ) بمعنى مميتك ورافع منزلتك وروحك إليّ، فالله سبحانه وتعالى توفاه كما يتوفى الأنفس كلها، ورفع روحه كما يرفع أرواح النبيين إليه.

علماء کا ایک فریق جو تعداد میں بہت کم ہیں انہوں نے اللہ تعالی کے قول کہا کہ ہم ظاہری معنوں پر بات کریں گے پس انہوں نے تفسیر کی کہ قول (إِنِّي مُتَوَفِيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ) سے مراد موت دوں گا

ہے اور رفع منزلت روح کا اللہ کی طرف پس اللہ نے انکو وفات دی جیسی ہر نفس کو دیتا ہے اور ان کی روح کا رفع ہوا جیسے باقی نبیوں کی روحوں کا ہوا

اسی تفسیر میں (بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ) پر لکھا فيه إشارة إلى معنى الكرامة والإعزاز والحماية اس میں اشارہ ہے کہ انکی تکریم ہو گی اور اعزاز و حمایت ہو گی - اسی طرح سر سید، ابو الکلام آزاد، عبید اللہ سندھی نے بھی نزول مسیح کا انکار کیا - ان سب نزول عیسیٰ کے انکاریوں میں جو چیز مشترک ہے وہ یہ ہے کہ یہ ان علاقوں کے محققین ہیں جو غلام بنائے گئے اور ایک ہی دور کے ہیں یا قریب کے ہیں

سوال کیا حسن بصری بھی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں؟

جواب

یہ قول تفسیر از إبو بکر محمد بن إبراہیم بن المنذر النیسابوری (المتوفى: 319ھ) میں ہے سند ہے

حَدَّثَنَا النجار، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْد الرزاق، عَنْ معمر، عَنْ الحسن، فِي قوله: {إِنِّي مُتَوَفِّيكَ} قَالَ متوفيك فِي الأرض

معمر ، حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کا قول کہا میں تجھ کو زمین میں موت دوں گا

کتاب جامع التحصیل فی إحکام المراسیل از العلائی (المتوفى: 761ھ) کے مطابق

وقال أحمد بن حنبل لم يسمع من الحسن ولم يره بينهما رجل ويقال إنه عمرو بن عبيد

اور امام احمد کہتے ہیں معمر نے حسن سے نہیں سنا نہ دیکھا اور کہا جاتا ہے کہ انکے اور حسن کے بیچ کوئی آدمی ہے کہا جاتا ہے عمرو بن عبید ہے

افسوس عمرو بن عبید رئیس معتزلہ سے مدلس معمر بن راشد روایت لیتے تھے

اسی کتاب میں ایک دوسرا قول بھی ہے

حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا محمد بْن يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا محمد بْن يوسف، قَالَ: حَدَّثَنَا محرز، قَالَ: سألت الحسن عَنْ قول الله عَزَّ وَجَلَّ: {إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا} قَالَ " عِيسَى مرفوع عِنْد الرب تبارك وتعالى، ثُمَّ ينزل قبل يَوْم الْقِيَامَةِ

محرز ، إبو إسرائیل کہتے ہیں میں نے حسن بصری سے آیت إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا پر پوچھا کہا عیسیٰ کو رب تعالی کی طرف اٹھا لیا گیا پھر وہ اتریں گے قیامت کے

دن سے پہلے
محرز پر جرح و تعدیل کی کتب خاموش ہیں

سوال کیا امام مالک عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل تھے؟
جواب کتاب المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز از ابن عطية الأندلسي المحاربي (المتوفى: 542ھ) میں ایک قول ہے

قال مالك في جامع العتبية: مات عيسى وهو ابن ثلاث وثلاثين سنة

إبو الوليد محمد بن إحمد بن رشد القرطبيّ (المتوفى: 520ھ) نے کہا

قوله ومات ابن ثلاث وثلاثين سنة، معناه خرج من الدنيا ورفع إلى الله عز وجل وهو في هذا السن، .... وسينزل في آخر الزمان على ما تواترت به الآثار

اور مالک کا قول کہ ان کی وفات ہوئی تو عمر ۳۳ کے تھے - اس کا معنی ہے دنیا سے نکلے اور ان کا رفع ہوا اللہ کی طرف تو اس عمر کے تھے ... اور وہ واپس نازل ہوں گے آخری زمانے میں جس پر تواتر سے آثار ہیں

ابْنُ رُشْد نے یہ بھی کہا

ويحتمل أن يكون معنى قوله: {بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ} [النساء: 158] أي رفع روحه إليه بعد أن مات ويحييه في آخر الزمان فينزله إلى الأرض على ما جاءت به الآثار، فيكون قول مالك على هذا ومات وهو ابن ثلاث وثلاثين سنة على الحقيقة لا على المجاز، وبالله التوفيق.

اور ایک احتمال یہ ہے کہ قول {بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ} [النساء: 158] کا مطلب ہے کہ انکی روح کے درجات بلند ہوئے انکی موت کے بعد اور وہ زندہ ہیں آخری زمانے تک پس پھر نازل ہوں گے زمین پر جس پر آثار آ چکے ہیں یعنی احادیث تو ہو سکتا ہے امام مالک کا یہ قول کہ وہ ۳۳ سال کے ہو کر مر گئے سے مراد حقیقت ہو نہ کہ مجاز

یعنی چونکہ نزول عیسیٰ قیامت کی نشانی ہے معجزہ ہے تو ممکن ہے عیسیٰ کی وفات کے باوجود انکو واپس بھیجا جائے جیسا کہ احادیث میں ہے

منکرین نزول مسیح صرف ادھی پونی بات پیش کر کے اپنا مدعا ثابت کرتے ہیں

دوم یہ کتاب جامع العتبية مفقود ہے اور اغلباً اس میں امام مالک کے اس قول کی سند بھی نہیں ہو گی

کیونکہ کسی نے بھی اسکو سند سے پیش نہیں کیا ہے لہٰذا امام مالک سے قول ثابت نہیں ہے

سوال حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک سو بیس سال زندہ رہے؟
ان اقوال کی اسناد کیسی ہیں
حضرت عیسیٰ بن مریم ایک سو بیس سال زندہ رہے ۔ (کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۰ از علاؤالدین علی المتقی ۔ دائرہ المعارف النظامیہ ۔ حیدرآباد ۱۳۱۲ھ)
اگر حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا ۔ (الیواقیت والجواہر صفحہ ۲۲ از علامہ عبدالوہاب شعرانی مطبع ازہریہ مصر ، مطبع سوم ، ۱۳۲۱ھ)
ایک اور روایت میں ہے ۔ اگر حضرت عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔
(شرح فقہ اکبر مصری صفحہ ۱۱۲ از حضرت امام علی القاری مطبوعہ ۱۳۷۵ھ)
آنحضرت ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کو توحید کا پیغام دیتے ہوئے فرمایا ۔ 'کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے کبھی نہیں مرے گامگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں ۔ (اسباب النزول صفحہ ۵۳ از حضرت ابوالحسن الواحدی طبع اولیٰ ۱۹۵۹ء مطبع مصطفیٰ البابی مصر)

جواب

کتاب الأجوبة المرضية فيما سئل السخاوي عنه من الأحاديث النبوية از السخاوي (المتوفى: 902ھ)
میں روایت

وإن عيسى عاش عشرين ومائة سنة اور بے شک عیسیٰ ۱۲۰ سال زندہ رہے پر لکھتے ہیں
وهو غريب جدًا، ولذا قال ابن عساكر: الصحيح أن عيسى لم يبلغ هذا العمر، وإنما أراد مدة مقامه في أمته،

اور یہ بہت غریب ہے اور اس لئے ابن عساکر نے کہا صحیح ہے کہ عیسیٰ اس عمر تک نہیں پہنچے اور ان کا ارادہ انکی امت کے ساتھ مدت اقامت کا ہے

کتاب المطَالبُ العَاليَةُ بِزَوَائِدِ المسَانيد الثّمَانِيَةِ از ابن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ) کے مطابق
أخرجه يعقوب بن سفيان كما في البداية والنهاية 2/ 95، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني 5/ (2970) عن عمر بن الخطاب السجستاني، والطحاوي في شرح المشكل 1/ (146)، 5/ (1937) عن يوسف بن يزيد،

والطبراني في الكبير 22/ 416 عن يحيى بن أيوب العلاف أربعتهم عن سعيد ابن أبي مريم، عن نافع بن يزيد، حدَّثني عمارة بن غزية عن محمد بن عبد الله بن عمرو بن عثمان، عن أمّه فاطمة بنت الحسن حدَّثته عن عائشة.
وهذا إسناد لين محمد بن عبد الله بن عمرو، وهو الديباج لين الحديث كما في ترجمته في تهذيب الكمال 25/ 516.
اور اس کی اسناد کمزور ہیں محمد بن عبد الله بن عمرو الديباج لين الحديث ہے
وأخرجه البزّار كما في الكشف 2/ 846 رقم 186 : عن سعيد ابن أبي مريم، والدولابي في الذرية الظاهرة عن عثمان بن سعيد كلاهما عن ابن لهيعة عن جعفر بن ربيعة، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عنها ... وعبد الله هذا لم أعرفه وعند الدولابي عبد الملك وعبد الله بن لهيعة ضعيف
اور اس قول کی تخریج کی ہے البزار نے ... اور اس میں عبد الله کا مجھے پتا نہیں ہے اور عبد الله بن لهيعة ضعيف ہے.
ثانيًا عن يزيد بن زياد، ولفظه: لم يكن نبي إلَّا عاش نصف عمر أخيه الذي قبله، عاش عيسى ابن مريم مائة وخمسة وعشرين سنة، وهذه اثنتان وستون سنة.

إخرجه ابن سعد 2/ 194، أخبرنا هاشم بن القاسم، أخبرنا أبو معشر عن يزيد بن زياد به، وهذا على

إرساله ضعيف الإسناد. نجيح السعدي أبو معشر ضعيف واختلط.
دوسری سند یزید بن زیاد سے ہے اور اس میں الفاظ ہیں : کوئی نبی نہیں گزرا سوائے اس کے کہ اس کی عمر اپنے پچھلے بھائی کی عمر کی آدھی تھی ، عیسیٰ ۱۲۵ سال زندہ رہے ہے اور اب ہے ٦٢ سال (یعنی رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی عمر)
اس قول میں ابو معشر کا ارسال ہے جو ضعیف اور مختلط تھا

سوال : اگر حضرت موسی اور عیسی زندہ ہوتے

روایت ہے

اگر حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا ۔ (الیواقیت والجواہر صفحہ ۲۲ از علامہ عبدالوہاب شعرانی مطبع ازہریہ مصر ، مطبع سوم ، ۱۳۲۱ھ)

ایک اور روایت میں ہے ۔ اگر حضرت عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔ (شرح فقہ اکبر مصری صفحہ ۱۱۲ از حضرت امام علی القاری مطبوعہ ۱۳۷۵ھ)
لو كان موسى وعيسى حيَّينِ؛ لما وسعهما إلا اتباعي

جواب

تفسیر ابن کثیر میں ہے

وفي بعض الأحاديث: «لَوْ كَانَ مُوسَى وَعِيسَى حَيَّيْنِ لَمَا وَسِعَهُمَا إِلَّا اتِّبَاعِي» فَالرَّسُولُ مُحَمَّدٌ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ دَائِمًا إِلَى يَوْمِ الدِّينِ

اور بعض احادیث میں ہے اگر موسی اور عیسیٰ زندہ ہوتے ....

اسی طرح تفسیر البحر المحیط فی التفسیر از ابو حیان الاندلسی (المتوفی: 745ھ) میں یہ لکھا ہے

روایت کسی بھی حدیث کی کتاب میں عیسیٰ و موسی کے الفاظ سے نہیں ہے ابن کثیر نے اغلبًا ابو حیان کی تفسیر سے ان الفاظ کو سرقہ کیا لیکن کہتے ہیں نقل کے لئے بھی عقل درکار ہے

سوال : نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں؟

آپ نے نجران کے عیسائیوں کو توحید کا پیغام دیتے ہوئے فرمایا ۔ ’کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں ۔ (اسباب النزول صفحہ ۵۳ از حضرت ابوالحسن الواحدی طبع اولیٰ ۱۹۵۹ء مطبع مصطفیٰ البابی مصر)

جواب کتاب إسباب نزول القرآن از الواحدی، النيسابوری، الشافعی (المتوفى: 468ھ) میں الفاظ ہیں کہ مفسرین کہتے ہیں اور پھر الواحدی بلا سند ایک اقتباس لکھتے ہیں جس میں ہے رسول اللہ نے نصاری سے کہا

قَالَ: "أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَبَّنَا حَيٌّ لَا يُمُوتُ، وأن عيسى أتى عَلَيْهِ الْفَنَاءُ؟ " قَالُوا: بَلَى

کیا تم کو پتا نہیں کہ ہمارا رب زندہ ہے اسکو موت نہیں ہے اور عیسیٰ (جن کو تم رب سمجھ رہے ہو) پر فنا آئی ؟ انہوں نے کہا ایسا ہے

ان الفاظ کی سند نہیں ہے لیکن واضح ہے کہ نصاری کے بقول عیسیٰ نے صلیب پر جان دی اور ان پر موت طاری ہوئی اس کو دلیل بناتے ہوئے ان کے غلط عقائد پر جرح ہو رہی ہے

سوال : اس اقتباس پر آپ کیا کہتے ہیں

ماھنامہ اشراق اپریل ۱۹۹۵ ص ۴۵ پر غامدی صاحب لکھتے ہیں

سیدنا مسیح علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ میں قرآن مجید سے سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ انکی روح قبض کی گئ اور اسکے فورا بعد انکا جسد مبارک اٹھا لیا گیا تھا تاکہ یہود اسکی بے حرمتی نہ کریں۔ یہ میرے نزدیک انکے منصب رسالت کا ناگزیر تقاضا تھا، چنانچہ قرآن مجید نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ ۔ اس میں دیکھ لیجیے توفی وفات کے لئے اور "رفع" اسکے بعد رفع جسم کے لیے بالکل تصریح ہے"۔

جواب

قرآن کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کا یہود قتل نہ کر سکے اور ان پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا

عیسیٰ علیہ السلام کے لئے آیا ہے کہ اللہ نے ان کو کہا انی متوفیک و رفعک الی کہ میں تم کو قبضہ میں لوں گا اور اٹھا لوں گا

توفی کا مطلب موت نہیں ہے توفی کا مطلب ہے کسی چیز کو پورا پورا قبضہ میں لینا قرآن میں یہی لفظ زندہ انسانوں کی حالت نیند کے لئے بھی استعمال ہوا ہے یعنی زندہ انسان بھی ہر روز توفی کے عمل سے گزرتے ہیں جس میں ان پر حالت نیند طاری کی جاتی ہے لہٰذا توفی کا لفظ کا مطلب موت دینا مجازی ہے دیکھینے سورہ الزمر اور سورہ الانعام

تمام انسانوں کو قیامت کے دن زمین سے اٹھایا جائے گا اگر یہ مان لیا جائے کہ عیسیٰ کا مردہ جسم آسمان میں کہیں ہے تو ان کے جسد کو واپس کب دنیا میں منتقل کیا جائے گا ؟

تفسیر الطبری اور ابن ابی حاتم کے مطابق اس سلسلے میں اقوال ہیں

حسن البصری المتوفی ۱۱۰ ھ ، ابن جریج المتوفی ۱۵۰ ھ ، ابن اسحاق المتوفی ۱۵۹ ھ کی رائے ہے کہ عیسیٰ کو(زندہ) قبضہ میں لیا اور اٹھا لیا

ربیع بن انس البصری المتوفی ۱۴۰ ھ کی رائے میں عیسیٰ پر نیند طاری کی گئ اور اٹھایا گیا

ان آراء کے مطابق عیسیٰ زندہ ہی تھے کہ رفع ہوا

اس کے بر عکس علی بن ابی طلحہ المتوفی ۱۴۳ ھ نے بیان کیا ہے کہ ابن عباس نے کہا متوفیک کا مطلب ممیتك یعنی موت دی

تفسیر ابن المنذر اور ابن ابی حاتم کے مطابق

حَدَّثَنَا عَلانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قوله: " {إِنِّي مُتَوَفِّيكَ} يَقُولُ: مُمِيتُكَ

علی بن ابی طلحہ ابن عبّاس سے روایت کرتا ہے کہ قول {إِنِّي مُتَوَفِّيكَ} کے لئے انہوں نے کہا موت دی

جبکہ علی بن ابی طلحہ کا ابن عباس سے سماع ثابت نہیں دیکھئے جامع التحصیل اور میزان الاعتدال

کتاب جامع التحصیل فی اِحکام المراسیل از العلائی (المتوفی: 761ھ) کے مطابق

علي بن أبي طلحة قال دحيم لم يسمع التفسير من بن عباس وقال أبو حاتم علي بن أبي طلحة عن بن عباس مرسل

علی بن ابی طلحہ - دحیم کہتے ہیں اس نے ابن عباس سے تفسیر نہیں سنی اور ابو حاتم کہتے ہیں علی بن ابی طلحہ ابن عبّاس سے مرسل ہے

وھب بن منبہ المتوفی ۱۱۴ ھ کے مطابق ان پر تین ساعات کے لئے موت طاری کی گئی ایک قول ابن اسحاق سے بھی منسوب کیا جاتا ہے جس میں ہے کہ سات ساعتوں کے لئے ان پر موت طاری کی گئی

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مَنْ، لَا يُتَّهَمُ، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، أَنَّهُ قَالَ: تَوَفَّى اللَّهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ثَلَاثَ سَاعَاتٍ مِنَ النَّهَارِ حِينَ رَفَعَهُ إِلَيْهِ

محمد بن اسحاق کہتا ہے اس نے کسی سے سنا جس نے وھب بن منبہ سے سنا

وھب بن منبہ کے قول کی سند بھی ثابت نہیں ہے دوم ابن اسحاق اور وھب کی رائے میں موت صرف چند گھنٹوں کی تھی لہذا اب عیسیٰ زندہ ہی ہوئے – صرف ابن عباس سے منسوب قول ہے جس کا ذکر بخاری نے ابواب کی تعلیق میں کیا ہے لیکن جیسا واضح کیا اس کا کہنے والا علی بن ابی طلحہ ہے جس کا سماع ابن عبّاس سے ثابت نہیں ہے

یہودی عیسیٰ کے قتل کے درپے تھے کیونکہ وہ ان کے مولویوں کے خلاف تھے اور طبعی موت بھی نہیں مرے تھے لہذا ان کے قتل کے ارادے سے نکلے جس پر اللہ نے ان کو بچایا اس سے قبل بھی یہودی

کافی انبیاء و رسل کو قتل کر چکے تھے

سورہ البقرہ ۸۷ میں ہے

أفكلما جاءكم رسول بما لا تهوى أنفسكم استكبرتم ففريقا كذبتم وفريقا تقتلون

کیا ایسا نہیں کہ جب کوئی رسول آیا جس پر تمہارا دل مائل نہ ہوا تو تم نے استکبار کیا اور ایک گروہ کا انکار کیا اور ایک کا قتل

عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی نسل میں آخری نبی تھے اس وجہ سے اللہ کا پلان الگ تھا اور سابقہ انبیاء کی طرح ان کو قتل نہ ہونے دیا گیا بلکہ آسمان پر اٹھایا گیا

جسد کی بے حرمتی کا خدشہ بالکل بے بنیاد ہے اس کی کیا دلیل ہے کہ یہود نے جن انبیاء کو قتل کیا ان کے اجسام کی بے حرمتی کی؟ یا مفروضہ بلا ثبوت ہے

سوال بعض لوگوں نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ عیسیٰ کس طرح آسمانوں میں زندہ ہیں؟

جواب : واضح رہے کہ جنت میں نہ کوئی چیز سڑے گی نہ برباد ہو گی بلکہ وہ تو مسلسل برکت کا مقام ہے قرآن کے مطابق جنت میں نہ بھوک لگے گی نہ پیاس دیکھئے سورہ طہ

سوال سورہ مائدہ میں عیسیٰ (ع) کی موت کا ذکر ہے

بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ سورہ المائدہ کے مطابق جب روز قیامت عیسیٰ سے اللہ تعالی سوال کریں گے کہ انہوں کیا لوگوں کو اپنی اور مریم علیہ السلام کی عبادت کی تلقین کی تو وہ کہیں گے کہ میں جب تک ان میں رہا ان کو اسی بات کی تلقین کرتا رہا کہ اللہ کی عبادت کرو جو ہمارا تمہارا رب ہے لہٰذا اس میں چونکہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ میں تو دو دفعہ دینا میں گیا اور ہر دفعہ ان کو توحید کی تلقین کی تو اس سے ظاہر ہے کہ وہ دینا میں واپس نہیں آئیں گے

جواب

قرآن کے مطابق محشر کا سما کچھ اور ہی ہے سورہ النبا میں ہے

يوم يقوم الروح والملائكة صفا لا يتكلمون إلا من أذن له الرحمن وقال صوابأ

اِس روز جب الروح اِور فرشتے صف در صف کھڑے ہوں گے کوئی نہ بولے گا سوائے اس کے جس کو رحمان کا اذن ہو گا اور وہ ٹھیک بات کہے گا

اس وقت کیا عیسیٰ علیہ السلام کو اس قدر کلام کی اجازت ہو گی یا وہ صرف نپی تلی بات ہی کر پائیں گے
لہٰذا سورہ المائدہ میں ایک مختصر بات بیان کی گئی ہے اس کے سیاق و سباق میں نزول عیسیٰ اور رفع عیسیٰ کی بحث نہیں ہے بلکہ عسائیوں کے شرکیہ عقائد پر بات کی جا رہی ہے
دوم عیسیٰ کا نزول قرب قیامت میں ہو گا اس سے قبل کروڑوں انسان نصرانی مذھب پر جان دے چکے ہوں گے لہٰذا جب بات ہو گی تو پہلے اکثریت کی ہو گی نہ کہ ان پر ایمان لانے والی اقلیت کی

سوال عیسیٰ کے انکاری ؟
بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر نزول مسیح کو مان لیا جائے تو پھر اس آیت کی کیا تاویل کریں جس کے مطابق اللہ تعالی نے عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ میں تمھارے ماننے والوں کو انکاریوں پر قیامت تک غلبہ دوں گا

جواب
نزول مسیح قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور جب قیامت قریب ہو گی تو اس کا دور ایک طرح شروع ہو جائے گا مثلا سد ذو القرنین قیامت سے قبل ٹوٹ جائے گی اور یاجوج و ماجوج بھیل جائیں گے قرآن اس کو

هذا رحمة من ربي فإذا جاء وعد ربي جعله دكاء وكان وعد ربي حقا

یہ میرے رب کی رحمت ہے پس جب میرے رب کا وعدہ آئے گا وہ اس کو ریزہ ریزہ کر دے گا اور سچا ہے میرے رب کا وعدہ

وعدہ یعنی قیامت کا آنا ــ کے الفاظ سے بتاتا ہے

اسی طرح نزول مسیح پر اس قیامت کا ایک طرح آنا یقینی ہو جائے گا

اسی لئے قرآن میں سورہ الزخرف میں عیسیٰ کو وإنه لعلم للساعة کہا گیا ہے کہ بے شک وہ قیامت (کے قریب آنے) کا علم ہے

قرآن میں سورہ صف میں ہے

اے ایمان والوں اللہ کے مددگار ہو جاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا کہ (بھلا) کون ہیں جو اللہ کی طرف (بلانے میں) میرے مددگار ہوں۔ حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ تو بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ تو ایمان لے آیا اور ایک گروہ کافر رہا۔ آخر الامر ہم نے ایمان لانے والوں کو اُن کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد دی اور وہ غالب ہو گئے۔

اس کا مطلب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں ان کے ماننے والوں کو یہودی ختم نہ کر سکے یہود میں عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت ہوئی اور یہود دو گروہوں میں بٹ گئے- ایک عیسیٰ کو حق پر ماننے والا دوسرا ان کو فراڈ یا دجل قرار دینے والا – اس میں جو عیسیٰ کو حق مانتا تھا وہ باقی رہا - ان کے مخالف ان کو قتل نہ کر سکے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی بچ گئے اس کا ذکر سورہ صف میں ہے کہ حواریوں کو ظالم یہودی قتل نہ کر سکے بلکہ یہود پر رومیوں کا عذاب آیا ان کا قتل ہوا اور رومیوں نے نصرانی مذہب قبول کر لیا- قرآن میں ہے کہ عیسیٰ کی وجہ سے بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا اور ایک نے کفر کیا – یہ صرف بنی اسرائیل میں تفریق کا ذکر ہے پھر وہ جو مومن بنی اسرائیل کا گروہ تھا اس کو تمام عالم پر فضیلت نہیں دی اس کو اس کافر دشمن یہودی و بنی اسرائیلی گروہ پر مدد دی گئی

فَاَيَّدْنَا الَّـذِيْنَ اٰمَنُـوْا عَلٰى عَدُوِّهِـمْ فَاَصْبَحُوْا ظَاهِرِيْنَ

اور وہ بطور مسلم باقی رہے اور یہاں تک کہ قرآن کہتا ہے پھر واپس بگاڑ آیا اور توحید، شرک میں بدل گئی

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا

پس ان کے بعد وہ آئے جنھوں نے نماز ضائع کی اور خواہشات کی اتباع کی

لہٰذا اگرچہ عیسیٰ کے ماننے والوں کو انکاریوں پر غلبہ ملا لیکن ان کے ماننے والے بھی عقیدہ کی خرابی میں مبتلا ہوئے

اور ان کی اصلاح کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا جن کا عیسائیوں نے انکار کیا

سوال امام مالک کی کتاب الموطأ میں مسیح کے نزول پر کوئی روایت نہیں

جواب

الموطا میں دو مقام پر فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ سے پناہ مانگنے کی راویات ہیں- یہ مسیح الدجال کون ہے اور کس کے مقابلے پر دجال ہے؟

موطا میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: «عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلاَئِكَةٌ، لاَ يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلاَ الدَّجَّالُ

مدینہ پر فرشتے نگہبان ہوں گے اور اس میں طاعون اور دجال داخل نہ ہو گا

موطا میں دجال کے کعبہ کے طواف کی روایت بھی ہے

مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: «أُرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ. فَرَأَيْتُ رَجُلاً آدَمَ. كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ. لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ. قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً. مُتَّكِئاً عَلَى رَجُلَيْنِ، أَوْ عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ. يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ. فَسَأَلْتُ: مَنْ هذَا؟
فَقِيلَ: هذَا الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ.
ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ . أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنَى. كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ. فَسَأَلْتُ: مَنْ هذَا؟
فَقِيلَ: هذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ

مالک ، نافع سے وہ عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے رات میں نیند میں کعبہ کے پاس آدمیوں میں سے ایک بہت خوب آدمی دیکھا ....دو آدمیوں پر سہارا لئے کعبہ کا طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا کون ہے کہا گیا مسیح ابن مریم- پھر ایک انگور کی طرح پھولی انکھ سے کانے کو دیکھا جس کے بال گھونگھر والے تھے – پوچھا یہ کون ہے کہا مسیح دجال ہے

انبیا کا خواب وحی ہے لہٰذا اس کا ہونی شدنی ہے

امام مالک ۱۷۹ ھ میں فوت ہوئے اور ان کے دور میں ہی دجال کا ذکر شروع ہو چکا تھا

یہ روایت ابن عباس سے بھی مروی ہے جس کو ان کے کئی شاگردوں نے نقل کیا ہے

اس کے علاوہ امام مالک کی سند تو سلسلہ الذھب ہے اس کو رد نہیں کیا جا سکتا

سوال عیسیٰ علیہ السلام نبی اور رسول کی حیثیت سے آئیں گے ؟
تو اس وقت آخری نبی عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم؟ کیا رسول اللہ کی بعثت کے بعد بھی کس نبی یا رسول کی ضرورت ہے؟

جواب : کسی کا نبی بننا اللہ کا حکم ہوتا ہے اور یہ حکم اس کی موت پر ختم نہیں ہوتا بلکہ جنت میں بھی اس کو نبی ہی کہا جاتا ہے اس کی دلیل خود قرآن ہے کہ فوت شدہ انبیاء کو نبی ہی کہا گیا ہے اور بخاری کی معراج والی حدیث میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف مختلف انبیاء سے کرایا جاتا ہے تو ان کو نبی ہی بتایا جاتا ہے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول تھے ان سے قبل انبیاء کو ان کی مدد کرنی ہو گی لہٰذا قرآن میں سورہ ال عمران ۸۱ میں ہے
وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ
(81
اور جب اللہ نے انبیاء سے میثاق لیا کہ جب میں تم کو کتاب و حکمت دوں پھر کوئی رسول آئے جو اس کی تصدیق کرے جو تمھارے پاس ہو تو تم کیا تم اس پر ایمان لاؤ گے یا مدد کرو گے سب نے کہا ہم اقرار کرتے ہیں
لہٰذا رسول اللہ کے قول فَإِنِّيْ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ میرے بعد کوئی نبی نہیں کا یہی مطلب ہے کہ اب محمّد بن عبد اللہ کے بعد کوئی اور رسول و نبی مقرر نہ ہو گا لیکن ان میں پہلے والے اگر اس دنیا میں آ جائیں تو اس سے کسی کی نبوت ختم نہ ہو گی بلکہ ایک دوسرے کی مدد ازل میں لئے گئے میثاق کی وجہ سے لازم ہو گی
رہا یہ سوال کہ وہ کس شریعت پر عمل کریں گے تو شریعت محمدی اور شریعت موسوی کا ماخذ وحی الٰہی ہی ہے لہٰذا بینادی طور پر ان میں کوئی فرق نہیں ہے

سارے انبیاء ایک ہی دین پر تھے جس کا اصل توحید، انکار طاغوت، آخرت کا خوف اور اللہ کی مغفرت کی امید تھا. نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحیح مسلم) فرمایا

الأنبياء إخوة من علات وإمهاتهم شتى ودينهم واحد

انبیاء آپس میں بھائی بھائی کی طرح ہیں جن کی مائیں جدا ہوں اور ان سب کا دین ایک ہے

انبیاء کی دعوت اصل میں میں ایک ہی دعوت ہے. اللہ سورہ الشوریٰ میں کہتا ہے

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ (13) وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ (14) فَلِذَلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ (15)

اللہ نے تمہارے لئے اسی دین کا حکم دیا ہے جس کا حکم اس نے تم سے پہلے نوح کو دیا، جس کو تم پر اے محمّد نازل کیا اور جس کا حکم ابراہیم کو، موسیٰ کو اور عیسیٰ کو کیا کہ دین کو قائم کرو اور اس میں فرقے نہ بنو.

مشرکوں پر تمہاری دعوت بہت گراں گزرتی ہے . اللہ جس کو چاہتا ہے چنتا ہے اور اپنی طرف ہدایت دیتا ہے رجوع کرنے والے کو. اور انہوں نے اختلاف نہ کیا ، لیکن علم آ جانے کے بعد آپس میں عداوت کی وجہ سے. اور اگر یہ پہلے سے تمہارے رب نے (مہلت کا) نہ کہا ہوتا تو ان کا فیصلہ کر دیا جاتا. اور بلاشبہ جن کو ان کے بعد کتاب کا وارث (یہود و نصاریٰ) بنایا گیا تھا وہ اس بارے میں سخت خلجان میں مبتلا ہیں. پس ان کو تبلیغ و تلقین کرو اور استقامت اختیار کرو جیسا حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشات کی اتباع نہ کرو بلکہ کہو: میں اس کتاب پر ایمان لایا ہوں جو اللہ نے نازل کی ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں ، اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے. ہمارے لئے ہمارا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل. ہمارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں . بے شک اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور ہمیں اسی کیطرف پلٹنا ہے

یہاں رسول اللہ کی بعثت کے بعد کسی نبی کی ضرورت کا سوال نہیں ہے کیونکہ جب تمام انبیاء ایک ہی شرع پر ہوں تو ان کے آنے میں کوئی ایمانی تبدیلی نہیں ہو گی جن پر اعمال کا دار و مدار ہے

سوال بعض لوگ کہتے ہیں کہ دجال کا مطلب مغربی تہذیب ہے

جواب : کوئی بھی تہذیب دجالی نہیں ہوتی یہ انسان کا شعور و فہم اور اس کا رجحان ہوتی ہے مغربی تہذیب کا سائنس کی ترقی میں ایک اہم کردار ہے جس کا تعلق کائنات کے حقائق سے ہے – اس کو

دجالی قرار دینے کی صورت میں تمام سائنسی علوم بھی دجالی قرار پاتے ہیں لہٰذا یہ جاہلوں اور تہذیبوں کے ارتقاء کے علم سے غافل ملاووں کا قول ہے

دجال جو ہے اس کو وہی رہنے دیں – رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کہتے ہیں کہ جو دجال سے ملا وہ اس کو مومن سمجھے گا

لہٰذا وہ کسی بھی علاقے سے کسی بھی تہذیب کا ہو سکتا ہے

سوال : بعض کہتے ہیں کہ جزیہ لینا قرآن کا حکم ہے اور نزول مسیح کی روایات میں ہے کہ جزیہ ختم ہو جائے گا

جواب

جزیہ کا حکم اہل کتاب کے لئے ہے کہ وہ اپنی عبادت مسلمان علاقوں میں کر سکتے ہیں اگر جزیہ دیں اور سرکش نہ بنیں

چونکہ نزول مسیح کے بعد اہل کتاب مسلمان ہو جائیں گے لہٰذا اس پر عمل نہ ہو گا یہ ایسا ہی ہے کہ قرآن میں لونڈی غلاموں کا حکم ہے جو اب نہیں ہیں لہٰذا ان آیات پر عمل نہیں ہوتا

ابن عباس ، عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے قائل تھے؟

صحیح بخاری میں ان سے متعلق کون سا قول ہے جس کو قادیانی لوگ ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس حضرت عیسیٰ کی موت کے قائل تھے۔وضاحت مطلوب ہے

جواب

قرآن کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کا یہود قتل نہ کر سکے اور ان پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا[1]

اصل میں یہود کا یہ دعوی ہے کہ عیسیٰ کا عقیدہ صحیح نہیں تھا ، نعوذ باللہ وہ ساحر تھا - تلمود کے مطابق عیسیٰ مصر گئے وہاں انہوں نے سحر سیکھا نعوذ باللہ لیکن اس روسی یہودی محقق کا دعوی تھا کہ بدھمت کی تعلیمات حاصل کیں -اس کی ضرورت اس طرح پیش آئی کہ عیسیٰ علیہ السلام کے دور تک

مصر کا سحر کا مذہب معدوم ہو چلا تھا اور تلمود کا بیان قابل اعتماد نہیں رہا تھا۔ نوٹووچ نے عیسیٰ کو ہندوستان پہنچوایا جو سحر کے حوالے سے دوسری مشھور جگہ تھا اس کے مطابق اس کے بعد ہی عیسیٰ نے ابن اللہ کا دعوی کیا

نعوذ باللہ من تلک الخرافات

عیسیٰ علیہ السلام کے لئے آیا ہے کہ اللہ نے ان کو کہا انی متوفیک و رفعک الی کہ میں تم کو قبضہ میں لوں گا اور اٹھا لوں گا

توفی کا مطلب موت نہیں ہے توفی کا مطلب ہے کسی چیز کو پورا پورا قبضہ میں لینا قرآن میں یہی لفظ زندہ انسانوں کی حالت نیند کے لئے بھی استعمال ہوا ہے یعنی زندہ انسان بھی ہر روز توفی کے عمل سے گزرتے ہیں جس میں ان پر حالت نیند طاری کی جاتی ہے لہذا توفی کا لفظ کا مطلب موت دینا مجازی ہے دیکھئے سورہ الزمر اور سورہ الانعام

تمام انسانوں کو قیامت کے دن زمین سے اٹھایا جائے گا اگر یہ مان لیا جائے کہ عیسیٰ کا مردہ جسم آسمان میں کہیں ہے تو ان کے جسد کو واپس کب دنیا میں منتقل کیا جائے گا ؟

تفسیر الطبری اور ابن ابی حاتم کے مطابق اس سلسلے میں اقوال ہیں

حسن البصری المتوفی ۱۱۰ ھ ، ابن جریج المتوفی ۱۵۰ ھ ، ابن اسحاق المتوفی ۱۵۹ ھ کی رائے ہے کہ عیسیٰ کو(زندہ) قبضہ میں لیا اور اٹھا لیا

ربیع بن انس البصری المتوفی ۱۴۰ ھ کی رائے میں عیسیٰ پر نیند طاری کی گئی اور اٹھایا گیا

ان آراء کے مطابق عیسیٰ زندہ ہی تھے کہ رفع ہوا

اس کے بر عکس علی بن ابی طلحہ المتوفی ۱۴۳ ھ نے بیان کیا ہے کہ ابن عباس نے کہا متوفیک کا مطلب ممیتک یعنی موت دی

تفسیر ابن المنذر اور ابن ابی حاتم کے مطابق

حَدَّثَنَا عَلانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قوله: " {إِنِّي مُتَوَفِّيكَ} يَقُولُ: مُمِيتُكَ

علی بن ابی طلحہ ابن عبّاس سے روایت کرتا ہے کہ قول {إِنِّي مُتَوَفِّيكَ} کے لئے انہوں نے کہا موت دی

جبکہ علی بن ابي طلحه کا ابن عباس سے سماع ثابت نہیں دیکھئے جامع التحصیل اور میزان الاعتدال

کتاب جامع التحصیل فی إحكام المراسیل از العلائی (المتوفی : 761ھ) کے مطابق

علي بن أبي طلحة قال دحيم لم يسمع التفسير من بن عباس وقال أبو حاتم علي بن أبي طلحة عن بن عباس مرسل

علی بن ابي طلحه — دحیم کہتے ہیں اس نے ابن عباس سے تفسیر نہیں سنی اور ابو حاتم کہتے ہیں علی بن ابی طلحہ ابن عبّاس سے مرسل ہے

وهب بن منبہ المتوفی ۱۱۴ ھ کے مطابق ان پر تین ساعات کے لئے موت طاری کی گئی ایک قول ابن اسحاق سے بھی منسوب کیا جاتا ہے جس میں ہے کہ سات ساعتو ں کے لئے ان پر موت طاری کی گئی

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مَنَ، لَا يُتَّهَمُ، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، أَنَّهُ قَالَ: تَوَفَّى اللَّهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ثَلَاثَ سَاعَاتٍ مِنَ النَّهَارِ حِينَ رَفَعَهُ إِلَيْهِ

محمد بن اسحاق کہتا ہے اس نے کسی سے سنا جس نے وهب بن منبہ سے سنا- وهب بن منبہ کے قول کی سند بھی ثابت نہیں ہے دوم ابن اسحاق اور وهب کی رائے میں موت صرف چند گھنٹوں کی تھی لہذا اب عیسیٰ زندہ ہی ہوئے — صرف ابن عباس سے منسوب قول ہے جس کا ذکر بخاری نے ابواب کی تعلیق میں کیا ہے لیکن جیسا واضح کیا اس کا کہنے والا علی بن ابي طلحه ہے جس کا سماع ابن عبّاس سے ثابت نہیں ہے

سوال اہل کتاب سب عیسیٰ کی موت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے

یہ ترجمہ غلط ہے۔

اصل میں فرمایا گیا ہے کہ اہل کتاب میں جو بھی مرے گا یعنی جو 1400 سال پہلے مرا اور جو آج مرے گا اور جو قیامت کے قریب مرے گا وہ اہل کتاب مرنے سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ضرور ایمان لائے گا کہ وہ اللہ کے نیک بندے اور رسول تھے اور اپنے کفر و شرک کا صاف قبول کریں گے کہ ہم کافر تھے۔

جواب

آپ کی تشریح بھی ایک تفسیری قول ہے- آیت میں ہے

وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴿١٥٩﴾

أور أهل كتاب ميں سے ہوں گے جو ضرور اپنی موت سے قبل ان پر ايمان لائيں گے اور روز محشر ان پر گواه ہوں گے

اس میں ہے اہل کتاب میں سے ہوں گے جو سب کے سب عیسیٰ پر ایمان لائیں گے اس میں یہ نہیں کہ جو بھی اہل کتاب میں مر رہا ہے وہ عیسیٰ پر ایمان لا رہا ہے

تفسیر ابی حاتم کے مطابق یہ حسن بصری کا قول ہے کہ اس سے مراد نجاشی اور اس کے اصحاب ہیں

حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ فِي قَوْلِهِ: وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ قَالَ: النَّجَاشِيُّ وَأَصْحَابُهُ.

لیکن یہ آپ کے قول کے خلاف ہے کیونکہ آپ من کو عام کر رہے ہیں اور اس قول میں اس کو خاص کر دیا گیا ہے

تفسیر طبری میں حسن بصری سے اس کے مخالف قول ہے

حدثني المثنى قال، حدثنا الحجاج بن المنهال، قال، حدثنا حماد بن سلمة، عن حميد، عن الحسن قال:"قبل موته"، قال: قبل أن يموت عيسى ابن مريم.

حدثني يعقوب قال، حدثنا ابن علية، عن أبي رجاء، عن الحسن في قوله:"وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته"، قال: قبل موت عيسى. والله إنه الآن لحيٌّ عند الله، ولكن إذا نزل آمنوا به أجمعون.

حسن کہتے ہیں یہاں عیسیٰ کی موت مراد ہے

تفسیر ابی حاتم کے مطابق ابن عباس کے مطابق اس میں الھا عیسیٰ کی طرف ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ: وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلا ليؤمنن به قبل موته قَالَ: قَبْلَ مَوْتِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلامُ. وَرُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَمُجَاهِدٍ، وَالْحَسَنِ، وَقَتَادَةَ نَحْوُ ذَلِكَ.

تفسیر طبری کے مطابق ابن عباس کہتے اس میں کتابی کی موت مراد ہے

حدثني المثنى قال، حدثنا عبد الله بن صالح قال، حدثني معاوية، عن علي بن أبي طلحة، عن ابن عباس قوله:"وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته"، قال: لا يموت يهودي حتى يؤمن بعيسى.

یہ سند منقطع ہے کیونکہ علی بن ابی طلحہ کا سماع ابن عباس سے نہیں ہے

اس قول کو ابن سیرین سے بھی منسوب کیا گیا ہے

حدثنا ابن بشار قال، حدثنا عبد الرحمن قال، حدثنا الحكم بن عطية، عن محمد بن سيرين:"وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته"، قال: موتِ الرجل من أهل الكتاب

یہاں سند میں الحکم بن عطیہ ضعیف ہے

جب قرآن کہتا ہے ایمان لائے گا تو یہ ایمان ہی ہوا اور اس کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی اس آیت کے نزول کے بعد سے مرنے والے تمام اہل کتاب جہنمی نہیں رہتے

زمخشری جن کو معتزلی متاثر کہا جاتا ہے وہ تک نزول مسیح کو مانتے ہیں لہذا اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں

وَإِنَّهُ وإن عيسى عليه السلام لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ أى شرط من أشراطها تعلم به

عیسیٰ قیامت کا علم ہیں اس کی شرطوں میں سے ایک ہیں جس کا علم دیا گیا

مشہور متکلم قاضی الباقلانی المتوفی ۴۰۳ ھ کتاب الانتصار للقرآن میں کہتے ہیں

فليست الهاء راجعةَ على المكلَّف من أهل الكتاب، وإنّما أراد أن أهلَ العصر الذي ينزل فيه عيسى من السماء من أهل الكتاب، يؤمنون به عندَ نزوله ويعرفون صدقه.

یہاں الهاء اہل کتاب کے مکلّف کی طرف نہیں کہ بلکہ اس میں مراد وہ ہیں جو نزول عیسیٰ کے دور میں ان پر ایمان لائیں گے ان کو پہچانیں گے تصدیق کریں گے

غریب القرآن لابن قتیبۃ المتوفی ۲۷۶ کہتے ہیں

وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ يريد: ليس من أهل الكتاب في آخر الزمان عند نزوله- أحد إلا آمن به حتى تكون الملّة واحدة، ثم يموت عيسى بعد ذلك.

مراد ہے آخری زمانے میں اہل کتاب میں کوئی نہ ہو گا جو عیسیٰ کے نزول کے بعد ان پر ایمان نہ لائے اور ملت ایک ہو گی پھر عیسیٰ کی موت ہو گی

آپ کی تفسیر بھی مفسرین نے بیان کی ہے لیکن وہ باوجود اس تفسیر کے نزول مسیح کے قائل ہیں کیونکہ وہ انہ علم للساعہ میں مراد عیسیٰ لیتے ہیں

عرب نحوی الفراء (المتوفى: 207ھ) کہتے ہیں

ويُقال: يؤمن كل يهوديّ بعيسى عند موته «1» . وتَحقيق ذَلِكَ فِي قراءة أبي إلا ليؤمنُنَّ بِهِ قبل موتهم

اور کہا جاتا ہے کہ اپنی موت پر تمام یہودی عیسیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور تحقیق ہے کہ ابی بن کعب کی قرات میں تھا کہ اپنی موتوں سے پہلے یہ ایمان لائیں گے

زمخشری نے تفسیر میں لکھا

وتدل عليه قراءة أبىّ: إلا ليؤمننّ به قبل موتهم، بضم النون على معنى: وإن منهم أحد إلا سيؤمنون به قبل موتهم

اور اس پر دلالت کرتی ہے ابی بن کعب کی قرات کہ ان میں سے ہر ایک اپنی موت سے قبل ایمان لاتا

ہے
اس قول کی سند تفسیر طبری میں ہے
حدثني إسحاق بن إبراهيم بن حبيب بن الشهيد قال، حدثنا عتاب بن بشير، عن خصيف، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس:"وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته"، قال: هي في قراءة أبيّ: (قبل موتهم)

سند میں عتاب بن بشیر ہے جو ضعیف ہے

عتاب بن بشیر الجزری کے لئے احمد نے کہا

قال اِحمد : اِحاديثه عن خصيف منكرة

خصیف سے منکرات بیان کرتا ہے

وخصیف بن عبد الرحمٰن الجزری بھی ضعیف ہے

تفسیر الدر المنثور میں لکھا ہے

وَأخرج ابْن الْمُنْذر عَن أبي هَاشم وَعُرْوَة قَالَا: فِي مصحف أبي بن كَعْب: وَإِن من أهل الْكتاب إِلَّا ليُؤْمِنن بِهِ قبل مَوْتهمْ

ابن منذر نے ابی ہاشم اور عروہ سے روایت کیا کہ ابی بن کعب کی قرات میں یہ تھا
یعنی آیت میں الھا کی ضمیر کو اہل کتاب کی موت کی طرف لے جانے کے لئے لوگوں کو یہ دلیل ملی ہے

اگر یہ بات ہے تو آج ہمارے پاس ابی بن کعب کی قرات ہی ہے جس کو عاصم بن ابی النجود کی سند سے ہم جانتے ہیں اس میں ایسا نہیں ہے

عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ابی بن کعب کی قرات پر تراویح ہوئی بہت سے اصحاب رسول نے اس قرات کے مطابق قرآن سنا لیکن آج جو دس قرات ہمارے پاس ہیں ان میں ایک میں بھی قبل موتھم نہیں ہے

خود یہ قول تفسیر ابن المنذر میں بھی موجود نہیں ہے

دوم ابی ہاشم اور عروہ تک سے لے کر ابی بن کعب تک کوئی سند کا علم نہیں ہے

لہذا یہ قول پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتا اور اس بنیاد پر آپ کی تشریح قابل قبول نہیں ہے

اب آپ غور کریں قرآن میں ہے
وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ
اور اہل کتاب میں سے ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور جو تم پر نازل ہوا اور جو ان پر نازل ہوا
جبکہ ہم کو معلوم ہے کہ دور نبوی میں تمام اہل کتاب ایمان نہیں لائے یہاں بھی ان من اھل الکتاب ہے

اس آیات کی تفسیر میں ایک اور قول بھی ہے جو اہل سنت کی تفسیر میں ہے جس کو بلا سند بیان کیا گیا ہے

وروى أن الحجاج بن يوسف قال : ما قرأت هذه الآية الا وفى نفسى منها شىء ، فانى أضرب عنق اليهودى والنصرانى ، ولا أسمع منه ذلك .
فقلت : ان اليهودى اذا حضره الموت ضربت الملائكة وجهه ودبره وقالوا : يا عدوا الله أتاك عيسى نبيا فكذبت به ، فيقول : آمنت أنه عبد الله ورسوله ، وتقول للنصرانى ، أتاك عيسى نبيا فزعمت أنه الله أو ابن الله ، فيقول آمنت أنه عبد الله ورسوله ، فأهل الكتاب يؤمنون به حين لا ينفعهم الايمان .
فاستوى الحجاج جالسا وقل : عمن نقلت هذا؟ فقلت : حدثنى به محمد بن الحنفية فأخذ ينكت فى الأرض بقضيب ثم قال : لقد أخذتها من عين صافية

۔ راقم کو اس قول کی سند شیعہ تفاسیر میں ملی ہے

وفي تفسير علي بن إبراهيم: حدثني أبي، عن القاسم بن محمد، عن سليمان بن داود المنقري، عن أبي حمزة، عن شهر بن حوشب قال: قال لي الحجاج: يا شهر، آية في كتاب الله قد أعيتني ؟ ! فقلت: أيها الامير أية آية هي ؟ فقال قوله: " وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته " والله إني لآمر باليهودي والنصراني فيضرب عنقه، ثم أرمقه بعيني فما أراه يحرك شفتيه حتى يخمد، فقلت: أصلح الل الامير، ليس على ما تأولت، قال: كيف هو ؟ قلت: إن عيسى ينزل قبل يوم القيامة إلى الدنيا فلا يبقى أهل ملة يهودي ولا غيره إلا آمن به قبل موته، ويصلي خلف المهدي، قال: ويحك أنى لك هذا ومن أين جئت به ؟ ! فقلت: حدثني به محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب (عليهم السلام)، فقال: جئت بها من عين صافية

شہر بن حوشب نے کہا مجھ سے حجاج بن یوسف نے کہا اے شہر مجھ کو ایک آیت کتاب اللہ میں ملی ہے میں نے کہا اے امیر کون سی ؟ حجاج نے کہا وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته ۔ اللہ کی قسم میں تو جس یہودی و نصرانی کی گردن قلم کرنے کا حکم کرتا ہوں تو میں اس کے ہونٹ دیکھتا رہتا ہوں یہاں تک کہ سد پڑ جائے ۔ میں نے کہا اللہ آپ کی اصلاح کرے اے امیر ایسا نہیں ہے جیسا

آپ تاویل کر رہے ہیں- حجاج نے کہا تو پھر کیا ہے ؟ میں نے کہا عیسیٰ محشر سے قبل نازل ہوں گے یہاں تک کہ دنیا کا کوئی یہودی یا کوئی اور نہ ہو گا تو مرنے سے قبل ان پر ایمان نہ لائے اور المہدی کے پیچھے نماز پڑھے – حجاج نے کہا بربادی تجھ کو یہ تفسیر کہاں سے ملی ؟ میں نے کہا ایسا محمد بن حنفیہّ نے بیان کیا ہے – حجاج بولا تو تجھ کو یہ ایک صاف چشمے سے ملا

اس کی سند میں مجہولین ہیں- رجال ابن داود میں ہے سلیمان بن داود المنقری لم (غض) ضعیف

کتاب الرجال از تقی الدین الحسن بن علی بن داود الحلی میں ہےسلیمان بن داود المنقری لم (غض) ضعیف.

طرائف المقال - السید علی البروجردی کے مطابق ضعفه جدا

البتہ شیعہ مفسرین نے اس آیت میں الھا کی ضمیر عیسیٰ کی طرف کی ہے

خوارج کے اباضی عالم ہود بن محکم الهواری المتوفی ۲۸۰ ھ تفسیر الهواری میں کہتے ہیں

قوله : { وَإِن مِّنْ أَهْلِ الكِتَابِ إِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ } يقول : قبل موت عيسى إذا نزل علهيم

اللہ کا قول سے مراد یعنی عیسیٰ کی موت سے قبل جب وہ نازل ہوں گے

اس طرح تمام فرقے اس آیت میں الھا کی ضمیر عیسیٰ کی طرف لے کر جا رہے ہیں اور جو قول اس سے الگ ہیں ان کی اسناد نہیں ہیں جب تک سند نہ ہوا یا نص واضح نہ ہو آپ کی تفسیر ایک قول سمجھی جائے گی قبول نہیں کی جائے گی – اس پر نص درکار ہے

سوال

سورہ مائدہ آیت نمبر 64 میں اللہ فرماتا ہے کہ ان کے دلوں میں قیامت تک بغض رہے گا

اسلام و علیکم بھائی ۔۔اک سوال کیا گیا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام پر تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے عیسیٰ علیہ السلام پر، تو سوال یہ ہے کہ سورہ مائدہ آیت نمبر 64 میں اللہ فرماتا ہے کہ ان کے دلوں میں قیامت تک بغض رہے گا تو پھر اس آیت کی آپ کیا تاویل کرینگے- برائے مہربانی رہنمائی فرما دیں جزاک اللہ خیرا

جواب

قرآن میں جب قیامت کا ذکر ہوتا ہے تو بعض اوقات اس سے عین محشر نہیں ہوتا ہے بلکہ قرب قیامت کو بھی وعدہ یا دن کہا گیا ہے

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ

پس جب ان پر ہمارا قول واقع ہو گا ہم ان کے لئے زمین سے جانور نکالیں گے جو کلام کرے گا کہ لوگ ہماری آیات پر ایمان نہیں لاتے

اللہ کا قول واقع ہو گا یعنی قیامت ہونے والی ہو گی

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ

اور اِس روز ہم ان یاجوج ماجوج کو چھوڑ دیں گے کہ موجوں کی طرح ایک دوسرے پر ہوں

اسی طرح نزول مسیح بھی قیامت کی نشانی ہے اور اسی مفہوم میں اس بات کو سمجھا جا سکتا ہے کہ بغض انسانوں کا رہے گا، یہود کو ایک دوسرے سے بغض رہے گا

وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ

اور ہم نے یہود کے درمیان دشمنی و بغض روز قیامت تک کے لئے ڈال دی

یعنی ان کے فرقے آپس میں لڑیں گے – یہاں تک کہ محشر میں بھی تکرار کریں گے

سوال سورہ زخرف کی آیت پر سوال ہے

ایک صاحب کا کہنا ہے کہ سورہ الزخرف میں جو یہ آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں تو اس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ آیت میں بنی اسرائیل اور مشرکین کو کہا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی لائے ہیں دیکھو یہ کیا کرتے ہیں تم قیامت کے بارے میں شک مت کرو۔جو تم کہتے ہو کہ قیامت کے دن دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھووہ اسی مٹی کو اکٹھا کر کے واقع زندہ جانور اللہ کے حکم سے بناتے ہیں تم بھی قیامت کے دن اسی طرح زندہ کئے جاوگے

جواب

بائبل کے مطابق اور یہودی مورخین کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں یہود کے یہ بڑے فرقے

تھے
ایک وہ تھے جو صحرا میں شہر سے باہر رہتے اور یحییٰ علیہ السلام کو مسیح قرار دیتے تھے
دوم صدوق فرقہ : مسجد الاقصی کا امام اسی فرقہ کا رکھا جاتا تھا جو یہود میں بادشاہ اور حاکم کا معائدہ تھا۔
جیسا آج کل ال سعود کا ال عبد الوہاب سے معاہدہ ہے کہ امام الحرم ال النجدی کا ہو گا

Sadducee

یہ حیات بعد الموت کے منکر تھے
سوم فاریسی فرقہ : یہ مسجد کے منتظم تھے لیکن ہیڈ امام نہیں بن سکتے تھے یہ حدیث موسی کو مانتے تھے
کہ یہ توریت کے ساتھ ملی اور حیات بعد الموت کے اقراری تھے۔ یہ مسجد اقصی کے منتظم ہوتے تھے ۔
حیات بعد الموت کے اقراری تھے

Pharisee

چہارم : اسین فرقہ – ان کا قتل رومیوں نے کیا یہ جہادی سوچ رکھتا تھا اور بحر مرادر کے طومار کہا جاتا
ہے اسی فرقہ کے ہیں اور حیات بعد الموت کے اقراری تھے

Essene

ان تمام فرقوں نے عیسیٰ کا انکار کیا سوائے اس فرقہ کے جو یحییٰ کو مسیح سمجھ رہا تھا وہ عیسیٰ پر ایمان لے آیا
اس میں صرف صدوق فرقہ منکرین حدیث موسی تھا اور کہتا تھا کہ صرف توریت کو لیا جائے گا اس میں
ان کو حیات بعد الموت کا ذکر نہیں ملتا تھا جبکہ فاریسی اور اسین فرقہ روایات کی وجہ سے حیات بعد
الموت کا قائل تھا
صدوقی فرقہ آ کر عیسیٰ سے مرنے کے بعد زندہ ہونے پر سوال کرتا رہتا تھا لیکن باقی کو اس پر اشکال
نہیں تھا
آج بھی یہود مرنے کے بعد زندہ ہونے کے قائل ہیں، جو نہیں مانتے تھے وہ معدوم ہو چکے۔ آپ کو یاد
ہونا چاہیے کہ قرآن میں یہود کا قول ہے کہ ہم کو عذاب جہنم چند دن ہو گا تو یہود تمام حیات بعد

الموت کے انکاری نہیں ہیں- مشرکین مکہ کہتے تھے کہ ایک نصرانی معبود (یعنی یسوع) کا ذکر محمد کیوں کرتا ہے ؟ ہماری دیوی لات اور عزی اور منات کا ذکر کیوں نہیں ہے ؟ اس پر کہا گیا کہ عیسیٰ تو اللہ کا بندہ ہے، انسان ہے

الزخرف 43آیت نمبر61تا59

عیسیٰؑ بھی صرف بندہ ہی ہے جس پر ہم نے احسان کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لئے نشان قدرت بنایا،اگر ہم چاہتے تو تمہارے عوض فرشتے کر دیتے جو زمین میں جانشینی کرتے۔اوریقینا عیسیٰؑ قیامت کی نشانی ہے پس تم قیامت کے بارے میں شک نہ کرو اور میری تابعداری کرو یہ سیدھی راہ ہے۔

عیسیٰ قیامت کی نشانی ہیں اور حیات بعد الموت دو الگ مباحث ہیں قرآن نے اس کو ملا کر بیان نہیں کیا لہٰذا خلط مبحث نہ کریں

سوال سورہ زمر کی آیت پر سوال ہے

اللہ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِـهَا وَالَّتِىْ لَمْ تَمُتْ فِىْ مَنَامِهَا ۖ فَيُمْسِكُ الَّتِىْ قَضٰى عَلَيْـهَا الْمَوْتَ وَيُـرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّـقَوْمٍ يَّتَفَكَّـرُوْنَ (42)

اللہ ہی جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور ان جانوں کو بھی جن کی موت ان کے سونے کے وقت نہیں آئی، پھر ان جانوں کو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعاد معین تک بھیج دیتا ہے، بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں۔۔۔بھائی اس کی تفسیر کیا چاہیئے کہ سوتے وقت روح کا قبض ہونا اور جن کی موت کا حکم ہو ان کو روک لینا۔۔جبکہ قرآن پاک میں روح قبض برائے موت کے لئے فرشتوں کو بھیجے جانے کا حکم آیا ہے ۔۔۔اور عیسیٰ علیہ السلام کا رفع والا معاملہ بھی نیند والا معاملہ ہے بھائی اس کی وضاحت فرما دیں ۔۔جزاک اللہ

جواب

آپ کا سوال بہت اہم ہے اور اس آیت کا صحیح مفہوم سمجھنا بھی بہت اہم ہے کیونکہ اکثر اس کا غلط ترجمہ

کر دیا جاتا ہے اور معنی و مفہوم بدل جاتا ہے
قبض کرنا یعنی

seize

کرنا ہے جسد سے نکالنا اس کا ہمیشہ مطلب نہیں ہوتا- سیاق و سباق سے متعین ہوتا ہے
مقابلے پر ارسال کا لفظ ہے جس کا مطلب بھیجنا یا چھوڑنا ہے
جب موت آتی ہے تو روح قبض ہوتی ہے لیکن جسد سے اخراج بھی ہوتا ہے جو قرآن کی دوسری آیات سے معلوم ہوا ہے
جب نیند آتی ہے تو قبض ہوتا ہے لیکن روح کا جسد سے اخراج نہیں ہوتا روح کو جسد میں ہی

seize

کر دیا جاتا ہے پھر قرآن میں ہے جو نہیں مرا ان کی روحوں کا ارسال ہوتا ہے یعنی ان کو پچھلی حالت پر واپس چھوڑا جاتا ہے
سورہ الزمر کی آیت ۴۲ ہے

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِها وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنامِها فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرى إِلى أَجَلٍ مُسَمًّى

إبو محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوری (المتوفى: 276ھ) اپنی کتاب غریب القرآن لابن قتیبة میں لکھتے ہیں کہ

وقوله: يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ [سورة الزمر آية: 42] ، هو من استيفاء العدد واستيفاء الشيء إذا استقصيته كله. يقال: توفيته واستوفيته. كما يقال: تيقنت الخبر واستيقنته، وتثبت في الأمر واستثبته. وهذا [هو] الأصل. ثم قِيل للموت: وفاة وتوف.

اور اللہ کا قول يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ [سورة الزمر آية: 42] يَتَوَفَّى (مراد ہے کہ) پورا گننا اور کسی چیز کی جب پوری جانچ پڑتال کی جائے تو کہا جائے گا توفیتہ واستوفیتہ جسے کہا جاتا ہے خبر پر (پورا) یقین کیا اور انہوں نے اس پر یقین کیا اور امر پر (پورا) اثبات کیا اور اس کو ثبت کیا اور یہی (اس لفظ کا) اصل ہے اور پھر

کہا گیا موت کے لیے بھی وفاۃ وتوف

راغب الأصفہانی (المتوفی: 502ھ) اپنی کتاب المفردات فی غریب القرآن میں لکھتے ہیں کہ

وقوله: كُلُّ نَفْسٍ ذائِقَةُ الْمَوْتِ [آل عمران/ 185] فعبارة عن زوال القوّة الحيوانيَّة وإبانة الرُّوح عن الجسد

اور (اللہ تعالیٰ کا) قول : كُلُّ نَفْسٍ ذائِقَةُ الْمَوْتِ [آل عمران/ 185] پس یہ عبارت ہے قوت حیوانی کے زوال اور روح کی جسد سے علیحدگی سے

صلاح عبد الفتاح الخالدی اپنی کتاب القرآن ونقض مطاعن الرہبان میں لکھتے ہیں کہ

والتوفِّي معناه القبضُ، أَيْ: اللهُ يَقبضُ أَرواحَ الأنفس كُلِّها حينَ نومِها، فإِن انتهى عُمْرُ بعضِ الأَنفسِ أَمسكَ أَرواحَها أَثناءَ نومِها، وإِنْ بقيتْ في عمرِ بعضِ الأَنفسِ بقيةٌ أَعادَ لها أَرواحَها.

اور التوفّي سے مرا د قبض کرنا ہے کہ اللہ سب کی روحیں قبضے میں لیتا ہے نیند کے وقت اگر بعض نفس کی عمر پوری ہو گئی ہے تو روحوں کو پکڑ کے رکھتا ہے نیند میں - اور اگر عمر کا کچھ حصہ باقی ہے تو روحوں کو واپس کرتا ہے

اللہ تعالیٰ نفس یا روح کو قبضے میں لیتا ہے چاہے بندہ نیند میں ہو یا مردہ – نیند کا تعلق موت سے اتنا ہے کہ قبض نفس کے نتیجے میں کچھ جسمانی کیفیت مشترک ہے جسے سونے والے کا شعور جاگنے والی کیفیت سے علیحدہ ہے – اس مماثلت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے یہ بھی کہا کہ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ کہ زندہ اور مردہ برابر نہیں – یہی اصل مسلمہ بات ہے

واضح رہے کہ قبض اور اخراج میں فرق ہے – حالت نیند میں صرف توفی یا قبض نفس ہوتا ہے نہ کہ اخراج – اس کے بر عکس موت میں جسد سے اخراج نفس بھی ہوتا ہے

قبض یا توفی متبادل الفاظ ہیں لیکن ان کا مفہوم اخراج نہیں – اس کی مثال قرآن ہی میں ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے خبر دی

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ

اور جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ میں تم کو قبض کروں گا اور اپنی طرف اٹھا لوں گا

ابو عبیدۃ معمر بن المثنى التيمى البصرى (المتوفى: 209ھ) اپنی کتاب مجاز القرآن میں لکھتے ہیں کہ

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِها وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنامِها فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرى إِلى أَجَلٍ مُسَمًّى» (42) فجعل النائم متوفى أيضا إلا أنه يرده إلى الدنيا..

اللہ پورا قبضے میں لیتا ہے نفس کو موت کے وقت اور جو نہیں مرا اس کا نفس نیند کے وقت پس پکڑ کے رکھتا ہے اس نفس کو جس پر موت کا حکم لگاتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے دوسروں کو اک وقت

مقرر تک کے لئے) پس سونے والے کو بھی متوفی بنایا کیونکہ اس کو واپس دنیا کی طرف لوٹایا گیا
اسی طرح رسل کا لفظ ہے جس کا مفہوم ہے بھیجنا یا چھوڑنا – بخاری کی آغاز وحی والی روایت کے الفاظ ہیں

فأخذني فغطني حتى بلغ مني الجهد ثم أرسلني فقال اقرأ قلت ما أنا بقارىء

پس اس (فرشتے) نے مجھے پکڑا اور بھینچا یہاں تک کہ میری بسا ط تک اور پھر چھوڑ دیا پھر کہا پڑھو میں نے کہا میں قاری نہیں

توفی کا مطلب کھینچنا نہیں – کھینچنے کے لئے عربی میں سحب کا لفظ ہے – بعض حضرات نے اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ کا ترجمہ کیا ہے کہ اللہ روحوں کو کھینچ لیتا ہے اور اس طرح حالت نیند کے لئے بھی یہی ترجمہ کیا ہے جو سیاق و سباق کے نہ صرف خلاف ہے بلکہ اس سے قرآن کی دو موتوں والی آیت بھی متصادم ہے – اس واضح تضاد کے باوجود بعض کا اصرار ہے کہ نیند اور موت میں کوئی فرق نہیں ایک آدمی زندگی میں ہزاروں بار سوتا اور اٹھتا ہے لہٰذا وہ ہزاروں موتوں سے دوچار ہوتا ہے۔

ابو محمد مکی بن ابی طالب القیروانی المالکی (المتوفی: 437ھ) کتاب الهداية إلى بلوغ النهاية في علم معاني القرآن وتفسيره، وأحكامه، وجمل من فنون علومه میں لکھتے ہیں

وإن الله هو الذي يتوفاكم، (أي): يقبض أرواحكم من أجسادكم بالليل

اور بے شک وہ اللہ ہی ہے جو قبض کرتا ہے یعنی روحوں کو جسموں میں رات میں

ابو جعفر طبری (المتوفی: 310ھ) تفسیر میں لکھتے ہیں

القول في تأويل قوله: {وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ}

قال أبو جعفر: يقول تعالى ذكره لنبيه صلى الله عليه وسلم: وقل لهم، يا محمد، والله أعلم بالظالمين، والله هو الذي يتوفى أرواحكم بالليل فيقبضها من أجسادكم "ويعلم ما جرحتم بالنهار"، يقول: ويعلم ما كسبتم من الأعمال بالنهار.

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ذکر کیا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اور ان سے کہو، اے محمّد، بے شک اللہ ظالموں کو جانتا ہے ، اور اللہ کی قسم وہی ہے جو رات کو روحیں جسموں میں قبض کرتا ہے

یمسک کا مطلب یہاں پر پکڑنا ہے جیسے اللہ نے کہا فَمن يكفر بالطاغوت ويؤمن بِاللَّه فقد استمسك بالعروة الوثقى کہ جس نے طاغوت کا کفر کیا اور اللہ پر ایمان لایا اس نے ایک مضبوط حلقہ پکڑ لیا – عربی لغت المعجم الوسیط کے مطابق (اِمسک) بالشَّيْء مسک وَعَن الطَّعَام وَنَحْوه

كف عَنہُ وَامْتنع وَعَن الِانْفَاق اشْتَدَّ بخلہ وَالشَّیْء بِیَدِهِ قبض عَلَیْہِ بہَا وَالشَّیْء على نَفسه حَبسه اِمسک کا لفظ کسی چیز کے ساتھ آئے تو مفہوم روکنا ہوتا ہے ۔اگر یہ لفظ کھانے کے ساتھ آئے تو مفہوم کھانا کھانے سے رکنا ہے اگر یہ لفظ انفاق کے ساتھ آئے تو مفہوم بخل ہوتا ہے اگر ہاتھ میں کسی چیز کے لئے آئے تو مفہوم قبض کرنا ہوتا ہے اور اس کو قید کرنا ہوتا ہے

یہاں یمسک کا لفظ قبض کرنے ، پکڑنے اور قید کرنے کے مفہوم میں ہی استعمال ہوا ہے ۔اگر اللہ مرنے والے کی روح پکڑ لیتا ہے تو پھر واپس عود روح کیسے ہو سکتا ہے ؟ کیا یہ آیت کے مفہوم سے انحراف نہیں ؟

اب اس آیت پر غور کرتے ہیں

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِها وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنامِها فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرى إِلى أَجَلٍ مُسَمًّى

اللہ پورا قبضے میں لیتا ہے نفس کو موت کے وقت اور جو نہیں مرا اس کا نفس نیند کے وقت پس پکڑ کے رکھتا ہے اس نفس کو جس پر موت کا حکم لگاتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے دوسروں کو اک وقت مقرر تک کے لئے

آیت میں کوئی ابہام نہیں حالت نیند میں اور موت میں قبض نفس ہوتا ہے نیند میں قبض جسم میں ہی ہوتا ہے اور نفس کا اخراج نہیں ہوتا جبکہ موت میں امساك کا لفظ اشارہ کرتا ہے کہ روح کو جسم سے نکال لیا گیا ہے اور اس کی تفصیل قرآن کی دوسری آیات سے ہوتی ہے

اس کی تشریح قرآن نے اس طرح کی سورہ الانعام

کاش تم دیکھ سکو کہ جب ظالم موت کی سختیوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں: لاؤ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں ذلت کے عذاب کا صلہ دیا جائے گا اس لیے کہ تم اللہ کے ذمہ ناحق باتیں کہتے تھے اور اس کی آیات سے تکبر کیا کرتے تھے۔

سوال اللہ ڈائریکٹ بھی روح کو قبضے میں لیتا ہے؟

بھائی ادھر یہ بات سمجھی تھی کہ اللہ ڈائریکٹ بھی روح کو قبضے میں لیتا ہے؟ یا اللہ کا قانون ہے کہ

موت کے وقت فرشتے روح قبض کر کے لے جاتے ہیں؟ جیسا کہ باقی آیات میں آیا ہے کہ فرشتے ان کی روحوں کو بدنوں سے نکالتے ہیں

جواب

جی نیند میں روح کا قبض کرنا اللہ تعالی کا کام ہے – اس روح کو جسد سے نہیں نکالا جاتا جبکہ موت میں چونکہ روح کو نکالا جاتا ہے اس لئے فرشتوں کا ذکر آتا ہے - قرآن میں صرف موت کے حوالے سے فرشتوں کا ذکر آیا ہے نیند کے حوالے سے نہیں آیا

و اللہ اعلم

أيسر التفاسير لكلام العلي الكبير
المؤلف: جابر بن موسى بن عبد القادر بن جابر أبو بكر الجزائري
الناشر: مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة، المملكة العربية السعودية
الطبعة: الخامسة، 1424هـ/2003م
وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا} أي يقبضها بمعنى يحبسها عن التصرف، حال النوم
وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا یعنی اللہ قبضہ میں لیتا ہے بمعنی (حبس) قید کرتا ہے کہ (انسان) تصرف کرے جو(اسکی) حالت نیند ہے

یہ تفسیر ہماری رائے کے مطابق ہے

اب اس کے خلاف اقوال جن کے مطابق نیند ہو یا موت دونوں میں روح قبض ہوتی ہےجسد سے نکال لی جاتی ہے

اس سلسلے میں تفسیر طبری میں ہے

حدثنا ابن حميد، قال: ثنا يعقوب، عن جعفر، عن سعيد بن جُبَير، في قوله: (اللَّهُ يَتَوَفَّى الأنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا) ... الآية. قال: يجمع بين أرواح الأحياء، وأرواح الأموات، فيتعارف منها ما شاء الله أن يتعارف، فيمسك التي قضى عليها الموت، ويُرسل الأخرى إلى أجسادها.

اس قول کو سعید بن جبیر سے منسوب کیا گیا ہے کہ مردوں اور زندہ کی روحیں ملاقات کرتی ہیں

سند میں جَعفَر بْن أَبي المُغِيرة، الخُزاعِيّ (قال ابن مندة: ليس هو بالقوى في سعيد بن جبير) اور یعقوب بن عبد الله القمي (قال الدارقطني ليس بالقوي) ہیں

دوسرا قول ہے

حدثنا محمد بن الحسين، قال: ثنا أحمد بن المفضل، قال: ثنا أسباط، عن السديّ، في قوله: (اللَّهُ يَتَوَفَّى الأنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا) قال: تقبض الأرواح عند نيام النائم، فتقبض روحه في منامه، فتلقى الأرواح بعضها

بعضا: أرواح الموتى وأرواح النيام، فتلتقي فتساءل، قال: فيخلي عن أرواح الأحياء، فترجع إلى أجسادها، وتريد الأخرى أن ترجع، فيحبس التي قضى عليها الموت، ويرسل الأخرى إلى أجل مسمى، قال: إلى بقية آجالها.

اس میں اسباط اور السدی دونوں ضعیف ہیں

بعض روایات جو ابن عباس سے مروی ہیں ان کے مطابق انسان میں روح اور نفس ہوتا ہے نیند میں نفس قبض ہوتا ہے اور موت پر روح لیکن یہ قول الکلبی نے روایت کیا ہے

کتاب البدء والتاریخ المؤلف : ابن المطہر کے مطابق

وروى الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس رضي الله عنه أن الرجل إذا مات قبض الله روحه وبقى نفسه لأن النفس موصولة بالروح فإذا أراد الله قبض روحه للموت قبض نفسه مع روحه فمات وإذا أراد الله بعثه رد إليه رو

یہ قول بھی صحیح سند سے نہیں ہے

ابن عباس سے ایک اور قول منسوب کیا گیا ہے کہ نفس اور روح کے درمیان سورج کی روشنی جیسا تعلق ہوتا ہے

تفسیر ابن ابی حاتم میں بلا سند لکھا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ:" " اللَّهُ يَتَوَفَّى الأَنفُسَ " الآيَةَ، قَالَ: نَفْسٌ، وَرُوْحٌ بينهما شعاع الشمس، فيتوفى الله النفس في منامه، ويدع الروح في جسده وجوفه يتقلب ويعيش، فإن بدا لله أَنْ يَقْبِضَهُ قَبَضَ الرُّوحَ فَمَاتَ، أَوْ أَخَّرَ أَجَلَهُ رَدَّ النَّفْسَ إِلَى مَكَانِهَا مِنْ جَوْفِهِ"

اس کے علاوہ بہت سی ضعیف روایات میں مردوں اور زندہ کی روحوں کے ملاقات کا ذکر آتا ہے۔ ان سب پر تفصیلا بحث راقم کی کتاب الرویا میں ہے ۔ لوگوں نے انہی ضعیف روایات سے آیات کی تفسیر کر دی ہے جس سے بہت تضاد جنم لیتا ہے اور یہاں تک کہ بعض علماء بد روحوں کے بھی قائل ہیں مثلا اہل حدیث عبد الرحمان کیلانی وغیرہ

تفسیرالتفسیر الحدیث [مرتب حسب ترتیب النزول] المؤلف: دروزۃ محمد عزت میں اللَّهُ يَتَوَفَّى الأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِها پر کہتے ہیں

تعددت الأقوال والتأويلات التي أوردها المفسرون

مفسرین سے اس سلسلے میں بہت سے اقوال اور تاویلات آئی ہیں

پھر انہی اقوال کو جن کا ہم نے ذکر کیا وہ بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں

وليس شيء من هذه التعريفات معزوا إلى النبي صلى الله عليه وسلم أو واردا في مساند الصحاح.
ان کی تعریفات میں سے کوئی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب نہیں ہے اور نہ ہی صحیح مصدر میں موجود ہیں

سوال یہودی کس بنا پر دجال کو اپنا مسیحا سمجھتے ہیں
بھائی اک اور سوال جیسا کہ روایات میں ملتا ہے کہ ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے کے فتنے سے خبر دار کیا جبکہ کہتے ہیں کہ یہودی دجال کا انتظار کر رہے ہیں وہ اسے اپنا مسیحا سمجھتے ہیں ۔۔سوال یہ ہے کہ یہودی کس بنا پر دجال کو اپنا مسیحا سمجھتے ہیں

جواب
مسیح کا تصور اہل کتاب کے انبیاء کی کتب میں موجود ہے مثلا یسعیاہ، یرمیاہ، حزقی ایل ، زکریا وغیرہ ان تمام میں اس کا ذکر ہے
یہ تصور ایک خواہش تھا جس کو اللہ نے پورا کیا ایک کنواری نے عیسیٰ کو جنا جیسا کہ کتاب یسعیاہ میں لکھا تھا
لیکن یہود نے عیسیٰ کا انکار کیا کیونکہ انہوں نے علماء پر اعتراضات کیے۔ منحوس لوگوں نے ان پر ابن اللہ کا دعوی کرنے کا اور جادو کرنے کا الزام لگا کر رجم کا حکم کیا جس سے اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لیا لہٰذا یہود کے نزدیک اصل مسیح ابھی تک نہیں آیا ہے۔ وہ دجال کو اپنا مسیحا نہیں کہتے یہ مسلمانوں نے مشہور کر رکھا ہے

سوال رفع ہے یا صعود ہے ؟
رفع کا لغوی معنی ہے کسی چیز کو بلند کرنا یا کسی چیز میں اضافہ کرنا مثال کے طور پر کسی کے درجات میں اضافہ ہوجانا، کسی کا تنخواہ زیادہ ہوجانا یا کسی کا گریڈ زیادہ ہوجانا یہ رفع کا لغوی معنی ہے۔ اس ایت میں ابراھیم علیہ السلام بیت اللہ کی دیواریں بلند کررہا ہے لیکن دیواریں اپنے بنیاد پر ہی قایئم ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رفع اس بلندی کو کہتے ہے جو اپنا موجودہ جگہ نہ چھوڑے لیکن اس میں اضافہ

ہو جائے۔

عربی زبان میں کسی چیز کا زمین سے اوپر جانے اور اپنے موجودہ جگہ کو چھوڑنے کے لئے کبھی بھی رفع کا لفظ استعمال نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے صعود کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ صعود کا مطلب ہے کسی چیز کا اپنی موجودہ جگہ کو چھوڑ کر بلندی پر جانا مثال کے طور پر اگر ہم سیڑھیوں پر چڑھتے ہیں تو اس کو صعود کہتے ہے رفع نہیں کہتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ رفع کا ضد نزول نہیں ہے بلکہ نزول صعود کا ضد یعنی متضاد لفظ ہے۔ یعنی صعودا و نزولا۔ یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کے متضاد ہے رفع نزول کا متضاد بلکل نہیں ہے۔۔۔۔۔۔جواب درکار ہے

جواب

رفع ابویه على العرش

یوسف

إس نے والدین کو عرش پر بلند کیا

والدین نے اپنا مقام چھوڑا اور یوسف کے ساتھ تخت پر اوپر آ گئے

باب ۳: دجال جزیرے کا قیدی؟

صحیح مسلم میں ہے
عبدالوارث ابن عبدالصمد بن عبدالوارث حجاج بن شاعر، عبدالوارث بن عبدالصمد ابی جدی حسین بن ذکوان بن بریدہ

عامر بن شراحیل شعبی سے روایت ہے کہ اس نے فاطمہ بنت قیس، ضحاک بن قیس کی بہن سے پوچھا کہ مجھے ایسی حدیث روایت کریں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہو اور اس میں کسی اور کا واسطہ بیان نہ کرنا :

فاطمہ نے کہا اگر تم چاہتے ہو تو میں ایسی حدیث روایت کرتی ہوں انہوں نے فاطمہ سے کہا ہاں ایسی حدیث مجھے بیان کرو تو انہوں نے کہا میں نے ابن مغیرہ سے نکاح کیا اور وہ ان دنوں قریش کے عمدہ نوجوان میں سے تھے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شہید ہو گئے پس جب میں بیوہ ہوگئ تو عبدالرحمٰن بن عوف نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت میں مجھے پیغام نکاح دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے آزاد کردہ غلام اسامہ بن زید کے لئے پیغام نکاح دیا اور میں یہ حدیث سن چکی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہیۓ کہ وہ اسامہ سے محبت کرے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھ سے (اس معاملہ میں) گفتگو کی تو میں نے عرض کیا میرا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے چاہیں میرا نکاح کر دیں آپ نے فرمایا ام شریک کے ہاں منتقل ہو جا اور ام شریک انصار میں سے غنی عورت تھیں اور اللہ کے راستہ میں بہت خرچ کرنے والی تھیں اس کے ہاں مہمان آتے رہتے تھے تو میں نے عرض کیا میں عنقریب ایسا کروں گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ایسا نہ کر کیونکہ ام شریک ایسی عورت ہیں جن کے پاس مہمان کثرت سے آتے رہتے ہیں میں اس بات کو

پسند نہیں کرتا کہ تجھ سے تیرا دوپٹہ گر جائے یا تیری پنڈلی سے کپڑا ہٹ جائے اور لوگ تیرا وہ بعض حصہ دیکھ لیں جسے تو ناپسند کرتی ہو بلکہ تو اپنے چچا زاد عبداللہ بن عمرو بن ام مکتوم کے ہاں منتقل ہو جا اور وہ قریش کے خاندان بن فہر سے تعلق رکھتے ہیں (اور وہ اسی خاندان سے تھے جس سے فاطمہ بنت قیس تھیں) میں ان کے پاس منتقل ہوگئی جب میری عدت پوری ہوگئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نداء دینے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا نماز کی جماعت ہونے والی ہے پس میں مسجد کی طرف نکلی اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی اس حال میں کہ میں عورتوں کی اس صف میں تھی جو مردوں کی پشتوں سے ملی ہوئی تھی جب رسول اللہ نے اپنی نماز پوری کرلی تو مسکراتے ہوئے منبر پر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا ہر آدمی اپنی نماز کی جگہ پر ہی بیٹھا رہے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے تمہیں کسی بات کی ترغیب یا اللہ سے ڈرانے کے لئے جمع نہیں کیا میں نے تمہیں صرف اس لئے جمع کیا ہے کہ تمیم داری [2] نصرانی آدمی تھے پس وہ آئے اور اسلام پر بیعت کی اور مسلمان ہو گئے اور مجھے ایک بات بتائی جو اس خبر کے موافق ہے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں پہلے ہی بتا چکا ہوں چنانچہ انہوں نے مجھے خبر دی کہ وہ بنو لخم اور بنو جذام کے تیس آدمیوں کے ساتھ ایک بحری کشتی میں سوار ہوئے پس انہیں ایک ماہ تک بحری موجیں دھکیلتی رہیں پھر وہ سمندر میں ایک جزیرہ کی طرف پہنچے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو وہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرہ کے اندر داخل ہوئے تو انہیں وہاں ایک جانور ملا جو موٹے اور گھنے بالوں والا تھا بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا اگلا اور پچھلا حصہ وہ نہ پہچان سکے تو انہوں نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو تو کون ہے اس نے کہا اے قوم اس آدمی کی طرف گرجے میں چلو کیونکہ وہ تمہاری خبر کے بارے میں بہت شوق رکھتا ہے پس جب اس نے ہمارا نام لیا تو ہم گھبرا گئے کہ وہ کہیں جن ہی نہ ہو پس ہم جلدی جلدی چلے یہاں تک کہ گرجے میں داخل ہوگئے وہاں ایک بہت بڑا انسان تھا کہ اس سے پہلے ہم نے اتنا بڑا آدمی اتنی سختی کے ساتھ بندھا ہوا کہیں نہ دیکھا تھا اس کے دونوں ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھا ہوا تھا اور گھٹنوں سے ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا ہم

نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو تو کون ہے اس نے کہا تم میری خبر معلوم کرنے پر قادر ہو ہی گئے ہو تو تم ہی بتاؤ کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم عرب کے لوگ ہیں ہم دریائی جہاز میں سوار ہوئے پس جب ہم سوار ہوئے تو سمندر کو جوش میں پایا پس موجیں ایک مہینہ تک ہم سے کھیلتی رہیں پھر ہمیں تمہارے اس جزیرہ تک پہنچا دیا پس ہم چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں سوار ہوئے اور جزیرہ کے اندر داخل ہو گئے تو ہمیں بہت موٹے اور گھنے بالوں والا جانور ملا جس کے بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا اگلا اور پچھلا حصہ پہچانا نہ جاتا تھا ہم نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو تو کون ہے اس نے کہا میں جساسہ ہوں ہم نے کہا جساسہ کیا ہوتا ہے ؟

اس نے کہا گرجے میں اس آدمی کا قصد کرو کیونکہ وہ تمہاری خبر کا بہت شوق رکھتا ہے

پس ہم تیری طرف جلدی سے چلے اور ہم گھبرائے اور اس (جساسہ جانور) سے پر امن نہ تھے کہ وہ جن ہو

اس نے کہا مجھے بیسان کے باغ کے بارے میں خبر دو ہم نے کہا اس کی کس چیز کے بارے میں تم خبر معلوم کرنا چاہتے ہو اس نے کہا میں اس کی کھجوروں کے پھل کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں ہم نے اس سے کہا ہاں پھل آتا ہے اس نے کہا عنقریب یہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ درخت پھل نہ دیں گے اس نے کہا مجھے بحیرہ طبریہ کے بارے میں خبر دو ہم نے کہا اس کی کس چیز کے بارے میں تم خبر معلوم کرنا چاہتے ہو اس نے کہا کیا اس میں پانی ہے ہم نے کہا اس میں پانی کثرت کے ساتھ موجود ہے اس نے کہا عنقریب اس کا سارا پانی ختم ہو جائے گا اس نے کہا مجھے زغر کے چشمہ کے بارے میں بتاؤ ہم نے کہا اس کی کس چیز کے بارے میں تم معلوم کرنا چاہتے ہو اس نے کہا کیا اس چشمہ میں وہاں کے لوگ اس کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں ہم نے کہا ہاں یہ کثیر پانی والا ہے اور وہاں کے لوگ اس کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں پھر اس نے کہا مجھے امیوں کے نبی کے بارے میں خبر دو کہ اس نے کیا کیا ہم نے کہا وہ مکہ سے نکلے اور یثرب یعنی مدینہ میں اترے ہیں اس نے کہا کیا راستے میں عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ کی ہے ہم نے کہا ہاں اس نے کہا اس نے اہل عرب کے ساتھ کیا سلوک کیا ہم نے اسے خبر دی کہ وہ اپنے ملحقہ حدود کے عرب پر غالب آ گئے ہیں اور انہوں نے اس کی اطاعت

کی ہے اس نے کہا کیا ایسا ہو چکا ہے ہم نے کہا ہاں اس نے کہا ان کے حق میں یہ بات بہتر ہے کہ وہ اس کے تابعدار ہو جائیں اور میں تمہیں اپنے بارے میں خبر دیتا ہوں کہ میں مسیح دجال ہوں عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت دے دی جائے گی پس میں نکلوں گا اور میں زمین میں چکر لگاؤں گا اور چالیس راتوں میں ہر ہر بستی پر اتروں گا مکہ اور مدینہ طیبہ کے علاوہ کیونکہ ان دونوں پر داخل ہونا میرے لئے حرام کردیا جائے گا اور اس میں داخل ہونے سے مجھے روکا جائے گا اور اس کی ہر گھاٹی پر فرشتے پہرہ دار ہوں گے حضرت فاطمہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی کو منبر پر چبھویا اور فرمایا یہ طیبہ ہے یہ طیبہ ہے یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ ہے کیا میں نے تمہیں یہ باتیں پہلے ہی بیان نہ کر دیں تھیں لوگوں نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا بے شک مجھے تمیم کی اس خبر سے خوشی ہوئی ہے کہ وہ اس حدیث کے موافق ہے جو میں نے تمہیں دجال اور مدینہ اور مکہ کے بارے میں بیان کی تھی آگاہ رہو دجال شام یا یمن کے سمندر میں ہے، نہیں بلکہ مشرق کی طرف ہے وہ مشرق کی طرف ہے وہ مشرق کی طرف ہے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا پس میں نے یہ حدیث رسول اللہ سے یاد کر لی۔

تبصرہ : اس حدیث کو حدیث الجساسہ کہا جاتا ہے یعنی جاسوس والی حدیث

اس کی تمام اسناد کو اگر اکھٹا کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ یہ روایت معلول ہے

وہابی عالم محمد بن صالح عثیمین اس کو رد کرتے ہیں – حال ہی میں عرب محقق دکتور حاکم المطیری کی تحقیق کے ساتھ کتاب دراسة لحديث الجساسة وبيان ما فيه من العلل في الإسناد والمتن ۲۰۰۹ چھپی ہے جس میں اس روایت کو معلول کہا گیا ہے اس میں اس کے تمام طرق جمع کیے گئے ہیں

اس روایت کے کل پانچ طرق ہیں:

ایک طرق میں شعبی ہیں

دوسرے میں ابی سلمہ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ہیں

تیسرے میں يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ ہے - یہ سب اس روایت کو فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی سند سے اس کو نقل کرتے ہیں -

چوتھے میں ابْنِ بُرَيدة اس کو اپنے باپ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں –

پانچوے طرق کو جابر رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا گیا ہے - اس کے علاوہ الشعبی کا کہنا ہے کہ اس متن کو عائشہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بھی روایت کیا تھا

اب ہم فردا فردا ان کو دیکھتے ہیں

ابی سلمہ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ کی سند

ابی سلمہ کی سند سے مسند الحارث بن إبي إسامة میں ابی داود میں اور الضعفاء عقیلی میں مسند إبي يعلى میں نقل ہوئی ہے جس میں اس کو جابر بن عبد الله سے نقل کیا گیا ہے اس کی سند کو شعَيب الأرنؤوط سنن ابو داود پر تحقیق میں ضعیف کہتے ہیں- ابی سلمہ اس کو ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کرتے ہیں جس کا ذکر مسند احمد ، الضعفاء عقیلی میں ہے – حدیث جساسہ کے حوالے سے علل دارقطنی میں دارقطنی ابی سلمہ کی سند کو کہتے ہیں حديث أبي سلمة أصح

لیکن اس طرق کو المعجم ابو یعلی ، سنن أبي داود اس سند سے بیان کیا گیا ہے

ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ

اس میں ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ مدلس ہیں اور سندوں میں عن سے روایت کر رہے ہیں

شعَيب الأرنؤوط – محمَّد كامِل قره بللي نے سنن ابو داود پر تعلیق میں اس کے متن کو ضعيف بهذه السياقة قرار دیا ہے

کتاب علل الکبیر میں ہے کہ ترمذی نے امام بخاری سے اس روایت پر سوال کیا تو انہوں نے کہا

يرويه الزهري، عن أبي سلمة، عن فاطمة ابنة قيس. قال البخاري: وحديث الشعبي عن فاطمة بنت قيس في الدَّجَّال هو حديث صحيح

اس کو الزہری نے ابی سلمہ سے انہوں نے فاطمہ بنت قیس سے روایت کیا ہے اور بخاری کہتے ہیں شعبی کی حدیث صحیح ہے

ترمذی اس روایت کو حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ کہتے ہیں لیکن قابل حیرت ہے کہ خود بخاری نے اس کو صحیح میں نقل نہیں کیا !

کتاب علل الکبیر پر علماء کا ایک گروہ شک کرتا ہے کہ یہ ثابت نہیں ہے اس کو ابو طالب قاضی کی کتاب کہا جاتا ہے یہاں تک کہ علماء کا اس پر بھی اختلاف ہے کہ اس میں ابو طالب القاضی کون ہے- علل کے ایک محقق حمزة دیب مصطفیٰ فی تحقیقه لعلل الترمذی الکبیر نے اس کو ائمہ شافعیہ میں سے ابو طالب محمود بن علی بن إبي طالب بن عبدالله بن الرجاء التمیمی الأصبهانی ، المعروف بالقاضی قرار دیا ہے جبکہ علل کی ترتیب جو ابو طالب سے ہے اس کی سند میں الشیخ إبو القاسم خلف بن عبد الملک بن بشکوال الأنصار ی القرطبّی کا ذکر ہے-یہ بات صبحی السامرائی اور ابو المعاطی کی تحقیق سے جو علل ترمذی چھپی ہے اس میں ص ۲۰ پر ہے کہ ابو طالب القاضی نے اس کو ابن بشکوال سے لیا

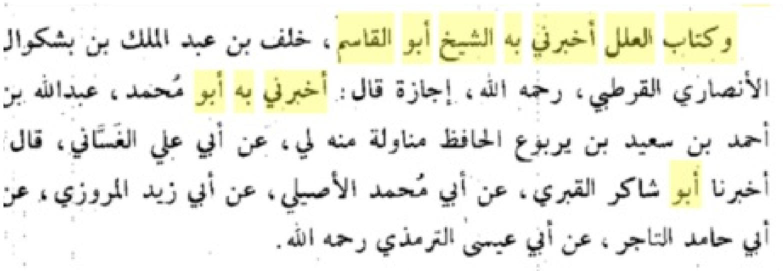
وكتاب العلل أخبرني به الشيخ أبو القاسم ، خلف بن عبد الملك بن بشكوال
الأنصاري القرطبي، رحمه الله، إجازة قال: أخبرني به أبو محمد، عبدالله بن
أحمد بن سعيد بن يربوع الحافظ مناولة منه لي، عن أبي علي الغسّاني، قال
أخبرنا أبو شاكر القبري، عن أبي محمد الأصيلي، عن أبي زيد المروزي، عن
أبي حامد التاجر، عن أبي عيسى الترمذي رحمه الله.

اور کتاب التكملة لكتاب الصلة از ابن الأبار، محمد بن عبد الله بن أبي بكر القضاعي البلنسي (المتوفى: 658ھ) ج: 4 ص: 33 کے مطابق ابن بشکوال سے عقیل بن عطیة بن أبي إحمد جعفر بن محمد بن عطیة القضاعی یکنی إبا طالب وإبا المجد المتوفى ۶۰۸ ہجری نے روایت کیا ہے

عقيل بن عَطِيَّة بن أبي أَحْمد جَعْفَر بن مُحَمَّد بن عَطِيَّة الْقُضَاعِي يكنى أَبَا طَالب وَأَبا الْمجد ولد بمراكش وأصل سلفه من طرطوشة وروى بالأندلس وَغَيرهَا عَن أبي الْقَاسِم بن بشكوال

بیہقی نے سب سے پہلے اس کتاب کی نسبت امام ترمذی سے کی ہے جو پانچویں صدی کے ہیں جو غیر

ترتیب شدہ تھی – پھر اس کی ترتیب ابو طالب مجھول نے کی یعنی ٦٠٠ ہجری میں اس کتاب کا ذکر شروع ہوا کہ یہ امام ترمذی کی ہے اس سے قبل کسی نے اس کتاب کو اس ترتیب کی ساتھ امام ترمذی کی کتاب قرار نہیں دیا ہے[3]

ابْنِ بُرَيدة کی سند

صحیح ابن حبان میں اس کی سند ہے

حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ أَنَّهُ قَالَ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ

يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ بھی سند میں ہے

ان کے لئے ابو داود کہتے ہی قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ. ان کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں ہے (بحوالہ سیر الاعلام البنلا)- میزان الاعتدال از الذھبی میں ہے

عثمان بن دحية قال فيه: ضال مضل ابن دحیۃ ان کو گمراہ اور گمراہ کرنے والا کہتے تھے

دیگر محدثین ان کو ثقہ کہتے ہیں

لہذا يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ ایک تو مختلف فیہ ہے دوم ان کا سماع عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں ہے تو ان سے پہلے وفات پانے والی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کیسا ہوا ؟ سوم سند میں بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں

علل ابی حاتم میں ہے کہ ابن ابی حاتم نے اپنے باپ اور سے سوال کیا

وسألتُ أَبِي وَأَبَا زُرْعَةَ عَنْ حديثِ بَشير بْنِ المُهاجِر ، عَنِ ابْنِ بُرَيدة ، عَنْ أَبِيهِ؛ فِي قصَّة الجَسَّاسَة : مَا عِلَّته؟

فَقَالا: لَه عَوْرة. قلتُ: وَمَا هي؟

قالا: روى عبد الوارث ، عن حُسين ابن ذَكْوان المعلِّم، عَنِ ابْنِ بُرَيدة، عَنِ الشَّعبي، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْس، عن النبيّ (ص) فِي ذَلِكَ. قَالا: فَأَفْسَدَ هَذَا الحديثُ حديث بشير

اور میں نے اپنے باپ سے اور أَبَا زُرْعَةَ سے بَشير بْنِ المُهاجِر کی ابْنِ بُرَيدة سے ان کی اپنے باپ سے الجَسَّاسَة کے قصہ والی روایت کا پوچھا کہ اس کی علت کیا ہے پس کہا یہ چھپی ہوئی ہے میں نے پوچھا کیا ہے کہا اس کو عبد الوارث ، عن حُسين ابن ذَكْوان المعلِّم، عَنِ ابْنِ بُرَيدة، عَنِ الشَّعبي، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ

قَيس، عن النّبِي (ص) نے اسی طرح روایت کیا ہے پس اس حدیث میں فساد بَشِیر بْنِ المُهاجِر کی حدیث میں ہے

یعنی اس کی ایک سند میں غلطی ہے کہ اس کو عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سند سے بیان کر دیا گیا ہے اسی علت کا ذکر شعیب الأرنؤوط کرتے ہیں اور صحیح ابن حبان کی تخریج میں کہتے ہیں

قلت: وقد انفرد المؤلف بإخراجه من هذا الطريق، ولعبد الله بن بريدة فيه شيخ آخر، فقد أخرجه بأطول مما هنا مسلم "2942" "119" في الفتن: باب قصة الجساسة، وأبو داود "4326" في الملاحم: باب في خبر الجساسة، والطبراني 24/"958"، وفي الأحاديث الطوال "47"، وابن منده في "الإيمان" "1058" من طريق الحسين بن ذكوان المعلم، عن عبد الله بن بريدة، عن الشعبي، عن فاطمة بنت قيس. وانظر ما بعده.

یعنی عبد اللہ بن بریدۃ، عن الشعبی سے بھی اس کو روایت کیا گیا ہے۔ گویا اس طرق میں غلطیاں ہیں اور اس میں بھی الشعبی کا تفرد ہے

شعبی کے سماع کا مسئلہ

سندوں میں ان علتوں کے بعد ایک بڑا مسئلہ الشعبی کے سماع کا ہے

کتاب جامع التحصيل از العلائی کے مطابق

عامر بن شراحيل الشعبي أحد الأئمة روى عن علي رضي الله عنه وذلك في صحيح البخاري وهو لا يكتفي بمجرد إمكان اللقاء كما تقدم وعن طائفة كثيرة من الصحابة لقيهم وأرسل عن عمر وطلحة بن عبيد الله وابن مسعود وعائشة وعبادة بن الصامت رضي الله عنهم قال أبو زرعة الشعبي عن عمر مرسل وعن معاذ بن جبل كذلك وقال بن معين ما روى عن الشعبي عن عائشة مرسل وكذلك قال أبو حاتم وقال أيضا لم يسمع الشعبي من عبد الله بن مسعود ولا من بن عمر ولم يدرك عاصم بن عدي وما يمكن أن يكون سمع من عوف بن مالك الأشجعي ولا أعلم سمع الشعبي بالشام إلا من المقدام أبي كريمة ولا أدري سمع من سمرة أم لا لأنه أدخل بينه وبينه رجلا هذا كله كلام أبي حاتم وقال إسحاق بن منصور قلت ليحيى بن معين الشعبي إن الفضل يعني بن عباس حدثه وأن أسامة يعني بن زيد حدثه قال لا شيء وكذلك قال أحمد بن حنبل وعلي بن المديني وقال أبو حاتم لا يمكن أن يكون أدركهما وقال بن معين الشعبي عن عمرو بن العاص مرسل وقال بن المديني

عامر بن شراحیل الشعبی ائمہ میں سے ایک ہیں علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جو صحیح بخاری میں

ہے اور یہ امکان لقاء کی بنیاد پر کافی نہیں ہے جیسا کہ گزرا ہے اور بہت سوں سے روایت کرتے ہیں جن میں وہ صحابہ ہیں جن سے ملاقات ہوئی اور ارسال کرتے ہیں عمر سے ، طلحہ بن عبید اللہ سے ابن مسعود سے عائشہ سے عبادہ بن الصامت سے رضی اللہ عنہم ابو ذرعہ کہتے ہیں الشعبی کی عمر سے روایت مرسل ہے اور معاذ بن جبل سے اور ابن معین کہتے ہیں جو بھی الشعبی عائشہ سے روایت کرتے ہیں مرسل ہے اور اسی طرح ابن ابی حاتم کہتے ہیں الشعبی نے عبد اللہ ابن مسعود سے کچھ نہ سنا اور نہ ابن عمر سے اور نہ انہوں نے عاصم بن عدی کو پایا اور یہ بھی ممکن نہیں کہ عوف بن مالک الأشجعی سے سنا ہو اور نہیں جانتا کہ شام میں انہوں نے سوائے المقدام إبي كريمة کے کسی اور سے سنا ہو اور نہیں جانتا کہ سمرہ بن جندب سے سنا ہو

فاطمہ بنت قیس المتوفی ۵۰ ھ سے بھی الشعبی کا سماع نہیں ہو سکتا کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا المتوفی ۵۷ ھ سے ان کا سماع ثابت نہیں ہے –تاریخ الاسلام الذھبی کے مطابق فاطمہ کی وفات سن ۵۰ کے بعد میں ہوئی اور الأعلام از الزركلی الدمشقی کے مطابق سن ۵۰ ھ میں ہوئی

جس طرح الشعبی کا سماع فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مشکوک ہے اسی طرح يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ کا سماع بھی کیونکہ اس دونوں کا سماع عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں ہے جن کی وفات فاطمہ بنت قیس کے اس پاس ہے

کتاب الضعفاء لأبي زرعة الرازی کے مطابق

لقي الشعبي فاطمة بنت قيس بالحيرة

الشعبی کی ملاقات فاطمہ بنت قیس سے الحیرۃ میں ہوئی

الحیرۃ عراق کا شہر ہے

کتاب المعرفة والتاريخ از يعقوب بن سفيان بن جوان الفارسی الفسوی، أبو يوسف (المتوفى: 277ھ)-کے مطابق

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ ثنا سُفْيَانُ قَالَ ثنا مُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَدِمَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ الْكُوفَةَ عَلَى أَخِيهَا الضَّحَّاكِ بْنِ قيس، وكان عاملا عليها، فأتيناها فسألناها.

الشَّعْبِيِّ کہتے ہیں کہ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ اپنے بھائی الضَّحَّاكِ بْنِ قیس کے ساتھ کوفہ آئیں اور الضَّحَّاكِ بْنِ

قیس وہاں عامل ہوئے وہاں فاطمہ سے سوال کیے

یہ تضاد ہوا کوفہ اور الحیرۃ الگ الگ شہر ہیں دونوں میں سات کلو میٹر دوری ہے جو قرن اول میں ایک شہر سے دوسرے شہر کا فاصلہ بنتا ہے

کتاب المعجم الصغیر لرواۃ الإمام ابن جریر الطبری کے مطابق الضَّحَّاكِ بْنِ قیس کا انتقال فتنۃ مرج راہط میں سن ٦٤ ھ میں ہوا

الذہبی کی سیر الاعلام النبلاء کے مطابق

وَقَالَ شَبَابٌ : مَاتَ زِيَادُ بنُ أَبِيْهِ سَنَةَ ثَلاَثٍ وَخَمْسِيْنَ بِالكُوْفَةِ، فَوَلاَّهَا مُعَاوِيَةُ الضَّحَّاكَ، ثُمَّ صَرفَهُ، وَوَلاَّهُ دِمَشْقَ، وَوَلَّى الكُوْفَةَ ابْنَ أُمِّ الحَكَمِ. فَبَقِيَ الضَّحَّاكُ عَلَى دِمَشْقَ حَتَّى هَلَكَ يَزِيْدُ.

شباب کہتے ہیں کہ سن ٥٣ ھ میں زِيَادُ بنُ أَبِيْهِ کی وفات پر الضَّحَّاكِ بْنِ قیس کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ پر عامل مقرر کیا پھر ہٹا دیا اور دمشق پر مقرر کیا اور کوفہ پر ابن ام الحکم کو مقرر کیا اور دمشق پر الضَّحَّاكِ بْنِ قیس کو باقی رکھا گیا یہاں تک کہ یزید ہلاک ہوا

الضَّحَّاكِ بْنِ قیس کوفہ سن ٥٣ ھ میں پہنچے جبکہ بہت سوں نے فاطمہ کی وفات اس سے قبل بیان کی ہے

بعض محدثین کا اس روایت کو صحیح کہنا اس بنیاد پر تھا کہ الشعبی کا سماع امکان لقاء کی بنیاد پر فاطمہ سے ممکن ہے لیکن جب فاطمہ کے بھی بعد انتقال کرنے والے ابن عمر سے ان کا سماع ثابت نہیں تو فاطمہ بنت قیس سے بھی مشکوک ہو جاتا ہے[4]

الْمُحَرَّرَ بْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ اور الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ کی سند

مسند حمیدی میں اس روایت کے آخر میں ہے

قَالَ الشَّعْبِيُّ: فَلَقِيتُ الْمُحَرَّرَ بْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ فِيهِ «وَمَكَّةَ» وَقَالَ: مِنْ نَحْوِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ مِنْ نَحْوِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ قَالَ الشَّعْبِيُّ فَلَقِيتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ

شعبی کہتے ہیں میری الْمُحَرَّرَ بْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ ملاقات سے ہوئی انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی روایت کیا اور میری ملاقات قاسم بن محمد سے ہوئی انہوں نے عائشہ

سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی روایت کیا
لیکن ایسا امام محمد یا الْمُحَرَّرَ بْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ نے صرف شعبی کو ہی کیوں بتایا کسی اور سے روایت کیوں نہ کیا ؟

جابر رضی اللہ عنہ کی سند

مسند ابو یعلی میں روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جَمِيعٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي لَمْ أَقُمْ فِيكُمْ بِخَبَرٍ جَاءَنِي مِنَ السَّمَاءِ، وَلَكِنِّي بَلَغَنِي خَبَرٌ فَفَرِحْتُ بِهِ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ تَفْرَحُوا بِفَرَحِ نَبِيِّكُمْ. إِنَّهُ بَيْنَا رَكْبٌ يَسِيرُونَ فِي الْبَحْرِ إِذْ نَفِدَ طَعَامُهُمْ فَرُفِعَتْ لَهُمْ جَزِيرَةٌ فَخَرَجُوا يُرِيدُونَ الْخُبْزَ فَلَقِيَتْهُمُ الْجَسَّاسَةُ» فَقُلْتُ لِأَبِي سَلَمَةَ: وَمَا الْجَسَّاسَةُ؟ قَالَ: امْرَأَةٌ تَجُرُّ شَعَرَ جِلْدِهَا وَرَأْسِهَا، فَقَالَتْ: فِي هَذَا الْقَصْرِ خَبَرُ مَا تُرِيدُونَ، فَأَتَوْهُ فَإِذَا هُمْ بِرَجُلٍ مُوَثَّقٍ فَقَالَ: أَخْبِرُونِي أَوْ سَلُونِي أُخْبِرْكُمْ فَسَكَتَ الْقَوْمُ فَقَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ أَطْعَمَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ حَمَأَةِ زُغَرَ فِيهَا مَاءٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالُوا: هُوَ الْمَسِيحُ تُطْوَى لَهُ الْأَرْضُ فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا إِلَّا مَا كَانَ مِنْ طَيْبَةَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَطَيْبَةُ الْمَدِينَةُ مَا بَابٌ مِنْ أَبْوَابِهَا إِلَّا مَلَكٌ مُصَلِّتٌ سَيْفَهُ يَمْنَعُهُ، وَبِمَكَّةَ مِثْلُ ذَلِكَ»، ثُمَّ قَالَ: «فِي بَحْرِ فَارِسَ مَا هُوَ فِي بَحْرِ الرُّومِ مَا هُوَ، ثَلَاثًا» ثُمَّ ضَرَبَ بِكَفِّهِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى ثَلَاثًا، فَقَالَ لِي ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ: فِي هَذَا الْحَدِيثِ شَيْءٌ مَا حَفِظْتُهُ. قُلْنَا: مَا هُوَ؟ قَالَ: شَهِدَ جَابِرٌ أَنَّهُ ابْنُ صَائِدٍ قُلْتُ: لَا، فَإِنَّ ابْنَ صَائِدٍ قَدْ مَاتَ، قَالَ: وَإِنْ مَاتَ، قُلْتُ: قَدْ أَسْلَمَ، قَالَ: وَإِنْ أَسْلَمَ، قُلْتُ: فَإِنَّهُ قَدْ دَخَلَ الْمَدِينَةَ، قَالَ: وَإِنْ دَخَلَ الْمَدِينَةَ

أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر ایک دن کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگوں میں تم کوئی ایسی خبر سنانے کھڑا نہیں ہوا جو آسمان سے آئی ہو بلکہ وہ خبر دینے آیا ہوں جس سے میں خوش ہوا پس میں نے پسند کیا کہ تم اپنے خبر دینے والے سے خوش ہو وہ سمندر کی سیر کر رہا تھا یہاں تک کہ کھانا ختم ہوا تو ایک جزیرہ سے واقف ہوئے پس اس میں گئے تو وہاں جساسہ کی خبر ہوئی- میں (الْوَلِيدُ بْنُ جَمِيعٍ راوی) نے أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سے پوچھا یہ جساسہ کیا ہے ؟ کہا : ایک عورت اس کے بال اس کی جلد اور سر پر تھے پس جساسہ بولی اس محل میں خبر ہے جو تم چاہتے ہو - کہا : ہم وہاں پہنچے تو ایک زنجیروں میں شخص قید تھا - بولا مجھ کو خبر دو یا سوال کرو تو میں خبر دوں - پس قوم چپ رہی - تو وہ قیدی بولا مجھ کو بیسان کے باغ کی خبر دو کیا وہاں کھانا ہے ؟ کہا ہاں

ہے - کہا مجھ کو زغر کے کے چشمہ کی خبر دو کیا وہاں پانی ہے ؟ کہا ہاں ہے - بولا وہ المسیح ہے جو زمین پر چالیس دن قبضہ کرے گا سوائے طیبہ کے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طیبہ یہ مدینہ ہے جس کے دروازے پر تلوار کے ساتھ فرشتہ ہو گا جو منع کرے گا اور ایسا ہی مکّہ کے ساتھ ہو گا پھر کہا بحر فارس میں ہے وہ بحر روم میں نہیں ہے تین بار کہا پھر تین بار سیدھے ہاتھ کو بائیں پر مارا- أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ نے کہا اس حدیث میں چیز ہے جس کو میں نے یاد رکھا ہے ہم نے پوچھا وہ کیا ؟ کہا جابر نے گواہی دی کہ وہ ابْنُ صَائِدٍ ہی ہے - میں أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ نے کہا نہیں ابْنُ صَائِدٍ تو مر چکا ہے - جابر نے کہا مر جانے دو- میں أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ نے کہا وہ تو مسلم تھا- جابر نے کہا مسلمان ہونے دو - میں أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ نے کہا وہ مدینہ میں بھی آیا ہے - کہا مدینہ انے دو

سند میں الوليد بْن عَبْد الله بْن جُمَيع الكوفيُّ **ضعیف** ہے
قَالَ أَبُو حَاتِمٍ: صَالِحُ الْحَدِيثِ.
وقال العقيلي: فِي حديثه اضطراب.
وقال ابْن حبّان: فحش تفرُّده.

متن کے مسائل

روایت کا متن بھی نا قابل فہم ہے

نَخْلِ بَيْسَانَ ، عَيْنِ زُغَرَ اور بحر طبریہ سب الغور اردن میں ہیں اور وادی اردن کا حصہ ہیں — دیکھئے کتاب الأعلاق الخطيرة في ذكر أمراء الشام و الجزيرة از ابن شداد الحلبي (المتوفى: 684ھ) —ان علاقوں کا خروج دجال کی بجائے یاجوج ماجوج کے خروج سے تعلق ہے جو دجال کے بعد آئیں گے اور بحر طبریہ کا پانی پی جائیں گے لہٰذا دجال کو اس کی کیا خبر — یہ تو رسول اللہ کو علم دیا گیا تھا نہ کہ دجال کو اس کے علاوہ اس روایت میں دجال کے جاسوس کا عجیب و غریب ذکر ہے کہ وہ ایک بہت بالوں والا جانور ہے- یہ اصل میں عیسائیوں کی کتاب مکاشفہ

Book of Revelations

کا اثر لگتا ہے جس میں سمندر سے ایک جانور کے نکلنے کا ذکر ہے اور اس روایت میں بھی دجال کو سمندر

میں کسی جزیرہ میں بتایا گیا ہے جو مشرق میں ہے

Rev. 20:7 And when the thousand years are ended, Satan will be released from his prison

اور جب ہزار سال پورے ہوں گے شیطان کو اس کے قید خانہ سے رہا کیا جائے گا

اولاد سے جنگ کرنے کے لئے چلا گیا۔ (خاتون کی اولاد
وہ ہیں جو اللہ کے احکام پورے کر کے عیسیٰ کی گواہی کو قائم
رکھتے ہیں)۔ 18 اور اژدہا سمندر کے ساحل پر کھڑا ہو گیا۔

دو حیوان

13 پھر میں نے دیکھا کہ سمندر میں سے ایک حیوان نکل
رہا ہے۔ اُس کے سات سینگ اور سات سر تھے۔ ہر سینگ
پر ایک تاج اور ہر سر پر کفر کا ایک نام تھا۔ 2 یہ حیوان چیتے
کی مانند تھا۔ لیکن اُس کے ریچھ کے سے پاؤں اور شیر ببر کا
سا منہ تھا۔ اژدہے نے اِس حیوان کو اپنی قوت، اپنا تخت اور
بڑا اختیار دے دیا۔ 3 لگتا تھا کہ حیوان کے سروں میں
سے ایک پر لاعلاج زخم لگا ہے۔ لیکن اِس زخم کو شفا دی
گئی۔ پوری دنیا یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوئی اور حیوان کے
پیچھے لگ گئی۔ 4 لوگوں نے اژدہے کو سجدہ کیا، کیونکہ اُسی نے
حیوان کو اختیار دیا تھا۔ اور اُنہوں نے یہ کہہ کر حیوان کو بھی
سجدہ کیا، ”کون اِس حیوان کی مانند ہے؟ کون اِس سے لڑ
سکتا ہے؟“

5 اِس حیوان کو بڑی بڑی باتیں اور کفر بکنے کا اختیار
دیا گیا۔ اور اُسے یہ کرنے کا اختیار 42 مہینے کے لئے مل
گیا۔ 6 یوں وہ اپنا منہ کھول کر اللہ، اُس کے نام، اُس کی
سکونت گاہ اور آسمان کے باشندوں پر کفر بکنے لگا۔ 7 اُسے
مقدسین سے جنگ کر کے اُن پر فتح پانے کا اختیار بھی دیا
گیا۔ اور اُسے ہر قبیلے، ہر اُمت، ہر زبان اور ہر قوم پر
اختیار دیا گیا۔ 8 زمین کے تمام باشندے اِس حیوان کو سجدہ
کریں گے یعنی وہ سب جن کے نام دنیا کی ابتدا سے لیلے
کی کتابِ حیات میں درج نہیں ہیں، اُس لیلے کی کتاب
میں جو ذبح کیا گیا ہے۔

9 جو سن سکتا ہے وہ سن لے! 10 اگر کسی کو قیدی بنا
ہے تو وہ قیدی ہی بنے گا۔ اگر کسی کو تلوار کی زد میں آ کر
مرنا ہے تو وہ ایسے ہی مرے گا۔ اب مقدسین کو ثابت قدمی
اور وفادار ایمان کی خاص ضرورت ہے۔

11 پھر میں نے ایک اَور حیوان کو دیکھا۔ وہ زمین
میں سے نکل رہا تھا۔ اُس کے لیلے کے سے دو سینگ
تھے، لیکن اُس کے بولنے کا انداز اژدہے کا سا تھا۔ 12 اُس
نے پہلے حیوان کا پورا اختیار اُس کی خاطر استعمال کر کے
زمین اور اُس کے باشندوں کو پہلے حیوان کو سجدہ کرنے پر
اکسایا، یعنی اُس حیوان کو جس کا لاعلاج زخم بھر گیا تھا۔
13 اور اُس نے بڑے معجزانہ نشان دکھائے، یہاں تک کہ
اُس نے لوگوں کے دیکھتے دیکھتے آسمان سے زمین پر آگ
نازل ہونے دی۔ 14 یوں اُسے پہلے حیوان کی خاطر
معجزانہ نشان دکھانے کا اختیار دیا گیا، اور اِن کے ذریعے
اُس نے زمین کے باشندوں کو صحیح راہ سے بہکایا۔ اُس نے
اُنہیں کہا کہ وہ اُس حیوان کی تعظیم میں ایک مجسمہ بنا دیں
جو تلوار سے زخمی ہونے کے باوجود دوبارہ زندہ ہوا تھا۔
15 پھر اُسے پہلے حیوان کے مجسمے میں جان ڈالنے کا اختیار
دیا گیا تاکہ مجسمہ بول سکے اور اُنہیں قتل کروا سکے جو اُسے
سجدہ کرنے سے انکار کرتے تھے۔ 16 اُس نے یہ بھی
کروایا کہ ہر ایک کے دہنے ہاتھ یا ماتھے پر ایک خاص
نشان لگایا جائے، خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب،
آزاد ہو یا غلام۔ 17 صرف وہ شخص کچھ خرید یا بیچ سکتا تھا
جس پر یہ نشان لگا تھا۔ یہ نشان حیوان کا نام یا اُس کے نام
کا نمبر تھا۔

18 یہاں حکمت کی ضرورت ہے۔ جو سمجھ دار ہے وہ
حیوان کے نمبر کا حساب کرے، کیونکہ یہ ایک مرد کا نمبر
ہے۔ اُس کا نمبر 666 ہے۔

بحوالہ : ترجمہ جیو لنک ریسورس کنسلٹنٹس

بالوں والا دجال کا جاسوس کیا کتاب مکاشفہ کا یہ حیوان ہے ؟ اسی بنا پر اہل کتاب میں دجال کو
Beast

کہا جاتا ہے جو جساسہ کی تفصیل سے مطابقت رکھتا ہے اگرچہ روایت میں اس کو دجال کا جاسوس کہا گیا ہے جو آزاد گھوم رہا ہے اس کا آقا دجال قید ہے۔ آخر یہ جانور اس کو چھڑا کیوں نہیں لیتا ؟ اور ۱۴۰۰ سو سال سے بھی اوپر سے قید ہے سمندری ہوا اور زنگ کا کوئی تذکرہ نہیں ہے

اس روایت کے الفاظ ہیں فانطلقنا سراعا حتى دخلنا الدير فإذا فيه أعظم إنسان رأيناه قط

تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جلدی سے اس گرجے میں پہنچے تو ہم نے ایک بڑا دیو ہیکل انسان دیکھا کہ اس سے قبل ہم نے ویسا کوئی انسان نہیں دیکھا تھا۔

یہ دیگر احادیث کے خلاف ہے جن کے مطابق دجال کا قد ایک عام انسان جیسا ہی ہے وہ دیو ہیکل نہیں ہے کہ اس جیسا قد کا آدمی تمیم داری نے اپنی زندگی میں نہ دیکھا تھا

دجال شیطان مجسم ہے ؟

اصلا اہل کتاب نصرانی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ دجال شیطان کا مجسم ہے اور عیسیٰ نعوذباللہ بطور رب ، دجال بطور شیطان مقابلہ ہو گا لہذا اس کو ایک بہت بڑا کہا گیا ہے ۔ دوسری طرف صحیح حدیث میں ہے کہ دجال دو لوگوں پر ہاتھ رکھے کعبہ کا طواف کرے گا ظاہر ہے جو دیو ہیکل ہو وہ کسی کا سہارا کیوں لے گا ۔

بعض علماء کے نزدیک دجال کا جاسوس عورت ہے اور چونکہ یہ علماء اس کے قائل ہیں کہ شیطان عورت کی صورت میں آتا ہے انہوں نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ جساسہ ایک عورت نما شیطان تھا

كتاب المفاتيح في شرح المصابيح از الحسين بن محمود بن الحسن، مظهر الدين الزَّيْدَانيُّ الكوفي الضَّريرُ الشِّيرازيُّ الحَنَفيُّ المشهورُ بالمُظْهِري (المتوفى: 727 هـ) کے مطابق

وفي هذا الحديث رُوِي: أن الجساسة امرأة، وفي الحديث المتقدم رُوِي: أن الجساسة دابة، ويحتمل أن الجمعَ بين الحديثين: أن للدجال جاسوسين دابة وامرأة؛ ففي الحديث المتقدم قد رُئيت الدابة، وفي هذا الحديث قد رُئيت المرأة.

ويحتمل أن كلاهما شيطان واحد، إلا أن في الحديث الأول: أنه قد رُئي على صورة دابة، وفي هذا الحديث: على صورة امرأة، والشيطانُ يتصوَّرُ على أية صورة شاء.

اور اس حدیث میں روایت کیا گیا ہے کہ جساسہ ایک عورت ہے اور جو حدیث گزری اس میں روایت کیا گیا ہے کہ جساسہ جانور ہے اور ممکن ہے کہ جمع بین الحدیثین ہو جائے کہ دجال کا جاسوس عورت اور جانور ہے پس پچھلی حدیث میں ہے انہوں نے جانور دیکھا اور اس میں ہے عورت دیکھی اور ممکن ہے یہ ایک شیطان ہو سوائے اس کے کہ حدیث اول میں انہوں نے اس کو صورت جانور دیکھا ہو اور اس حدیث میں عورت کی صورت اور شیطان تو کسی بھی صورت میں آ سکتا ہے

راقم اس قول کا انکار کرتا ہے کہ شیطان کسی بھی صورت میں آ سکتا ہے البتہ یہ قول شام میں مشہور تھا کہ دجال شیطان مجسم ہے

کتاب الفتن از نعیم بن حماد کے مطابق

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ الْبَهْرَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْكَلَاعِيُّ، صَاحِبُ كَعْبٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ، وَيَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ، وَجُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، وَعَمْرِو بْنِ الْأَسْوَدِ، وَكَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ قَالُوا جَمِيعًا: «لَيْسَ الدَّجَّالُ إِنْسَانًا إِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ فِي بَعْضِ جَزَائِرِ الْبَحْرِ، مُوثَقٌ بِسَبْعِينَ حَلْقَةً، لَا يُعْلَمُ مَنْ أَوْثَقَهُ، أَسُلَيْمَانُ أَمْ غَيْرُهُ؟ فَإِذَا كَانَ أَوَّلُ ظُهُورِهِ فَكَّ اللَّهُ عَنْهُ فِي كُلِّ عَامٍ حَلْقَةً، فَإِذَا بَرَزَ أَتَتْهُ أَتَانٌ عَرْضُ مَا بَيْنَ أُذُنَيْهَا أَرْبَعُونَ ذِرَاعًا بِذِرَاعِ الْجَبَّارِ، وَذَلِكَ فَرْسَخٌ لِلرَّاكِبِ الْمُجِدِّ، فَيَضَعُ عَلَى ظَهْرِهَا مِنْبَرًا مِنْ نُحَاسٍ، وَيَقْعُدُ عَلَيْهِ، فَتُبَايِعُهُ قَبَائِلُ الْجِنِّ، وَيُخْرِجُونَ لَهُ كُنُوزَ الْأَرْضِ، وَيَقْتُلُونَ لَهُ النَّاسَ»

أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ الْبَهْرَانِيُّ الْحِمْصِيُّ ، خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي كَرْبٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْكَلَاعِيُّ، صَاحِبُ كَعْبٍ، نے يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ اور يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ اور جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، اور الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ اور عَمْرِو بْنِ الْأَسْوَدِ اور كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ سے روایت کیا کہ دجال انسان نہیں ہے وہ شیطان ہے بعض سمندر کے جزیروں میں سے جو ستر بیڑیوں میں جکڑا ہے پتا نہیں کس نے اس کو وہاں قید کیا ؟ سلیمان علیہ السلام نے یا کسی اور نے - پس جب اس کا ظہور قریب ہو گا ہر سال اللہ اس کی بیڑی کا ایک حلقہ توڑ دے گا … دھواں کے منبر پر بیٹھے گا اور جنات کے قبائل اس کا ساتھ دیں گے اور زمین کے خزانے نکالے گا اور اس کے لئے انسانوں کو قتل کرے گا

کتاب إخبار الزمان ومن إباده الحدثان، وعجائب البلدان والغامر بالماء والعمران از ابو الحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی (المتوفی: 346ھ) میں ہے

إن أمه امرأة من الجن عشقت أباه حويلا، فتزوجته فأولدها الدجال وهو خوص بن حويل، وكان مشوها ً مبدلا ً، وكان إبليس يعمل له العجائب، فلما كان وقت سليمان عليه السلام دعاه فلم يجبه فحبسه في جزيرة في البحر.

کہا جاتا ہے کہ دجال کی ماں جن تھی اس کا باپ اس جنیہ پر عاشق ہوا اس سے شادی کی اور دجال پیدا ہوا اور یہ خوص بن حویل ہے اور ابلیس اس کے لئے عجائب کرتا ہے پس جب سلیمان علیہ السلام کا زمانہ آیا تو اس کو سمندر کے ایک جزیرے میں قید کر دیا گیا

یہی چیز کتاب المسالک والممالک از البکری، اِبو عبید میں درج ہے

دجال ایک جانور یا درندہ ہے؟

سنن ابو داود کی روایت جو الزہری عن ابی سلمہ کی سند سے ہے اس میں ہے

يجر شعره، ينزو فيما بين السماء والأرض

دجال کے بال زمین و آسمان کے درمیان جو ہے اس کو بھر رہے تھے

یعنی دجال کوئی انسان نہیں کوئی بہت بڑا جانور ہے

اس بنا پر شعیب نے سنن ابو داود میں خاص طور پر امام زہری کا ذکر کیا ہے

وخالفه أيضاً في وصف الدَّجَّال حيث قال: يجر شعره، ينزو فيما بين السماء والأرض، وقال الشعبي في روايته: دخلنا الدير، فإذا فيه أعظم إنسان رأيناه قط خلقاً وأشده وثاقاً، مجموعة يداه إلى عنقه.

زہری نے دجال کے وصف میں مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ اس کے بال زمین و آسمان کو بھر رہے تھے اور شعبی نے روایت میں کہا ہے ہم کلیسا میں داخل ہوئے اس میں ایک بہت دیو ہیکل انسان تھا ایسا خلق میں نہیں دیکھا جس کو زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا

یعنی امام زہری دجال کو ایک جانور بتاتے تھے اور شعبی اس کو اِعظم اِنسان قرار دیتے تھے

علماء کا اختلاف

ابن حجر (أحمد بن مُحَمَّد بن علي بن حجر الهيتمي السعدي الأنصاري، شهاب الدين شيخ الإسلام، أبو العباس (المتوفى: 974هـ)) نے فتوی میں ابن صیاد پر جواب دیا

فِي حَدِيث مُسلم الطَّوِيل المنعوت فِيهِ الدَّجَّال بأوصاف لَا تنطبق على ابْن صياد مِنْهَا أَنه مسلسل فِي جَزِيرَة من جزائر الْبَحْرين

صحیح مسلم کی حدیث میں دجال کے اوصاف پر جو تعریف کی گی ہے ابن صیاد ان پر پورا نہیں اترتا کہ اس میں ہے کہ دجال مسلسل الْبَحْرين کے کسی جزیرے پر قید ہے

مجموع فتاوى ورسائل فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين کے مطابق سوال 148 ہوا

سئل فضيلة الشيخ: ذكرتم في الفتوى السابقة رقم "147": أن الدجال غير موجود الآن، وهذا الكلام ظاهره يتعارض مع حديث فاطمة بنت قيس في الصحيح، عن قصة تميم الداري، فنرجو من فضيلتكم التكرم بتوضيح ذلك؟ .

فأجاب بقوله: ذكرنا هذا مستدلين بما ثبت في الصحيحين، عن النبي – صلى الله عليه وآله وسلم -، قال: «إنه على رأس مائة سنة لا يبقى على وجه الأرض ممن هو عليها اليوم أحد» .

فإذا طبقنا هذا الحديث على حديث تميم الداري صار معارضا له؛ لأن ظاهر حديث تميم الداري أن هذا الدجال يبقى حتى يخرج، فيكون معارضا لهذا الحديث الثابت في الصحيحين، وأيضا فإن سياق حديث تميم الداري في ذكر الجساسة في نفسي منه شيء، هل هو من تعبير الرسول – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – أو لا

شیخ محمد بن صالح العثیمین سے سوال ہوا : اپ نے ذکر کیا کہ دجال ابھی موجود نہیں ہے اور اپ کا کلام حدیث فاطمہ بنت قیس سے معارض ہے جو صحیح میں ہے روایت کیا ہے قصہ تمیم الداری کا پس ہم اپ کی توضیح اس پر چاہتے ہیں

پس شیخ نے جواب دیا : ہم نے ذکر کیا جو دلیل کرتا ہے صحیح میں ثابت قول ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ۱۰۰ سال کے پورا ہونے پر زمین پر کوئی زندہ نہ رہے گا – پس جب اس حدیث کو تمیم داری کی حدیث پر رکھتے ہیں تو یہ اس سے متعارض ہے جو صحیحین میں ثابت ہے اور ساتھ ہی اس حدیث میں جاسوس کا ذکر ہے جس سے دل میں چیز ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعبیر تھی بھی یا نہیں

جن دلائل کی بنیاد پر کہا جاتا ہے خضر فوت ہوئے انہی کی بنیاد پر حدیث جساسہ کو قبول نہیں کیا جا سکتا

کتاب موسوعة العلامة الإمام مجدد العصر محمد ناصر الدين الألباني میں "فتاوى جدة" (2/ 00:28:10) البانی کا جواب اس پر ہے

مداخلة: قوله عليه الصلاة والسلام: «ما من نفس منفوسة يمر عليها مائة عام وهي حية يومئذ» أو كما قال.

الشيخ: هذا الذي يقول بهذا الكلام هو جاهل بعلم أصول الفقه، ما من نص عام إلا وقد خصص، وهذا من ذاك

رسول اللہ کا قول ہے کہ کوئی نفس سو سال تک زندہ نہ ہو گا جو آج زندہ ہے ؟

البانی نے جواب دیا یہ کلام اسی کا ہو ہو سکتا ہے جو اصول فقہ سے جاہل ہو – کوئی نص عام نہیں جس میں خصوص نہ ہو اور اس میں ایسا ہی ہے

البانی اس کے قائل تھے کہ دجال دور نبوی سے بھی پہلے سے ہے - کتاب سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة میں لکھتے ہیں

تقدم من حديث فاطمة بنت قيس وجابر رضي الله عنهم في خبر الجساسة والدجال؛ فإن فيه أن الدجال كان موجوداً في زمن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وأنه كان موثقاً بالحديد في بعض جزائر البحر

اور حدیث فاطمہ بنت قیس اور جابر رضی اللہ عنہما میں جاسوس کی خبر ہے اور دجال کی کہ دجال دور نبوی میں موجود تھا اور اس کو لوہے کی زنجیر سے سمندر کے جزائر میں قید کیا ہوا ہے

کتاب قصة المسيح الدجال ونزول عيسى میں البانی دور کی کوڑی لاتے ہیں

اعلم أن هذه القصة صحيحة - بل متواترة - لم ينفرد بها تميم الداري كما يظن بعض الجهلة من المعلقين على (النهاية) لابن كثير (ص 96 - طبعة الرياض) فقد تابعه عليها أبو هريرة وعائشة وجابر كما يأتي

جان لو کہ یہ قصہ صحیح ہے – بلکہ متواتر ہے – اس میں تمیم الداری کا تفرد نہیں ہے جیسا النهاية في الفتن والملاحم از ابن کثیر (ص 96 - طبعة الرياض) پر بعض تعلیق لگانے والوں نے اپنی جہالت کی بنا پر کر لیا ہے کیونکہ اس کی متابعت میں عائشہ اور جابر اور ابو ہریرہ کی روایات ہیں جو آ رہی ہیں

لیکن البانی نے جن روایات کو متابعت قرار دیا ہے ان میں الجساسة کا ذکر ہی نہیں وہ دوسری روایات ہیں

تواتر کی تعریف پر یہ جساسہ والی روایت نہیں اترتی اس کو صرف فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے ان سے کوفیوں نے، شام و یمن کا کوئی راوی اس کو روایت نہیں کرتا

راقم کو اس حوالے سے یہ کتاب معلوم ہے

النهاية في الفتن والملاحم - تأليف الحافظ عماد الدين بن كثير تصحيح وتعليق الشيخ إسماعيل الأنصاري - مطابع مؤسسة النور الرياض - الطبعة الأولى ١٣٨٨هـ

كتاب الفتن والملاحم – النهاية من تاريخ الحافظ عماد الدين ابن كثير، تصحيح وتعليق الشيخ إسماعيل الأنصاري، قدم للطبعة الأولى الشيخ علي الحمد الصالحي، وكذا للطبعة الثانية سنة 14033هـ وأعده الشيخ الصالحي لطبعة ثالثة، أضاف لها زيادات في المقدمة بخط يده، وهذا الكتاب طبع بالاشتراك بين مؤسسة النور ومكتبة الحرمين.

اغلبًا البانی اس میں اسماعیل انصاری یا علي الحمد الصالحي پر جرح کر رہے ہیں

یہ سلفی علماء کا اس روایت پر فساد و اختلاف ہے ایک دوسرے پر جہل کا فتویٰ لگا رہے ہیں

مودودی صاحب (ترجمان القرآن۔ربیع الاول ۶۵ھ، فروری۴۶ء) سے سوال ہوا تو انھوں نے کہا

میں نے جس چیز کو افسانہ قرار دیا ہے وہ یہ خیال ہے کہ دجال کہیں مقید ہے

دوسری طرف بعض اہل حدیث اور دیوبندی علماء دجال کے جزیرے میں قید والی روایت سے ثابت کرتے ہیں کہ دجال امریکہ کے پاس کسی جزیرہ میں برمودا ٹرائی اینگل بحر اوقیانوس میں ہے[5] جبکہ روایت میں یہ بات عرب کے مشرق کے لئے ہے

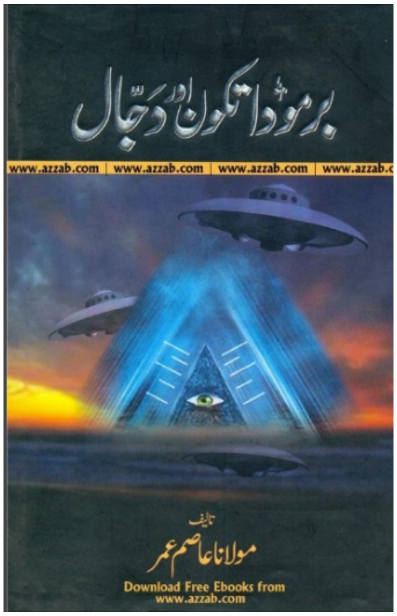

دوسری طرف آج تک عرب علماء کی طرف سے یہ نہیں کیا گیا کہ جزیرہ العرب کے مشرقی جزائر میں بحرین، عمان، قطر اور امارات کے جزائر میں علماء کی ٹیم بھیج کر دجال کا تعین کریں – یہاں تک کہ بعض سلفی علماء پر اس روایت کے متن کی نکارت ظاہر ہوئی اور اس روایت کا رد کیا گیا

تمیم داری رضی اللہ عنہ شام منتقل ہو گئے تھے یہ روایت کوئی بھی شامی روایت نہیں کرتا بلکہ صرف فاطمہ بیت قیس رضی اللہ عنہا سے شعبی نے روایت کی ہے – ممکن ہے اس وقت وہ اختلاط کا شکار ہوں

جو ایک بشری کمزوری ہے - دجال کے خروج سے متعلق روایات میں کہا گیا ہے کہ اس کے ساتھ اصفہان کے لوگ ہوں گے اگر اس جاسوس والی روایت کو صحیح مانا جائے تو اس کی باقی روایات سے تطبیق نا ممکن ہو جاتی ہے یہ بھی اس جاسوس والی روایت کے غریب اور منکر ہونے کا ایک سبب ہے

کتاب منکرین حدیث کی مغالطہ انگیزیوں کے علمی جوابات از جلال الدین قاسمی تحقیق و تخریج محمد ارشد کمال میں حدیث جساسہ کا ذکر ہے

حضرت تمیم داری ﷛ ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ کشتی ایک جزیرے پر جا پہنچی۔ یہ جزیرہ قبرص (Cyprus) کے قریب تھا۔ اس جزیرے پر انھوں نے ایک جانور جساسہ دیکھا جس کا چہرہ انسان کا چہرہ تھا اور بدن پر بال بہت زیادہ تھے۔ مگر پتا نہ چلتا تھا کہ وہ مرد ہے یا عورت۔ اس کے بعد دجال کو دیکھا، جو بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا۔

(مسلم، الفتن، قصة الجساسة، ح:٢٩٤٢)

راقم کہتا ہے کہ یہ اس حدیث کے متن میں کہیں نہیں ہے کہ یہ جزیرہ قبرص تھا - قبرص ، جزیرہ عرب کے مغرب میں بحر روم میں ہے اور حدیث جساسہ کے متن میں آخر میں ہے کہ یہ جزیرہ مشرق عرب میں تھا

آگاہ رہو دجال شام یا یمن کے سمندر میں ہے، نہیں بلکہ مشرق کی طرف ہے وہ مشرق کی طرف ہے وہ مشرق کی طرف ہے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا

اب جب معلوم ہوا کہ متن کے مطابق یہ مشرقی جزائر میں ہے تو اس کو قبرص بنانا مولویوں کا کمال ہے

سنن ابن ماجہ کی روایت – جساسہ ایک مونث ہے

سنن ابن ماجه: كِتَابُ الْفِتَنِ (بَابُ فِتْنَةِ الدَّجَالِ، وَخُرُوجِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَخُرُوجِ يَأْجُوجَ، وَمَأْجُوجَ) سنن ابن ماجہ: کتاب: فتنہ و آزمائش سے متعلق احکام و مسائل (باب: دجال کافتنہ‘حضرت عیسی ابن

مریمکا نزول اوریاجوج وماجوج کا ظہور)

4074 . حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَكَانَ لَا يَصْعَدُ عَلَيْهِ قَبْلَ ذَلِكَ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ فَمِنْ بَيْنِ قَائِمٍ وَجَالِسٍ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ أَنْ اقْعُدُوا فَإِنِّي وَاللَّهِ مَا قُمْتُ مَقَامِي هَذَا لِأَمْرٍ يَنْفَعُكُمْ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ وَلَكِنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي خَبَرًا مَنَعَنِي الْقَيْلُولَةَ مِنْ الْفَرَحِ وَقُرَّةِ الْعَيْنِ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَنْشُرَ عَلَيْكُمْ فَرَحَ نَبِيِّكُمْ أَلَا إِنَّ ابْنَ عَمٍّ لِتَمِيمٍ الدَّارِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَّ الرِّيحَ أَلْجَأَتْهُمْ إِلَى جَزِيرَةٍ لَا يَعْرِفُونَهَا فَقَعَدُوا فِي قَوَارِبِ السَّفِينَةِ فَخَرَجُوا فِيهَا فَإِذَا هُمْ بِشَيْءٍ أَهْدَبَ أَسْوَدَ قَالُوا لَهُ مَا أَنْتَ قَالَ أَنَا الْجَسَّاسَةُ قَالُوا أَخْبِرِينَا قَالَتْ مَا أَنَا بِمُخْبِرَتِكُمْ شَيْئًا وَلَا سَائِلَتِكُمْ وَلَكِنْ هَذَا الدَّيْرُ قَدْ رَمَقْتُمُوهُ فَأْتُوهُ فَإِنَّ فِيهِ رَجُلًا بِالْأَشْوَاقِ إِلَى أَنْ تُخْبِرُوهُ وَيُخْبِرَكُمْ فَأَتَوْهُ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَإِذَا هُمْ بِشَيْخٍ مُوثَقٍ شَدِيدِ الْوَثَاقِ يُظْهِرُ الْحُزْنَ شَدِيدِ التَّشَكِّي فَقَالَ لَهُمْ مِنْ أَيْنَ قَالُوا مِنْ الشَّامِ قَالَ مَا فَعَلَتْ الْعَرَبُ قَالُوا نَحْنُ قَوْمٌ مِنْ الْعَرَبِ عَمَّ تَسْأَلُ قَالَ مَا فَعَلَ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي خَرَجَ فِيكُمْ قَالُوا خَيْرًا نَاوَى قَوْمًا فَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ فَأَمْرُهُمْ الْيَوْمَ جَمِيعٌ إِلَهُهُمْ وَاحِدٌ وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ قَالَ مَا فَعَلَتْ عَيْنُ زُغَرَ قَالُوا خَيْرًا يَسْقُونَ مِنْهَا زُرُوعَهُمْ وَيَسْتَقُونَ مِنْهَا لِسَقْيِهِمْ قَالَ فَمَا فَعَلَ نَخْلٌ بَيْنَ عَمَّانَ وَبَيْسَانَ قَالُوا يُطْعِمُ ثَمَرَهُ كُلَّ عَامٍ قَالَ فَمَا فَعَلَتْ بُحَيْرَةُ الطَّبَرِيَّةِ قَالُوا تَدَفَّقُ جَنَبَاتُهَا مِنْ كَثْرَةِ الْمَاءِ قَالَ فَزَفَرَ ثَلَاثَ زَفَرَاتٍ ثُمَّ قَالَ لَوْ انْفَلَتُّ مِنْ وَثَاقِي هَذَا لَمْ أَدَعْ أَرْضًا إِلَّا وَطِئْتُهَا بِرِجْلَيَّ هَاتَيْنِ إِلَّا طَيْبَةَ لَيْسَ لِي عَلَيْهَا سَبِيلٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هَذَا يَنْتَهِي فَرَحِي هَذِهِ طَيْبَةُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا فِيهَا طَرِيقٌ ضَيِّقٌ وَلَا وَاسِعٌ وَلَا سَهْلٌ وَلَا جَبَلٌ إِلَّا وَعَلَيْهِ مَلَكٌ شَاهِرٌ سَيْفَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

حكم : ضعيف السند، صحيح المتن دون الجمل: " منعني القيلولة ... نبيكم "، " ما أنا ... سائلتكم "، " يظهر ... التشكي "، " بين عمان وبيسان "، " فزفر ثلاث زفرات "

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ نماز ادا کرنے کے بعد منبر پر تشریف فرما ہوئے. حالانکہ اس سے پہلے آپ ﷺ صرف جمعہ کے دن (خطبہ جمعہ کے لئے) منبر پر تشریف رکھتے تھے۔ لوگوں کو اس سے پریشانی ہوئی۔ کوئی کھڑا تھا، کوئی بیٹھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ (پھر فرمایا) "اللہ کی قسم! اس جگہ میں کوئی ایسی ترغیب و ترہیب والی بات بتانے کھڑا نہیں ہوا جس سے تمہیں فائدہ ہو۔ لیکن میرے پاس تمیم داری آئے اور مجھے ایک خبر دی جس سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ مجھے دوپہر کو خوشی اور آنکھوں کی ٹھنڈک کی وجہ سے نیند نہیں ائی، اس لئے میں نے چاہا کہ تمہارے نبی کی خوشی سے تم سب کو آگا کر دوں۔ مجھے تمیم داری کے ایک چچازاد نے بتایا کہ (سمندری سفر کے دوران میں) باد مخالف انہیں ایک غیر معروف جزیرے تک لے گئی۔ وہ جہاز کی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرے میں پہنچے۔ انہیں بڑی بڑی پلکوں

والی ایک سیاہ فام چیز ملی۔ انھوں نے اسے کہا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں جساسہ ہوں۔ انہوں نے کہا: ہمیں (وضاحت سے) بتا۔ اس نے کہا: میں نہ تمہیں کچھ بتاؤں گی، نہ تم سے کچھ پوچھوں گی۔ لیکن یہ مندر جو تمہیں نظر آرہا ہے، اس میں جاؤ۔ وہاں ایک آدمی ہے جس کی شدید خواہش ہے کہ تم اسے کچھ بتاؤ اور وہ تمہیں کچھ بتائے۔ وہ اس مندر میں گئے اور اس شخص کے پاس جا پہنچے، دیکھا تو ایک بڑی عمر کا آدمی ہے جو خوب جکڑا ہوا ہے۔ اس سے بہت رنج و غم ظاہر ہو رہا ہے، بہت ہائے وائے کر رہا ہے۔ اس نے ان سے کہا: کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا: شام سے۔ اس نے کہا: عربوں کا کیا حال ہے؟ وہ بولے: ہم عرب کے لوگ ہیں، تو کس چیز کے بارے میں پوچھتا ہے؟ اس نے کہا: تمہارے اندر جو آدمی (نبی ﷺ) ظاہر ہوا ہے اس کا کیا حال ہے؟ وہ بولے: اچھا حال ہے۔ اس (نبی ﷺ) نے قوم کا مقابلہ کیا تو اللہ ن ے اسے قوم پر غلبہ عطا فرما دیا۔ اب وہ سب (اہل عرب) متحد ہیں۔ ان کا معبود بھی ایک ہے اور دین بھی ایک ہے۔ اس نے کہا: زُغَر چشمے کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: اچھا ہے۔ لوگ اس سے کھیتی کو پانی دیتے اور خود پینے کے لئے پانی بھرتے ہیں۔ اس نے کہا: بیسان اور عمان کے درمیان کے کھجوروں کے درختوں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: ہر سال پھل دیتے ہیں۔ اس نے کہا: بحیرہ طبریہ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: اس کا پنی اتنا زیادہ ہے کہ کناروں سے اچھلتا ہے۔ اس نے تین بار ٹھنڈی سانس لی، پھر بولا: اگر میں اس قید سے چھوٹ گیا تو زمین کا کوئی علاقہ نہیں رہے گا جس پر میرے یہ قدم نہ لگیں، سوائے طیبہ کے۔ اس پر میرا بس نہیں چلے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ سن کر میری خوشی کی انتہا ہو گئی (بے حد خوشی ہوئی)۔ یہ (مدینہ منورہ ہی) طیبہ ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس کے ہر تنگ اور کھلے راستے پر، ہر میدان اور پہاڑ پر قیامت تک کے لئے فرشتے تلواریں سونتے کھڑے ہیں“۔

تبصرہ : یہ ابن ماجہ کی روایت ہے اس کی سند کو دجال کے حوالے سے عصر حاضر کے محققین شعیب و البانی رد کرتے ہیں- یہاں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے

فَإِذَا هُمْ بِشَيْخٍ مُوثَقٍ شَدِيدِ الْوَثَاقِ

دیکھا تو ایک بڑی عمر کا آدمی ہے جو خوب جکڑا ہوا ہے

اور الفاظ

انہیں بڑی بڑی پلکوں والی ایک سیاہ فام چیز ملی۔ انہوں نے اسے کہا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں جساسہ ہوں۔

سے دلیل لی جاتی ہے کہ جساسہ ایک عورت ہے

جبکہ صحیح مسلم میں جساسہ کو جانور اور دجال کو بھی بہت بالوں والا کہا گیا ہے یہاں تک کہ صحیح مسلم کے مطابق

فانطلقنا سراعا حتى دخلنا الدير فإذا فيه أعظم إنسان رأيناه قط

ہم جلدی سے اس گرجے میں پہنچے تو ہم نے ایک بڑا دیو ہیکل انسان دیکھا کہ اس سے قبل ہم نے ویسا کوئی انسان نہیں دیکھا تھا۔ابن ماجہ کی روایت صحیح مسلم سے الگ ہے

الغرض یہ روایت مضطرب المتن اور منکر ہے

نوٹ

صحیح بخاری میں ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ

صحيح البخاري: كِتَابُ العِلْمِ (بَابُ السَّمَرِ فِي العِلْمِ)

حکم : أحاديث صحيح البخاريّ كلّها صحيحة

116. حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، وَأَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ، فَقَالَ: «أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا، لاَ يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَحَدٌ»

سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا، ان سے لیث نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن خالد بن مسافر نے ابن شہاب کے واسطے سے بیان کیا، انھوں نے سالم اور ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آخر عمر میں (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ تمہاری آج کی رات وہ ہے کہ اس رات سے سو برس کے آخر تک کوئی شخص جو زمین پر ہے وہ باقی نہیں رہے گا۔

اس روایت کے تحت ثابت کیا جاتا ہے کہ خضر زندہ نہیں ہیں لیکن دجال اور اس کے جساسہ کو زندہ رکھا جاتا ہے – یا للعجب

نوٹ: اہل تشیع کے نزدیک امام مہدی غار میں ہیں جس طرح صحیح مسلم کی حدیث میں دجال کا جزیرہ پر ہونا بیان کیا گیا ہے

باب ۴ : قم باذن الدجال؟

صحیح بخاری کی روایت باب لاَ يَدْخُلُ الدَّجَّالُ المَدِينَةَ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيمَا يُحَدِّثُنَا بِهِ أَنَّهُ، قَالَ: "يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ، فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي تَلِي الْمَدِينَةَ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ، أَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ، فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ، فَيَقُولُ الدَّجَّالُ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّونَ فِي الْأَمْرِ ؟، فَيَقُولُونَ: لَا، فَيَقْتُلُهُ، ثُمَّ يُحْيِيهِ، فَيَقُولُ: وَاللَّهِ مَا كُنْتُ فِيكَ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ، فَيُرِيدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ"

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی، ان سے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دجال کے متعلق ایک طویل حدیث بیان کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں یہ بھی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال آئے گا اور اس کے لیے ناممکن ہو گا کہ مدینہ کی گھاٹیوں میں داخل ہو۔ چنانچہ وہ مدینہ منورہ کے قریب دلدلی زمین پر قیام کرے گا۔ پھر اس دن اس کے پاس ایک مرد مومن جائے گا اور وہ افضل ترین لوگوں میں سے ہو گا۔ اور اس سے کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمایا تھا۔ اس پر دجال کہے گا کیا تم دیکھتے ہو اگر میں اسے قتل کر دوں اور پھر زندہ کروں تو کیا تمہیں میرے معاملہ میں شک و شبہ باقی رہے گا؟ اس کے پاس والے لوگ کہیں گے کہ نہیں، چنانچہ وہ اس صاحب کو قتل کر دے گا اور پھر اسے زندہ کر دے گا۔ اب وہ صاحب کہیں گے کہ واللہ! آج سے زیادہ مجھے تیرے معاملے میں پہلے اتنی بصیرت حاصل نہ تھی۔ اس پر دجال پھر انہیں قتل کرنا چاہے گا لیکن اس مرتبہ اسے مار نہ سکے گا۔

تبصرہ : یہ روایت عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ اس سند سے ہے

اس میں عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بنِ عُتْبَةَ الهُذَلِيُّ المَدَنِيُّ اور امام الزہری کا تفرد ہے - ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ان کے اصحاب دجال کے بارے میں سوالات کرتے رہتے تھے لیکن یہ بات کہ دجال زندہ کرے گا صرف امام زہری نے عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بنِ عُتْبَةَ الهُذَلِيُّ المَدَنِيُّ کی سند سے کہی ہے ان کا کوئی اور بصری یا مدنی شاگرد اس قدر اہم بات کو بیان نہیں کرتا – اس روایت کو امام زہری کی سند سے جانا گیا ہے -

صحیح مسلم میں ایک کوفی نے اس کو روایت کیا ہے[6]- اس متن کی ایک اور روایت صحیح مسلم میں ہے جس کی سند میں جبر بن نوف البکالی الکوفی ہے جو کعب احبار کا پوتا ہے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُهْزَاذَ، مِنْ أَهْلِ مَرْوَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، فَتَلْقَاهُ الْمَسَالِحُ - مَسَالِحُ الدَّجَّالِ - فَيَقُولُونَ لَهُ: أَيْنَ تَعْمِدُ؟ فَيَقُولُ: أَعْمِدُ إِلَى هَذَا الَّذِي خَرَجَ، قَالَ: فَيَقُولُونَ لَهُ: أَوَ مَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا؟ فَيَقُولُ: مَا بِرَبِّنَا خَفَاءٌ، فَيَقُولُونَ: اقْتُلُوهُ، فَيَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ أَنْ تَقْتُلُوا أَحَدًا دُونَهُ، قَالَ: فَيَنْطَلِقُونَ بِهِ إِلَى الدَّجَّالِ، فَإِذَا رَآهُ الْمُؤْمِنُ، قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَذَا الدَّجَّالُ الَّذِي ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَيَأْمُرُ الدَّجَّالُ بِهِ فَيُشَبَّحُ، فَيَقُولُ: خُذُوهُ وَشُجُّوهُ، فَيُوسَعُ ظَهْرُهُ وَبَطْنُهُ ضَرْبًا، قَالَ: فَيَقُولُ: أَوَ مَا تُؤْمِنُ بِي؟ قَالَ: فَيَقُولُ: أَنْتَ الْمَسِيحُ الْكَذَّابُ، قَالَ: فَيُؤْمَرُ بِهِ فَيُؤْشَرُ بِالْمِئْشَارِ مِنْ مَفْرِقِهِ حَتَّى يُفَرَّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، قَالَ: ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَّالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: قُمْ، فَيَسْتَوِي قَائِمًا، قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: أَتُؤْمِنُ بِي؟ فَيَقُولُ: مَا ازْدَدْتُ فِيكَ إِلَّا بَصِيرَةً، قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا يَفْعَلُ بَعْدِي بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: فَيَأْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهُ، فَيُجْعَلَ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهِ إِلَى تَرْقُوَتِهِ نُحَاسًا، فَلَا يَسْتَطِيعُ إِلَيْهِ سَبِيلًا، قَالَ: فَيَأْخُذُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهِ، فَيَحْسِبُ النَّاسُ أَنَّمَا قَذَفَهُ إِلَى النَّارِ، وَإِنَّمَا أُلْقِيَ فِي الْجَنَّةِ " فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَذَا أَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ»

محمد بن عبداللہ بن قہزاد عبداللہ بن عثمان ابی حمزہ قیس بن وہب ، ابی الوداک ، حضرت ابوسعید خدری (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا دجال نکلے گا تو مومنین میں ایک آدمی کی طرف متوجہ ہوگا تو اس سے دجال کے پہرہ دار ملیں گے وہ اس سے کہیں گے کہاں کا ارادہ ہے وہ کہے گا میں اس کی طرف کا ارادہ رکھتا ہوں جس کا خروج ہوا ہے وہ اس سے کہیں گے کیا تم ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتے وہ کہے گا ہمارے رب میں تو کوئی پوشیدگی نہیں ہے تو وہ

کہیں گے اسے قتل کر دو پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کیا تم کو تمہارے رب نے منع نہیں کیا کہ تم اس کے علاوہ کسی کو قتل نہ کرنا پس وہ اس کو دجال کی طرف لے جائیں گے جب مومن اسے دیکھے گا تو کہے گا اے لوگو یہ دجال ہے جس کا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ذکر کیا پھر دجال اس کا سر پھاڑ نے کا حکم دے گا تو کہے گا اسے پکڑ لو اور اس کا سر پھاڑ ڈالو پھر اس کی کمر اور پیٹ پر سخت ضرب لگوائے گا پھر دجال اس سے کہے گا کیا تو مجھ پر ایمان نہیں لاتا تو وہ کہے گا تو مسیح الکذاب ہے پھر دجال اسے آرے کے ساتھ چیرنے کا حکم دے گا اور اس کی مانگ سے شروع کرکے اس کے دونوں پاؤں تک کو آرے سے چیر کر جدا کردیا جائے گا پھر دجال اس کے جسم کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا پھر کہے گا کھڑا ہوجا تو وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہوجائے گا پھر اس سے کہے گا کیا تو مجھ پر ایمان نہیں لاتا تو وہ کہے گا مجھے تیرے بارے میں پہلے سے زیادہ بصیرت عطا ہوگئی ہے پھر وہ کہے گا اے لوگو یہ دجال میرے بعد کسی بھی اور آدمی سے ایسا نہ کرسکے گا پھر دجال اسے ذبح کرنے کے لئے پکڑے گا اس کی گردن اور ہنسلی کے درمیان کی جگہ تانبے کی ہوجائے گی اور اسے ذبح کرنے کا کوئی راستہ نہ ملے گا پھر وہ اس کے ہاتھ اور پاؤں پکڑ کر پھینک دے گا تو وہ لوگ گمان کریں گے کہ اس نے اسے آگ کی طرف پھنکا ہے حالانکہ اسے جنت میں ڈال دیا جائے گا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا یہ آدمی رب العالمین کے ہاں سب سے بڑی شہادت کا حامل ہوگا۔

مسند ابی یعلی کے محقق حسین سلیم اِسد کہتے ہیں : إسناده ضعيف ولكن أخرجه مسلم

قصۃ المسیح الدجال میں البانی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے

قلت: لكن قد تابعه مجالد عن أبي الوداك قال: قال لي أبو سعيد: هل يقر الخوارج بالدجال؟ فقلت: لا. فقال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (إني خاتم ألف نبي وأكثر ما بعث نبي يتبع إلا قد حذر أمته الدجال وإني قد بين لي من أمره ما لم يبين لأحد وإنه أعور وإن ربكم ليس بأعور وعينه اليمنى عوراء جاحظة. . .) الحديث إلى قوله: (ذات دخان) أخرجه أحمد (3/ 79)

قلت: ومجالد ليس بالقوي وأبو الوداك خير منه فالحديث حسن بمجموع الطريقين. والله أعلم

البانی نے کہا میں کہتا ہوں اس روایت کی متابعت مجالد نے أبو الوداك سے کی ہے اور اس میں ہے کہ ابو سعید نے مجھ سے کہا کیا خوارج دجال کا اقرار کرتے ہیں ؟ میں نے کہا نہیں - ابو سعید نے حدیث بیان کی ... اس کی تخریج احمد نے کی ہے میں البانی کہتا ہوں مجالد ضعیف ہے اور أبو الوداك اس سے بہتر ہے پس حدیث حسن ہوئی دو طرق سے و اللہ اعلم

یہ روایت تمام محدثین کے نزدیک صحیح نہیں ہے – اس کی سند میں جبر بن نوف البكالي أبو الوداك الكوفي ہے جس کو امام نسائی نے لیس بالقوی قرار دیا ہے

اگرچہ محدثین نے ان افراد کو ثقہ کہا ہے لیکن ہم کو معلوم ہے کہ محدثین کے مطابق ثقہ غلطی بھی کر سکتا ہے

مسند ابی یعلی میں یہ متن ایک دوسری سند سے بھی ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَ الدَّجَّالَ قَوْمَهُ، وَإِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ، إِنَّهُ أَعْوَرُ ذُو حَدَقَةٍ جَاحِظَةٍ، وَلَا يَخْفَى كَأَنَّهَا نُخَاعَةٌ فِي جَنْبِ جِدَارٍ، وَعَيْنُهُ الْيُسْرَى كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ، وَمَعَهُ مِثْلُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَجَنَّتُهُ عَيْنٌ ذَاتُ دُخَانٍ، وَنَارُهُ رَوْضَةٌ خَضْرَاءُ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَجُلَانِ يُنْذِرَانِ أَهْلَ الْقُرَى، كُلَّمَا خَرَجَا مِنْ قَرْيَةٍ دَخَلَ أَوَائِلُهُمْ، فَيُسَلَّطُ عَلَى رَجُلٍ لَا يُسَلَّطُ عَلَى غَيْرِهِ فَيَذْبَحُهُ ثُمَّ يَضْرِبُهُ بِعَصَاهُ، ثُمَّ يَقُولُ: قُمْ، فَيَقُولُ لِأَصْحَابِهِ: كَيْفَ تَرَوْنَ، أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ فَيَشْهَدُونَ لَهُ بِالشِّرْكِ، فَيَقُولُ الرَّجُلُ الْمَذْبُوحُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ الَّذِي أَنْذَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَعُودُ أَيْضًا فَيَذْبَحُهُ، ثُمَّ يَضْرِبُهُ بِعَصَاهُ، فَيَقُولُ لَهُ: قُمْ، فَيَقُولُ لِأَصْحَابِهِ: كَيْفَ تَرَوْنَ، أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ فَيَشْهَدُونَ لَهُ بِالشِّرْكِ، فَيَقُولُ الْمَذْبُوحُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، هَا إِنَّ هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ الَّذِي أَنْذَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا زَادَنِي هَذَا فِيكَ إِلَّا بَصِيرَةً، وَيَعُودُ فَيَذْبَحُهُ الثَّالِثَةَ، فَيَضْرِبُهُ بِعَصَاهُ، فَيَقُولُ: قُمْ، فَيَقُولُ لِأَصْحَابِهِ: كَيْفَ تَرَوْنَ، أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ فَيَشْهَدُونَ لَهُ بِالشِّرْكِ، فَيَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ الَّذِي أَنْذَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا زَادَنِي هَذَا فِيكَ إِلَّا بَصِيرَةً، ثُمَّ يَعُودُ فَيَذْبَحُهُ الرَّابِعَةَ فَيُضْرِبُ اللَّهُ عَلَى حَلْقِهِ بِصَفْحَةِ نُحَاسٍ فَلَا يَسْتَطِيعُ ذَبْحَهُ " - قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَوَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ النُّحَاسَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ - قَالَ: «فَيَغْرِسُ النَّاسُ بَعْدَ ذَلِكَ وَيَزْرَعُونَ» [ص:333] قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: «كُنَّا نَرَى ذَلِكَ الرَّجُلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لِمَا نَعْلَمُ مِنْ قُوَّتِهِ وَجَلَدِهِ»

اس کی سند میں قَاضِي عَسْكَرِ المَهْدِيِّ - عَطِيَّةُ بنُ سَعْدِ بنِ جُنَادَةَ العَوْفِيُّ الكوفى المتوفى 181 ھ ہے اور اس میں دجال کا چار بار زندہ کرنے کا ذکر ہے – عطیہ بنو عباس کی جانب سے قاضی مقرر تھے لیکن روایت حدیث میں سخت مجروح ہے

طبرانی المُعْجَمُ الكَبِير ج ۱۳ میں ہے

حدثنا جعفَرُ بن أحمد الشَّامي، ثنا أبو كُرَيب ، ثنا فِرْدوس بن الأَشْعَري، عن مسعود بن سُلَيمان، عن حبيب بن أبي ثابت، عن مُجاهد، عن عبد الله بن عَمرو، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنَّه قال [ص:441] في الدَّجَّالِ: «مَا شُبِّهَ عَلَيْكُمْ مِنْهُ، فَإِنَّ اللهَ عزَّ وجلَّ لَيْسَ بِأَعْورَ، يَخْرُجُ فَيَكُونُ فِي الأَرْضِ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، يَرِدُ مِنْهَا كُلَّ مَنْهَلٍ، إلاَّ الكَعْبَةَ وبَيْتَ المَقْدِسِ والمَدِينَةَ، الشَّهْرُ كالجُمُعَةِ، والجُمُعَةُ كاليَوْمِ، ومَعَهُ

جَنَّةٌ ونَارٌ؛ فَنَارُهُ جَنَّةٌ، وجَنَّتُه نارٌ، مَعَهُ جَبَلٌ مِنْ خُبْزٍ، ونَهْرٌ مِنْ مَاءٍ، يَدْعُو برَجُلٍ لاَ يُسَلِّطُهُ اللهُ إِلاَّ عَلَيْهِ، فَيَقُولُ: مَا تَقُولُ فِيَّ؟ فَيَقُولُ: أَنْتَ عَدُوُّ اللهِ، وأَنْتَ الدَّجَّالُ الكَذَّابُ، فَيَدْعُو بِمِنْشَارٍ فَيَضَعُهُ حَذْوَ رَأْسِهِ فَيَشُقُّهُ حَتَّى يَقَعَ عَلى الأَرْضِ، ثُمَّ يُحْيِيهِ، فَيَقُولُ: مَا تَقُولُ فِيَّ؟ فَيَقُولُ: واللهِ مَا كُنْتُ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي فيكَ الآنَ، أنْتَ عَدُوُّ اللهِ الدَّجَّالُ الَّذِي أَخْبَرَنَا عَنْكَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم. قَالَ: فَيَهْوِي إِلَيْهِ بِسَيْفِهِ فَلاَ يَسْتَطِيعُهُ، فَيَقُولُ: أَخِّرُوهُ عَنِّي»

مُجاہِد مکی کا عبد اللہ بن عمرو سماع سے ثابت نہیں ہے -کتاب جامع التحصیل فی اِحکام المراسیل از العلائی (المتوفی: 761ھ) کے مطابق

واختلف في روايته عن عبد الله بن عمرو فقيل لم يسمع منه قلت أخرج له البخاري عنه حديثين

اور مجاہد کا عبد اللہ بن عمرو سے روایت کرنے میں اختلاف ہے کہا جاتا ہے انہوں نے ان سے نہیں سنا میں کہتا ہوں اس سے بخاری نے دو حدیثیں لی ہیں -

سند میں مسعود بن سلیمان مجہول ہے

استدراج دجال	مصدر	تفرد راوی
قوت الاحیاء الموتی مردہ کو زندہ کرنا	صحیح بخاری عن ابو سعید اس شخص کو قتل کر دے گا اور پھر اسے زندہ کر دے گا صحیح مسلم عن ابو سعید ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: قُمْ، فَيَسْتَوِي قَائِمًا دجال کہے گا کھڑا ہو جا تو وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہوجائے گا مسند ابو یعلی عن ابو سعید طبرانی الْمُعْجَمُ الْكَبِير عن عبد اللہ بن عمرو	عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ المتوفي 98 ھ امام الزہری المتوفی 124 ھ نوف ألبكألي أَبِي الْوَدَّاكِ المتوفي ٩١ -١٠٠ ھ کے درمیان عطیہ العوفی المتوفی 181 ھ مجاہد المتوفی: 101 - 110 ھ
	محدثین کی رائے : یہ شخص خضر علیہ السلام	

	ہوں گے

قوت نزول المطر بارش برسانا	صحیح مسلم حدیث عن نواس پھر وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین سبزہ اگائے گی	يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ قَاضِي حِمْصَ المتوفى 126 ھ
زمین کو غلہ نکالنے کا حکم کرنا	صحیح مسلم حدیث عن نواس پھر وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین سبزہ اگائے گی	يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ قَاضِي حِمْصَ المتوفى 126 ھ

متقدمین محدثین کی رائے

امام مسلم کے شاگرد امام ابو اسحاق کے مطابق یہ خضر علیہ السلام ہیں لہٰذا صحیح مسلم میں محدث ابو اسحاق کا قول اس روایت کے تحت لکھا ہوا ہے

قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: "يُقَالُ إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ابو اسحاق إبراھیم بن سفیان نے کہا: کہا جاتا ہے یہ خضر ہوں گے

یہ صحیح مسلم کی کتاب کے راوی ہیں

كتاب إبراهيم بن محمد بن سفيان رواياته وزياداته وتعليقاته على صحيح مسلم از المؤلف: عبد الله بن محمد حسن دمفو الناشر: مجلة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة کے مطابق

هو أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن سفيان النيسابوري1، ولم تذكر المصادر سنةَ ولادته، ويظهر أنَّها كانت في النصف الأول من القرن الثالث؛ لأنَّ الإمام مسلماً رحمه الله فرغ من كتابة الصحيح سنة خمسين ومائتين، كما ذكر العراقي ، ثم أخذ يمليه على الناس حتى فرغ من ذلك لعشر خلون من رمضان سنة سبع وخمسين ومائتين، كما نصَّ على ذلك ابن سفيان3، وعاش ابن سفيان بعد ذلك حتى أول القرن الرابع كما سيأتي.

امام مسلم المتوفی ۲۶۱ ھ نے ابو اسحاق کو صحیح املا کرائی سن ۲۵۷ ہجری رمضان تک

یعنی یہ الفاظ کہ کہا جاتا ہے یہ خضر ہوں گے یہ الفاظ امام مسلم نے نہیں امام ابو اسحاق نے املا کرتے وقت شامل کر دیے یا بعد میں جب صحیح مسلم دوسروں کو املا کرائی تو اپنی بات روایت کی شرح کے طور پر پیش کی

یہ بات صیغہ تمریض سے ہے لیکن یہ بات یاد رہے کہ قرون ثلاثہ کے محدثین جب صیغہ تمریض استعمال کریں اور تضعیف نہ کریں تو وہ قول قبولیت پر ہوتا ہے

صحیح ابن حبان کے مطابق

قَالَ مُعْمَرٌ: يَرَوْنَ أَنَّ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي يَقْتُلُهُ الدَّجَّالُ ثُمَّ يُحْيِيهِ: الْخَضِرُ

مُعْمَرٌ نے کہا محدثین دیکھتے تھے کہ یہ شخص جس کو دجال قتل کرنے کے بعد زندہ کر سکے گا یہ خضر ہوں گے

بغوی نے شرح السنہ میں یہی قول نقل کیا ہے کہ معمر نے کہا

وَبَلَغَنِي أَنَّهُ الْخَضِرُ الَّذِي يَقْتُلُهُ الدَّجَّالُ، ثُمَّ يُحْيِيهِ

مجھ تک پہنچا کہ یہ خضر ہیں

یعنی ان محدثین کے نزدیک یہ واقعہ خاص صرف ایک دفعہ کا ہے عموم نہیں ہے

شارحین کی آراء

اس روایت کو اسی صورت قبول کیا گیا ہے کہ خضر زندہ ہیں

الكتاب: شرح الطيبي على مشكاة المصابيح المسمى بـ (الكاشف عن حقائق السنن) المؤلف: شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي (743ھ) کے مطابق

قوله: ((خير الناس)) ((حس)): قال معمر: بلغني أن الرجل الذي يقتله الدجال الخضر عليه السلام.

بہترین انسانوں میں سے معمر نے کہا ہم تک پہنچا ہے یہ شخص خضر ہوں گے

إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري

المؤلف: أحمد بن محمد بن أبى بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري، أبو العباس، شهاب الدين (المتوفى: 923ھ)

الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر کے مطابق

فيخرج إليه) من المدينة (يومئذٍ رجل هو خير الناس أو من خير الناس) قيل هو الخضر (فيقول: أشهد أنك الدجال الذي حدّثنا رسول الله -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- حديثه)

کہا جاتا ہے یہ خضر ہوں گے

عمدة القاري شرح صحيح البخاري میں بدر الدين العيني (المتوفى: 855ھ) نے یہی قول لکھا ہے

قَوْله: فَيخرج إِلَيْهِ رجل قيل هُوَ الْخضر، عَلَيْهِ السَّلَام.

کتاب مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح از ملا قاری میں اس روایت کی شرح میں لکھا ہے

وَتَقَدَّمَ أَنَّهُ الْخَضِرُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

کتاب الكوثر الجاري إلى رياض أحاديث البخاري از الكوراني میں ہے

فيقتله ثم يحييه فيقول: والله ما كنت فيك أشد بصيرة مني اليوم) أي في هذه الساعة، وذلك لأنه وجد العلامات التي ذكرها رسول الله - صلى الله عليه وسلم -، قيل: ذلك الرجل هو الخضر والله أعلم

بیشتر شارحین نے اس روایت کی تاویل اسی قول پر کی ہے جو محدثین سے ملا ہے کہ خضر زندہ ہیں البتہ متاخرین مثلا ابن حجر وغیرہ نے اس کا انکار کیا ہے

راقم اس قول کو قبول نہیں کرتا کہ خضر زندہ ہیں

القسطلانی کی کتاب إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري کا ہے جس میں ابن حجر کی بات پیش کی گئی ہے

وقال ابن العربي: سمعت من يقول إن الذي يقتله الدجال هو الخضر وهذه دعوى لا برهان لها. قال

الحافظ ابن حجر: قد يتمسك من قاله بما أخرجه ابن حبان في صحيحه من حديث أبي عبيدة بن الجراح رفعه في ذكر الدجال لعله يدركه بعض من رآني أو سمع كلامي الحديث ويعكر عليه قوله في رواية لمسلم شاب ممتلئ شبابًا ويمكن أن يجُاب بأن من جملة خصائص الخضر أن لا يزال شابًّا ويحتاج إلى دليل
ابن العربی نے کہا میں نے سنا جس نے کہا کہ یہ شخص جس کو دجال قتل نہ کر سکے گا خضر ہوں گے اور اس دعوی کی کوئی برہان نہیں ہے اور ابن حجر نے کہا بلا شبہ اس میں تمسک کیا ہے اس پر جو ابن حبان نے صحیح میں حدیث ابو عبیدہ بن الجراح تخریج کی ہے جس میں ذکر دجال ہے کہ ہو سکتا ہے بعض اس کو پائیں جنہوں نے مجھ کو دیکھا یا کلام سنا الحدیث
اور روایت میں آ رہا ہے ایک مسلم جوان جوانی سے بھر پور اور ممکن ہے اس کا جواب دیا ہو کہ یہ خصائص خضر کے ہیں کہ ان کی جوانی کو زوال نہیں ہے لیکن اس پر دلیل درکار ہے

المستفاد من مبهمات المتن والإسناد از أبو زرعة أحمد بن عبد الرحيم العراقي (826 ھ) میں ہے

حديث أبي سعيدٍ: حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً حديثاً طويلاً عن الدجال. وفيه: فيخرج إليه يومئذٍ رجلٌ هو خير الناس، أو من خير الناس. فيقول: أشهد أنك الدجال)).. الحديث.
الرجل هو: الخضر عليه السلام. كذا في جامع معمر، وقاله إبراهيم بن سفيان صاحب مسلم.

صحیح ابن حبان کی روایت سے استدلال

خضر زندہ ہیں اور ان کی دجال سے ملاقات ہوئی پر محدثین کے نزدیک یہ حدیث دلیل ہے
صحیح ابن حبان کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَزْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُرَاقَةَ
عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ الدَّجَّالَ، وَإِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ"، قَالَ: فَوَصَفَهُ لَنَا، وَقَالَ: "لَعَلَّهُ أَنْ يُدْرِكَهُ بَعْضُ مَنْ رَآنِي، أَوْ سَمِعَ كَلَامِي"، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قُلُوبُنَا يَوْمَئِذٍ مثلها اليوم؟ فقال: "أو خير

أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ بے شک مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں گزرا الا یہ کہ اس نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا اور میں تم کو ڈراتا ہوں - ... ہو سکتا ہے اس کو بعض پائیں جنھوں نے مجھ کو دیکھا یا میرا کلام سنا

یعنی اقتباس میں یہ بات کہی گئی ہے کہ ممکن ہے محدثین نے اس رائے کا استخراج اس طرح کیا ہو کہ صحیح ابن حبان کی اوپر والی حدیث کے مطابق ان کے نزدیک خضر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا اور پھر ان کی ملاقات دجال سے ہوئی کیونکہ خضر علیہ السلام کی جوانی کو زوال نہیں ہے – اس رائے کو ابن

حجر نے رد کیا ہے کہ خضر کی جوانی کو زوال نہیں پر دلیل نہیں ہے لیکن انہوں نے اس بات کو رد نہیں کیا کہ محدثین یا سلف نے ایسا کوئی موقف نہیں رکھا تھا

دجال جس شخص کو قتل کرے گا اور زندہ کرے گا تو اس روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ شخص دجال کو بولے گا

أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ،

میں گواہی دیتا ہوں کہ تو دجال ہے جس کی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کی

اس متن سے معلوم ہوا کہ یہ شخص حدیث مجلس النبی میں سن چکا تھا - بہت ممکن ہے کہ حدیث کے ان الفاظ اور صحیح ابن حبان کی روایت کو ملا کر ہی امام مسلم کے ہم عصر محدثین نے یہ نتیجہ نکالا ہو کہ یہ شخص خضر علیہ السلام ہیں جو پہلے مجلس النبوی میں آئے اور پھر کہا گیا ان کا دجال سے مقابلہ ہو گا — و اللہ اعلم

اس جملہ پر علم حدیث کی کتب میں بحث ہے کہ اس شخص نے ایسا کیوں کہا ؟ کیا اس شخص نے حدیث نبی سے سنی کہ بولا حدثنا رسول اللہ ؟ الشذا الفياح من علوم ابن الصلاح رحمہ اللہ تعالی المؤلف: إبراهيم بن موسى بن إيوب، برہان الدين إبو إسحاق الأبناسی، ثم القاہری، الشافعي (المتوفى ٨٠٢ ھ) میں ہے

قال ابن القطان واعلم أن حدثنا ليست بنص في أن قائلها سمع1 ففي صحيح مسلم حديث الذي يقتله الدجال فيقول أنت الدجال الذي حدثنا به رسول الله صلى الله عليه وسلم - قال ومعلوم أن ذلك الرجل متأخر الميقات. انتهى.
فيكون مراده حدث أمته وهو منها.
وقال معمر إنه الخضر وحينئذ فلا مانع من سماعه.

ابن القطان نے کہا جان لو کہ حدثنا نص نہیں ہے کہ اس کے کہنے والے نے سنا بھی ہے - پس صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ وہ جس کو دجال قتل کرے گا وہ کہے گا تو دجال ہے حدثنا به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معلوم ہے کہ یہ شخص رجل وقت میں بعد میں ہے انتھی ... اور معمر نے کہا یہ خضر ہے اور اس میں مانع نہیں ہے کہ سماع نہیں ہوا

شرح نخبة الفكر في مصطلحات أهل الأثر از ملا علی القاری میں ہے

ومِنَ الْمَعْلُوم أَن هَذَا الرجل لم يسمع من النَّبِي صلى الله تَعَالَى عَلَيْهِ وَسلم، وَإِنَّمَا يُرِيد ب: " حَدثنَا " جماعةَ الْمُسلمين. انْتهى

معلوم ہے کہ اس شخص نے نبی سے نہیں سنا اور اس کا ارادہ ہے حدثنا سے اس نے مسلموں کی جماعت سے سنا

ابن حجر کے مطابق دجال زندہ کرے گا

فتح الباری میں ابن حجر نے خطابی کا قول دیا ہے

قال الخطابي فإن قيل كيف يجوز أن يجري الله الآية على يد الكافر فإن إحياء الموتى آية عظيمة من آيات الأنبياء فكيف ينالها الدجال وهو كذاب مفتر يدعي الربوبية فالجواب أنه على سبيل الفتنة للعباد إذ كان عندهم ما يدل على أنه مبطل غير محق في دعواه وهو أنه أعور مكتوب على جبهته كافر يقرؤه كل مسلم فدعواه داحضة مع وسم الكفر ونقص الذات والقدر إذ لو كان إلها لأزال ذلك عن وجهه وآيات الأنبياء سالمة من المعارضة فلا يشتبهان

خطابی نے کہا : اگر یہ کہا جائے کہ ایک کافر کے ہاتھ سے اللہ نشانی کو کیسے جاری کرے جبکہ مردوں کو زندہ کرنا ایک عظیم معجزہ ہے جو انبیاء کو دیا گیا ،تو یہ معجزہ دجال کو کیسے ملے گا جبکہ وہ مفتری کذاب ہے اور رب ہونے کا دعویدار ہوگا پس اس کا جواب یہ ہے کہ : یہ بندوں کی آزمائش کیلئے ہوگا ، کیونکہ ان کے پاس دجال دعوی کے جھوٹا ہونے کے دلیل ہوں گی کہ وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا ، اس کی پیشانی پر ''کافر'' لکھا ہوگا جسے ہر مسلم پڑھ سکے گا تو ان ذاتی نقائص و عیوب کی موجودگی میں اس کا دعوی باطل ثابت ہورہا ہوگا ، کیونکہ اگر وہ اپنے دعوے کے مطابق رب ہوتا تو یہ نشانیاں مٹا لیتا ،اور دوسری طرف انبیاء علیہم السلام کی نشانیاں ہر قسم کے عیب سے پاک ہوتے ہیں ، پس یہ نشانیاں ایک سی نہیں ہیں

خطابی کا قول ہے کہ دجال مردوں کو زندہ نہیں کرتا رہے گا - روایت میں یہ ایک خاص واقعہ ہے اور متن دلالت کرتا ہے کہ یہ صرف ایک بار ہو گا اسی بنا پر متقدمین محدثین نے اس میں شخص کو خضر کہا ہے کہ وہ ان کے نزدیک زندہ ہیں لہٰذا دجال کا اس میں کوئی کمال نہ ہو گا

كتاب شرح مصابيح السنة للإمام البغوي از الكَرمانيّ، الحنفيُّ، المشهور بـ ابن المَلَك (المتوفى: 854 هـ) کے مطابق

قال الكلاباذي: في الحديث دليل على أنَّ الدجال لا يقدر على ما يريده، وإنما يفعل الله ما يشاء عند حركته في نفسه، ومحل قدرته ما شاء الله أن يفعله؛ اختبارًا للخلق وابتلاء لهم؛ ليهلك من هلك عن بينة،

ويحيى من حي عن بينة، ويضل الله الظالمين، ويفعل الله ما يشاء.

الکلاباذی نے کہا : اس حدیث میں دلیل ہے کہ دجال ہر اس چیز پر قادر نہ ہو گا جو وہ چاہے گا اور بے شک اللہ تعالی یہ کریں گے جو وہ چاہیں گے ، دجال کی ان حرکات پر اور اس (دجال) کی قدرت کا مقام ، اللہ کے چاہنے میں ہے – یہ ایک آزمائش ہے خلق کے لئے اور ابتلاء ہے ان کے لئے کہ جو ہلاک ہو وہ نشانی پر ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ نشانی پر زندہ رہے اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے

یعنی الکلاباذی کا کہنے کا مطلب ہے کہ دجال کی ان حرکات کے پیچھے اللہ تعالی کی قدرت کارفرما ہو گی وہ اس کے ذریعہ انسانوں کو آزمائش میں ڈالے گا اور مخلوق کا امتحان لے گا- دجال دھوکہ میں ہو گا کہ یہ سب وہ کر رہا ہے اور اس کے ساتھ لوگ بھی یہی سمجھیں گے لیکن حقیقت میں یہ سب اللہ کے حکم سے پس پردہ ہو رہا ہو گا

قم باذن الدجال؟

راقم کہتا ہے ان لوگوں کا مدعا ہے کہ دجال خود ایک دھوکے میں ہو گا - لیکن یہ لوگ اس پر غور نہیں کرتے کہ اس دھوکہ کی وجہ سے عام لوگ بھی دھوکہ کھائیں گے اور جھوٹے مسیح کو اصلی سمجھیں گے لہذا خطابی کا قول قابل قبول نہیں ہے - دیگر احادیث کے مطابق مومن اس کو پہچان جائیں گے - احیاء الموتی ایک ایسا عمل ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا تو اس قدر چھوٹ دجال کو نہیں مل سکتی

عصر حاضر میں بعض لوگوں نے اس کو شعبدہ بازی اور بعض نے سائنسی ٹیکنا لوجی کہہ کر اس روایت کو قبول کیا ہے - سائنس روح کے وجود کی انکاری ہے اور موت میں عمل دخل ہی روح کا ہے لہذا یہ اقوال قابل قبول نہیں ہیں

متقدمین محدثین نے اس روایت کو اس شرح کے تحت قبول کیا ہے کہ خضر زندہ ہیں اور دجال کا تماشہ انہی کے ساتھ ہو گا- راقم خضر کو ایک حکیم سمجھتا ہے جن کا انتقال ہو چکا ہے اور اس بنا پر اس روایت

کو صحیح نہیں کہتا کیونکہ اس روایت کو محدثین نے اس تاویل پر قبول کیا ہے کہ خضر زندہ ہیں اور دجال ان کو مارنے کا جو تماشہ کرے گا وہ اصل میں کچھ بھی نہیں کیونکہ یہ خضر کے ساتھ ہو گا جن کو مارا نہیں جا سکتا ۔اب اگر یہ مانا جائے کہ خضر کی وفات ہو چکی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس روایت کی تاویل ممکن نہیں ہے ۔ اس واقعہ سے اصلی اور نقلی مسیح میں التباس بھی پیدا ہو گا ۔

یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ دجال مردوں کو زندہ کرنے کی اس عظیم قوت کا مظاہرہ سر عام کیوں نہ کرے گا کہ تمام دنیا دیکھ سکے؟ جہاں جائے ایک مردہ زندہ کرتا جائے ؟ بعض لوگوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ احیاء الموتی کا عمل دجال صرف ایک بار کرے گا (بمطابق صحیح البخاری)-راقم اس پر کہتا ہے اگر دجال کا کسی شخص کو زندہ کرنا ایک بار ہو گا تو جو دیکھے گا وہی مانے گا ۔جو اس واقعہ کا عینی شاہد نہ ہو وہ قبول نہیں کرے گا لہٰذا اگر یہ ایک دفعہ ہو گا تو اس کا فائدہ کیا ہے؟ ہونا تو یہ چاہیے کہ دجال مسلسل مردوں کو زندہ کرے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس کو اصلی مسیح سمجھیں ۔ **اس بنیاد پر اس روایت کے متن میں ابہام ہے اور راقم اس کو صحیح نہیں کہتا**

بعض لوگوں نے اس روایت کی تاویل بھونڈے انداز میں اس طرح کی ہے کہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں قیامت کی نشانیوں میں دجال کا ذکر کیا گیا ہے ۔ لہٰذا اس حدیث سے انہوں نے أية کا لفظ لیا اور اس کو قرآن کی اصطلاح أية (یعنی معجزہ) سے ملا دیا۔ اس کے بعد وہ آیات جن میں أية کا ذکر ہے ان کو الدجال سے ملا کر کسی طرح یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دجال کو یہ قوت من جانب اللہ ملے گی کہ وہ مردوں کو زندہ کر سکے گا تاکہ لوگوں کی آزمائش ہو۔ دوسری طرف دجال اگر مردوں کو زندہ کرے گا تو یہ عمل انسانوں کو گمراہ کرے گا وہ اسی کو اصلی مسیح سمجھیں گے ۔ یہ تاویل اس سوال کا جواب دینے سے قاصر ہے کہ دجال کو اگر خود معلوم ہو گا کہ اس کو قوت من جانب اللہ ملی ہے تو اس کا دعوی مسیحیت آدھا صحیح ہو جائے گا کیونکہ مردوں کو زندہ کرنا تو اصلی مسیح کا معجزہ تھا۔ بہر حال تطبیق کی یہ صورت بھی مزید ابہام پیدا کرتی ہے کیونکہ دجال کا مردے کو زندہ کرنا کوئی صحیح عقیدہ مسلمان نہ دیکھے بلکہ یہ سب دجال کے کیمپ کے اندر ایک مومن کے ساتھ ہونے والا منفرد واقعہ ہو گا جس سے اہل الدجال پر مثبت اثر ہو گا ۔

اس روایت میں ہے کہ دجال کے کیمپ میں ایک مومن کو لایا جائے گا جس کا احیاء الموتی کیا جائے گا یعنی یہ عظیم بات صرف اہل دجال کے علم میں ہو گی کیونکہ دیگر احادیث سے معلوم ہے کہ مومن تو بھاگ کر پہاڑوں میں چھپ جائیں گے۔ لہٰذا اشکال یہ ہے کہ یہ واقعہ ہو گا بھی کہ نہیں؟ اس کا کوئی اِور چشم دید مومن ہی نہ ہو گا۔ اہل دجال تو اس طرح کی مافوق الفطرت باتیں مشہور کر ہی رہے ہوں گے — اب کیسے مانا جائے کہ یہ زندہ کرنے کا واقعہ ہوا جبکہ کسی اور مومن نے دیکھا تک نہیں ؟ وہ مومن جس کو جی بخشا جائے گا وہ بچے گا وہ آ کر اگر باقی مومنوں سے کہے کہ میرے ساتھ دجال نے ایسا ایسا کیا تو اس مومن کی بات کی گواہی دینے والا کوئی اور مومن چشم دید گواہ بھی نہیں ہے — خبر واحد کو بیرونی قرائن درکار ہیں کہ اس کو قبول کیا جائے۔

روایت کے الفاظ میں بھی ابہام ہے —الفاظ ہیں فَلاَ أُسَلَّطُ عَلَيْهِ یعنی ایک بار زندہ کرنے کے بعد دجال کو اس مومن پر تسلط حاصل نہیں ہو گا - یعنی مومن بھاگ جائے گا اس کو دوبارہ قتل نہ کیا جا سکے گا ؟ محدثین نے جو امام بخاری سے بھی پہلے کے ہیں ان کا اور خود امام مسلم کے محدث شاگرد کا بھی یہی نقطۂ نظر ہے کہ یہ روایت اس شرح کے ساتھ صحیح ہے کہ یہ شخص خضر ہیں — اگر ہم یا آپ خضر علیہ السلام کو زندہ نہیں مانتے تو پھر اس حدیث کا مطلب ہم وہ نہیں سمجھتے جس طرح محدثین اس کو خاص سمجھتے تھے۔ ہم اگر خضر کی وفات کے قائل ہیں تو پھر یہ حدیث عام ہے خاص نہیں —مزید براں اگر مان لیا جائے کہ دجال اس طرح زندہ کرنے کا عطائی اختیار رکھتا ہے تو پھر اہل دجال تو اب ختم نہیں ہوں گے کیونکہ جو بھی ان میں قتل ہو گا دجال واپس اس کو جی بخش دے گا — جس خبر واحد کا کوئی بعد میں گواہ ہی نہ ہو کہ واقعی دجال نے زندہ کیا بھی یا نہیں اس پر ایمان کوئی کیوں لائے کیونکہ اس سے قرآن کی بے شمار آیات کا انکار ہو جاتا ہے —زندہ کرنا مارا، جلا بخشا صرف الحیی القیوم کی نشانی ہے - دجال یہ کام وہ اپنے ال دجال کے سامنے اپنے کیمپ میں کرے گا جو کوئی مسلمان نہ دیکھے گا —جب کوئی مسلمان دیکھے گا ہی نہیں تو کفار کی گواہی ہم کیسے مان لیں ؟ جس

مسلمان کے ساتھ ہو گا وہ واپس آ کر جب باقی مسلمانوں کو خبر کرے گا تو اس کو دجال کا جاسوس سمجھا جائے گا جو گمراہی پھیلا رہا ہو ۔ خبر واحد جب قرائن و فہم پر نہ اتر رہی ہو تو قبول نہیں کی جاتی ۔ کس قرینے سے یہ ثابت ہو گیا کہ دجال نے اپنے کیمپ میں ایک مومن کو زندہ کر دیا جبکہ باقی مومن پہاڑوں میں ہیں۔ ایک مسلمان جو بچ کر آئے گا اس کو بھی ثبوت پیش کرنا ہو گا بصورت دیگر لاکھوں جھوٹے لوگ کھڑے ہوں گے جو اصلی مومن ہونے کا دعوی کریں گے کہ وہ وہی شخص ہیں جس کو دجال نے زندہ کرنے کے بعد قتل کرنے کی کوشش کی اور وہ بچ گئے ۔ لہٰذا اس خبر واحد کو سمجھنا اور سمجھانا ضروری ہے ۔ کہتے ہیں جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا ۔ مومنوں پر لازم ہے اگر آنکھوں سے دیکھیں کہ دجال زندہ کر رہا ہے تو اس وقت یاد رکھیں کہ

والله يحيي و يميت اور بے شک اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے

اس حدیث کا متن منکر ہے۔ راوی عبید اللہ المدنی نے اس کو روایت کیا اور اس میں اس کا تفرد ہے ۔ ثقہ کی منفرد روایت منکر بھی ہو سکتی ہے اس کے وہم و خیال کی وجہ سے۔ اس پر مثالیں موجود ہیں۔ صحیح سے مراد ثقہ کی ثقہ سے متصل روایت ہے بلا شذوذ و علت ۔ بظاہر اس سند میں کوئی عیب نہیں ہے لیکن غور کرنے والے اس متن پر پریشان رہے ہیں اور سچ یہ ہے اس کی صحیح تاویل ممکن نہیں ہے ۔

باب ۵ : دجال ،عالم تکوینی اور استدراج

دجال کو عالم تکوینی پر تمکنت حاصل ہو گی کہ وہ مردے کو جی بخش دے ، زمین کو حکم کرے تو وہ غلہ دے اور آسمان کو حکم کرے تو وہ بارش برسائے ۔ اس قسم کی چند منکر روایات ہیں اور صحیحین میں بھی در کر آئی ہیں ۔ اگر یہ صحیحین سے باہر کسی کتاب میں اسی سند سے ہوتیں تو یار دوست ان کو فورا رد کر دیتے لیکن چونکہ یہ صحیحین میں موجود ہیں اور انہوں نے اپنے تئیں یہ لازم کیا ہوا ہے کہ صحیحین کی ہر روایت کو عقیدہ کے طور پر قبول کریں گے لہذا یار دوستوں کے لئے یہ امر صعب بن گیا ہے کہ اب ان روایات کا انکار کریں- ان کی جانب سے زمین و آسمان ایک کیے گئے کہ کسی طرح یہ روایات راقم کے حلق سے نیچے جائیں لیکن وائے ناکامی خائب و خاسر ہوئے۔

موجودہ دور میں ایک بد ترین گمراہی یہ بھی پیدا ہو چکی ہے کہ استدراج دجال کو آیات انبیاء کا مماثل قرار دیا جا رہا ہے اور ان کو بھی معجزات کی قبیل میں سمجھا جانے لگا ہے ۔ نعوذباللہ من تلک الخرافات- اس حوالے سے عوام میں اشکالات پھیلائے جا رہے ہیں جن پر اللہ کا شکر ہے راقم نے نکیر کی ہے اور اب اس بحث کو یہاں پیش کیا جاتا ہے - اب ہم ان روایات کے دفاع میں جو دلائل پیش کیے گئے ہیں ان کا جائزہ لیتے ہیں

دجال بیچارہ جبر میں ہے

اشکال ۱ : یہاں کوئی کہہ سکتا ہے کہ جس طرح شیاطین انس کو یا کاہنوں ، جادو گروں کو چھوٹ دی گئی ہے اسی طرح ممکن ہے دجال کو بھی یہ خرق عادت قوتیں من جانب عطا کی جائیں تاکہ مخلوق پر فتنہ بن سکے

جواب: راقم جوابا کہتا ہے کہ اہل سنت مخلوق پر جبری عقیدہ کو رد کرتے ہیں- جبر و قدر اہل سنت اور مخالف فرقوں میں ایک بڑی بحث رہی ہے – کیا ہم جو چاہتے ہیں خود کرتے ہیں یا مجبور کیے گئے ہیں ؟ تو اہل سنت کہتے ہیں ہاں ہم اپنی مرضی سے کرتے ہیں لیکن اللہ نے اپنے علم سے وہ پہلے سے لکھ دیا ہے – اللہ مخلوق پر جبر نہیں کرتا کہ کسی مخلوق کو جو مکلّف ہو اس پر کفر و شرک کرنے کا جبر لکھ دے لہذا دجال پر جبری نظریہ باطل ہے- دجال اگر جبر کے تحت کر رہا ہے تو معذب و معتوب نہیں رہے گا-

دجال کافر ہے، فراڈی ہے، جو بھی وہ کرے گا بطور بشر اپنی مرضی سے کرے گا اور وہی ہماری آزمائش ہو گی-

المعتصر من المختصر من مشكل الآثار میں یوسف بن موسى بن محمد، أبو المحاسن جمال الدين المَلَطي الحنفي (المتوفى: 803هـ) کا قول ہے

روي في قصة الدجال أنه يامر السماء فتمطر ويأمر الأرض فتنبت وليس ذلك بمطر ولا نبات على الحقيقة وإنما يتخيل للناس أنه مطر ونبات ووجه قوله: {يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ} إن الأشياء التي تحل بالناس من الله تعالى تضاف إلى السماء من ذلك قوله تعالى: {يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ} فأخبر أن الأمور التي تكون في الأرض مدبرة من السماء إليها

قصہ دجال میں ہے روایت کیا گیا ہے کہ وہ آسمان کو حکم کرے گا تو آسمان برسے گا اور زمین کو حکم کرے گا تو وہ بناتات اگا دے گی - اور یہ بارش اور یہ نباتات حقیقی نہ ہوں گے بلکہ لوگوں کو تخیل ہو گا کہ یہ بارش ہے یا نباتات ہیں اور اس کی وجہ اللہ تعالی کا قول ہے
يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ
جس روز آسمان آئے گا

وہ چیزیں جو لوگ اللہ کے حوالے سے جانتے ہیں ان کو آسمان کی طرف مضاف کیا گیا ہے
اللہ تعالی کا قول ہے
يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ
حکم دیتا ہے آسمان سے زمین کی طرف
پس خبر دی کہ زمین پر جو امور ہو رہے ہیں ان کا حکم آسمان سے اتا ہے

ابو المحاسن کا مدعا ہے کہ حدیث کے الفاظ کو ظاہر پر نہیں لیا جائے گا ان کی تاویل کی جائے گی - دجال حقیقی طور پر یہ نہیں کر رہا ہو گا بلکہ محض لوگوں کا تخیل ہو گا - اصلا تو اللہ ہی آسمان سے پانی برسا رہا ہو گا اور زمین پر نباتات اگا رہا ہو گا-

البانی ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں

بحوالہ موسوعة العلامة الإمام مجدد العصر محمد ناصر الدين الألباني «موسوعة تحتوي على أكثر من (50) عملاً ودراسة حول العلامة الألباني وتراثه الخالد»

أما الحديث الذي ينبغي أن نتحدث عنه هو الاستدراج، لقد جاء في أحاديث كثيرة وصحيحة، بل ومتواترة أن الدجال الأكبر في آخر الزمان يقول للسماء: أمطري، فتمطر. يقول للأرض: أنبتي نباتك، فتنبت، يقول للخرابة -أرض خربة-: أخرجي كنوزك، فتخرج وتتبعه، يقطع الرجل قسمين بالسيف، ثم يعيده حياً، هل هذه كرامات؟ هذه خوارق عادات، يجريها الله على [يد] هذا الدجال الأكبر الذي حدثنا عنه الرسول عليه السلام، فقال: «ما بين خلق آدم والساعة فتنة أكبر من فتنة المسيح الدجال» فها هو هذا المسيح الدجال يأتي بهذه الخوارق والعادات.

جہاں تک وہ حدیث ہے تو اس کو استدراج کے طور پر ذکر کیا جانا چاہیے- بے شک بہت سی صحیح و متواتر خبروں میں ہے کہ دجال اکبر آخری زمانہ میں ہو گا آسمان سے کہے گا تو بارش ہو گی ، زمین سے کہے گا تو نباتات اگے گی اور بربادی کا حکم دے گا تو بربادی ہو گی - حکم دے گا اپنے خزانے نکال اور زمین ان کو نکالے گی وہ ایک شخص کو تلوار سے بیچ میں سے کاٹ دے گا پھر دوبارہ زندہ کرے گا - کیا یہ کرامت ہو گی ؟ یہ خرق عادات ہو گا اللہ تعالی اس کو دجال اکبر کے ہاتھ پر جاری کرے گا جس کا ذکر رسول اللہ علیہ السلام نے کیا

راقم کہتا ہے یہ تاویل وہی دجال جبر میں ہے والی ہے -مزید یہ کہ جس روایت میں یہ سب بیان

ہوا ہے اس پر شدید اعتراضات ہیں اس کا سارا متن اسرائیلیات پر مبنی ہے

استدراج دجال اور علامات قیامت

اشکال ۲ : کوئی کہہ سکتا ہے کہ دجال قیامت کی نشانی ہے اور قیامت کی تمام نشانیاں خرق عادت ہوں گی

راقم جوابا کہتا ہے قرآن و حدیث میں آیات کا لفظ ہمیشہ خرق عادت نہیں ہوتا ۔آیات یا نشانی تو غیر خرق عادت بھی ہوتی ہیں مثلا سورہ بقرہ میں ہے

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (164)

بےشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں اور جہازوں میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کی چیزیں لے کر رواں ہیں اور مینہ میں جس کو خدا آسمان سے برساتا اور اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ (یعنی خشک ہوئے پیچھے سرسبز) کردیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں۔ عقلمندوں کے لئے آیات (نشانیاں) ہیں

یہ تمام کام یا آیات غیر خرق عادت ہیں- اسی طرح آیات یا نشانی تو عادت و اطوار میں بھی ہوتی ہے مثلا

مَّا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَـمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِـهِ الرُّسُلُ وَاُمُّـه صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ نُـبَيِّنُ لَـهُـمُ الْاٰيَاتِ ثُـمَّ انْظُرْ اَنّـٰى يُؤْفَكُـوْنَ (75)

مریم کا بیٹا مسیح تو صرف ایک پیغمبر ہی ہے، اس سے پہلے اور بھی پیغمبر گزر چکے ہیں، اور اس کی ماں سچی ہے، وہ دونوں کھانا کھاتے تھے، دیکھ ہم انہیں کیسی دلیلیں بتلاتے ہیں پھر دیکھو وہ کہاں الٹے جاتے ہیں۔

یہاں کھانا کھانے کو نشانی یا آیات کہا جا رہا ہے۔ اسی طرح قیامت کی نشانیاں اصل میں علامات ہیں — بعض علامات قیامت عادی قانون کی سی ہیں مثلا دھواں کا پھیلنا، زمین کا دھنسنا، دجال یا دھوکہ باز کا نکلنا۔ حدیث میں ہے تیس دجال نکلیں گے ، دھواں بھی نظر آتا ہے ، زمین میں زلزلہ بھی آتا ہے۔ ان میں کوئی عادی قانون سے الگ نہیں — ہر بشر ان سے واقف ہے ۔ فرق صرف امر کی وسعت کا ہے

قرب قیامت تو دور نبوی سے شروع ہو چکا ہے قرآن میں ہے

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ قیامت قریب آئی اور چاند شق ہوا

یعنی اللہ تعالی تو کہہ رہا ہے قرب قیامت شروع ہو چکا ہے اور حدیث میں ہے کہ ۳۰ دجال اس امت میں ہوں گے جو ظاہر ہے تمام قرب قیامت میں ہی آتے ہیں لیکن چونکہ سرکشی میں آخری دجال سب سے بڑھ کر ہے اس کا فتنہ سب سے بڑا ہو گا اس لئے اس کا خاص ذکر کیا گیا
قرآن میں سورہ مریم میں خبر دی گئی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اللہ تعالی کی نشانی ہیں — جب مریم نے فرشتوں سے پوچھا تب کی خبر دی گئی
قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْـمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا (21)
کہا ایسا ہی ہوگا، تیرے رب نے کہا ہے کہ وہ مجھ پر آسان ہے، اور تاکہ ہم اسے لوگوں کے لیے (آیت) نشانی اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں، اور یہ بات طے ہو چکی ہے۔

سورہ المومنون میں ہے

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَّآوَيْنَاهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ (50)

اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو (آیت) نشانی بنایا تھا اور انہیں ایک ٹیلہ پر جگہ دی جہاں ٹھہرنے کا موقع اور پانی جاری تھا۔

اس کے علاوہ کچھ لوگوں نے موقف لیا ہے کہ دجال بھی آیت نشانی ہے – قیامت کی نشانی ہے – چونکہ قیامت کی تمام نشانیاں من جانب اللہ ہی ہیں [قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ سورہ عنکبوت] لہذا منطق سے یہی نکلے گا کہ دجال بھی اللہ کی نشانی ہے - اس سے اصلی مسیح میں التباس پیدا ہوتا ہے - راقم اس کو یکسر رد کرتا ہے - اللہ کی نشانیاں متضاد نہیں ہوتیں اور صرف حق پر ہوتی ہیں

اشکال ۳ : کوئی کہہ سکتا ہے دجال کا مردوں کو زندہ کرنے کی خبر حدیث میں ہے کو الوحی غیر متلو ہے اور انبیاء کی دی گئی خبریں خرق عادت کے تحت پوری ہوتی ہیں لہذا خرق عادت ثابت ہونے کیلئے ان کی پیشگی خبر ہونا ہی زبردست قرینہ ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ دجال نشانی (آیۃ) ہے اور دجال کی خبر غیب سے ملی ہے اور تمام غیبی خبریں خرق عادت پوری ہوتی ہیں

راقم جوابا کہتا ہے یہ عقیدہ جہالت پر مبنی ہے۔ یہ بات بے سروپا ہے کہ خبر غیب کا مطلب یہ لیا جائے کہ مستقبل میں جو ہو گا وہ بھی یقینا خرق عادت ہی ہو گا۔ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور اس کی لاتعداد امثال ہیں کہ خبر من جانب اللہ دی گئی لیکن وہ عادت جاری کے تحت اسباب کے اندر پوری ہوئی ۔اس کا خرق عادت ہونا "ضروری" نہیں ہے - حاطب رضی اللہ عنہ والا واقعہ موجود ہے – خبر غیب سے ملی کہ عورت خط لے کر مدینہ سے نکل گئی ہے اور وہ عورت پکڑی گئی۔ عورت کا وجود معجزاتی نہیں تھا نہ خط بذات خود معجزہ تھا۔ معجزہ تھا تو صرف اس خبر کا ملنا اور خط کا برآمد ہونا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ جنگ یرموک میں ایک کے بعد ایک سپہ سالار شہید ہو رہے ہیں۔ خبر کا ملنا معجزہ ہے لیکن جنگ میں شہید ہونا معجزہ نہیں ہے۔ اسی طرح بئر معونۃ کا واقعہ ہے کفار نے گھیر کر اصحاب رسول کو دھوکہ سے قتل کیا – خبر مدینہ میں غیب سے ملی۔ سوال ہے کفار نے

معجزہ کیا جو قتل کیا؟ معجزہ یہ ہوا کہ قتل کی خبر رسول اللہ کو مل گئی- اصحاب رسول کا قتل خرق عادت نہیں ہوا عادت جاری کے تحت ہوا کہ تلوار کی ضرب سے خون نکلا – بلڈ پریشر کم ہوا اور جان گئی

یاد رکھیں : خرق عادت اثبات حق کے لئے ہوتا ہے دجل کو ثابت کرنے کے لئے نہیں

استدراج دجال اور ہاروت و ماروت علیھما السلام میں مماثلت کا شوشہ

اشکال ٤ : کوئی کہہ سکتا ہے کہ فرشتے جادو لے کر نازل ہوئے- کیا جادو حق ہے؟؟ کیا جادو کی تعلیم دینا حق ہے؟؟ شیاطین الجن بھی اللہ تعالی کی چھوٹ سے فتنہ و آزمائش ہیں پھر بطور فتنہ جھوٹے دجال سے خرق عادت ظاھر ہونے پر آخر اس قدر قیل قال کیوں؟ جبکہ اللہ نے فرمادیا: ((ان ربک فعال لما یرید))-

راقم جوابا کہتا ہے : سورہ بقرہ آیت ١٠٢ میں ذکر کردہ ہاروت و ماروت علیہما السلام ، کیا یہ دجال (فراڈ) تھے یا فرشتے تھے ؟ فرشتے تو وہ کرتے ہیں جو اللہ حکم کرتا ہے اس میں آزمائش شامل ہے- اللہ آزمائش ممنوع چیز دکھا کر بھی کر سکتا ہے جس میں فرشتے وہ کرتے ہیں جو وہ حکم کرتا ہے لہذا فرشتوں کی دجال سے مماثلت باطل ہے- اللہ ہم کو آزماتا ہے اور شیطان بھی فتنہ میں ڈالتا ہے – کیا یہ دونوں ایک بات ہیں ؟ ہرگز نہیں

پھر یہ اشکال کہ کیا جادو کی تعلیم دینا حق ہے؟ یہ سوال ہی نہیں پیدا ہونا چاہیے کیونکہ یہ ہی ایمان ہے اگر اللہ کا حکم ہو اور فرشتوں کو اس بنا پر کوئی برا نہیں کہتا کہ انھوں نے بابل میں جادو سکھایا کیونکہ یہ اللہ کا حکم تھا - شیاطین الجن بھی اللہ تعالی کی چھوٹ سے فتنہ و آزمائش ہیں لیکن شیاطین کا وجود – اللہ کی مشیت سے ہے اس کی رضا سے نہیں

ولا یرضی لعبادہ الکفر   وہ اپنے بندوں پر اس سے راضی نہیں کہ وہ کفر کریں

جبکہ دجال بغیر رضا الہی مردے کو زندہ نہیں کر سکتا۔ چھوٹ تو ڈھیل دینا ہے جبکہ مردے کا زندہ کرنا صریح رب کی رضا مندی سے ہی ممکن ہے۔ اللہ کے اذن سے تو شیاطین الجن، آسمان سے وحی میں سے کچھ سن گن لے کر کاہن کے کان میں ڈال دیتے ہیں جسکی بناپر کاہن کی بعض پیشگی خبریں درست ثابت ہوتی ہیں یعنی فرشتوں کی آواز سن لینا جنات کے لئے ممکن ہے – یہ ان کے دائرۂ کار میں آتا ہے – جنات ہوا میں اڑتے ہیں، آسمان تک جا سکتے ہیں – کاہن اور ساحر کو معلوم ہے کہ ایسا عمل کرنا ممنوع ہے لیکن پھر بھی کرتے ہیں بعض اوقات جنات سن بھی لیتے ہیں – یہ چھوٹ ہے اور یہ چھوٹ ہر جن کو حاصل ہے اس لئے عالم جنات میں یہ عمل عام ہے، یہ خرق عادت ہر گز نہیں ہے

اشکال ٥ : کوئی روایت پسند اصرار کر سکتا ہے کہ صحیح حدیث سے دجال کا خرق عادت زندہ کرنا ثابت ہے تو مشیت الہی تو اس میں خود بخود آگئی اور ثابت ہو گیا کہ دجال کو اللہ کی مدد حاصل ہے

راقم کہتا ہے یہ یہود کا قول ہے کہ شیطان اللہ کا دشمن نہیں اللہ کا مددگار ہے کیونکہ اللہ اس سے انسانوں کو آزماتا ہے۔ بعینہ یہ قول اب اس خبر واحد کے دفاع میں آ رہا ہے کہ دجال اللہ کا معجزہ، آیت ہے وہ بحکم الہی مردوں کو زندہ کرے گا وغیرہ – اس پر سخت اعتراض ہے کیونکہ اللہ کا دشمن اور کافر دجال ایک مومن و موحد ہونے کا دعوی کرے گا اور جھوٹا ہو گا – صرف اس بنا پر کہ یہ فتنہ ہے اس کو اللہ کی جانب سے بھیجا گیا سمجھنا جھل ہے

استدراج دجال اوردابہ الارض میں مماثلت کا شوشہ

اشکال ٦ : کوئی کہہ سکتا ہے کہ دجال اسی طرح خرق عادت ہے جس طرح دابہ الارض ہے

راقم جوابا کہتا ہے قارئین غور کریں کہ دابہ الارض اللہ کی نشانی ہے جو اللہ کی طرف بلائے گا، دجال کیا اللہ کی طرف بلا رہا ہے ؟ یہ جانور حق کا کلام کرے گا جو قرآن میں ذکر کردہ ہے
وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ سورة النمل الآية 82

دابہ الارض کا بولنا قرآن سے معلوم ہے – دجال کا زندہ کرنا ایک شاذ خبر واحد میں ہے

قرآن میں ہو کہ مردہ سنتا ہے تو ہم ضرور مان لیتے لیکن چونکہ قرآن میں ہے مردہ نہیں سنتا اسی بنا پر ان احادیث کی ہم تاویل کرتے ہیں جن میں سماع الموتی کا ذکر ہے۔ اسی طرح یہ دجال کی ایک خبر ہے یہ خلاف قرآن ہے۔ قرآن میں کہیں نہیں کہ اللہ اور اس کے حکم سے عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی نے مردے کو زندہ کیا ہو ۔ خرق عادت کفر کے اثبات پر نا ممکن ہے یہ صرف حق کے اثبات پر ہوتا ہے

دابہ الارض ، اللہ کا دشمن نہیں ہے۔ وہ حق کا اعادہ کرنے والا ہو گا – دجال حق کا مخالف ہو گا

اشکال ۷ : کوئی کہہ سکتا ہے دجال کو ایمان والے پہچانیں گے کیسے کہ یہ وھی دجال ہے جس کی خبر مخبر صادق نے دی ہے؟ باقی صرف آنکھ کا انگور کی طرح ہونا اور الوہیت کا دعوی کرنا تو معمول کی بات ہے دجال کی اس میں کیا خصوصیت ہے جس سے اسکی پہچان ہو؟

راقم جوابا کہتا ہے احادیث نبوی میں یہی معمولی نشانیاں بیان ہوئی ہیں کہ

آنکھ کا انگور کی طرح ہونا

الوہیت کا دعوی کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی "معمولی" باتیں ہی بتائی ہے

باقی یہ اصرار کہ وہ مردے کو زندہ کرے تو صحیح بخاری کی زیر بحث منکر روایت میں ہے کہ ایسا وہ مسلمانوں کے سامنے نہیں کرے گا – وہ یہ کام اپنے کیمپ میں ال دجال کے سامنے کرے گا جہاں کوئی مسلمان نہیں سوائے ایک قیدی کے - ہندوستان میں دیکھیں کتنے گرو اور رشی ہیں جن کو رب سمجھ کر لوگ پوج رہے ہیں – دعوی الوہیت کو لوگ قبول کرتے ہیں اور شکل دیکھنے کے باوجود رب بھی مان جاتے ہیں- اور ہندو تعداد میں ایک بلین ہیں- مسلمان فرقوں کو ملا کر ان کی تعداد بھی ایک بلین ہے - نصرانی دو بلین کے قریب ہیں - اس تعداد میں سے ایک کثرت کا دجال پر بلا معجزات ایمان لانا کیا مشکوک ہے ؟ ہر گز نہیں-

دجال فتنہ اسی وجہ سے ہے کہ مشکوک ہے – حدیث کے مطابق جو دجال کی خبر پائے وہ اس کے پاس مت جائے ورنہ وہ اس کو مومن سمجھے گا- دجال ایک عام بشر ہے اس کا دعوی الوہیت کا ہو گا اور وہ اپنے ساتھ اپنی خود ساختہ جنت و جہنم لے کر چلے گا - اس سے جو ملے گا وہ اس کو مومن سمجھے گا ، ساتھ ہو لے گا -دجال کعبہ کا طواف بھی کرے گا- ظاہر ہے ایک خلقت اس کے دام فریب میں آ جائے گی

استدراج دجال اور معجزات عیسیٰ علیہ السلام میں مماثلت کا شوشہ

اشکال ۸ : کوئی کہہ سکتا ہے دجال کا زندہ کرنا اسی طرح معجزہ الہی ہے جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کرتے تھے

جواب

سور مائدہ میں ہے

وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَى بِإِذْنِي وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ

[110]

جب اللہ (عیسیٰ سے) فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! میرے ان احسانوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کئے جب میں نے روح القدس (یعنی جبرئیل) سے تمہاری مدد کی تم جھولے میں اور جوان ہو کر (ایک ہی نسق پر) لوگوں سے گفتگو کرتے تھے اور جب میں نے تم کو کتاب اور دانائی اور تورات اور انجیل سکھائی اور جب تم میرے حکم سے مٹی کا جانور بنا کر اس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتا تھا اور مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے چنگا کر دیتے تھے اور مردے کو میرے حکم سے (زندہ کرکے قبر سے) نکال کھڑا کرتے تھے اور جب میں نے بنی اسرائیل (کے ہاتھوں) کو تم سے روک دیا جب تم ان کے پاس کھلے نشان لے کر آئے تو جو ان میں سے کافر تھے کہنے لگے کہ یہ صریح جادو ہے

اگر ہم اس حدیث کو دیکھیں جس میں دجال کا مردے کو زندہ کرنے کا ذکر ہے تو اس میں دجال خود زندہ کر رہا ہے وہ یہ نہیں کہہ رہا کہ مجھ کو یہ من جانب اللہ ملا ہے – حدیث کا متن دیکھیں

دجال کہے گا کیا تم دیکھتے ہو اگر میں اسے قتل کر دوں اور پھر زندہ کروں تو کیا تمہیں میرے معاملہ میں شک و شبہ باقی رہے گا؟

اور دجال زندہ کرے گا- اس متن میں کہیں نہیں کہ اللہ کے حکم سے وہ زندہ کر رہا ہے جبکہ قرآن میں ہے کہ عیسیٰ جب زندہ کرتے تھے تو باذن اللہ کا ذکر کرتے تھے – دجال بغیر رضا الہی مردے کو زندہ نہیں کر سکتا- اللہ تعالی نے عیسیٰ علیہ السلام کے لئے اپنے اذن کا ذکر کر دیا ہے

اوحي الموتي باذن الله ۔ اور مردوں کو میرے اذن سے زندہ کیا

عالم برزخ سے روح کا امساک ختم کرکے اس کو زمین تک دجال کیسے لائے گا ؟ یہ معجزہ تو صرف عیسیٰ کو ملا تھا کسی اور نبی تک کو نہیں دیا گیا- جبکہ دجال کے بارے میں اس اذن کی کوئی خبر نہیں- پھر لازم ہے کہ دجال پر الوحی آئے جس سے اس کو خود علم ہو سکے کہ وہ مردوں کو زندہ بھی کر سکتا ہے جو شریعت میں مردود بات ہے

قرآن میں ہے

وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ

اور مردے کو میں نے زندہ کیا اللہ کے اذن سے

سورہ ال عمران ۴۹

أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ

یہ الفاظ عیسیٰ کا کلام ہیں یہود سے تو ظاہر ہے یہ ہی کہا جائے گا – مدعا یہی ہے کہ میں نبی ہوں اگر نہ ہوتا تو یہ سب نہیں کر پاتا - جو بھی معجزات ہیں ان کو انبیاء اپنی طرف لاتے ہیں لیکن اس میں اضافہ کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے اذن سے ہوا - مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان کے مخالف اللہ کے وجود کو تو تسلیم کر رہے ہوتے ہیں لیکن مخالفین ان (انبیاء) کو اللہ کا پیغمبر تسلیم نہیں کرتے- کسی بھی نبی کو معجزہ ملنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کو قوت دی گئی ہے بلکہ ہمیشہ اذن اللہ کا ذکر ہوتا ہے- شروع کے بعض نصرانی اس کو قوت ہی سمجھتے تھے ان کے نزدیک عیسیٰ انسان تھا لیکن اللہ نے اس کو

adopt

کر لیا – اس طرح اللہ نے اپنے متبنی بیٹے کو یہ قوتیں عطا کر دیں

سورہ ال عمران میں اس کا رد کیا گیا کہ عیسیٰ کا یہ سب کرنا اللہ کے اذن سے ہوا - انبیاء کو بذریعہ الوحی اس سب پر مطلع کیا گیا کہ وہ یہ یہ معجزات کر سکتے ہیں

مردے کو صرف اللہ ہی زندہ کر سکتا ہے لیکن اللہ کے حکم سے عیسیٰ نے بھی کیا لہذا نصرانی کہتے ہیں کہ چونکہ ایسا رب تعالی ہی کر سکتا ہے اس بنا پر وہ اس کو عیسیٰ کی الوہیت کی نشانی قرار دیتے ہیں -

قرآن میں اس کا رد کیا گیا اور عیسیٰ کا کلام نقل کیا گیا کہ میں نے یہ سب اللہ کے اذن سے کیا ہے- الفاظ ہیں "میں تمہارے لئے کرتا ہوں" – یہ کس سے کلام ہے ؟ اس آیت میں کیا اللہ تعالی اپنے بارے میں بول رہا ہے یا عیسیٰ کا کلام نقل کر رہا ہے ؟ ظاہر ہے ضمیر عیسیٰ کی طرف ہے ان کا کلام ہے صرف قال المسیح مفقود ہے - ایسا قرآن میں ہوتا ہے کیونکہ سننے والا جانتا ہے کس کا کلام نقل ہو رہا ہے

استدراج دجال اور معجزات سلیمان علیہ السلام میں مماثلت کا شوشہ

اشکال ۹ : کوئی کہہ سکتا ہے سورہ الانبیاء آیت 81 میں سلیمان علیہ السلام کے حوالے سے کوئی قوم سے خطاب والا معاملہ بھی نہیں ہے اور پھر بھی الفاظ ہیں (ولسليمن الريح عاصفة تجري بامره...)۔ یعنی ہوا سلیمان کے حکم سے ((بامرہ)) چلتی تھی فعل کی نسبت سلیمان علیہ السلام کی طرف ہے۔ سلیمان کو ہوا پر امر ملا ؟

جواب

معجزہ تو عجز سے ہے جو انسان کرنے سے عاجز ہو – معجزہ کی تعریف جو مسلمان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ کارنامہ جو انبیاء اللہ کے اذن و حکم سے کریں - انبیاء کو معجزہ ملا تھا ان کو قوتیں نہیں ملی تھیں-

سورہ الانبیاء آیت 81 میں سلیمان علیہ السلام کے حوالے سے الفاظ ہیں

ولسليمن الريح عاصفة تجري بامره... اور سلیمان کے لئے ہوا چلتی ان کے حکم سے

اس میں سلیمان کے بارے میں بتایا جا رہا ہے - فعل کی نسبت سلیمان کی طرف ہے کیونکہ ان کو معجزہ ملا کہ جس رخ پر کہتے ہوا چلتی- صفات الہی ، انبیاء کو نہیں دی جاتیں – اللہ اپنے اذن پر انبیا کو مطلع کرتا ہے کہ وہ اس کے اسم سے فلاں فلاں کام کریں تو اللہ اس کو کرے گا – اللہ اپنے نبیوں کی مدد کرتا ہے – اس عمل کو معجزہ دینا کہا جاتا ہے جو انسان پر حق کو ثابت کرتا ہے

استدراج دجال اور نزول قرآن/الوحی میں مماثلت کا شوشہ

اشکال ۱۰ : کوئی کہہ سکتا ہے کہ نزول قرآن معجزہ ہے اور اس میں دی گئی خبروں کا واقع ہونا بھی معجزہ ہے لہذا اسی طرح حدیث جو الوحی کی قسم ہے اس میں دی گئی خبر کا ہونا بھی معجزہ ہے – لہذا دجال کی تمام خبریں معجزہ کی قبیل سے ہیں

جواب

راقم کہتا ہے اس شخص کا جامد ذہن یہ سمجھتا ہے کہ جب بھی مستقبل کی کوئی خبر دی گئی تو اس کو خرق عادت تکمیل تک پہنچایا گیا جبکہ ایسا نہیں ہے - قرآن معجزہ ہے – اس کی آیات بھی لیکن اس کی آیات تمام کی تمام معجزات انبیاء سے متعلق نہیں ہیں – مستقبل کی خبر دینا انبیاء کا معجزہ ہے – ان کو اللہ نے خبر دی کہ ایسا مستقبل میں ہو گا- کیا کافر کی کافر سے جنگ میں معجزات کا ظہور ہوا کہ روم فارس پر غالب آیا ورنہ جنگ ہار جاتا ؟ ایسا تو کچھ نہ رومیوں نے بتایا نہ فارس والوں نے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سورہ روم کی آیت کو صحیح ثابت کرنے کے لئے روم و فارس کے میدان جنگ میں اللہ نے جنگ کو بدل دیا- اللہ عالم الغیب و الشہادہ ہے اس کو معلوم ہے کہ مستقبل میں کیا ہو گا – اس کی خبر اس نے رسولوں کو دی- اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس مستقبل کی خبر کو خرق عادت مکمل کیا گیا ورنہ مستقبل کچھ اور ہو جاتا - رسول اللہ کا معجزہ ہوا کہ ان کو غیب کی خبر ملی کہ جنگ کون جیتے گا لیکن اس فتح روم کو تکمیل تک پہنچنے کے لئے من جانب اللہ کائنات کے قانون میں تبدیلی کر کے آیت کو حق نہیں کیا گیا- آیات یا نشانی تو غیر خرق عادت بھی ہوتی ہیں مثلا سورہ بقرہ میں ہے

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (164)

بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں اور جہازوں میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کی چیزیں لے کر رواں ہیں اور مینہ میں جس کو خدا آسمان سے برساتا اور اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ (یعنی خشک ہوئے پیچھے سرسبز) کردیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں۔ عقلمندوں کے لئے آیات (نشانیاں) ہیں

یہ تمام کام یا آیات غیر خرق عادت ہیں - نشانی تو عادت و اطوار میں بھی ہوتی ہے مثلا

مَّا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۗ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۖ كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (75)

مریم کا بیٹا مسیح تو صرف ایک پیغمبر ہی ہے، اس سے پہلے اور بھی پیغمبر گزر چکے ہیں، اور اس کی ماں سچی ہے، وہ دونوں کھانا کھاتے تھے، دیکھ ہم انہیں کیسی دلیلیں بتلاتے ہیں پھر دیکھو وہ کہاں الٹے جاتے ہیں۔

یہاں کھانا کھانے کو نشانی یا آیات کہا جا رہا ہے - اگر دجال اللہ کی نشانی ہے جس کو من جانب اللہ مردوں کو زندہ کرنے کی قوت حاصل ہے تو اس نشانی کا انکار کفر کیوں ہے ہم کو حکم ہے دجال کا انکار کریں

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ

اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا انہیں عذاب پہنچے گا اس لیے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔

خبر کا ذریعہ اور خبر کا وقوع دو الگ باتیں ہیں۔ مستقبل کی خبر کا ملنا معجزہ ہے لیکن اس کا وقوع خرق عادت نہیں بلکہ جاری فطری قانون کے تحت ہوتا ہے۔ آیت کا لفظ غیر خرق عادت پر بھی آتا ہے جس کو علامت کہا جاتا ہے

دجال مامور من اللہ ہے

اس طرح بعض جہلاء نے یہ مشہور کیا کہ

اشکال ۱۱: دجال نشانی ہے (خرق عادت) پر مکمل کنٹرول اللہ کا ہو گا - جس پر نشانی ظاھر ہوتی ہے وہ صرف اس کا مظہر ہوتا ہے- اگر دجال بذات خود خرق عادت نہیں تو قیامت کی نشانی تو اس کو نہیں کہا جا سکتا – یہ جاہلانہ خیال ہے کہ غیر نبی نشانی بمعنی خرق عادت نہیں ہو سکتا - قرب قیامت کی نشانی کو عادی قانون پر محمول کرنا قرآن کی کھلی معنوی تحریف ہے

جواب

اس طرح اپنی جانب سے دینی توجیہ گھڑی جبکہ قرآن و احادیث میں کہیں نہیں کہ کافر کو اللہ کی نشانی قرار دیا گیا ہو یا دجال محض ایک ڈمی dummy کے طور پر اللہ کا کارندہ ہو - راقم کہتا جہل پر جہل یہی قول ہے کہ دجال کو من جانب اللہ مقرر کیا گیا ہے انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے – گویا کہ اب دجال نکلا تو اس کو مامور من جانب اللہ کے تحت مان لیا جائے گا ؟ بہت ممکن ہے کہ دجال کو اب یہ لوگ فرشتہ قرار دینے لگ جائیں-

کیا چیز ہے جو اللہ کے کنٹرول میں نہیں ؟ تمام عالم اسی کے کنٹرول میں ہے- بات نبی یا غیر نبی کی نہیں – اصول کی ہے - اصول یہ ہے کہ خرق عادۃ حق کے اثبات پر ہوتا ہے کفر کے اثبات پر نہیں ہوتا- دجال کے الاحیاء الموتی میں تواتر سرے سے نہیں ہے بلکہ یہ خبر واحد ہے- اہل دجال تو ختم نہیں ہوں گے کیونکہ جو بھی ان میں قتل ہو گا یا مرے گا دجال واپس اس کو جی بخش دے گا- دجال کا ذکر قرآن میں سرے سے ہے ہی نہیں – یہ مزید احمقانہ بات ہے جو ان لوگوں کی طرف سے کی گئی ہے کہ یہ قرآن کی معنوی تحریف ہے - دوسری طرف و الله يحيي و يميت کی جو تحریف ہو رہی ہے اس پر ان لوگوں کے ماتھے پر جوں نہیں رینگ رہی اور بمطابق ان کے کونفیوز دماغ کے مرنے والے میں عود روح کروانا من جانب اللہ ،دجال کو معجزہ ملا ہے دجل پھیلانے کے لئے حاشا للہ

راقم کہتا ہے اگر قرآن میں ہوتا کہ مردہ سنتا ہے تو یقینا ہم مان لیتے- اسی طرح اگر قرآن میں ہوتا کہ اللہ (اور اس کے انبیاء)کے سوا کسی اور نے مردہ کو زندہ کیا تو ضرور مان لیتا – لیکن ایسا قرآن میں

نہیں لکھا- صوفیاء بھی زندہ کرنے کا دعوی کرتے ہیں اور ہندو گرو بھی زندہ کرتے ہیں ان کی خبروں کو ہم اسی بنیاد پر رد کرتے ہیں کہ زندہ کرنا صرف اللہ کا کام ہے - اگر اللہ دجال کو قوت الاحیاء الموتی دے سکتا ہے تو کسی اور بشر کو بھی مل سکتی ہے - حدیث میں ہے کہ ۳۰ دجال اس امت میں ہوں گے- دجال کے مردوں کو زندہ کرنے والی روایت متنا common sense پر نہیں اتر رہی-

قیامت کی نشانی تو زمین کا دھنسنا خسف بھی ہے- اب کیا زلزلہ اللہ کے کنٹرول میں نہیں ہے وہ خود ہو جاتا ہے لیکن جب خسف ہو گا وہ اللہ کے کنٹرول میں ہو گا - یہ احمقانہ بات ہے - کیا چیز ہے جو اللہ کے کنٹرول میں نہیں سب ہے - قیامت کی علامت سے مراد محض قرب قیامت ہے اور یہی خروج دجال کا مطلب ہے- اصل میں ان لوگوں نے علامت کو آیت بنا دیا ہے اور پھر اس لفظ آیت کو قرآن کے معجزہ سے ملا دیا ہے - قیامت کی نشانی کا مطلب یہ نہیں کہ دجال سے متعلق جو بھی بے سروپا بات سنیں اس کو عقیدے کا درجہ دیں

اشکال ۱۲ : اگر دجال کے وجود اور اس سے ظاھر ہونے والے خرق عادت کو شیاطین کی طرح مشیت الہی کے تحت مانا جائے تو اس میں کیا غلط ہے؟

جواب

خرق عادت کی حدود ہیں —ہر خبر اس کے نام پر قابل قبول نہیں کی جا سکتی -خاص کر صفات الٰھیہ مین دجال کی شمولیت کی بات- کیا ثقہ وہ روایت نہیں کرتا جو خلاف قرآن ہوتا ھے- صحیح سند کے نام پر کیا کیا نہیں بیان کیا جاتا-

استدراج دجال اور واقعہ قلیب بدر میں مماثلت کا شوشہ

اشکال ۱۳ : آپ قلیب بدر کے مردوں کا سماع ماننے کو عقیدہ کہہ کر اس کا رد کرتے ہیں — لیکن یہ وہ عقیدہ نہیں جس سے کسی کے اختلاف کرنے پر آپ اسے کافر قرار دے دیں زیادہ سے زیادہ آپ ایک کو صحیح اور دوسرے کو غلط کہیں گے

جواب

جنگ بدر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مشرکین کی لاشوں کو ایک کنواں میں پھینک دیا جائے ۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنواں کی منڈیر تک گئے اور ان سرداروں کو پکارا اور نام لیا پھر کہا کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ سچا پایا - اس واقعہ پر بعد میں اصحاب رسول میں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس وقت مشرکوں نے سنا یعنی اس کو معجزہ سمجھا ۔اس کی خبر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ ابن عمر پر رحم کرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کا مقصد صرف یہ کہنا تھا کہ مشرک جان گئے حق کیا ہے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو نہیں سنا اور پھر آیات پڑھیں کہ اے نبی آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے

دجال کو محی الموتی قرار دینے والوں کو یہ واقعہ پسند آیا ہے اور کہہ رہے ہیں کہ اس واقعہ میں ایک خلاف قرآن بات (مردوں نے سنا) کو ہم خبر واحد کی بنیاد پر اگر معجزہ قبول کرتے ہیں تو اسی قسم کی ایک اور مشرکانہ بات کہ دجال مردوں کو زندہ کرے گا کو کیوں نہ قبول کر لیا جائے - اس طرح اپنے تئیں خبر واحد کا مقابلہ ایک دوسری خبر واحد سے کرا کر ان کا مطالبہ ہے کہ دجال مردوں کو زندہ کرے گا ۔افسوس یہ ان کی علمی اپج کا عالم ہے ۔واقعہ قلیب بدر پر صرف دو آراء ہیں ۔ایک یہ ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ مردہ مشرکین نے اس وقت خاص میں سنا ، دوسری رائے ہے کہ یہ محض جان لینا تھا (مردوہ مشرکین نے کچھ نہ سنا)- اس کے برعکس دجال کا مردے کو زندہ کرنا معجزہ نہیں ہے - دجال کا خروج علامت قیامت ہے نہ کہ من جانب اللہ آئی کوئی نشانی ۔جس میں ایک کافر کو مردے کو زندہ کرنے کی قوت ملی ہو-

اصل میں یہ تمام بیوقوفی کی باتیں اس لئے سرزرد ہو رہی ہیں کیونکہ ان لوگوں نے آیت قیامت یا علامات قیامت کو قرانی آیت سمجھ لیا ہے ۔آیت کا مفہوم محض نشان ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا مطلب صرف معجزہ ہے

اشکال ۱۴ : اگر حدیث میں مذکور تمام نشانیاں خرق عادت نہیں ہیں تو آج کثیر دھواں دیکھ کر یا شدید زلزلہ دیکھ کر یا بڑی آگ دیکھ کر یا کسی جھوٹی نبوت کے دعویدار دجال کو دیکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ

یہ قرب قیامت کی وہی نشانی ہے جس کی رسول اللہ نے خبر دی ہے؟

جواب

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَتْ الرِّيحُ الشَّدِيدَةُ إِذَا هَبَّتْ عُرِفَ ذَلِكَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں محمد بن جعفر نے خبر دی، انہوں نے کہا مجھے حمید طویل نے خبر دی اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب تیز ہوا چلتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر ڈر محسوس ہوتا تھا۔

معلوم ہوا کہ دور نبوی میں تیز ہوا پر بھی گمان ہوتا تھا کہ یہ قیامت ابھی آنے والی ہے

لفظ الآیۃ کا عموم و خصوص

قرآن اللہ تعالی نے قریش کی عربی میں نازل کیا ہے یعنی جو مشرکین عرب کو بھی سمجھ آئے – عربی کا ایک لفظ آیت ہے جس سے مراد لغوی طور پر علامت ہے اور اسی مفہوم میں یہ قرآن و حدیث میں بیان ہوا ہے

اللہ تعالی نے فرمایا

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ، وَاخْتِلاَفُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ (الرّوم -22)

اور اس کی نشانیوں آیات میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور زبانوں اور رنگوں کا اختلاف

معلوم ہوا کہ ہر فرد ہر انسان اللہ کی آیت و نشانی ہے کہ وہ الگ الگ رنگ کے ہیں الگ الگ زبان بولتے

ہیں – یہ زبان و رنگ بدلنا صرف قدرت الہی کا کرشمہ ہے - اس مقام پر لفظ **آيَاتِهِ** استعمال ہوا ہے اور اس کا مطلب یہاں معجزہ نہیں ہے بلکہ علامت توحید مراد ہے –

وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ (الرّوم - 23)

اور اس کی آیات میں سے تمہارا سونا دن و رات میں

یہاں ہر روز انسان جو سوتا ہے اس کو نشانی یا آیت کہا گیا ہے – یہ عموم ہے

وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ (الشوری - 32)

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے سمندر میں کشتی جیسے ہو عظیم پہاڑ

یہاں انسان کی خود ساختہ تخلیق کردہ کشتی کو آیت کہا گیا ہے یعنی یہ علم من جانب اللہ آیا ہے

حدیث میں ہے

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنَّهُمَا آيَةٌ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ

سورج اور چاند کا گرہن اللہ کی آیات میں سے ایک ہے

حدیث میں ہے

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

منافق کی تین آیات (نشانیاں) ہیں بات کرے تو جھوٹ بولے وعدہ کرے تو خلافی کرے اور امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے

حدیث میں ہے

آيَةُ الإِيمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الأَنْصَارِ

ایمان کی آیت انصار سے محبت کرنا ہے اور منافق کی آیت انصار سے بغض کرنا ہے

ان تمام مقامات پر عموم کو آیات کہا گیا ہے – دوسری طرف وہ آیات ہیں جو صرف انبیاء کو ملتی

ہیں جن کو معجزات کہا جاتا ہے اور ان کا شمار خصوص میں ہوتا ہے - اس تمہید کے بعد عرض ہے کہ قلیب بدر میں اختلاف صحابہ سے قرآن کا رد نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء کے ہاتھ سے معجزہ ظاہر ہوتا ہے لیکن یہ دعوی کہ جھوٹا مسیح بھی معجزہ دکھا سکتا ہے ایک باطل قول ہے

علامات قیامت جن کو اردو میں قیامت کی نشانی کہا جاتا ہے وہ تمام علامتیں ہیں –ان میں دو عظیم ہیں ایک سورج کا مغرب سے نکلنا اور دوسرا زمین سے جانور کا نکل کر کلام کرنا – باقی تمام انسان کو معلوم ہیں مثلا زمین کا دھنسنا انسان دیکھتا ہے ، یاجوج ماجوج سے انسان مل چکے ہیں تبھی ان پر دیوار بنائی گئی اور دجالوں کا بھی علم ہے، دھواں بھی انسان دیکھتا ہے –فرق صرف امر کی وسعت کا ہے – لہذا علامات قیامت میں تمام کی تمام خرق عادت نہیں ہیں اور ان کی شرح بھی معجزہ کے ذیل میں نہیں کی جانی چاہیے-

مومن سوال کریں

مزید وضاحت کر دوں کہ دجال کا دعوی الوہیت کا ہے اور وہ اگر ایک بار بھی احیاء الموتی کرے یعنی مردے میں ایک بار بھی اعادہ روح کر دے تو اس کا دعوی ثابت ہو جائے گا –اس بنا پر اس قسم کا کوئی عمل دجال سے ممکن نہیں کیونکہ وہ فراڈ ہے فراڈ ہی رہے گا
قرآن میں سورہ الانعام میں ہے کہ انبیاء کو معجزہ وہی ملا جس میں اللہ کی مرضی تھی اور جب اللہ کی مرضی نہ ہو تو کوئی معجزہ نہیں ملتا

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُـمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِىَ نَفَقًا فِى الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِى السَّمَآءِ فَتَاْتِيَـهُـمْ بِاٰيَةٍ ۚ وَلَوْ شَآءَ اللّـٰهُ لَجَمَعَهُـمْ عَلَى الْـهُدٰى ۚ فَلَا تَكُـوْنَنَّ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ
(35)

اور اگر (اے نبی) ان (کفار) کا (حق سے) منہ پھیرنا تم پر گراں گزر رہا ہے تو اگر تم سے ہو سکے تو کوئی

سرنگ زمین میں تلاش کرو یا آسمان تک سیڑھی لگاو تو پھر ان کے پاس کوئی معجزہ لے آوَ ، اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو سیدھی راہ پر جمع کر دیتا، سو تو نادانوں میں سے نہ ہو۔

یعنی خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وہ معجزات نہیں ملے جن کی ان کو خواہش ہوئی کہ ممکن ہے ان کو دیکھ کر کفار ایمان لے آئیں

جو بھی شخص دجال کے مردوں کو زندہ کرنے کا قائل ہو اس سے دو سوال کیے جائیں

اول

کیا وہ کہنا چاہتا ہے کہ دجال مردوں کو خود زندہ کرے گا کہ اس کو زندہ کرنے کی قوت عطا کر دی گئی ہے ؟

دوم

یا وہ کہنا چاہتا ہے کہ دجال عاجز بشر ہو گا لیکن اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرے گا؟

ان دو میں اگر یہ شخص کہے کہ دجال مردوں کو زندہ کرے گا تو ایسا شخص جاہل ہے اس نے الحیی کی صفت میں دجال کو شامل کر دیا ہے اور اگر یہ شخص کہے کہ اللہ کے حکم سے کرے گا تو اس سے مزید سوالات کیے جائیں کہ

دجال ایک بار زندہ کرے گا یا کئی بار ؟

دجال کو قوت الاحیاء الموتی کا اختیار کون عطا کرے گا؟

اور دجال کو خود اس کا علم کیسے ہو گا کہ وہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے ، کیا اس پر الوحی بھی آئے گی ؟

کیا دجال قم باذن اللہ کہہ کر زندہ کرے گا ؟

الغرض یہ شخص ان سوالات کے جوابات نہیں دے سکتا کیونکہ وہ اس مہمل حدیث کی بنیاد پر دجال کو قوت الحیاء الموتی تو مان گیا لیکن اس نے غور نہیں کیا کہ اس سے قرآن کی آیات کا رد ہو رہا ہے –

سامری کا عمل

بعض لوگوں کو قرآن سے اپنے موقف پر دلیل ملی کہ کافر کو بھی استدراج مل سکتا ہے ۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ سامری دجال نے قوم موسی کو گمراہ کیا ایک بت ایجاد کیا جس میں آواز بھی آتی تھی ۔ جب موسی علیہ السلام نے اس پر سوال کیا تو سامری بولا (سورہ طہ ۹۶) ۔

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنبَذْتُهَا وَكَذَٰلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي

میں نے وہ چیز دیکھی تھی جو دوسروں نے نہ دیکھی پھر میں نے رسول کے نقِش قدم کی ایک مٹھی مٹی میں لے کر ڈال دی

وہ علماء جو استدراج کے قائل ہیں انہوں نے اس کو نقش قدم جبریل یا جبریل کے گھوڑے کے قدم کی مٹی کی برکت قرار دیا ہے - دوسری طرف وہ علماء جو سامری کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دیتے انہوں نے اس کو محض ایک جھانسہ قرار دیا ہے اور سامری کی دھوکہ بازی والی تقریر اور آواز کا بچھڑے میں پیدا ہونا صرف کوئی شعبدہ بازی قرار دیا ہے -

سامری کا مدعا تھا کہ اس کے عمل کو کوئی معجزہ سمجھا جائے کہ اس نے نقش قدم کی مٹی سے بولنے والا پتلا خلق کر دیا - یہاں رسول سے مراد بعض نے جبریل علیہ السلام کو لیا ہے کہ فرشتہ کی برکت سے ایسا ممکن ہوا کہ بچھڑہ بولنے لگا اور بعض نے اس کو موسی علیہ السلام کے قدم کی برکت قرار دیا ہے ۔ اور بعض نے جبریل کے گھوڑے کا ذکر کیا ہے -

قتادہ بصری کا قول ہے کہ جبریل کے گھوڑے کی برکت سے بچھڑہ بولنے لگا تفسیر طبری میں ہے

حدثنا بشر، قال: ثنا يزيد، قال: ثنا سعيد، عن قتادة (فَكَذَلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ) قال: كان الله وقَّت لموسى

ثلاثين ليلة ثم أتمها بعشر، فلما مضت الثلاثون قال عدوّ الله السامري: إنما أصابكم الذي أصابكم عقوبة بالحلي الذي كان معكم، فهلموا وكانت حليا تعيروها (1) من آل فرعون، فساروا وهي معهم، فقذفوها إليه، فصوّرها صورة بقرة، وكان قد صرّ في عمامته أو في ثوبه قبضة من أثر فرس جبرائيل، فقذفها مع الحليّ والصورة (فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ) فجعل يخور خوار البقر، فقال (هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَى) .

حدثنا الحسن، قال: أخبرنا عبد الرزاق، قال: أخبرنا معمر، عن قتادة، قال: لما استبطأ موسى قومه قال لهم السامريّ: إنما احتبس عليكم لأجل ما عندكم من الحليّ، وكانوا استعاروا حليا من آل فرعون فجمعوه فأعطوه السامريّ فصاغ منه عجلا ثم أخذ القبضة التي قبض من أثر الفرس، فرس الملك، فنبذها في جوفه، فإذا هو عجل جسد له خوار، قالوا: هذا إلهكم وإله موسى، ولكن موسى نسي ربه عندكم.

حدثني أحمد بن يوسف، قال: ثنا القاسم، قال: ثنا هشيم، عن عباد، عن قَتادة مثل ذلك بالصاد بمعنى: أخذت بأصابعي من تراب أثر فرس الرسول

یہ قتادہ مدلس کے اقوال ہیں اور یہ اس کو کس سے معلوم ہوا خبر نہیں ہے کہ جبریل کے گھوڑے کی برکت سے ایسا ہوا

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب ہے

حدثنا ابن حميد، قال: ثنا سلمة، قال: ثني محمد بن إسحاق، عن حكيم بن جبير، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس، قال: لما قذفت بنو إسرائيل ما كان معهم من زينة آل فرعون في النار، وتكسرت، ورأى السامري أثر فرس جبرائيل عليه السلام، فأخذ ترابا من أثر حافره، ثم أقبل إلى النار فقذفه فيها، وقال: كن عجلا جسدا له خوار، فكان للبلاء والفتنة.

اس کی سند میں ابن اسحاق مدلس ہے

تفسیر طبری میں یہ قول مجاہد کا بھی ہے کہ جبریل کے گھوڑے کے قدم سے ایسا ہوا

حدثني محمد بن عمرو، قال: ثنا أبو عاصم، قال: ثنا عيسى; وحدثني الحارث قال: ثنا الحسن، قال: ثنا ورقاء جميعا، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد، في قول الله: (فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا) قال: من تحت حافر فرس جبرائيل، نبذه السامريّ على حلية بني إسرائيل، فانسبك عجلا جسدا له خوار، حفيف الريح فيه فهو خواره، والعجل: ولد البقرة

اس کی سند میں انقطاع ہے - جامع التحصيل في أحكام المراسيل از العلائي (المتوفى: 761هـ) میں ہے

وقال إبراهيم بن الجنيد قلت ليحيى بن معين أن يحيى بن سعيد يعني القطان يزعم أن بن أبي نجيح لم يسمع التفسير من مجاهد وإنما أخذه من القاسم بن أبي برة

امام ابن معین نے کہا کہ یحییٰ القطان نے دعوی کیا کہ ابن أبي نجيح نے تفسیر مجاہد سے نہیں سنی

مستدرک حاکم میں ہے
حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حَمْشَاذَ الْعَدْلُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْحَارِثِ، ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، أَنْبَأَ إِسْرَائِيلُ، ثنا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَمْرٍو السَّلُولِيِّ، وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " لَمَّا تَعَجَّلَ مُوسَى إِلَى رَبِّهِ عَمَدَ السَّامِرِيُّ فَجَمَعَ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ مِنَ الْحُلِيِّ، حُلِيِّ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَضَرَبَهُ عِجْلًا، ثُمَّ أَلْقَى الْقَبْضَةَ فِي جَوْفِهِ، فَإِذَا هُوَ عِجْلٌ لَهُ خُوَارٌ فَقَالَ لَهُمُ السَّامِرِيُّ: هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَى فَقَالَ لَهُمْ هَارُونُ: يَا قَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا. فَلَمَّا أَنْ رَجَعَ مُوسَى إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ وَقَدْ أَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ أَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ فَقَالَ لَهُ هَارُونُ مَا قَالَ فَقَالَ مُوسَى لِلسَّامِرِيِّ مَا خَطْبُكَ؟ قَالَ السَّامِرِيُّ: قَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي. قَالَ: فَعَمَدَ مُوسَى إِلَى الْعِجْلِ فَوَضَعَ عَلَيْهِ الْمَبَارِدَ فَبَرَدَهُ بِهَا وَهُوَ عَلَى شِفِّ نَهَرٍ، فَمَا شَرِبَ أَحَدٌ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ مِمَّنْ كَانَ يَعْبُدُ ذَلِكَ الْعِجْلَ إِلَّا اصْفَرَّ وَجْهُهُ مِثْلَ الذَّهَبِ، فَقَالُوا لِمُوسَى: مَا تَوْبَتُنَا؟ قَالَ يَقْتُلُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا. فَأَخَذُوا السَّكَاكِينَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَقْتُلُ أَبَاهُ وَأَخَاهُ وَلَا يُبَالِي مَنْ قَتَلَ حَتَّى قُتِلَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى مُوسَى مُرْهُمْ فَلْيَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لِمَنْ قُتِلَ وَتُبْتُ عَلَى مَنْ بَقِيَ «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ»
[التعليق - من تلخيص الذهبي]
3434 - على شرط البخاري ومسلم
علی نے کہا سامری نے مورت بناتے وقت اس کے پیٹ میں مٹھی بھر پھینکا تو بیل بولنے لگا

سند میں أَبُو إِسْحَاقَ نے عَنْ سے روایت کیا ہے یہ روایت تدلیس کے احتمال کی وجہ سے صحیح نہیں ہے
اس طرح یہ تمام اقوال لائق التفات نہیں ہیں -
مستدرک حاکم میں ہے کہ بچھڑے میں آواز ہارون علیہ السلام کی دعا سے پیدا ہوئی
حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ الْجُمَحِيُّ، بِمَكَّةَ فِي دَارِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَنْبَأَ سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَتَى هَارُونُ عَلَى السَّامِرِيِّ وَهُوَ يَصْنَعُ الْعِجْلَ، فَقَالَ لَهُ: مَا تَصْنَعُ؟ قَالَ: مَا يَنْفَعُ وَلَا يَضُرُّ فَقَالَ: اللَّهُمَّ أَعْطِهِ مَا سَأَلَكَ فِي نَفْسِهِ فَلَمَّا ذَهَبَ قَالَ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ يَخُورَ فَخَارَ، وَكَانَ إِذَا سَجَدَ خَارَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ خَارَ، وَذَلِكَ بِدَعْوَةِ هَارُونَ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ "
[التعليق - من تلخيص الذهبي]
3251 - على شرط مسلم
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہارون ، سامری کے پاس پہنچے تو وہ بچھڑہ بنا رہا تھا – پوچھا

یہ کیا ہے ؟ سامری بولا یہ وہ ہے جو نہ نفع دے گا نہ نقصان – ہارون علیہ السلام نے دعا کی : اے اللہ اس کو وہ دے جو اس نے خود مانگا ہے پس جب جانے لگے تو کہا : اے اللہ میں سوال کرتا ہوں کہ یہ بیل کی آواز نکالے جب سامری سجدہ کرے اور پھر سر اٹھائے - اور یہ سب ہارون کی دعا سے ہوا

راقم کہتا ہے اس کی سند میں سماك بن حرب ضعیف ہے - احمد کے نزدیک مضطرب الحدیث ہے

سنن الکبری نسائی، مسند ابو یعلی ، میں ایک طویل روایت میں ہے جو ابن عباس سے مروی ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا أَصْبَغُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، أَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ: {وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا} [طه: 40]، فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفُتُونِ مَا هُوَ؟ قَالَ: اسْتَأْنِفِ النَّهَارَ يَا ابْنَ جُبَيْرٍ، فَإِنَّ لَهَا حَدِيثًا طَوِيلًا، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ لِأَنْتَجِزَ مِنْهُ مَا وَعَدَنِي مِنْ حَدِيثِ الْفُتُونِ، ……….. وَكَانَ السَّامِرِيُّ مِنْ قَوْمٍ يَعْبُدُونَ الْبَقَرَ جِيرَانٍ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَاحْتَمَلَ مَعَ مُوسَى وَبَنِي إِسْرَائِيلَ حِينَ احْتَمَلُوا،فَقُضِيَ لَهُ أَنْ رَأَى أَثَرًا فَأَخَذَ مِنْهُ قَبْضَةً، فَمَرَّ بِهَارُونَ، فَقَالَ لَهُ هَارُونُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا سَامِرِيُّ، أَلَا تُلْقِي مَا فِي يَدِكَ؟ وَهُوَ قَابِضٌ عَلَيْهِ لَا يَرَاهُ أَحَدٌ طُوَالَ ذَلِكَ، فَقَالَ: هَذِهِ قَبْضَةٌ مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ الَّذِي جَاوَزَ بِكُمُ الْبَحْرَ، فَلَا أُلْقِيهَا بِشَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَدْعُوَ اللهَ إِذَا أَلْقَيْتُ أَنْ يَكُونَ مَا أُرِيدُ، فَأَلْقَاهَا وَدَعَا لَهُ هَارُونُ، فَقَالَ: أُرِيدُ أَنْ تَكُونَ عِجْلًا، فَاجْتَمَعَ مَا كَانَ فِي الْحُفْرَةِ مِنْ مَتَاعٍ أَوْ حِلْيَةٍ أَوْ نُحَاسٍ أَوْ حَدِيدٍ، فَصَارَ عِجْلًا أَجْوَفَ لَيْسَ فِيهِ رَوْحٌ لَهُ خُوَارٌ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا وَاللهِ، مَا كَانَ لَهُ صَوْتٌ قَطُّ، إِنَّمَا كَانَتِ الرِّيحُ تَدْخُلُ مِنْ دُبُرِهِ وَتَخْرُجُ مِنْ فِيهِ، فَكَانَ ذَلِكَ الصَّوْتُ مِنْ ذَلِكَ

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا : سامری ان میں سے تھا جو بنی اسرائیل کے لئے گائے کے پجاری تھے جِیرَانٍ کے اور یہ خود بنی اسرائیل کا نہ تھا پس یہ موسی اور بنی اسرائیل کے ساتھ (خروج مصر کے وقت) ہو لیا - پس یہ لکھا تھا کہ وہ نقش قدم کو دیکھے اور سامری نے اس میں سے مٹی لی اور ہارون کا اس کے پاس گذر ہوا تو انہوں نے کہا : اے سامری یہ ہاتھ میں کیا ہے پھینکو ؟ وہ اس کو مٹھی میں پکڑے تھا جس کو کوئی دیکھ نہ سکتا تھا - سامری نے کہا اس مٹھی میں نقش رسول ہے جب سمندر پار کیا تھا تب سے میں نے اس کو نہیں پھینکا ہے - اس کو میں اللہ سے دعا کر کے پھینکوں گا کہ وہ ہو جائے جو میں چاہ رہا ہوں - پس سامری نے پھینکا اور ہارون نے اس کو دعا دی - (سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ نے

پوچھا) سامری نے کہا میں چاہتا ہوں تو بچھڑہ کی شکل لے پس اس نے جمع کیا جو گڑھے میں (مٹی) تھی زیور، دھواں، لوہا اور بنایا اس سے بچھڑہ جس کے اندر روح نہیں تھی لیکن آواز تھی ؟ ابن عبّاس نے کہا نہیں اللہ کی قسم اس میں آواز بھی نہیں تھی بلکہ ہوا اس کی دبر سے اندر جاتی اور نکلتی تو آواز یہ تھی

سند میں اِصبغ بن زید ہے جو بقول ابن سعد حدیث میں ضعیف ہے۔ ابن عدی: له أحاديث غير محفوظة- دارقطنی نے اس کو ثقہ کہا ہے اس طرح یہ مختلف فیہ راوی ہے - اس روایت میں کئی اقوال کو ملا دیا گیا ہے مثلا یہ مانا گیا ہے کہ سامری نے واقعی موسی علیہ السلام کے قدم کی مٹی لی – یہ بھی مانا گیا ہے کہ ہارون علیہ السلام نے دعا دی اور یہ بھی مانا گیا ہے کہ پتلے میں آواز کا پیدا ہونا صرف شعبدہ تھا۔ اس طرح اس میں تمام اقوال کو جمع کر دیا گیا ہے – البتہ اس راوی اِصبغ بن زید کا معلوم ہے کہ یہ کاتب تھا اور یہ متن کسی اور سند سے معلوم نہیں ہے لہٰذا یہ روایت بھی لائق التفات نہیں ہے

قال ابن كثير: وهو موقوف من كلام ابن عباس وليس فيه مرفوع إلا قليل منه، وكأنه تلقاه ابن عباس مما أبيح نقله من الإسرائيليات عن كعب الأحبار أو غيره، وسمعت شيخنا الحافظ أبا الحجاج المزي يقول ذلك أيضا " التفسير 3/ 153

ابن کثیر نے کہا یہ کلام ابن عباس پر موقوف ہے اور اس کا کچھ حصہ مرفوع بھی ہے مگر بہت تھوڑا۔ اور ابن عباس نے گویا کہ روایت میں کعب الاحبار کی الإسرائیلیات کو نقل کر دیا ہے اور دوسروں کی اور ہمارے شیخ المزی بھی ایسا ہی کہتے ہیں

(اِنِیسُ السَّاری فی تخریج و تحقیق الاَحادیث التی ذکرہا الحَافظ ابن حَجر العسقلانی فی فَتح البَاری از نبیل بن منصور البصارۃ الکویتی)

شیعوں کی تفسیر قمی ، تفسیر طبرسی وغیرہ میں بھی اس کو قدم رمکہ جبریل یعنی جبریل کے

گھوڑے کے پیر کی مٹی کی برکت قرار دیا گیا ہے جو سامری نے سمندر پھٹنے پر جو رستہ بنا اس میں سے لی تھی (من تحت حافر رمكه جبرئيل في البحر فنبذتها يعني أمسكتها فنبذتها في جوف العجل) - اس قول کی سند شیعہ تفسیروں میں موجود نہیں ہے

راقم کہتا ہے سامری کا یہ قول محض جھانسا دینا ہے - وہ موسی علیہ السلام کو ذہنی رشوت دے رہا ہے کہ گویا ابھی قوم کے سامنے موسی تم میری بات کو اس طرح قبول کر لو کہ تمہاری برکت سے ایسا ہوا اور ہم دونوں آپس میں مل جاتے ہیں-موسی علیہ السلام نے اس کو فورا بد دعا دے دی- حبل اللہ شمارہ ۲۱ (مدیر اعظم خان ، نائب مدیر انیس الدین) میں اسی کو سامری کی نفسیاتی چال قرار دیا گیا ہے نہ کہ جبریل علیہ السلام یا موسی یا ہارون علیہما السلام کا کوئی معجزہ -

اللہ پر جھوٹ گھڑنے والے)۔(الاعراف ۱۵۲،۱۵۱) پھر موسیٰ علیہ السلام نے سامری کی طرف رخ فرمایا اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے سامری! تیرا کیا معاملہ ہے (یعنی تو نے یہ کیا ڈھونگ رچایا ہے)۔ اس نے کہا میں نے تو وہ چیز دیکھی تھی جو دوسروں نے نہیں دیکھی یعنی رسول کے نقش قدم سے ایک مٹھی بھر لی اور وہ اس میں ڈال دی۔ اور میرے دل نے میرے لئے یہی بات بھلی بنادی۔'' (طٰہٰ: ۹۶،۹۵)

موسیٰ علیہ السلام نے اس کی چال کو اسی پر لوٹا دیا اور کہا:

''دور ہو جا اب (دنیاوی) زندگی میں تیرے لئے یہ سزا ہے کہ تو کہتا رہے گا "لامساس" (یعنی مجھے نہ چھونا)۔ اور ایک اور وعدہ بھی تیرے ساتھ ہے (آخرت کے عذاب کا) جو ہرگز نہ ٹلے گا۔ اور اب تو اپنے معبود کو بھی دیکھ لینا جس کا تو گرویدہ بنا ہوا تھا، ہم اس کو جلا کر خاک کر دیں گے اور راکھ دریا میں اڑا دیں گے۔'' (طٰہٰ: ۹۷)

سامری تو تھا ہی بڑا شاطر۔ اس نے اپنا دفاع کرنے اور لوگوں کو مغالطے میں ڈالنے کے لئے ایک نفسیاتی چال چلی تھی۔ اس نے اس طرح بات بنائی جو اگرچہ بالکل بے بنیاد و بے سروپا تھی لیکن ان لوگوں پر اثر کرنے والی تھی۔ اللہ اور اس کے رسولؑ نے تو اس کو کوئی اہمیت نہ دی اور نہ ہی قابل وضاحت سمجھا لیکن ہمارے مفسرین کے دل کو اچھی لگی اور انہوں نے سامری کے مکروفریب کو گویا سچ تسلیم کر کے "رسول کے نقش قدم" پر قیاس آرائیوں کے ڈھیر لگا دئے! سامری نے وقت کے نبی کے ساتھ بھی یہ شاطرانہ انداز اختیار کر کے بات بنانے کی جو کوشش کی وہ اللہ کے عذاب سے بے خوفی اور دین کے معاملے میں انتہائی غیر سنجیدہ روش کا اظہار ہے۔ چنانچہ وہ سب سے زیادہ شدید عذاب کا مستحق ٹھہرا جو موسیٰ علیہ السلام کی بددعا کے روپ میں ظاہر ہوا۔ ان کے بناوٹی معبود کے ساتھ بھی جو کچھ کیا گیا وہ سامری اور اس کے ساتھیوں کی رسوائی اور دوسروں کی عبرت انگیزی کا سامان تھا۔

راقم کہتا ہے دجال کا عمل بھی کاریگری یا سائنس یا شعبدہ بازی لیا جائے گا — اس کو کوئی معجزہ یا آیت یا آثار انبیاء کی برکت لینا صحیح نہیں ہے۔ دوسری طرف ایک جم غفیر نے سامری کے عمل کو موسی علیہ السلام یا جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کی برکت قرار دیا ہے اور اس کو تابعین و اصحاب رسول کا قول کہہ کر قبول کیا ہے — اسی گروہ کے علماء کا کہنا ہے کہ دجال کا عمل بھی من جانب اللہ آزمائش ہو گا اس کو معجزہ یا استدراج من جانب اللہ ملے گا۔ لیکن جیسا ہم نے دیکھا یہ

نتیجہ جن روایات کی بنیاد پر اخذ کیا گیا ہے وہ سندا صحیح نہیں ہیں اور متن قران میں بھی کسی دھوکہ باز کے جملے ذکر ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے وہ حقیقت حال ہیں کیونکہ جو دھوکہ باز ہو وہ دھوکہ دھی کے لئے کچھ بھی بول سکتا ہے ۔

مفتی ابو لبابہ کتاب میں اسرار عالم کی رائے کا ذکر کرتے ہیں

دجال کون ہے؟

(1) سامری جادوگر:

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل کو گمراہ کر کے شرک میں مبتلا کرنے والا سامری درحقیقت دجال تھا۔ دجال کو عالم اشیاء میں تصرف کا جو بھرپور اختیار دیا گیا ہے اس کے تحت سونے سے بنائے گئے بچھڑے کو متحرک، جاندار اور آواز لگانے والا بنا دینا کچھ بھی بعید نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے اتنا زبردست جرم سرزد ہونے کے باوجود اسے جانے دیا اور جو بنی اسرائیل اس کے ورغلانے پر شرک میں مبتلا ہوئے تھے، ان کی توبہ یہ طے ہوئی کہ ان کو قتل کیا جائے۔ آپ نے سامری سے فرمایا: "وان لك موعدا لن تخلفه" ''بے شک تیرے لیے ایک وقت مقرر ہے، جس سے تو آگے پیچھے نہ ہو سکے گا۔'' یہ اس لیے کہ سامری کو اگر اس وقت قتل کیا جاتا تو وہ نہ مرتا، دجال جو مسیح کاذب ہے، کی موت تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر لکھی ہوئی ہے جو مسیح صادق ہیں۔ جب سامری سے کہا گیا: "فاذهب، فان لك في الحيوة

ان تقول لامساس" ''چلا جا، تیری یہ سزا ہے کہ زندگی بھر کہے گا مجھے نہ چھوؤ'' تو دجال المسمی بہ سامری مجروح حالت میں وہاں سے غائب ہو گیا اور اب کہیں روپوش ہے۔

یہ رائے حال ہی میں دجالیات کے حوالے سے شہرت پانے والے مصنف جناب اسرار عالم کی ہے۔ اس کی تائید میں کوئی قول بندہ کو نہیں ملا اور سامری جادوگر کے بارے میں جو تفصیلات کتب تفسیر و تاریخ میں وارد ہوئی ہیں وہ دجال پر منطبق ہوتی دکھائی نہیں دیتیں۔ مثلاً: وہ یک چشم نہ تھا۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا نہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کہیں قید نہیں کیا تھا جبکہ دجال بیڑیوں میں مقید ہے۔ سامری کو تا حیات سزا دی گئی تھی کہ وہ ہر آنے والے سے یہ کہتا تھا: ''مجھے مت چھوؤ'' دجال ایسا نہ کہے گا۔ وہ تو ساری دنیا کو اپنے قریب کرنے کی فکر میں ہوگا۔ پھر اگر سامری ہی دجال ہوتا تو حدیث شریف میں کہیں کوئی اشارہ ملنا چاہیے تھا۔ دجال کے متعلق حدیث شریف میں تفصیلی علامات ہیں لیکن کہیں یہ ذکر نہیں کہ وہ ہزاروں سال پہلے والا سامری تھا۔

(2) حیرم آبیف:

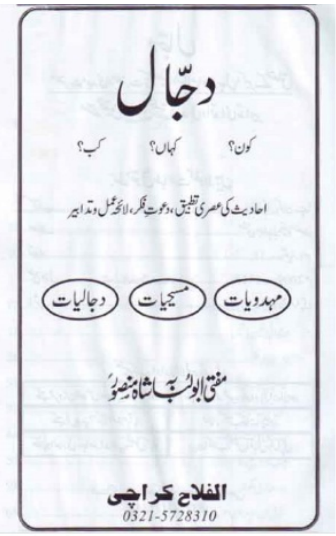

راقم کہتا ہے کہ مفتی ابو لبابہ کی بات صحیح ہے دجال اکبر اور سامری دو الگ افراد ہیں

سامری نے پتلے میں جان ڈالی ؟

سورہ طہ میں ہے

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي

اس آیت کی قرات میں اختلاف بھی ہے ۔بروایۃ خلف عن حَمْزَةُ و بروایۃ الْكِسَائِيُّ و بروایۃ الأَعْمَشُ و بروایۃ خَلَفٌ نے اس آیت کی قرات اس طرح کی

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ تَبْصُرُوا به

سامری نے کہا میں نے وہ دیکھا جو تم نے نہیں دیکھا

اور روایۃ قالون، روایۃ ورش اور عاصم کی قرات میں ہے

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ

سامری نے کہا میں نے وہ دیکھا جو انہوں نے نہیں دیکھا

قرطبیؒ نے سورہ طہ کی اس آیت کی شرح میں لکھا

وَيُقَالُ: إِنَّ أُمَّ السَّامِرِيِّ جَعَلَتْهُ حِينَ وَضَعَتْهُ فِي غَارٍ خوفا مِنْ أَنْ يَقْتُلَهُ فِرْعَوْنُ، فَجَاءَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَجَعَلَ كَفَّ السَّامِرِيِّ فِي فَمِ السَّامِرِيِّ، فَرَضَعَ الْعَسَلَ وَاللَّبَنَ فَاخْتَلَفَ إِلَيْهِ فَعَرَفَهُ مِنْ حِينَئِذٍ

کہا جاتا ہے کہ سامری کی ماں نے اس کو ایک غار میں چھوڑ دیا جب اس کو جنا کہ کہیں فرعون اس کو قتل نہ کر دے پس جبریل علیہ السلام آئے اور اس کو دودھ اور شہد سے پالا – پس سامری خروج مصر کے وقت جبریل کو پہچان گیا

اسی طرح ایک اور قصہ ذکر کیا

وَيُقَالُ: إِنَّ السَّامِرِيَّ سَمِعَ كَلَامَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، حَيْثُ عَمِلَ تِمْثَالَيْنِ مِنْ شَمْعٍ أَحَدُهُمَا ثَوْرٌ وَالْآخَرُ فَرَسٌ فَأَلْقَاهُمَا فِي النِّيلِ طَلَبَ قَبْرَ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ فِي تَابُوتٍ مِنْ حَجَرٍ فِي النِّيلِ فَأَتَى بِهِ الثَّوْرُ عَلَى قَرْنِهِ

سامری نے موسی کا کلام سنا جب وہ ایک بیل اور گھوڑے کا بت بنا رہا تھا

اس نے ان بتوں کو نیل میں ڈالا اور بیل کا بت یوسف کے پتھر کے تابوت کو سر پر اٹھائے نیل میں سے نکل آیا

السراج المنیر فی الإعانۃ علی معرفۃ بعض معانی کلام ربنا الحکیم الخبیر از شمس الدین، محمد بن أحمد الخطیب الشربيني الشافعي (المتوفى: 977ھـ) میں ہے

فقال ابن عباس فی روایۃ الکلبی: إنما عرفہ لأنہ رباہ فی صغرہ، وحفظہ من القتل حین أمر فرعون بذبح أولاد بنی إسرائیل، فکانت المرأۃ إذا ولدت طرحت ولدہا حیث لایشعر بہ آل فرعون، فتأخذ الملائکۃ الولدان ویربونہم حتی یترعرعوا ویختلطوا بالناس، فکان السامری ممن أخذہ جبریل علیہ السلام، وجعل کف نفسہ فی فیہ، وارتضع منہ العسل واللبن، فلم یزل یختلف إلیہ حتی عرفہ، فلما رآہ عرفہ؛ قال ابن جریج: فعلی ہذا قولہ: بصرت بما لم یبصروا بہ یعنی: رأیت ما لم یروہ.

کلبی کی ابن عباس سے روایت ہے کہ سامری، جبریل کو بچپن سے جانتا تھا کیونکہ جبریل نے اس کو پالا تھا اور اس کو فرعون کے قتل سے بچایا تھا جب اس نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کر دیا جائے – عورتیں اپنے بچوں کو پھینک دیتی تھیں کہ کہیں ال فرعون دیکھ کر قتل نہ کر دیں، ان بچوں کو فرشتے لے جاتے اور ان کو پالتے حتی کہ یہ بڑے ہوتے اور اور لوگوں میں مل جاتے – سامری ان بچوں میں سے تھا جن کو جبریل نے پالا اور اس کو دودھ و شہد پلایا پس سامری نے ان کو پہچاننا نہ

چھوڑا اور جب (خروج مصر پر) دیکھا تب پہچان گیا
ابن جریج نے کہا پس اس کا ذکر اس قول تعالی میں ہے کہ سامری نے کہا میں نے وہ دیکھا جو دوسروں نے نہ دیکھا

تفسیر طبری میں ہے
حدثنا القاسم، قال: ثنا الحسین، قال: ثنی حجاج، عن ابن جُرَیج، قال: لما قتل فرعون الولدان قالت اِمّ السامریّ: لو نحیتہ عنی حتی لا اِراہ، ولا اِدری قتلہ، فجعلتہ فی غار، فأتی جبرائیل، فجعل کفّ نفسہ فی فیہ، فجعل یُرضعہ العسل واللبن، فلم یزل یختلف إلیہ حتی عرفہ، فمن ثم معرفتہ إیاہ حین قال: (فَقَبَضْتُ قَبْضَۃً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ)
الحُسَیْنُ بْنَ داود (لقب سنید) نے حجاج بن مُحَمَّدٍ الأَعْوَرُ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے ابن جریج سے روایت کیا –

الحسین بن داود کو سُنَید بن داود بھی سندوں میں کہا جاتا ہے – ان پر نسائی کا قول ہے : لیس بثقۃ یہ ثقہ نہیں ہے
خطیب بغدادی کا قول ہے
قُلْتُ لا اِعلم اِی شیء غمصوا عَلَی سنید، وقد رایت الأکابر من اِہل العلم رووا عنہ، واحتجوا بہ، ولم اِسمع عنہم فیہ إلا الخیر، وقد کَانَ سنید لہُ معرفۃ بالحدیث، وضبط لہُ، فاللہ اِعلم.
وذکرہ اِبُو حاتم الرَّازِیّ فی جملۃ شیوخہ الذین روی عنہم، وَقَالَ: بغدادی صدوق
ان کی حدیث قابل دلیل ہے اور ابو حاتم رازی کے شیوخ میں سے ہیں اور وہ کہتے ہیں یہ صدوق ہیں

ابن سعد نے طبقات میں حجاج بن مُحَمَّدٍ الأَعْوَرُ پر ذکر کیا
وکان ثقۃ کثیر الحدیث عن ابن جریج

یہ ثقہ ہیں اور ابن جریج سے اکثر احادیث روایت کرتے ہیں

حجاج بن مُحَمَّد الأَعْوَرُ مختلط بھی ہوئے لیکن معلوم نہیں کہ سنید نے کس دور میں ان سے سنا
ابن جریج کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہے لہذا اس روایت کی سند معضل یعنی ٹوٹی ہوئی ہے ۔ البتہ جو معلوم ہوا وہ یہ کہ ابن جریج اس قصے کو لوگوں کو سناتے تھے اور کسی مقام پر ان سے اس قصے کا رد منقول نہیں ہے
دوسرا قصہ جو سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا ہے اس کے مطابق سامری بنی اسرائیل میں سے نہیں تھا
وَكَانَ السَّامِرِيُّ مِنْ قَوْمٍ يَعْبُدُونَ الْبَقَرَ جِيرَانٍ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ
سامری گائے کی عبادت کرتا تھا اور بنی اسرائیل کی طرف سے مجاورت کرتا تھا اور یہ بنی اسرائیل میں سے نہیں تھا
سند میں اِصبغ بن زید ہے جو بقول ابن سعد حدیث میں ضعیف ہے- ابن عدی: لہ اِحادیث غیر محفوظۃ- دارقطنی نے اس کو ثقہ کہا ہے اس طرح یہ مختلف فیہ راوی ہے
ان قصوں کو اس طرح ابن عباس سے منسوب کیا گیا ہے

یہ قصے یھودی قبالہ کے تحت بیان کیے گئے ہیں - یہود کی تلمود کے مطابق ان کے ربی پتلا بنا کر اس میں جان ڈال سکتے ہیں اور تلمود میں درج ہے بعض ربیوں نے گائے کا بت تراشا اور اس میں جان ڈالی پھر اس کو ذبح کیا اور کھایا - ان کے نزدیک اسی طرح انسان کو بھی بنایا جا سکتا ہے اور فلموں میں اس مخلوق کو دکھایا بھی جا چکا ہے - تلمود میں اس کو

Golem

لکھا گیا ہے
بمطابق تلمود گولم کو اسی طرح مٹی سے بنایا جاتا ہے جس طرح اللہ تعالی نے آدم کو خلق کیا

باب ٦ : حدیث مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

صحیح بخاری کی حدیث ہے
حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ، حَدَّثَنِي قَيْسٌ ، قَالَ: قَالَ لِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ : "مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مَا سَأَلْتُهُ، وَإِنَّهُ قَالَ لِي: مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ، قُلْتُ: لِأَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ، قَالَ: هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ".
ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے قیس نے بیان کیا، کہ مجھ سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دجال کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا میں نے پوچھا اتنا کسی نے نہیں پوچھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اس سے تمہیں کیا نقصان پہنچے گا۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہو گی، فرمایا کہ وہ اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

بعض مترجمین کی جانب سے روایت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو پیش کر کے اس کا ترجمہ بدل دیا جاتا ہے
هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ
وہ اللہ پر اس سے بھی زیادہ آسان ہے

پھر ثابت کیا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو دجال سے مزید ڈرایا کہ اللہ کے لئے آسان ہے کہ دجال کو استدراج و آیت و معجزہ دے – افسوس مطلب براری کے لئے مترجمین نے حدیث کا مفہوم ہی بدل دیا – نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو انکار کیا کہ دجال مومنوں کو

کچھ نقصان دے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو کم تر و حقیر قرار دیا نہ کہ اس کے استدراج کو من جانب اللہ قرار دیا

اس حدیث کے تراجم میں لوگ تبدیلی کرتے رہتے ہیں ۔ بعض مترجمین نے صحیح ترجمہ بھی کیا ہے مثلا

http://www.hadithurdu.com/09/9-5-59/

جلد پنجم قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی نشانیاں اور دجال کا ذکر مشکوۃ شریف
مشکوۃ شریف ۔ جلد پنجم ۔ قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی نشانیاں اور دجال کا ذکر ۔
حدیث 59

اہل ایمان کو دجال سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں

عن المغيرة بن شعبة قال ما سأل أحد رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الدجال أكثر مما سألته وإنه قال لي ما يضرك ؟ قلت إنهم يقولون إن معه جبل خبز ونهر ماء . قال هو أهون على الله من ذلك . متفق عليه .

اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ دجال کے بارے میں جس قدر میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے اتنا کسی اور نے نہیں پوچھا ! چنانچہ (ایک دن) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ " دجال تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکے گا یعنی تمہارے اوپر چونکہ حق تعالیٰ کی عنایت وحمایت کا سایہ ہوگا اس لئے دجال تمہیں گمراہ نہیں کر سکے گا " میں نے عرض کیا کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ (یعنی پہاڑ کے بقدر غذائی ضروریات کا ذخیرہ) ہوگا اور پانی کی نہر اس وقت جب کہ لوگ قحط سالی کا شکار ہوں گے اگر کوئی شخص بھوک و پیاس سے اضطرار کی حالت کو پہنچ جائے تو وہ کیا کرے ؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال اللہ تعالیٰ کی نزدیک اس سے زیادہ ذلیل ہے ۔ بخاری ومسلم

تشریح : اس سے زیادہ ذلیل ہے " کا مطلب یہ ہے کہ دجال اپنی طاقت وقوت کے جو مظاہر پیش

کرے گا وہ سب بے حقیقت ہونگے کہ ان چیزوں کی حیثیت شعبدہ بازی ، فریب کاری اور نظر بندی سے زیادہ اور کچھ نہیں ہوگی وہ اللہ کے نزدیک اس قدر ذلیل و بے حیثیت ہے کہ حقیقت کے اعتبار سے اس کو اتنی زیادہ طاقت وقدرت عطانہیں ہو سکتی اور وہ اس بات پر قادر ہی نہیں ہو سکتا کہ اپنے عقیدہ وعمل پر مضبوطی سے قائم رہنے والے اہل ایمان کو گمراہ کر سکے لہٰذا اہل ایمان دجال کی اس مافوق الفطرت طاقت کو دیکھ کر کہ جو صرف ظاہر میں طاقت نظر آئے گی اور حقیقت میں دھوکہ کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا ہرگز خوفزدہ نہیں ہوں گے بلکہ وہ تو اس کی شعبدہ بازیوں اور اس کے محیر العقول کارناموں کو دیکھ کر اس کے دجل وفریب اور جھوٹ پر اپنے یقین کو اور زیادہ پختہ کریں گے ۔

http://www.hadithurdu.com/musnad-ahmad/11-8-60/?s=&st1=&st2=%2020%هو20%أهون20%على20%الله&st3=&st4=

مسند احمد ۔ جلد ہشتم ۔ حدیث 60

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُ أَنَا عَنْهُ فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَضُرُّكَ قَالَ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ مَعَهُ نَهَرٌ وَكَذَا وَكَذَا قَالَ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَاكَ

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دجال کے متعلق جتنی کثرت کے ساتھ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال پوچھے ہیں کسی نے نہیں پوچھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ وہ تمہیں کچھ نقصان نہ پہنچاسکے گا میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں اس کے ساتھ ایک نہر بھی ہوگی اور فلاں فلاں چیز بھی ہوگی ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ کے نزدیک اس سے بہت حقیر ہے۔

http://www.hadithurdu.com/musnad-ahmad/11-8-70/?s=&st1=&st2=%2020%هو20%أهون20%على20%الله&st3=&st4=

مسند احمد ۔ جلد ہشتم ۔ حدیث 70

حَدَّثَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ مَا سَأَلَ أَحَدٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ لِي أَيْ بُنَيَّ وَمَا يُنْصِبُكَ مِنْهُ إِنَّهُ لَنْ يَضُرَّكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ مَعَهُ جِبَالَ الْخُبْزِ وَأَنْهَارَ الْمَاءِ فَقَالَ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ ذَاكَ

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دجال کے متعلق جتنی کثرت کے ساتھ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال پوچھے ہیں کسی نے نہیں پوچھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ وہ تمہیں کچھ نقصان نہ پہنچاسکے گا میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں اس کے سا تھا ایک نہر بھی ہوگی اور فلاں فلاں چیزبھی ہوگی ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ کے نزدیک اس سے بہت حقیر ہے۔

http://www.hadithurdu.com/musnad-ahmad/11-8-101/?s=&st1=&st2=%2020%اللہ20%علی20%أهون20%هو&st3=&st4=

مسند احمد ۔ جلد ہشتم ۔ حدیث 101

حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مَا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الدَّجَّالِ أَحَدٌ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ قَالَ لِي مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ قَالَ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَاكَ

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دجال کے متعلق جتنی کثرت کے ساتھ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال پوچھے ہیں کسی نے نہیں پوچھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ وہ تمہیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں اس کے سا تھا ایک نہر بھی ہوگی اور فلاں فلاں چیز بھی ہوگی ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ کے نزدیک اس سے بہت حقیر ہے۔

اب غلط ترجمہ دیکھتے ہیں

سنن ابن ماجہ

4073

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ

قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ ﷺ، عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ (وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ أَشَدَّ سُؤَالا مِنِّي) فَقَالَ: " لِي مَا تَسْأَلُ عَنْهُ؟ " قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّ مَعَهُ الطَّعَامَ وَالشَّرابَ،قَالَ: " هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ "۔

تخريج: خ/الفتن ٢٧ (٧١٢٢)، م/الفتن ٢٢ (٢٩٣٩)، (تحفة الأشراف: ١١٥٢٣)، وقد أخرجه: حم (٤/٢٤٦، ٢٤٨، ٢٥٢) (صحيح)

۴۰۷۳- مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے دجا ل کے بارے میں جتنے سوالا ت میں نے کئے ہیں، اتنے کسی اور نے نہیں کئے ،(ابن نمیر کی روا یت میں یہ الفا ظ ہیں " أَشَدَّ سُؤَالا مِنِّي " یعنی مجھ سے زیا دہ سوال اور کسی نے نہیں کئے)، آخر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "تم اس کے با رے میں کیا پو چھتے ہو؟ میں نے عرض کیا : لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ کھانا اور پا نی ہو گا ،آپ ﷺ نے فرمایا:" اللہ تعالیٰ پر وہ اس سے بھی زیادہ آسان ہے ۱ ؎ ۔

وضاحت ۱ ؎ : یا اللہ تعالی پر یہ با ت دجال سے زیادہ آسان ہے، یعنی جب اس نے دجال کو پیدا کر دیا تو اس کو کھانا پانی دینا کیا مشکل ہے، صحیحین کی روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ اس کے پاس روٹی کا پہاڑ ہوگا اور پانی کی نہریں ہوں گی، تب آپ نے یہ فرمایا - اور ممکن ہے کہ حدیث کا ترجمہ یوں کیا جا ئے کہ اللہ تعالی پر یہ بات آسان ہے دجال سے زیادہ یعنی جب ا س نے دجال کو پیدا کردیا تو اس کو کھانا پانی دینا کیا مشکل ہے ، اور بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ دجال ذلیل ہے ، اللہ تعالی کے نزدیک اس سے کہ ان چیزوں کے ذریعے سے اس کی تصدیق کی جائے کیونکہ اس کی پیشانی اور آنکھ پر اس کے جھوٹے ہونے کی نشانی ظاہر ہوگی ، واللہ اعلم۔

یہاں مترجم نے ترجمہ غلط کیا ہے- اپنے موقف کہ دجال کو اختیار من جانب اللہ ملے گا ، اس کو متن میں ملا دیا ہے لیکن شرح میں جو صحیح ترجمہ تھا اس کا بھی ذکر کر دیا ہے - اب سوال ہے کہ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ کا درست ترجمہ کیا آسان کرنا ہے یا کسی کو ذلیل و حقیر قرار دینا ہے ؟
اس کا جواب حدیث لٹریچر میں ہی مل جاتا ہے - سنن دارمی کی حدیث ہے

http://www.hadithurdu.com/10/10-2-578/?s=أَهْوَنُ+عَلَى+اللَّهِ

سنن دارمی ۔ جلد دوم ۔ دل کو نرم کرنے والی باتوں کا بیان ۔ حدیث 578
دنیا کا اللہ کے نزدیک بے حثییت ہونا۔

أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَزِّمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ

بِسَخْلَةٍ جَرْبَاءَ قَدْ أَخْرَجَهَا أَهْلُهَا قَالَ تُرَوْنَ هَذِهِ هَيِّنَةً عَلَى أَهْلِهَا قَالُوا نَعَمْ قَالَ وَاللَّهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ عَلَى أَهْلِهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک خارش زدہ بکری کے پاس سے گزرے جس کو اس کے مالک نے باہر پھینک دیا تھا نے دریافت کیا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اس کے مالک کے نزدیک اس کی کوئی حثیت نہیں ہے لوگوں نے عرض کی جی ہاں - آپ نے فرمایا اللہ کی قسم یہ اپنے مالک کے نزدیک جتنی بے حثیت ہے دنیا اللہ کی نزدیک اس سے زیادہ کہیں بے حثیت ہے۔

http://www.hadithurdu.com/musnad-ahmad/11-4-1560/?s=أَهْوَنُ+عَلَى+اللَّهِ

مسند احمد ۔ جلد چہارم ۔ حدیث 1560

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ وَالنَّاسُ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ فَخْرَهُمْ بِرِجَالٍ أَوْ لَيَكُونُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللَّهِ مِنْ عِدَّتِهِمْ مِنْ الْجِعْلَانِ الَّتِي تَدْفَعُ بِأَنْفِهَا النَّتَنَ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا تعصب اور اپنے آباواجداد پر فخر کرنا دور کردیا ہے۔ اب یا تو کوئی شخص متقی مسلمان ہوگا یا بدبخت گناہ گار ہوگا سب لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے ہوئی تھی لوگ آپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ کی نگاہوں میں وہ اس بکری سے بھی زیادہ حقیرہوں گے جس کے جسم سے بدبو آنا شروع ہوگئی ہو اور وہ اسے اٹھانے کے لئے پیسے دینے پر تیار ہوں۔

http://www.hadithurdu.com/musnad-ahmad/11-4-3542/?s=أَهْوَنُ+عَلَى+اللَّهِ

مسند احمد ۔ جلد چہارم ۔ حدیث 3542
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَدَعَنَّ رِجَالٌ فَخْرَهُمْ بِأَقْوَامٍ إِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ فَحْمِ جَهَنَّمَ أَوْ لَيَكُونُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللَّهِ مِنْ الْجِعْلَانِ الَّتِي تَدْفَعُ بِأَنْفِهَا النَّتِنَ وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ النَّاسُ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ کی نگاہوں میں وہ اس بکری سے بھی زیادہ حقیر ہوں

گے جس کے جسم سے بدبو آنا شروع ہوگئی ہو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا تعصب اور اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنا دور کردیا ہے اب یا تو کوئی شخص متقی مسلمان ہوگا یا بدبخت گناہگار ہوگا سب لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے ہوئی تھی۔

روایت میں الفاظ موجود ہیں لَيَكُونُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللَّهِ مِنْ الْجِعْلَانِ کہ وہ بکری سے بھی زیادہ حقیر ہوں گے

معلوم ہوا کہ صحیح ترجمہ حدیث مغیرہ رضی اللہ عنہ کا یہی ہے کہ دجال حقیر و کم تر ہے کہ اللہ تعالی اس کو آیات و معجزات و استدراج عطا کرے

اس روایت میں جو بیان ہوا ہے اس کو ضروری نہیں خرق عادت قرار دیا جائے مثلا پہاڑ تو عرب صفا و مروہ کو بھی کہتے ہیں اور آپ نے اگر ان کو دیکھا ہو تو وہ کوئی بہت بڑے نہیں ہیں۔ پانی کی نہر سے مراد پانی کی فراہمی ہے ۔ اسی طرح روایت میں دجال کی جنت جہنم کا ذکر ہے اس کی تاویل بھی ممکن ہے مثلا لیکویڈ نائٹروجن دیکھنے میں پانی کی مانند ہے لیکن جسم کو اس قدر ٹھنڈا کر دیا گی کہ سیکنڈ وں میں جسم برف بن جائے –اس دوران شدید جلن کا احساس ہو گا جیسے بدن آگ میں جل رہا ہو۔ دجال کی ان شعبدہ بازیوں کی تاویل ممکن ہے

قرآن میں **أَهْوَنُ عَلَيْهِ** کے الفاظ آئے ہیں

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَى فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اور وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے پھر اسے لوٹائے گا اور یہ اللہ کے لئے کوئی چیز نہیں اور آسمانوں اور زمین میں اس کی شان نہایت بلند ہے، اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت میں زمین و آسمان کی تخلیق کو حقیر کام کہا گیا ہے کہ اللہ کے لئے سب دوبارہ خلق کرنا ممکن ہے۔

حدیث سنن نسائی میں ہے

لزوال الدّنیا أھون علی اللہ من قتل رجل مسلم

دنیا کو ختم کرنا اللہ کے نزدیک قتل مسلم سے بھی حقیر ہے

یعنی مومن کا قتل بہت بڑی چیز ہے

تقابل

مروی عن حُذَيْفَةَ اور أَبُو مَسْعُود و رجل میں اصحاب النبی	عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ
مسند احمد 23090 23683 23684 23685 صحیح ابن حبان ٦٧٩٩	صحيح ابن حبان ٦٨٠٠ مسند احمد مستخرج أبو عَوانة ٩٣٨٠ صحيح مسلم ٢٩٢٩
يَسِيرُ مَعَهُ جِبَالُ الْخُبْزِ وَأَنْهَارُ الْمَاءِ دجال اپنے ساتھ روٹی کے پہاڑ اور پانی کی نہریں لے کر چلے گا أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، قَالَ: اجْتَمَعَ حُذَيْفَةَ وَأَبُو مَسْعُودٍ، فَقَالَ حُذَيْفَةَ: أَنَا أَعْلَمُ بِمَا مَعَ الدَّجَّالِ مِنْهُ، إِنَّ مَعَهُ نَهْرًا مِنْ	قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بَلَغَنِي أَنَّ مَعَ الدَّجَّالِ جِبَالَ الْخُبْزِ وَأَنْهَارَ الْمَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ". قَالَ الْمُغِيرَةُ: فَكُنْتُ مِنْ أَكْثَرِ النَّاسِ سُؤَالًا عَنْهُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَيْسَ بِالَّذِي يَضُرُّكَ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ مجھ تک پہنچا کہ دجال کے ساتھ روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہریں ہوں گی ؟ رسول اللہ نے فرمایا : اللہ کے

نَارٍ، وَنَهْرًا مِنْ مَاءٍ، فَالَّذِي يَرَوْنَ أَنَّهُ نَارٌ: مَاءٌ، وَالَّذِي يَرَوْنَ أَنَّهُ مَاءٌ: نَارٌ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ، فَأَرَادَ الْمَاءَ فَلْيَشْرَبْ مِنَ الَّذِي يَرَى أَنَّهُ نَارٌ، فَإِنَّهُ سَيَجِدُهُ مَاءً. قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: هَكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ نے کہا ہم حُذَيْفَةَ وَأَبُو مَسْعُودٍ کے پاس جمع ہوئے - حُذَيْفَةَ بولے مجھے معلوم ہے دجال کے پاس کیا ہو گا – اس سے پاس اگ کی نہر ہو گی اور پانی کی – تو جو اگ نظر آئی گی وہ پانی ہو گا اور جو پانی نظر آئے گا وہ اگ ہو گی – پس تم میں کوئی اس کو پائے تو اس میں سے پی لے جو اگ لگے اس کو پانی ملے گا – ابو مسعود نے کہا ایسا ہی میں نے رسول اللہ سے سنا	نزدیک یہ اس سے زیادہ ذلیل ہے

مغیرہ رضی اللہ عنہ کا سوال اس حدیث پر تھا جو حُذَيْفَةَ اور أَبُو مَسْعُود رضی اللہ عنہما نے بیان کی تھی- اور دونوں حُذَيْفَةَ اور أَبُو مَسْعُود رضی اللہ عنہما نے وضاحت کی کہ ان کے نزدیک بھی دجال کے پاس فراڈ ہو گا نہ کہ حقیقی آیات – مغیرہ نے اس پر سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ دجال کم تر و حقیر ہے

محدثین و فقہاء کے اقوال

محدث ابن حبان کہتے ہیں
قَالَ أَبُو حَاتِمٍ : إِنْكَارِ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُغِيرَةِ بِأَنَّ مَعَ الدَّجَّالِ أَنْهَارُ الْمَاءِ لَيْسَ يُضَادُّ خَبَّرَ أبي مسعود والذي ذَكَرْنَاهُ، لِأَنَّهُ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ أَنْ يَكُونَ مَعَهُ نَهْرُ الْمَاءِ يَجْرِي وَالَّذِي مَعَهُ يُرَى أَنَّهُ مَاءٌ وَلَا مَاءَ، مِنْ غَيْرِ أن يكون بينهما تضاد.
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار مغیرہ سے کہ دجال کے پاس پانی کی نہر ہو گی اس ابو مسعود کی خبر کا انکار نہیں ہے بلکہ دجال اللہ کے نزدیک ذلیل ہے کہ اس کے پاس پانی کی نہر ہو جو جاری ہو بلکہ اس پاس جو ہو گا وہ دیکھنے میں پانی لگے گا نہ کہ واقعی اپنی ہو گا

علی القاری "شرح المشکاۃ" کی تعلیق میں حدیث کے الفاظ پر کہتے ہیں: "هو أهون على الله من ذلك": أي: هو أحقر من أن الله تعالى يحقق له ذلك، وإنما هو تخييل وتمويه للابتلاء

وہ اللہ کے نزدیک اس سے بھی ذلیل ہے یعنی وہ ذلیل ہے کہ اللہ تعالی اس کو یہ حق دے بلکہ یہ سب تخیل و جھوٹ ابتلاء کے لئے ہو گا

إنور الکشمیری "فیض الباری" 4/ ١٩ میں کہتے ہیں : واعلم أنه لا يكون مع الدجال إلا تخيلات ليس لها حقائق فلا يكون لها ثبات، وإنما يراه الناس في أعينهم فقط.

اور جان لو کہ دجال کے پاس محض تخیلات ہوں گے نہ کہ حقیقی چیزیں پس ان کو ثبات نہ ہو گا ، بس وہ لوگوں کو فقط آنکھوں سے نظر آئیں گی

طحاوی مشکل الاثار میں اسی روایت پر کہتے ہیں
يُوهِمُهُ الدَّجَّالُ النَّاسَ بِسِحْرِهِ أَنَّهُ مَاءٌ وَخُبْزٌ، فَيَرَوْنَهُ كَذَلِكَ بِسِحْرِهِ الَّذِي يَكُونُ مَعَهُ مِمَّا يَقْدِرُ بِهِ عَلَيْهِمْ، حَتَّى يَرَوْنَ أَنَّ ذَلِكَ فِي الْحَقِيقَةِ كَمَا يَرَوْنَهُ بِأَعْيُنِهِمْ فِي ظُنُونِهِمْ، وَلَيْسَ كَذَلِكَ
دجال لوگوں کو اپنے جادو سے وہم میں ڈالے گا کہ اس پر روٹی و پانی ہے پس وہ لوگوں کو نظر آئے گا

بسبب سحر کہ دجال کے پاس روٹی و پانی ہے یہاں تک کہ وہ اس کو حقیقت جانیں گے کہ گویا اپنے گمان کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے اور ایسا حقیقت میں نہیں ہو گا

قاضی ابن العربی کے نزدیک

إنما هو تخييل وشبه على الأبصار، فيثبت المؤمن ويزل الكافر

یہ سب تخیل و شبہ ہو گا

کشف المشکل من حدیث الصحیحین میں ابن جوزی کا کہنا ہے

أَنه تخييل لَا حَقِيقَة یہ تخیل ہو گا نہ کہ حقیقت

سیوطی شرح ابن ماجہ میں کہتے ہیں

هُوَ اهون على الله من ذَلِك أَي من ان يُعْطِيهِ هَذَا الخارق الْعَظِيم لَكِن يموه ويشعبد مثل هَذَا الشعبدات وَلَيْسَ الا تخيل مَحْض لَيْسَ من نفس الْأَمر فِيهِ شَيْء كَمَا هُوَ مشَاهد من أهل النير بخات و الطلسمات فِي زَمَاننَا

وہ دجال، اللہ کے نزدیک اس سے بھی ذلیل ہے یعنی کہ دجال ذلیل ہے کہ اللہ اس کو اس طرح کی خارق عادت چیزیں دے لیکن یہ سب فراڈ اور شعبدہ بازی ہو گی جیسا شعبدہ باز کرتے ہیں اور یہ نہیں ہے سوائے تخیل محض کے نہ کہ نفس امر کوئی چیز بدلے گی جیسا آجکل ہم دیکھتے ہیں اپنے دور کے اہل النیر بخات و الطلسمات (جادو گروں) میں

باب ۷ : کیا ابن صیاد الدجال تھا ؟

دجال کا خروج اور اس کے اعمال کا تعلق فتن و آثار قیامت سے ہے جس میں غیر معمولی واقعات ہوں گے اس بنا پر اس سے متعلق بہت سی متضاد روایات ہماری کتب میں ہیں کیونکہ بات جب ترغیب و ترھیب کی ہو یا فضائل انبیاء کی ہو تو اس میں حسن روایت بھی صحیح سمجھی گئی ہے اس کی مثال صحیح مسلم میں دجال کی وہ روایات ہیں جو صحیح بخاری میں نہیں ہیں ۔ بعض روایات میں ہے کہ ابن صیاد نام کا ایک مسلمان تھا جس کو اصحاب رسول دجال سمجھتے تھے اور یہ واقعہ حرہ میں مفقود الخبر ہوا ۔ آج کل بعض علماء اس کو دجال قرار دیتے ہیں

اب ہم اس سے متعلق روایات و اقوال دیکھتے ہیں ۔ ابن صیاد ایک نو مسلم تھا جس کی ماں یہودی تھیں پھر ایمان لے آئیں لیکن ابن صیاد پر کہانت کا اثر تھا اس کے پاس شیاطین آتے تھے جو اس کو عالم بالا کی خبریں دیتے اس میں اس کو جنت کی خبر تھی کہ اس کی مٹی سفید ہے اور یہ شیطان جنت سے نکلنے سے پہلے دیکھ چکا ہے۔ اس کی والدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بیٹے کا حال بتایا اور اس کی اس کیفیت کا راز جاننے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ملنے گئے ۔ یہاں ذکر کرنا مناسب ہے کہ ملحدین کے نزدیک نعوذباللہ ابن صیاد بھی اسی طرح نبی تھا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ افسوس ان کی عقل صلب کر لی گئی ہے ۔ اگر رسول اللہ نعوذ باللہ ایک جھوٹے نبی ہوتے تو اس کا خفیہ قتل کرا دیتے لیکن ملحدین کو یہ نظر نہیں آیا

ابن صیاد جب بچہ تھا

ابن صیاد جب بچہ تھا تو اس میں بچپنا بھی تھا مثلا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے قبیلہ بنی مَغَالَة کے بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو اس سے کہا

حرملہ بن یحییٰ بن عبد اللہ بن حرملہ بن عمران تجیبی، ابن وہب، یونس، ابن شہاب، سالم بن عبد اللہؓ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جماعت میں ابن صیاد کی طرف نکلے یہاں تک کہ اسے بنی مغالہ کے مکانوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پایا اور ابن صیاد ان دنوں قریب البلوغ تھا اور اسے کچھ معلوم نہ ہو سکا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس کی کمر پر ضرب ماری، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ کر کہا کہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امیوں کے رسول ہیں! پھر ابن صیاد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: کیا آپؐ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا

ظاہر ہے کہ ایک بچہ ایسی بات بول سکتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو اسی طرح لیا

اس نے لیکن کہا کہ اس پر القا ہوتا ہے جس میں اسکو خبر ملتی ہے

واضح رہے کہ کسی حدیث میں نہیں کہ ابن صیاد کو دجال سمجھتے ہوئے مدینہ کے مسلمان بچوں نے اس کے ساتھ کھیلنا ترک کر دیا یا مسلمانوں نے اپنے بچوں کو اس کے پاس جانے سے منع کیا

نووی کتاب تہذیب الأسماء واللغات میں اس پر لکھتے ہیں

وكان عنده كهانة. قال: ومات بالمدينة فى الأكثر، وقيل: فُقد يوم الحرة فلم يُوجد، وكانت الحرة فى زمن يزيد سنة ثلاث وستين

اور ان کے پاس کہانت تھی اور یہ مدینہ میں مرے اور کہا جاتا ہے حرہ کے دن یزید کے دور میں سن ۶۳ ھ میں کسی کو نہ ملے

لیکن یہ صیغہ تمریض ہے جس میں سند نہیں ہے لہذا مطلّقا کسی نے نہیں کہا کہ یہی دجال تھے

کیونکہ دجال کا قتل عیسیٰ کے ہاتھوں ہے

سنن ابو داود کی حدیث ہے

حدَّثنا أحمدُ بنُ إبراهيم، حدَّثنا عُبيدُ الله -يعني ابن موسى- حدَّثنا شيبانُ، عن الأعمش، عن سالمٍ عن جابر، قال: فَقَدنا ابنَ صيَّاد يومَ الحرَّة

الأعمش نے سالم ابن إبي الجعد سے روایت کیا کہ ابن صیاد حرہ کے دن ہم سے کھو گیا

یہ روایت راقم کے نزدیک ضعیف ہے الأعمش مدلس عن سے روایت کرتا ہے - سالم بن إبي الجعد بھی مدلس ہے عن سے روایت کرتا ہے

كوثَر المَعَاني الدَّرَارِي فِي كَشْفِ خَبَايا صَحِيحْ البُخَاري از الشنقيطي
قَالَ الْخَطَّابِيِّ: اخْتَلَفَ السَّلَفُ فِي أَمْرِ ابْنِ صَيَّادٍ بَعْدَ كِبَرِهِ فَرُوِيَ أَنَّهُ تَابَ مِنْ ذَلِكَ الْقَوْلِ وَمَاتَ بِالْمَدِينَةِ، وَأَنَّهُمْ لَمَّا أَرَادُوا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ كَشَفُوا وَجْهَهُ حَتَّى يَرَاهُ النَّاسُ وَقِيلَ لَهُمْ: اشْهَدُوا.

الْخَطَّابِيِّ کہتے ہیں سلف کا ابن صیاد کے امر پر اختلاف ہے پس روایت کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے اقوال سے توبہ کر لی تھی مدینہ میں مرے اور جب ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی تو چہرہ کھول کر لوگوں کو دکھایا گیا

یعنی لوگوں پر واضح کیا گیا کہ ان کا جنازہ ہوا

ابن صیاد جب جوان ہوا

ابن صیاد جب جواب ہوا تو رسول اللہ کی وفات ہو چکی تھی

ابن صیاد کی شادی بھی ہوئی اور اولاد بھی کسی روایت میں نہیں کہ اس کو دجال سمجھتے ہوئے مسلمانوں نے اس کو بیٹی دینے سے انکار کیا

بلکہ اس کی اولاد موطا امام مالک میں راوی ہے

عمارة ابن عبد اللہ ابن صیاد اس کے بیٹے ہیں اور مدینہ کے فقہا میں سے ہیں

الإصابة في تمييز الصحابة از ابن حجر کے مطابق

وكان من خيار المسلمين من إصحاب سعيد بن المسيّب

ابن صیاد کے بیٹے اچھے مسلمانوں میں سے تھے سعید بن المسیب کے ساتھیوں میں سے

تاریخ زبیر بن بکار کے مطابق عمارة ابن عبد اللہ ابن صیاد خلیفہ الولید بن عبد الملک کے دور تک زندہ تھے

یعنی ابن صیاد پر جو بھی شک ہو وہ صرف اس تک محدود تھا

ابن صیاد نے حج بھی کیا لیکن اس کی اس مخصوص کیفیت کی وجہ سے اصحاب رسول کو اس سے کراہت ہوتی تھی

ابن صیاد خود کہتا تھا یقولون إنی الدجال. والدجال کافر

یہ مجھے دجال کہتے ہیں جبکہ وہ کافر ہے

ابن صیاد کے حوالے سے یہ سب مسائل اس وقت پیدا ہوئے جب مدینہ میں ایک عورت نے اس کو جنا اور یہ پیدائشی کانا تھا (مسند احمد) لہذا اس کا سنتے ہی اغلباً لوگوں کو دجال کا خیال آیا

اس کا امر مشتبہ ہوا جب اس نے اپنے اوپر القا ہونے کا دعوی بھی کر دیا اس طرح دجال کی جو نشانیاں تھیں وہ اس میں جمع ہونا شروع ہوئیں اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سوال جواب کیا

صحیح بخاری و دیگر کتب میں ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تو کیا دیکھتا ہے؟

ابن صیاد : میں سمندر پر عرش دیکھتاہوں

رسول اللہ : وہ ابلیس کا عرش ہے

ابن صیاد : میرے پاس ایک سچا اور ایک جھوٹا اتا ہے

رسول اللہ : تیرا معاملہ مختلط (مشکوک) ہو گیا

رسول اللہ : میں نے تیرے لئے کچھ چھپایا ہے

ابن صیاد : وہ الدخ، الدخ ہے

رسول اللہ : ہٹ - تو اس پر قدرت نہیں رکھتا

شارحین کا اس پر جو کہنا ہے اس کی تلخیص صحیح ابن حبان کی تعلیق میں شعیب الأرنؤوط نے پیش کی ہے

قال النووي في شرح مسلم 18/49: الجمهور على أن المراد بالدخ هنا: الدخان،

وأنها لغة فيه، وخالفهم الخطابي، فقال: لا معنى للدخان هنا، لأنه ليس مما يخبأ في كف أو كم كما قال، بل الدخ بيت موجود بين النخيل والبساتين، قال: إلا أن يكون معنى "خبأت": أضمرت لك اسم الدخان وهي قوله تعالى: {فارتقب يوم تأتي السماء بدخان مبين} قال القاضي: قال الداودي: وقيا: كانت سورة الدخان مكتوبة في يده صلى الله عليه وسلم، وقيل: كتب الآية في يده.

قال القاضي: وأصح الأقوال أنه لم يهتد من الآية التي أضمر النبي صلى الله عليه وسلم إلا لهذا اللفظ الناقص على عادة الكهان

نووی نے شرح مسلم میں کہا جمہور کہتے ہیں کہ ابن صیاد کی دخ سے مراد یہاں ہے الدخان ہے اور یہ لغت ہے لیکن خطابی نے مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ دخان یہاں مطلب نہیں ہے کیونکہ یہ وہ نہیں جس کو مٹھی میں چھپایا جا سکے بلکہ گھر میں دھواں موجود تھا جو کھجوروں اور باغ کے بیچ میں تھا (یعنی دھواں پھیلا ہوا تھا)۔ نووی نے کہا خبأت (چھپانے) میں مضمر ہے کہ نام الدخان تھا اور یہ اللہ کا قول ہے {فارتقب يوم تأتي السماء بدخان مبين}- قاضی نے کہا الداودی نے کہا سورہ الدخان اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر لکھی ہوئی تھی اور کہا گیا اپنے ہاتھ سے آیات لکھی تھیں - قاضی نے کہا ان اقوال میں صحیح یہ ہے کہ ابن صیاد کو ہدایت نہ ہوئی کہ اس آیت تک جاتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچی تھی سوائے کاہنوں کی طرح ایک لفظ ناقص کے

راقم کہتا ہے کہ یہ بات صحیح بخاری میں موجود نہیں کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الدخان سوچی تھی – یہ راقم کے نزدیک امام معمر بن راشد کا ادراج ہے کیونکہ یہ روایت اعمش کی سند سے اور امام الزہری کے دیگر شاگردوں کی سند سے معلوم ہے – انہوں نے سورہ الدخان کا ذکر نہیں کیا ہے - اس لئے خطابی کا قول صحیح ہے ابن صیاد نے صرف اٹکل سے کام لیا دیکھا اس وقت دھواں پھیلا ہوا ہے تو فورا وہی بول دیا کہ شاید اسی چیز کا خیال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہوں[7] – و اللہ اعلم

طبقات ابن سعد کے مطابق وغزا مع المسلمین ابن صیاد نے مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں حصہ بھی لیا اگر تمام اصحاب رسول اس کو دجال ہی سمجھتے تو اس کو جہاد میں شامل ہی نہ کرتے

لیکن جیسا ہم نے لکھا ابن صیاد خود ایسی باتیں کرتا جس سے لوگوں کو اس پر شک ہوتا اور ختم ہوتا

مثلا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا

ألستم أعلم الناس بحديث رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ألم يقل رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إنه عقيم لا يولد له، وقد خلفت ولدي بالمدينة؟ ألم يقل رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إنه لا يدخل مكة ولا المدينة؟ ألست من أهل المدينة، وأنا هوذا أنطلق إِلَى مكة؟ قال: فوالله ما زال يجيء بهذا حتى قلت فلعله مكذوب عليه، ثم قال: يا أبا سَعِيد، والله لأخبرنك خبراً حقًّا، والله إني لأعرفه وأعرف والده، وأين هو الساعة من الأرض، فقلت: تبا لك سائر اليوم.

رسول اللہ نے فرمایا دجال بے اولاد ہو گا جبکہ میری اولاد ہے

انہوں نے بتایا وہ مدینہ میں داخل نہ ہو گا جبکہ میں مدینہ میں ہوں اور مکہ جا رہا ہوں

اے ابو سعید و اللہ میں تم کو ایک سچی خبر دوں میں اس دجال کو جانتا ہوں اور اسکی ماں کو بھی اور یہ بھی کہ وہ اس وقت زمین میں کہاں ہے

ابو سعید الخدری نے کہ ا برباد ہو تیرے لئے سارا دن

صحیح مسلم

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ صَائِدٍ: وَأَخَذَتْنِي مِنْهُ ذَمَامَةٌ: هَذَا عَذَرْتُ النَّاسَ، مَا لِي وَلَكُمْ؟ يَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ أَلَمْ يَقُلْ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّهُ يَهُودِيٌّ» وَقَدْ أَسْلَمْتُ، قَالَ: «وَلَا يُولَدُ لَهُ» وَقَدْ وُلِدَ لِي، وَقَالَ: «إِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَيْهِ مَكَّةَ» وَقَدْ حَجَجْتُ، قَالَ: فَمَا زَالَ حَتَّى كَادَ أَنْ يَأْخُذَ فِيَّ قَوْلُهُ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: أَمَا، وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ الْآنَ حَيْثُ هُوَ، وَأَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ، قَالَ: وَقِيلَ لَهُ: أَيَسُرُّكَ أَنَّكَ ذَاكَ الرَّجُلُ؟ قَالَ فَقَالَ: لَوْ عُرِضَ عَلَيَّ مَا كَرِهْتُ

یحیٰی بن حبیب، محمد بن عبد الاعلی، معتمر ، سلیمان بن طرخان ، ابو نضرہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن صائد نے مجھ سے ایسی بات کہی جس سے مجھے شرم آئی، کہنے لگا کہ لوگوں کو تو میں نے معذور جانا اور تمہیں میرے بارے میں اصحاب محمدؐ کیا ہوگیا؟ کیا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ دجال یہودی ہوگا؛ حالانکہ میں اسلام لا چکا ہوں اور کہنے لگا کہ اور اس کی اولاد نہ ہوگی؛ حالانکہ میری تو اولاد بھی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے اس پر مکہ

کو حرام کردیا ہے، میں تحقیق حج کر چکا ہوں اور وہ مسلسل ایسی باتیں کرتا رہا قریب تھا کہ میں اس کی باتوں میں آجاتا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور میں اس کے باپ اور ماں کو بھی جانتا ہوں اور اس سے کہا گیا: کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ تو ہی وہ آدمی ہو؟ اس نے کہا: اگر یہ بات مجھ پر پیش کی گئی تو میں اسے ناپسند نہیں کروں گا۔

دوسری سند امام مسلم نے دی ہے جس میں راوی سُلَيْمَانُ بْنُ طَرْخَانَ أَبُو الْمُعْتَمِرِ التَّيْمِيُّ بصری نہیں ہے

حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا دَاوُدُ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: صَحِبْتُ ابْنَ صَائِدٍ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ لِي: أَمَا قَدْ لَقِيتُ مِنَ النَّاسِ، يَزْعُمُونَ أَنِّي الدَّجَّالُ، أَلَسْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «إِنَّهُ لَا يُولَدُ لَهُ» قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَقَدْ وُلِدَ لِي، أَوَلَيْسَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ وَلَا مَكَّةَ» قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَقَدْ وُلِدْتُ بِالْمَدِينَةِ، وَهَذَا أَنَا أُرِيدُ مَكَّةَ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِي فِي آخِرِ قَوْلِهِ: أَمَا، وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ مَوْلِدَهُ وَمَكَانَهُ وَأَيْنَ هُوَ، قَالَ: فَلَبَسَنِي

اس روایت میں کلام میں یہ الفاظ کہ دجال ایک یہودی ہو گا نہیں ہیں اس کو کہنے میں سلیمان کا تفرد ہے

نوٹ

دجال یہودی ہو گا یہ الفاظ اس روایت میں صرف راوی سُلَيْمَانُ بْنُ طَرْخَانَ أَبُو الْمُعْتَمِرِ التَّيْمِيُّ بصری کے ہیں دیگر راوی اس کو نہیں بولتے- امام بخاری نے جو احادیث روایت کی ہیں ان کے مطابق دجال مومن ہونے کا دعوی کرے گا نہ کہ یہودی ہونے کا- ابو نضرہ بسا اوقات اس طرح بھی روایت کرتا ہے

أَبُو نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، مَوْلَى أَبِي أُسَيْدٍ الأَنْصَارِيِّ

یعنی سند میں ابو سعید سے مراد ابو سعید سعد بن مالک بن سنان الخدری رضی اللہ عنہ نہیں ہیں بلکہ اِبو اِسید بن ثابت الأنصاری یا بعض نے کہا عبد اللہ بن ثابت ہے ، جس کا شمار اہل مدینہ میں ہے - یہ مجہول تابعی ہے

الغرض ابن صیاد خود مشکوک باتیں کرتا اس وجہ سے لوگ بھی اس پر مختلف رائے ہو گئے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ امت میں ۳۰ دجال ہوں گے جن روایات میں ہے کہ ابن صیاد دجال ہے وہاں اس کا یہی مفہوم ہے کہ ممکن ہے یہ ۳۰ میں سے ایک ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو الوحی آئی وہ اپ نے امت کو بتائی ابن صیاد کے معاملے میں جو بھی علم دیا گیا وہ آپ نے اصحاب کو بتایا

شوکانی نیل الاوطار میں لکھتے ہیں

النَّوَوِيُّ: قَالَ الْعُلَمَاءُ: قِصَّةُ ابْنِ صَيَّادٍ مُشْكِلَةٌ وَأَمْرُهُ مُشْتَبِهٌ، وَلَكِنْ لَا شَكَّ أَنَّهُ دَجَّالٌ مِنْ الدَّجَاجِلَةِ، وَالظَّاهِرُ أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَمْ يُوحَ إلَيْهِ فِي أَمْرِهِ بِشَيْءٍ، وَإِنَّمَا أُوحِيَ إلَيْهِ بِصِفَاتِ الدَّجَّالِ، وَكَانَ فِي ابْنِ صَيَّادٍ قَرَائِنُ مُحْتَمِلَةٌ. فَلِذَلِكَ كَانَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا يَقْطَعُ فِي أَمْرِهِ بِشَيْءٍ.

نووی کہتے ہیں علماء نے کہا ہے کہ ابن صیاد کا قصہ مشکل ہے اور اس کا امر مشتبہ ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ دجالوں میں سے دجال تھا اور جو ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سلسلے میں الوحی نہیں ہوئی بلکہ انکو دجال کی صفات پر الوحی ہوئی اور ابن صیاد کے قرائن ان صفات سے ملتے تھے جس پر احتمال ہوتا اس وجہ سے رسول اللہ نے اس کے امر پر کسی چیز کو ختم نہیں کیا

البیہقی کتاب الاسماء و الصفات میں کہتے ہیں

اختلف الناس في أمر ابن صياد اختلافاً كثيراً هل هو الدجال؟”

لوگوں کا اس امر میں اختلاف ہے کہ کیا ابن صیاد دجال تھا؟

إبو بکر ابن العربي فی ”عارضۃ الأحوذی“ 9/ 106: میں کہتے ہیں

الصحيح أن الدَّجَّال ليس بابن صياد، فإن ابن صياد كان بالمدينة صبياً،

صحیح یہ ہے کہ ابن صیاد دجال (اکبر) نہیں ہے اور یہ مدینہ میں لڑکا تھا

فتح الباری لابن حجر (13 / 326 – 327) . کے مطابق

بیہقی اور ابن کثیر النہایۃ فی الفتن والملاحم میں کہتے ہیں

الصحيح أن الدجال غير ابن صياد، وأن ابن صياد كان دجالًا من الدجاجلة

صحیح یہ ہے کہ دجال (اکبر) ابن صیاد نہیں ہے اور ابن صیاد دجالوں میں سے ایک دجال تھا

ابن تیمیہ الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان میں کہتے ہیں

وتوقف النبي صلى الله عليه وسلم في أمره حتى تبين له فيما بعد أنه ليس هو الدجال، لكنه من جنس

الکہان

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے امر پر توقف کیا یہاں تک کہ اس کا امر واضح ہوا کہ یہ الدجال (اکبر) نہیں ہے لیکن کاہنوں کی جنس میں سے ہے

صحیح بخاری میں جابر بن عبد اللہ کا قول ہے کہ ابن صیاد دجال ہے کیونکہ عمر نے بھی ایسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہا لیکن انہوں نے انکار نہیں کیا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے قول کی یہی تاویل ہے کہ ابن صیاد کو دجالوں میں سے ایک دجال سمجھا گیا نہ کہ مسیح الدجال

عبد بن حمید، روح بن عبادہ، ہشام، ایوب، حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ابن صیاد سے مدینہ کے کسی راستہ میں ملاقات ہوگئی تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے ایسی بات کہی جو اسے غصہ دلانے والی تھی، پس وہ اتنا پھولا کہ راستہ بھر گیا، پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور انہیں یہ خبر مل چکی تھی تو انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے! آپ نے ابن صائد کے بارے میں کیا ارادہ کیا تھا؟ کیا آپ نہیں جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کسی پر غصہ کرنے کی وجہ سے ہی نکلے گا۔

الفاظ فَانْتَفَخَ حَتَّى مَلَأَ السِّكَّةَ یعنی وہ پھولا کہ رستہ بند ہوا محاوراتی ہیں کوئی غصہ میں پھول جائے یہ الفاظ عربی میں اب نہیں بولے جاتے لہٰذا اس کا ذکر غریب الحدیث میں ہے اور لغت میں السکہ کا مطلب کھجور کی باڑھ ہے یعنی یہ ایک تنگ جگہ ہو گی جہاں یہ کلام ہوا

ابو داود کی روایت

حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُمَيْعٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ: «إِنَّهُ بَيْنَمَا أُنَاسٌ يَسِيرُونَ فِي الْبَحْرِ، فَنَفِدَ طَعَامُهُمْ، فَرُفِعَتْ لَهُمْ جَزِيرَةٌ، فَخَرَجُوا يُرِيدُونَ الْخُبْزَ، فَلَقِيَتْهُمُ [ص:120] الْجَسَّاسَةُ» قُلْتُ لِأَبِي سَلَمَةَ: وَمَا الْجَسَّاسَةُ؟ قَالَ: امْرَأَةٌ تَجُرُّ شَعْرَ جِلْدِهَا وَرَأْسِهَا، قَالَتْ: فِي هَذَا الْقَصْرِ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، وَسَأَلَ عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ، وَعَنْ عَيْنِ زُغَرَ، قَالَ: هُوَ الْمَسِيحُ، فَقَالَ: لِي ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ: إِنَّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ شَيْئًا مَا حَفِظْتُهُ، قَالَ: شَهِدَ جَابِرٌ أَنَّهُ هُوَ ابْنُ صَيَّادٍ، قُلْتُ: فَإِنَّهُ قَدْ مَاتَ، قَالَ: وَإِنْ مَاتَ، قُلْتُ: فَإِنَّهُ أَسْلَمَ، قَالَ: وَإِنْ أَسْلَمَ، قُلْتُ فَإِنَّهُ قَدْ دَخَلَ الْمَدِينَةَ، قَالَ: وَإِنْ دَخَلَ الْمَدِينَةَ

سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں : جابر نے پورے وثوق سے کہا : یہی ابن صیاد ہے ، تو میں نے کہا : وہ تو مر چکا ہے ، اس پر انہوں نے کہا : مر جانے دو ، میں نے کہا : وہ تو مسلمان ہو گیا تھا ، کہا : ہو جانے دو ، میں نے کہا : وہ مدینہ میں آیا تھا ، کہا : آنے دو ، اس سے کیا ہوتا ہے

البانی اس کو ضعیف الاِسناد کہتے ہیں اس کی سند میں الولید بن جمیع ہے

قال ابن حبان: فحش تفرده فبطل الاحتجاج به.

ابن حبان کہتے ہیں اس کا تفرد فحش ہے جس سے دلیل باطل ہے

الغرض ابن صیاد ایک مسلمان تھا اور کاہن جیسا اس کا ذہن تھا لیکن اس کا انتقال ہوا اور یہ خبر جو مشہور ہے کہ وہ غائب ہوا ضعیف ہے – یہ دجال اکبر نہیں ہے

ابن صیاد کا قلب النبی میں خیال کردہ سورت کا جان لینا

اسلامی تاریخ میں آتا ہے کہ مدینہ میں دور نبوی میں ایک عورت نے بچے کو جنا جو پیدائشی کانا تھا (مسند احمد) ۔ یہ بچہ مسلمانوں کے بچوں کے ساتھ کھیلتا تھا اور کسی حدیث میں نہیں کہ مسلمانوں نے اپنے بچوں کو اس سے ملنے سے منع کر دیا ہو۔ ابن صیاد یا ابْنِ صَائِدٍ کے حوالے سے مسائل اس وقت پیدا ہوئے جب بچپن میں ہی اس کا امر مشتبہ ہوا اور اس نے اپنے اوپر القا ہونے کا دعوی بھی کر دیا ۔ اس طرح دجال کی جو نشانیاں تھیں ان میں سے چند اس میں جمع ہونا شروع ہوئیں ۔ اس کی والدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور عرض کی کہ آ کر اس کے بیٹے کا معائینہ کریں ۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیاد کے گھر گئے اور اس سے سوال و جواب کیا ۔ صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : تو کیا دیکھتا ہے؟

ابن صیاد : میں سمندر پر عرش دیکھتا ہوں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : وہ ابلیس کا عرش ہے

ابن صیاد : میرے پاس ایک سچا اور ایک جھوٹا اتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : تیرا معاملہ مختلط (مشکوک) ہو گیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : میں نے تیرے لئے کچھ چھپایا ہے

ابن صیاد : وہ الدخ، الدخ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ہٹ ۔ تو اس پر قدرت نہیں رکھتا

نوٹ : صحیح بخاری کی کسی حدیث میں موجود نہیں کہ اس وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الدخان کا سوچا البتہ یہ بات بعض دیگر کتب حدیث میں ہے

شارحین کا اس الدخ (دھواں) پر جو کہنا ہے اس کی تلخیص صحیح ابن حبان کی تعلیق میں شعیب الأرنؤوط نے پیش کی ہے

قال النووي في شرح مسلم 18/49: الجمهور على أن المراد بالدخ هنا:

الدخان، وأنها لغة فيه، وخالفهم الخطابي، فقال: لا معنى للدخان هنا، لأنه ليس مما يخبأ في كف أو كم كما قال، بل الدخ بيت موجود بين النخيل والبساتين، قال: إلا أن يكون معنى "خبأت": أضمرت لك اسم الدخان وهي قوله تعالى: {فارتقب يوم تأتي السماء بدخان مبين} قال القاضي: قال الداودي: وقيا: كانت سورة الدخان مكتوبة في يده صلى اللّٰه عليه وسلم، وقيل: كتب الآية في يده.قال القاضي: وأصح الأقوال أنه لم يهتد من الآية التي أضمر النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إلا لهذا اللفظ الناقص على عادة الكهان

نووی نے شرح مسلم میں کہا جمہور کہتے ہیں کہ ابن صیاد کی دخ سے مراد یہاں ہے الدخان ہے اور یہ لغت ہے لیکن خطابی نے مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ دخان یہاں مطلب نہیں ہے کیونکہ یہ وہ نہیں جس کو مٹھی میں چھپایا جا سکے بلکہ گھر میں دھواں موجود تھا جو کھجوروں اور باغ کے بیچ میں تھا (یعنی دھواں پھیلا ہوا تھا)۔ نووی نے کہا خبأت (چھپانے) میں مضمر ہے کہ نام الدخان تھا اور یہ اللہ کا قول ہے { فارتقب یوم تأتی السماء بدخان مبین }۔ قاضی نے کہا الدوادی نے کہا سورہ الدخان اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر لکھی ہوئی تھی اور کہا گیا اپنے ہاتھ سے آیات لکھی تھیں ۔ قاضی نے کہا ان اقوال میں صحیح یہ ہے کہ ابن صیاد کو ہدایت نہ ہوئی کہ اس آیت تک جاتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچی تھی سوائے کاہنوں کی طرح ایک لفظ ناقص کے

راقم کہتا ہے کہ یہ بات صحیح بخاری میں موجود نہیں کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الدخان سوچی تھی ۔ یہ راقم کے نزدیک امام معمر بن راشد کا ادراج ہے کیونکہ یہ روایت اعمش کی سند سے اور امام الزہری کے دیگر شاگردوں کی سند سے معلوم ہے ۔ انہوں نے سورہ الدخان کا ذکر نہیں کیا ہے ۔ اس لئے خطابی کا قول صحیح ہے ابن صیاد نے صرف اٹکل سے کام لیا دیکھا اس وقت دھواں پھیلا ہوا ہے تو فورا وہی بول دیا کہ شاید اسی چیز کا خیال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہوں ۔ و اللہ اعلم

مسند البزار اور معجم کبیر از طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَامِرٍ الْأَنْطَاكِيُّ، قَالَ: نا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَابِقٍ، قَالَ: نا زِيَادُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فُرَاتٍ الْقَزَّازُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ [ص:169] حَارِثَةَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ: «انْطَلِقْ» فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَصْحَابُهُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلُوا بَيْنَ حَائِطَيْنِ فِي زُقَاقٍ طَوِيلٍ، فَلَمَّا انْتَهَوْا إِلَى الدَّارِ إِذَا امْرَأَةٌ قَاعِدَةٌ، وَإِذَا قِرْبَةٌ عَظِيمَةٌ مَلْأَى مَاءً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَرَى قِرْبَةً وَلَا أَرَى حَامِلَهَا» فَأَشَارَتِ الْمَرْأَةُ إِلَى قَطِيفَةٍ فِي نَاحِيَةِ الدَّارِ، فَقَامُوا إِلَى الْقَطِيفَةِ، فَكَشَفُوهَا فَإِذَا تَحْتَهَا إِنْسَانٌ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «شَاهَ الْوَجْهُ» ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، لِمَ تَفْحَشُ عَلَيَّ؟، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبْئًا، فَأَخْبِرْنِي مَا هُوَ» ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَبَأَ لَهُ سُورَةَ الدُّخَانِ، فَقَالَ: «الدُّخُّ» ، فَقَالَ: اخْسَهْ، مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ "، ثُمَّ انْصَرَفَ وَهَذَا الْحَدِيثُ قَدْ رَوَى بَعْضَهُ أَبُو الطُّفَيْلِ نَفْسُهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَكَرَهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

اس سند میں معمر نہیں ہے لیکن متن میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الدخان سوچی
یہ سند ضعیف ہے – سند میں زیاد بن الحسن بن فرات القزاز التمیمی الکوفی منکر الحدیث ہے
معجم الاوسط از طبرانی میں اسی سند سے ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الرَّازِيُّ قَالَ: نا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عِيسَى التَّنُوخِيُّ قَالَ: نا زِيَادُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فُرَاتٍ الْقَزَّازُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ الْفُرَاتِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ: «انْطَلِقُوا بِنَا إِلَى إِنْسَانٍ قَدْ رَأَيْنَا شَأْنَهُ» قَالَ: فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَمْشِي وَأَصْحَابُهُ مَعَهُ، حَتَّى دَخَلُوا حَائِطَيْنِ فِي زُقَاقٍ طَوِيلٍ، وَانْتَهَوْا إِلَى بَابٍ صَغِيرٍ، فِي أَقْصَى الزُّقَاقِ، فَدَخَلُوا إِلَى دَارٍ، فَلَمْ يَرَوْا فِي الدَّارِ أَحَدًا غَيْرَ امْرَأَةٍ قَاعِدَةٍ، وَإِذَا قِرْبَةٌ عَظِيمَةٌ مَلْأَى مَاءً، فَقَالُوا: نَرَى قِرْبَةً وَلَا نَرَى حَامِلَهَا، فَكَلَّمُوا الْمَرْأَةَ، فَأَشَارَتْ إِلَى قَطِيفَةٍ فِي نَاحِيَةِ الدَّارِ، فَقَالَتْ: انْظُرُوا مَا تَحتَ الْقَطِيفَةِ فَكَشَفُوهَا، فَإِذَا تَحْتَهَا إِنْسَانٌ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «شَاهَ الْوَجْهُ» فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، لِمَ تَفْحَشُ عَلَيَّ؟ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبْأً، فَأَخْبِرْنِي مَا هُوَ» وَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: «إِنِّي قَدْ خَبَّأْتُ لَهُ سُورَةَ الدُّخَانِ» فَقَالَ: سُورَةُ الدُّخَانِ؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اخْسَأْ، مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ، ثُمَّ انْصَرَفَ»

اس متن میں ہے کہ ابن صیاد نے سورہ الدخان تک بولا – سند وہی مسند البزار والی ہے

معجم الاوسط میں ہے

حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ: نا عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ الزِّمَّانِيُّ قَالَ: نا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: نا الْحَارِثُ بْنُ حَصِيرَةَ قَالَ: ثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: لَأَنْ أَحْلِفُ عَشْرَةَ أَيْمَانٍ أَنَّ ابْنَ صَائِدٍ هُوَ الدَّجَّالُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَحْلِفَ مَرَّةً أَنَّهُ لَيْسَ بِهِ، وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَنِي إِلَى أُمِّهِ، فَقَالَ: «سَلْهَا، كَمْ حَمَلَتْ؟» فَسَأَلْتُهَا، فَقَالَتْ: اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا، فَقَالَ: «سَلْهَا، كَيْفَ كَانَتْ صَيْحَتُهُ حِينَ وَقَعَ؟» قَالَتْ: صَيْحَةَ الصَّبِيِّ ابْنِ شَهْرٍ، وَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللّٰہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبأً، فَمَا هُوَ؟» فَقَالَ: عَظْمُ شَاةٍ عَفْرَاءَ، فَجَعَلَ يُرِيدُ يَقُولُ: الدُّخَانُ فَجَعَلَ يَقُولُ: الدُّخ الدُّخ، فَقَالَ: «اخْسَأْ، فَإِنَّكَ لَنْ تَسْبِقَ الْقَدَرَ»

لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْحَارِثِ إِلَّا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں نے ایک چیز چھپائی ہے – ابن صیاد بولا بھیڑ کی سب سے بڑی ہڈی پس وہ کہنا چاہ رہا تھا الدخان لیکن منہ سے نکلا الدخ – پس نبی نے فرمایا ہٹ پرے تو اس پر قادر نہیں ہے –

سندا اس میں عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ اور الْحَارِثُ بْنُ حَصِيرَةَ بہت مضبوط نہیں ہیں

لب لباب ہے کہ ابن صیاد نبی صَلَّى اللہ علیہ وسلم کے دل میں موجود سورہ الدخان کے الفاظ میں سے الدخ تک پہنچ گیا منکر روایت ہے – یہ بات صرف معمر بن راشد کے تفرد کے ساتھ معلوم ہے – دل کے حال کا علم صرف اللہ کو ہے

واللہ علیم بذات الصدور

ابن صیاد کی شادی بھی ہوئی اور اولاد بھی کسی روایت میں نہیں کہ اس کو دجال سمجھتے ہوئے مسلمانوں نے اس کو بیٹی دینے سے انکار کیا بلکہ اس کی اولاد موطا امام مالک میں راوی ہے – عمارة ابن عبد اللہ ابن صیاد اس کے بیٹے ہیں اور مدینہ کے فقہا میں سے ہیں – الإصابة في تمييز الصحابة از ابن حجر کے مطابق

وكان من خيار المسلمين من إصحاب سعيد بن المسيّب

ابن صیاد کے بیٹے اچھے مسلمانوں میں سے تھے سعید بن المسیب کے ساتھیوں میں سے – تاریخ زبیر بن بکار کے مطابق عمارة ابن عبد اللہ ابن صیاد خلیفہ الولید بن عبد الملک کے دور تک زندہ تھے یعنی ابن صیاد پر جو بھی شک ہو وہ صرف اس تک محدود تھا

طبقات ابن سعد کے مطابق وغزا مع المسلمين ابن صیاد نے مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں حصہ بھی لیا اگر تمام اصحاب رسول اس کو دجال ہی سمجھتے تو بنو امیہ اس کو جہاد میں شامل ہی نہ کرتے

باب ۸ : حدیث النَّوَّاسَ بْنَ سَمَعْاَنَ (رض) پر بحث

ایک سوال ہے کہ دجال کتنے دن خروج کرے گا ؟

جواب

اس پر متضاد روایات ہیں[8]

عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو رضی الله عنہ کی روایت : چالیس – مجھے نہیں معلوم چالیس دن یا چالیس ماہ یا چالیس سال

صحیح مسلم اور صحیح ابن حبان کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ يَعْقُوبَ بْنَ عَاصِمِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو، وَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: مَا هَذَا الْحَدِيثُ الَّذِي تُحَدِّثُ بِهِ؟ تَقُولُ: إِنَّ السَّاعَةَ تَقُومُ إِلَى كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ أَوْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ – أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهُمَا – لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أُحَدِّثَ أَحَدًا شَيْئًا أَبَدًا، إِنَّمَا قُلْتُ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدَ قَلِيلٍ أَمْرًا عَظِيمًا، يُحَرَّقُ الْبَيْتُ، وَيَكُونُ وَيَكُونُ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ – لَا أَدْرِي: أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا، أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا [ص:2259] فَيَبْعَثُ اللهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ

نبی صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا: دجال میری امت میں نکلے گا چالیس – مجھے نہیں معلوم چالیس دن یا چالیس ماہ یا چالیس سال

صحیح ابن حبان میں ہے

أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ يَعْقُوبَ بْنَ عَاصِمِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: إِنَّكَ تَقُولُ: إِنَّ السَّاعَةَ تَقُومُ إِلَى كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أُحَدِّثَكُمْ بِشَيْءٍ،

إِنَّمَا قُلْتُ: إِنَّكُمْ تَرَوْنَ بَعْدَ قَلِيلٍ أَمْرًا عَظِيمًا، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي، فَيَمْكُثُ فِيهِمْ أَرْبَعِينَ، لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا، أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا، فَيَبْعَثُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال میری امت میں نکلے گا پس چالیس رہے گا ۔ نہیں معلوم چالیس دن ، چالیس سال ، چالیس رات یا چالیس مہینے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت : چالیس دن زمین پر ہو گا اللہ ان کی مقدار جانتا ہے

مسند البزار اور صحیح ابن حبان میں ہے

حَدَّثَنَا علي بن المنذر , حَدَّثَنَا مُحَمَّد بن فضيل , عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ , عَنْ أَبِيهِ , عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , قال: سمعت من أبي القاسم الصادق المصدوق يقول يخرج الأعور الدجال مسيح الضلالة قبل المشرق في زمن اختلاف من الناس وفرقة فيبلغ ما شاء الله أن يبلغ من الأرض في أربعين يوما الله أعلم ما مقدارها؟ فيلقى المؤمنون شدة شديدة، ثم ينزل عيسى بن مريم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ من السماء فيقوم الناس فإذا رفع رأسه من ركعته قال: سمع الله لمن حمده قتل الله الدجال وظهر المؤمنون فأحلف أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أبا القاسم الصادق المصدوق صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: إنه لحق وأما قريب فكل ما هو آت قريب.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال چالیس دن زمین پر ہو گا اللہ ان کی مقدار جانتا ہے

النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ رضی اللہ عنہ کی روایت : ٤٣٤ دن

مستدرک حاکم اور صحیح مسلم میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

أَرْبَعِينَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ

چالیس دن جن میں ایک دن ایک سال جیسا ، ایک ماہ جیسا ، ایک ہفتے جیسا اور باقی عام دنوں جیسے ہوں گے

روایت دجال سے متعلق اس طرح ہے

حديث النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ

حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ، قَاضِي حِمْصَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ - وَاللَّفْظُ لَهُ - حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ [ص:2251]، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ، فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا، فَقَالَ: «مَا شَأْنُكُمْ؟» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً، فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَقَالَ: «غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ، إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ، فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ، إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ، عَيْنُهُ طَافِئَةٌ، كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ، فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا، يَا عِبَادَ اللهِ فَاثْبُتُوا» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا لَبْثُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: «أَرْبَعُونَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ، أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ؟ قَالَ: «لَا، اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: " كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ، فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ، فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ، فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ، وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ، فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ، أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا، وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا، وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ، فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ، فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ [ص:2253] لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ، فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كُنُوزَكِ، فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا، فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ، يَضْحَكُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ، ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللهُ مِنْهُ، فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ

ابوخیثمہ زہیر بن حرب، ولید بن مسلم، عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر، یحیٰی بن جابر طائی، حضرت نواس (رض) بن سمعان سے روایت ہے کہ ایک صبح رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دجال کا ذکر کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کبھی تحقیر کی (یعنی گھٹایا) اور کبھی بڑا کرکے بیان فرمایا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے ایک جھنڈ میں ہے پس جب ہم شام کو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس حاضر ہوئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہم سے اس بارے میں معلوم کرلیا تو فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے صبح دجال کا ذکر کیا اور اس میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کبھی تحقیر کی

اور کبھی اس فتنہ کو بڑا کر کے بیان کیا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے ایک جھنڈ میں ہے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میں تمہارے بارے میں دجال کے علاوہ دوسرے فتنوں کا زیادہ خوف کرتا ہوں اگر وہ میری موجودگی میں ظاہر ہوگیا تو تمہارے بجائے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر میری غیر موجودگی میں ظاہر ہوا تو ہر شخص خود اس سے مقابلہ کرنے والا ہوگا اور اللہ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ اور نگہبان ہوگا بے شک دجال نوجوان گھنگریالے بالوں والا اور پھولی ہوئی آنکھ والا ہوگا گویا کہ میں اسے عبدالعزی بن قطن کے ساتھ تشبیہ دیتا ہوں پس تم میں سے جو کوئی اسے پالے تو چاہئے کہ اس پر سورت کہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرے بے شک اس کا خروج شام اور عراق کے درمیان سے ہوگا پھر وہ اپنے دائیں اور بائیں جانب فساد برپا کرے گا اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ زمین میں کتنا عرصہ رہے گا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا چالیس دن اور ایک دن سال کے برابر اور ایک دن مہینہ کے برابر اور ایک دن ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی ایام تمہارے عام دنوں کے برابر ہوں گے ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ دن جو سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ہمارے لئے ایک دن کی نمازیں پڑھنا کافی ہوں گیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا نہیں بلکہ تم ایک سال کی نمازوں کا اندازہ کرلینا ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اس کی زمین میں چلنے کی تیزی کیا ہوگی آپ نے فرمایا اس بادل کی طرح جسے پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہو پس وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں دعوت دے گا تو وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی دعوت قبول کرلیں گے پھر وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین سبزہ اگائے گی اور اسے چرنے والے جانور شام کے وقت آئیں گے تو ان کے کوہان پہلے سے لمبے تھن بڑے اور کوکھیں تنی ہوئی ہوں گی پھر وہ ایک اور قوم کے پاس جائے گا اور انہیں دعوت دے گا وہ اس کے قول کو رد کردیں گے تو وہ اس سے واپس لوٹ آئے گا پس وہ قحط زدہ ہوجائیں گے کہ ان کے پاس دن کے مالوں میں سے کچھ بھی نہ رہے گا اور اسے کہے گا کہ اپنے خزانے کو نکال دے تو زمین کے خزانے اس کے پاس آئیں گے۔ جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سرداروں کے پاس آتی ہیں، پھر وہ ایک کڑیل اور کامل الشباب آدمی کو بلائے گا اور اسے تلوار مار کر اس کے دو ٹکڑے کردے گا اور دونوں ٹکڑوں کو علیحدہ علیحدہ کر کے ایک تیر کی

مسافت پر رکھ دے گا، پھر وہ اس (مردہ) کو آواز دے گا تو وہ زندہ ہو کر چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ ہنستا ہوا آئے گا۔ دجال کے اسی افعال کے دوران اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو بھیجے گا، وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس زرد رنگ کے حلے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے جب وہ اپنے سر کو جھکائیں گے تو اس سے قطرے گریں گے اور جب اپنے سر کو اٹھائیں گے تو اس سے سفید موتیوں کی طرح قطرے ٹپکیں گے اور جو کافر بھی ان کی خوشبو سونگھے گا وہ مرے بغیر رہ نہ سکے گا اور ان کی خوشبو وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی۔ پس حضرت مسیح (علیہ السلام) (دجال کو) طلب کریں گے، اسے باب لد پر پائیں گے تو اسے قتل کردیں گے، پھر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے پاس وہ قوم آئے گی جسے اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا تھا، پس عیسیٰ (علیہ السلام) ان کے چہروں کو صاف کریں گے اور انہیں جنت میں ملنے والے ان کے درجات بتائیں گے۔ پس اسی دوران حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر اللہ رب العزت وحی نازل فرمائیں گے کہ تحقیق میں نے اپنے ایسے بندوں کو نکالا ہے کہ کسی کو ان کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں۔ پس آپ میرے بندوں کو حفاظت کے لئے طور کی طرف لے جائیں اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر اونچائی سے نکل پڑیں گے، ان کی اگلی جماعتیں بحیرہ طبری پر سے گزریں گی اور اس کا سارا پانی پی جائیں گے اور ان کی آخری جماعتیں گزریں گی تو کہیں گی کہ اس جگہ کسی وقت پانی موجود تھا اور اللہ کے نبی عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے ساتھ محصور ہوجائیں گے، یہاں تک کہ ان میں کسی ایک کے لئے بیل کی سری بھی تم میں سے کسی ایک کے لئے آج کل کے سو دینار سے افضل و بہتر ہوگی۔ پھر اللہ کے نبی عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے ساتھی اللہ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا، وہ ایک جان کی موت کی طرح سب کے سب یک لخت مرجائیں گے، پھر اللہ کے نبی عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے ساتھی زمین کی طرف اتریں گے تو زمین میں ایک بالشت کی جگہ بھی یاجوج ماجوج کی علامات اور بدبو سے انہیں خالی نہ ملے گی۔ پھر اللہ کے نبی عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردنوں کے برابر پرندے بھیجیں گے جو انہیں اٹھا کرلے جائیں گے اور جہاں اللہ چاہے وہ انہیں پھینک دیں گے پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جس سے ہر مکان خواہ

وہ مٹی کا ہو یا بالوں کا آئینہ کی طرح صاف ہوجائے گا اور زمین مثل باغ یا حوض کے دھل جائے گی۔ پھر زمین سے کہا جائے گا : اپنے پھل کو اگا دے اور اپنی برکت کو لوٹا دے، پس ان دنوں ایسی برکت ہوگی کہ ایک انار کو ایک پوری جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے میں سایہ حاصل کرے گی اور دودھ میں اتنی برکت دے دی جائے گی کہ ایک دودھ دینے والی گائے قبیلہ کے لوگوں کے لئے کافی ہوجائے گی اور ایک دودھ دینے والی اونٹنی ایک بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگی اور ایک دودھ دینے والی بکری پوری گھرانے کے لئے کفایت کرجائے گی، اسی دوران اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے تک پہنچ جائے گی، پھر ہر مسلمان اور ہر مومن کی روح قبض کرلی جائے گی اور بد لوگ ہی باقی رہ جائیں گے، جو گدھوں کی طرح کھلے بندوں جماع کریں گے، پس انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔

صحیح مسلم ، مسند احمد ، سنن ابو داود ، سنن ترمذی ، مستدرک الحاکم، الایمان لابن مندہ، مسند الشامیین کی اس روایت کی سند يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ سے ہے اور ان سب میں ۴۳۴ دن کا ذکر ہے یعنی ایک سال ایک ماہ ایک ہفتہ اور باقی دن عام دنوں جیسے

اسنادی بحث و علت

صحیح مسلم میں سند ہے

حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ، قَاضِي حِمْصَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ،

ح

وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ - وَاللَّفْظُ لَهُ - حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ

الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ

اس روایت کی سند میں الولید بن مسلم کی غلطی محسوس ہوتی ہے[9]۔ الولید بن مسلم کے لئے امام بخاری کا کہنا ہے کہ اس نے عبد الرحمان بن یزید بن جابر اور عبد الرحمان بن یزید بن تمیم دونوں سے روایت کیا ہے اور بعض اوقات مناکیر لاتا ہے - امام بخاری کا خیال ہے کہ یہ اس وقت ہوتاہے جب یہ عبد الرحمان بن یزید بن تمیم سے روایت کر رہا ہوتا ہے لیکن سننے والا سمجھتا ہے کہ راوی ثقہ عبد الرحمان بن یزید بن جابر ہے -

ڈاکٹر عثمانی اپنی کتاب دین الخاص قسط دوم میں اس کا ذکر امام بخاری کے حوالے سے کرتے ہیں

تمیم کے بجائے جابر بیان کرگئے۔امام بخاری اس بات کے بیان کے لئے التاریخ الکبیر اور التاریخ الصغیر میں حسب ذیل مضمون لائے ہیں:۔

عبد الرحمن بن يزيد بن تميم السلمى الشامى عن مكحول، سمع منه الوليد بن مسلم، عنده مناكير، و يقال هو الذى روى عنه اهل الكوفة ابو أسامة و حسين فقالوا : عبد الرحمن بن يزيد ابن جابر ۔

(فوٹو: صفحہ ۳۶۵ التاریخ الکبیر قسم اج ۳، للبخاری المجلد ۵)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم السلمی الشامی نے مکحول سے روایت کی ہے اور اس سے سنا الولید بن مسلم نے۔اس کی روایتوں میں منکر روایتیں پائی جاتی ہیں، کہا جاتا ہے کہ یہی وہ شخص ہے جس سے اہل کوفہ، ابواُسامہ اور حسین (بن علی الجعفی) نے روایتیں بیان کی ہیں اور اُس کا نام عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم لینے کے بجائے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر کہہ گئے ہیں۔

(ترجمہ صفحہ ۳۶۵ التاریخ الکبیر قسم اجلد ۳، مصنفہ امام بخاری)

الولید بن مسلم نے منکر روایات کو عبد الرحمان بن یزید بن تمیم سے لیا تھا - امام بخاری نے جامع الصحیح کے آخر میں 6802 حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنا ابْنُ جَابِرٍ اور 7084 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ المُثَنَّى ، حَدَّثَنا الوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنا ابْنُ

جَابِرٍ کے طرق سے احادیث درج کی ہیں[10]

- اس کا مطلب ہے کہ امام بخاری کے نزدیک الولید بن مسلم کی عبد الرحمان بن جابر سے لی گئی بعض احادیث صحیح ہیں لیکن خیال رہے کہ الولید نے عبد الرحمان بن یزید بن جابر اور ابن تمیم دونوں سے سنا ہے لہٰذا الولید کی بعض روایات معلول ہیں کہ ان میں ابن جابر نہیں ابن تمیم ہے —دوم امام بخاری نے مزید بتایا کہ ہے کہ الولید نے ثقہ عبد الرحمان بن یزید بن جابر سے بھی ان کی تمام روایات نہیں سنی ہیں - امام بخاری نے تاریخ الکبیر میں عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، الأزدي، الشامي کے ترجمہ میں لکھا ہے

قَالَ الوَلِيد: كَانَ عند عَبد الرَّحمَن كتابٌ سَمِعَهُ، وكتابٌ آخر لم يَسمَعهُ.

الولید بن مسلم کہتا عبد الرحمان کے پاس ایک کتاب سے میں نے سنا اور دوسری سے نہیں سنا

اس سب سے معلوم ہوا کہ الولید بن مسلم نے عبد الرحمان بن یزید بن تمیم سے بھی روایت لی ہوئی تھی اور عبد الرحمان بن یزید بن جابر سے بھی لی ہوئی تھی اور یہاں تک کہ الولید جو مدلس بھی ہے ، اس نے عبد الرحمان بن یزید بن جابر سے ان کی تمام روایات نہیں سنی ہیں[11]

امام احمد کا الولید پر قول ہے

وقال مهنى بن يحيى: سألت أحمد عن الوليد، فقال: اختلطت عليه أحاديث ما سمع وما لم يسمع وكانت له منكرات

الولید کی احادیث میں اختلاط ہے وہ جو اس نے سنیں اور ان میں بھی جو نہ سنیں (یعنی جن میں اس نے تدلیس کی) اور اس کی منکر روایات ہیں

الولید بن مسلم تدلیس التسویہ کے لئے مشہور ہیں یعنی اپنے شیخ تک سے تدلیس کرتے ہیں[12]

اور یہاں ایسا ہی ہے کیونکہ یہ اپنے شیخ عبد الرحمان بن یزید بن جابر کے شیخ عطاء ابن يَزِيدَ السَّكْسَكِي کو ہضم کر گئے ہیں جن کی سند سے یہ روایت لی گئی تھی اس کا ذکر اگے آ رہا ہے —

دیگر اسناد کی علتیں

صحاح ستہ کی دوسری کتاب ابن ماجہ میں ہے - ابن ماجہ کی اسی متن کی روایت میں يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ نہیں ہیں اس کو عباسی دور کے قاضی دمشق يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ نے روایت کیا ہے – یعنی ابن ماجہ کی سند میں انقطاع ہے لہٰذا یہ بھی قبول نہیں کی جا سکتی - سند ہے

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ

ابن ماجہ کی سند منقطع ہے[13]

- شعیب الأرنؤوط کا کہنا ہے

وهذا إسناد سقط منه يحيى بن جابر الطائي بين عبد الرحمن ابن يزيد بن جابر، وبين عبد الرحمن بن جُبير

اس میں سے راوی یحییٰ بن جابر الطائی گر گیا ہے ، عبد الرحمٰن ابن یزید بن جابر اور عبد الرحمٰن بن جُبیر کے درمیان

دیگر اسناد جو راقم کو ملی ان میں بھی علتیں ہیں[14]

صحیح مسلم کی اس روایت پر علماء کی رائے

امام مسلم نے صحیح میں النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ سے منسوب اس روایت کو حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، کی سند سے روایت کیا ہے اس کے آخر میں الفاظ ہیں

بَعَثَ اللهُ رِيحًا طَيِّبَةً

اللہ ایک طیب ہوا بھیجے گا

کتاب العلل از ابن ابی حاتم میں ہے

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ الْوَلِيدُ ؛ قَالَ: حدَّثنا ابْنُ جَابِرٍ ، عن عطاء ابن يَزِيدَ السَّكْسَكِي؛ قَالَ: يبعثُ اللهُ ريحًا طيِّبةً بعد قبضه عيسى بن مَرْيَمَ، وَعِنْدَ دُنُوٍّ مِنَ السَّاعَةِ ... ، فَذَكَرَ الحديثَ؟ فَقَالَ أَبِي: إِنَّما هُوَ يزيدُ بنُ عَطَاءٍ السَّكْسَكِي.

اور میں نے اپنے باپ سے پوچھا حدیث جو الولید بن مسلم روایت کرتا ہے کہتا ہے حدثنا (عبد الرحمان بن یزید) ابن جابر عن عطاء ابن یَزِیدَ السَّکسکی کہا
اللہ ایک طیب ہوا کو بھیجے گا ... پس حدیث ذکر کی
میرے باپ نے کہا یہ یزید بن عطا السَّکسکی ہے

ذخیرہ کتب میں الولید بن مسلم کی نزول عیسیٰ اور طیب ہوا سے متعلق یہ واحد روایت ہے لہذا اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے مراد یہی صحیح مسلم کی ہی نواس بن سمعان والی روایت ہے – تہذیب الکمال فی إسماء الرجال از المزی کے مطابق یزید بن عطاء السکسکی ایک شامی تھا جو کعب الاحبار سے روایت کرتا تھا - الولید نے اس کو صحیح مسلم میں روایت کیا ہے وہاں الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ کی سند سے روایت کیا ہے جبکہ العلل از ابن ابی حاتم کے مطابق یہ روایت یزِیدُ بنُ عَطَاءِ السَّکسکی سے تھی – اسی طرح اس روایت کو الولید کے علاوہ یحیی بن حمزة البتلهي قاضی دمشق نے بھی روایت کیا ہے اس نے بھی سند میں يزيدُ بنُ عَطَاءٍ السَّكْسَكِي نہیں بولا ہے – ابن ابی حاتم کے مطابق اس کی سند میں یزید بن عطاء السکسکي تھا – یہ شخص ایک مجھول راوی تھا، لیکن امام مسلم اور دیگر لوگوں نے ایسا روایت نہیں کیا – مسند احمد ح 17629 میں صحیح مسلم جیسی روایت ہے جس کے آخر میں الولید کہتا ہے

قَالَ ابْنُ جَابِرٍ: فَحَدَّثَنِي يَزِيْدَ بْنُ عَطَاْءِ السَّكْسَكِيُّ ، عَنْ كَعْبٍ، أَوْ غَيْرِهِ قَالَ: " فَتَطْرَحُهُمْ بِالْمَهْبِلِ

ابن جابر نے کہا یَزِیْدَ بْنُ عَطَاْءِ السَّكْسَكِيُّ نے بیان کیا اس نے کَعْبٍ الاحبار یا کسی اور سے روایت کیا کہ ان (یاجوج ماجوج) کو پھینک دیا جائے گا

یعنی متن کا ایک دوسرا طرق کہتا تھا کہ نزول مسیح اور دجال سے متعلق یہ پوری بات کعب الاحبار کا قول تھا اور وہ سند جو امام مسلم اور امام احمد نے دی ہے اس میں اس کو مرفوع قول نبوی قرار دیا گیا

ہے

دنوں کا تعین

روایت کے مطابق ۳۶۰ + ۳۰ + ۷ + ۳۷ = ۴۳۴ دن دجال رہے گا

نواس رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت میں يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ ، قَاضِي حِمْصَ المتوفی ۱۲۶ ھ کا تفرد ہے جو باقی اصحاب رسول کی روایت کے خلاف بھی ہے۔ ان کا انتقال خِلَافَةِ الْوَلِيدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ کے دور میں ہوا یعنی بنو امیہ کے آخری دور میں – يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ کو ابو حاتم نے صالح الحدیث کہا ہے – ان سے امام بخاری نے صحیح میں کچھ بھی روایت نہیں کیا

دو مسیحا اور ایک مخالف

یہود دو مسیح کے قائل ہیں

ایک کو حاکم مسیح کہتے ہیں اور دوسرے کو کاہن مسیح

یہ دونوں نیک ہوں گے

اور ان دونوں کا مخالف بھی ہے جس کو مسیح دجال کے الفاظ سے یاد نہیں کرتے بلکہ صرف مخالف کہتے ہیں

مسیح مخالف کا ذکر کتاب دانیال میں ہے جبکہ باقی دو کا دیگر کتب انبیاء میں

یہود کے ایک کشفی فلسفی دانیال کے مطابق ایک مخالف (دجال) آئے گا جس کا ذکر کتاب دانیال میں کیا ہے – یہود اس کے انکاری ہیں کہ دانیال کوئی نبی تھا کیونکہ اس کی ان کے نزدیک دانیال کی ایک بھی پیشنگوئی پوری نہیں ہوئی۔ لیکن رومیوں کے دور میں اس کتاب کی آیات پر یہود مسیح ہونے کا دعوی کرتے اور رومیوں کے ہاتھوں مرتے رہے ہیں – یہود نے اس بنا پر دانیال کو اپنے انبیاء کی کتب سے نکال دیا ہے – عبرانی بائبل میں انبیاء کی کتب کو

Neviʾim

کہا جاتا ہے اس میں دانیال کی کتاب نکال دی گئی ہے – کتاب دانیال کو یہود

Ketuvim

میں شمار کرتے ہیں جو کشفی کتب ہیں لہذا کہا جاتا ہے ان تحاریر کا درجہ انبیاء کی کتب سے کم ہے

Neusner, Jacob, The Talmud Law, Theology, Narrative: A Sourcebook. University Press of America, 2005

دوسری طرف نصرانیوں کے نزدیک کتاب دانیال ثابت کتاب ہے- کتاب دانیال کی باب ۷ کی آیت ۲۵ ہے کہ دجال وقت، موسم اور قوانین بدلے گا

And he shall speak words against the most High , and shall wear out the saints of the most High , and think to change times 2166 and laws 1882: and they shall be given into his hand until a time 5732 and times 5732 and the dividing 6387 of time 5732.

وہ اللہ تعالی کے خلاف کلام کرے گا اور اس کے مقدس لوگوں کے خلاف اور وقت اور قوانین کو بدلنے کا سوچے گا – مقدس لوگ اس کے ہاتھوں میں جائیں گے عدان ، عدانوں اور عدان کی تقسیم میں

قوانین کا ترجمہ موسم بھی کیا جاتا ہے لہذا نصرانی اس کے قائل ہیں کہ دجال موسم تبدیل کر سکے گا

Daniel 7:25

וּמִלִּין לְצַד עִלָּיָא (עִלָּאָה ק) יְמַלִּל
And words belonging to the side
of the Highest will he utter,
וּלְקַדִּישֵׁי עֶלְיוֹנִין יְבַלֵּא
And the holy ones of
the Most High will he wear away;
וְיִסְבַּר לְהַשְׁנָיָה זִמְנִין וְדָת
And he will intend to change fixed times and law,
וְיִתְיַהֲבוּן בִּידֵהּ
And they shall be delivered into his power,
עַד־עִדָּן וְעִדָּנִין וּפְלַג עִדָּן׃
Even to a time two times, and half a time;

آرامی میں اصلی الفاظ ہیں عدان ، عدانوں اور عدان کی تقسیم

עִדָּן m. Chald.—(1) *time;* Syriac ܥܶܕܳܢ, Arabic عدان id.; from the root עֲדַד Dan. 2:8, seq.; 3:5, 15; 7:12.
(2) specially *a year*, Dan. 4:13, 20, 22, 29; 7:25, עַד־עִדָּן וְעִדָּנִין וּפְלַג עִדָּן "during a year, (two) years, and the half of a year;" i.e. during three years and a half; comp. Josephus, Bellum Jud. i. 1. See מוֹעֵד No. 2, and יָמִים No. 4.

Gesenius’ Hebrew-Chaldee Lexicon

جس کا ترجمہ

Time, Times, Half time

سے کیا جاتا ہے – یاد رہے کہ یہود کا کلینڈر بھی قمری ہے۔ لیکن یہ اصل مطلب نہیں ہے بلکہ لفظ عدان کا ماخذ عدانیان ہے جس کا تعلق خواتین کی مدت حیض سے ہے۔ جس نے یہ کتاب دانیال گھڑی ہے اس کا مدعا ہے کہ اس مدت میں یہود سخت مصیبت میں ہوں گے جیسے ایک حیض والی عورت کمزور ہوتی ہے اور اس کا خون بہتا رہتا ہے اسی طرح یہود کا حال رہے گا۔ یہودی کتاب تلمود و ترجم کی ڈکشنری میں ہے

A DICTIONARY
OF THE TARGUMIM, THE TALMUD BABLI AND YERUSHALMI, AND THE MIDRASHIC LITERATURE

COMPILED BY
MARCUS JASTROW, PH. D. LITT. D.

WITH AN INDEX OF SCRIPTURAL QUOTATIONS

VOLUME I:
א—כ

LONDON, W.C.: LUZAC & Co. | NEW YORK: G.P. PUTNAM'S SONS
1903

*וֶוסְתָּנִית f. (וֶוסֶת) *a woman with regular menstruation.* Yalk. Gen. 82 (expl. עדנה, Gen. XVIII, 12) ‘עדנה עדנין ו *ednah* is related to *iddanin* (Dan. VII, 25, periods), and means a woman &c. (differ. in Gen. R. s. 48, v. וֶוסֶת).

عدان سے لغوی مراد ایک عورت کا حیض کا دورانیہ ہے یعنی جسم سے خون نکلنا جو چاند کی تاریخ میں ۲۸ دن کا ہوتا ہے لیکن یہاں دانیال کا مقصد صرف یہ کہنا ہے کہ یہود کا خون بہایا جائے گا اور یہود کمزور ہوں گے۔

راقم نے کتاب دانیال میں اس سے متعلق ایک اور آیت پائی ہے جس میں مدت مسیح کو ۶۲ ہفتے قرار دیا گیا ہے جو ۴۳۴ دن ہیں۔ کتاب دانیال میں ان ۳۴۳ دنوں کو توڑ کر اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے کہ ایک سال، ۲ ماہ اور ۱۴ دن یا آدھا ماہ –

اگر یَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ کی روایت کے مطابق اپ ۴۳۴ دنوں کو اس طرح تقسیم کریں تو یہ بھی ایک سال (۳۶۰) + دو ماہ (۶۰ دن) + ۱۴ دن بنتے ہیں- اس طرح کتاب دانیال کا حساب کتاب، یَحْیَی بْنُ جَابِرٍ الطَّائِیُّ کی روایت کے مطابق ہو جاتا ہے- یَحْیَی بْنُ جَابِرٍ الطَّائِیُّ کی روایت منفرد ہونے کی بنا پر شاذ ہے

اس قول کو مزید تقویت کتاب دانیال کی مزید آیات سے ملتی ہے جن کے مطابق حاکم مسیح یروشلم تعمیر کرے گا

Dan. 9:25 Know therefore and understand that from the going out of the word to restore and build Jerusalem to the coming of an anointed one, a ruler, there shall be seven weeks. Then for sixty-two weeks it shall be built again with squares and moat, but in a troubled time.

Dan. 9:26 And after the sixty-two weeks, an anointed one shall be cut off and shall have nothing. And the people of the ruler who is to come shall destroy the city and the sanctuary. Its end shall come with a flood and to the end there shall be war. Desolations are decreed.

جان لو اور سمجھ لو کہ حکم ملنے اور یروشلم کی تعمیر اور حاکم مسیح کے ظہور میں سات ہفتے ہیں- اور ۶۲ ہفتوں میں مشکلات کے ساتھ ، اپنے محلوں اور بندوں کے ساتھ، یروشلم تعمیر ہو گا

اور ۶۲ ہفتوں کے بعد مسیح کٹ جائے گا اور کچھ نہ رہے گا اور حاکم موعود کے پیروکار شہر اور حرم کو تباہ کر دیں گے —اس کی تباہی پر سیلاب آنے گا اور اس کے آخر میں جنگ ہو گی، بربادی کا حکم ہو گا

کتاب دانیال کے مطابق مسیح، حاکم موعود ۶۲ ہفتوں تک رہے گا جس میں وہ یروشلم دوبارہ تعمیر کرے گا اس کے بعد وہ کٹ جائے گا یعنی قتل ہو گا — باسٹھ ۶۲ ہفتے یعنی ۴۳۴ دن ہیں جو صحیح مسلم کی یَحْیَی بْنُ جَابِرٍ الطَّائِیُّ کی روایت میں توڑ کر بیان کیے گئے ہیں

اس طرح حاکم مسیح اور اس کا مخالف دونوں ۴۳۴ دن رہیں گے ۔اس کتاب کو نصرانی علماء نے قبول کیا ہے ۔ ان کے نزدیک عیسیٰ اپنی زندگی میں کاہن مسیح تھے اب نزول ثانی پر حاکم مسیح ہوں گے اور مخالف بھی ہو گا

شام میں نصرانیوں کی ایک بڑی تعداد بنو امیہ کے دور میں تھی اور اس طرح بعض اقوال کا ہماری روایات میں شامل ہونا بعید نہیں ہے جبکہ دیگر احادیث اس کی مخالفت میں ہیں ۔ واضح رہے کہ النوّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِیّ رضی اللہ عنہ کی روایت مسند الشامیین از طبرانی میں بھی ہے جس کی سند میں یحیٰی بن جابر بن حسان بن عمرو الطائی نہیں ہیں اور اس کے متن میں دجال کی مدت کا ذکر بھی نہیں ہے ۔ مندرجہ ذیل روایت میں ایک راوی عَلْقَمَةُ بْنُ نَصْرِ بْنِ خُزَيْمَةَ، ہے جس کی توثیق نہیں ملی ۔ اس روایت کو راقم نے اگرچہ صحیح سمجھا تھا لیکن اس سے رجوع کرتا ہے

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ إِسْحَاقَ، ثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ نَصْرِ بْنِ خُزَيْمَةَ، أَنَّ أَبَاهُ، حَدَّثَهُ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَخِيهِ مَحْفُوظٍ، عَنِ ابْنِ عَائِذٍ، ثَنَا جُبَيْرُ بْنُ نُفَيْرٍ، أَنَّ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ [ص:388]: " أُرِيتُ أَنَّ ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَخْرُجُ مِنْ عِنْدِ [يُمْنَةِ] الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شُرْقِيَّ دِمَشْقَ وَاضِعٌ يَدَهُ عَلَى أَجْنِحَةِ الْمَلَكَيْنِ بَيْنَ رَيْطَتَيْنِ مُمَشَّقَتَيْنِ، إِذَا أَدْنَا رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ تَحَادَرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، يَمْشِي عَلَيْهِ السَّكِينَةُ، وَالْأَرْضُ تَقْبِضُ لَهُ، مَا أَدْرَكَ نَفَسَهُ مِنْ كَافِرٍ مَاتَ، وَيُدْرِكُ نَفَسُهُ حَيْثُمَا أَدْرَكَ بَصَرُهُ حَتَّى يُدْرِكَ بَصَرُهُ فِي حُصُونِهِمْ وَقُرَايَاتِهِمْ، حَتَّى يُدْرِكَ الدَّجَّالَ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ فَيَمُوتُ، ثُمَّ يَعْمِدُ إِلَى عِصَابَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَصَمَهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْإِسْلَامِ، وَيَتْرُكَ الْكُفَّارَ يَنْتِفُونَ لِحَاهُمْ وَجُلُودَهُمْ، فَتَقُولُ النَّصَارَى: هَذَا الدَّجَّالُ الَّذِي أَنْذَرْنَاهُ، وَهَذِهِ الْآخِرَةُ، وَمَنْ مَسَّ ابْنَ مَرْيَمَ كَانَ مِنْ أَرْفَعِ النَّاسِ قَدْرًا وَيَعْظُمُ مَسُّهُ، [مبيتُهُ] ، وَيَمْسَحُ عَلَى وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ مِنَ الْجَنَّةِ، فَبَيْنَا هُمْ فَرِحُونَ بِمَا هُمْ فِيهِ خَرَجَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ، فَيُوحَى إِلَى الْمَسِيحِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي لَا يَسْتَطِيعُ قَتْلَهُمْ إِلَّا أَنَا، فَأَخْرِجْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ، فَيَمُرُّ صَدْرُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُونَهَا، ثُمَّ يُقْبِلُ آخِرُهُمْ فَيُرْكِزُونَ رِمَاحَهُمْ، فَيَقُولُونَ لَقَدْ كَانَ هَاهُنَا مَرَّةً [مَاءٌ] ، حَتَّى إِذَا كَانُوا حِيَالَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالُوا: قَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ، فَهَلُمُّوا نَقْتُلُ مَنْ فِي السَّمَاءِ، فَيَرْمُونَ نَبْلَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ، فَيَرُدُّهَا اللَّهُ مَخْضُوبَةً بِالدَّمِ، فَيَقُولُونَ: قَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي السَّمَاءِ، وَيَتَحَصَّنُ ابْنُ مَرْيَمَ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ وَرَأْسُ الْجَمَلِ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ ذَلِكَ الْيَوْمَ "

النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ابن مریم علیہ السلام کو دیکھا وہ سفید منار کے دائیں جانب سے نکلے دمشق کے مشرق میں فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے … جب وہ سر نیچے کرتے ان کے بالوں سے قطرے ٹپک رہے تھے اور جب اوپر تو موتی کی طرح چمکتے - ان کے ساتھ السکینہ چل رہی تھی (ایک ہوا نما فرشتہ) اور زمین ان کے لئے قبضہ میں تھی - کسی کافر کے پاس ان کا سانس نہ جاتا لیکن وہ مر جاتا - دمشق کے قلعوں اور

قریوں میں جہاں تک ان کی نگاہ جاتی وہاں تک ان کا سانس جاتا - یہاں تک کہ یہ دجال کو لد کے دروازہ پر پاتے ہیں - پھر وہ مدد کریں گے مسلمانوں کے ایک گروہ کی جس کو اللہ نے اسلام کی وجہ سے بچا لیا ہو گا اور کفار کو چھوڑ دیں گے کہ کفار کی داڑھی اور کھالوں کو مونڈھ دیں گا - النَّصَارَى کہیں گے یہ وہ شخص ہے جس سے ہمیں ڈرایا گیا تھا اور یہ آخرت ہے اور جو ابن مریم کو مس کرے گا وہ لوگوں میں اعلی ہو گا اور اس کی تعظیم ہو گی - وہ ابن مریم چہروں کو مسح کریں گے اور ان کے درجات بیان کریں گے جنت میں - پس مسلمان اس تفصیل پر خوش ہوں گے جو ان کے پاس ہو گی کہ یاجوج و ماجوج خروج کریں گے پس مسیح علیہ السلام کو الوحی کی جائے گی : (اللہ تعالی الوحی کریں گے) میں نے اپنے (یاجوج و ماجوج) بندے نکال دیے ہیں جن پر کوئی قادر نہیں کہ ان کو قتل کر سکے سوائے میرے ، پس میرے (مسلمان) بندوں کو طور پر لے جاؤ - پس یاجوج ماجوج کا صدر ، طبریہ پر سے گزرے گا وہ اس کو پی جائیں گے پھر آخری حصہ تو وہ ذکر کریں گے اس کی (تہہ میں موجود) نیزہ (نما چٹانوں) کا - پس کہیں گے یہاں کبھی پانی ہوا کرتا ہو گا یہاں تک کہ وہ بیت المقدس کے قرب میں پہنچیں گے - وہ کہیں گے جو زمین کے باسی تھے ان کو ہم قتل کر چکے پس اب چلو آسمان کی طرف اور ان کو قتل کریں پس تیر آسمان پر پھینکیں گے اور اللہ ان تیروں کو خون میں لت پت کرکے آسمان سے لوٹا دے گا اور یاجوج و ماجوج بولیں گے ہم نے آسمان والوں کو قتل کر دیا - ابن مریم اور ان کے اصحاب ان (یاجوج و ماجوج) میں سوراخ کر دیں گے یہاں تک کہ ایک بیل کا سر اور ایک اونٹ کا سر سو دینار سے بھی زیادہ بہتر اس روز ہو گا

یہ روایت ضعیف ہے۔ بعض علماء کے مطابق صحیح مسلم کی روایت میں چالیس دن میں ایام کی طوالت کا ذکر ہے نہ کہ اتنے دن مراد ہونا ہے – اگر یہ بات صحیح ہے تو اس کا مطلب ہے کہ پہلا دن ایک سال کی مدت کا ہو گا یعنی

۳۶۰ x ۲۴ =۸۶۴۰

گھنٹوں کا ہوا

مفتی ابو لبابہ کتاب دجال کب کہاں کیسے میں لکھتے ہیں

اب بھی وقت ہے!

کچھ باتیں فقیر لوگ اپنی موج میں کہہ دیتے ہیں۔ ابھی سننے والے ہی سوچ رہے ہوتے ہیں کہ اس کا مطلب کیا ہے اور سورس کیا ہے؟ کہ اتنے میں ان کی تصدیق کھلی آنکھوں سامنے آجاتی ہے۔ پچھلے مضمون میں بندہ کے قلم سے یہ جملے نکل گئے تھے:
''1987ء سے زمین کی قدرتی گردش کو متاثر کر کے ''زمین کی نبض'' سے چھیڑ چھاڑ کی کوششیں شروع ہیں حتیٰ کہ زمین کا مقناطیسی میدان ختم ہو جائے گا اور اس کی گردش تھم کر حدیث شریف میں بیان کردہ ظہور دجال کی علامات کے مطابق سست ہو جائے گی۔ ایک دن ایک سال کے برابر، پھر ایک دن ایک ماہ کے برابر، پھر ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا۔''

عاصم عمر کہتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسری جنگ عظیم اور دجال

جدید تحقیق واضافہ شدہ ایڈیشن

تالیف
مولانا عاصم عمر

ناشر
الھجرہ پبلیکیشن کراچی
alhijrahpublication@yahoo.com
موبائل: 0312-2117879

فائدہ ❶: کیا وقت تھم جائے گا؟
وقت کا تھم جانا یہ اس کے جادو کا اثر ہوگا یا جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے وہ ایسا کریگا۔ کیونکہ جب صحابہؓ نے یہ پوچھا کہ یا رسول اللہ اس صورت میں ہم نمازیں کتنی پڑھیں؟ تو آپ ﷺ نے

(۱۳۵)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

فرمایا: کہ وقت کا اندازہ کر کے نمازیں پڑھتے رہنا۔ وقت کی رفتار کو روکنے کے سلسلے میں دجالی طاقتیں مسلسل کوششیں کر رہی ہیں۔ آپ نے سنا ہوگا کہ ٹائم مشین کے نام سے ایسا نظام بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے جسکے ذریعے انسان کو گذرے وقت میں پہنچا دیا جائے گا، وہ درحقیقت تو موجودہ وقت میں ہوگا لیکن اس مشین کے ذریعے اسکو ایسا لگے گا کہ وہ ابھی گذرے وقت میں ہے۔ اس کی واضح صورت جلد دنیا کے سامنے لائی جاسکتی ہے۔
فائدہ ❷: صحابیؓ کا دجال کی رفتار اور دنیا میں ٹھہرنے کی مدت کے بارے میں سوال انکی عسکری سوچ کا پتہ دیتا ہے۔ صحابیؓ کے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم کو دجال سے کتنے دن جنگ کرنی ہوگی چونکہ جنگ میں نقل وحرکت (Movement) انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہے اسلئے صحابیؓ نے پوچھا کہ اس کی رفتار کیا ہوگی؟
فائدہ ❸: پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا ایک مہینے کے برابر، تیسرا ہفتہ کے برابر، باقی سینتیس (۳۷) دن عام دنوں کے برابر ہونگے۔ اس طرح دجال کے دنیا میں ٹھہرنے کی مدت ایک سال دو مہینے اور چودہ دن کے برابر بنتی ہے۔ ایک دن ایک سال کے برابر ہو جائے گا۔ بعض شارحین نے دن کے لمبا ہونے کا مطلب یہ لکھا ہے کہ پریشانی کے باعث دن لمبا لگے گا۔
شارح مسلم امام نوویؒ نے اس کا جواب یوں دیا ہے" قال العلماء هذا الحديث علىٰ ظاهره.......يدل عليه قوله ﷺ وسائر ايامه كايامكم. الخ
یعنی علماء حدیث نے فرمایا یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے اور یہ تین دن اتنے ہی لمبے ہونگے جتنا کہ حدیث میں ذکر ہے، اس بات پر نبی ﷺ کا یہ قول دلیل ہے کہ باقی تمام دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہونگے نیز صحابہ کا یہ سوال کرنا کہ یا رسول اللہ وہ دن جو سال کے برابر ہوگا اس میں ہمارے لئے ایک دن کی نماز ہی کافی ہوگی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا نہیں بلکہ اندازہ کر کے نمازیں ادا کرتے رہنا"۔ (شرح مسلم نووی)

حد ہو گئ — دجال ٹیکنولوجی سے زمین کی گردش بدل دے گا — البتہ عاصم عمر کے مطابق دجال کی مدت ایک سال + ۲ ماہ + ۱۴ دن ہے جو مکمل ۴۳۴ دن ہیں
یہ علماء سائنس سے لا علم ہیں کیونکہ اس قدر طویل مدت میں تمام انسانیت ، شجر نباتات بھسم ہو

جائیں گے اور سمندر بخارات میں تبدیل ہو جائیں گے لہٰذا یہاں دن ہی مراد ہیں نہ کہ گھنٹے- اللہ فہم دے

آج سے ۵۰۰ سال پہلے کے علماء کہتے تھے کہ یہ جادو ہو گا ، دن تو اسی طرح گزریں گے جیسے ہیں - ایک دن ایک سال کی طرح ہو گا- اس پر یہ کہا جا سکتا تھا کہ مصیبت اس قدر ہو گی کہ ایک سال جیسا لگے گا لیکن جب راوی نماز کا ذکر کرتا ہے تو یہ قول قبول نہیں کیا جا سکتا کہ یہاں راوی مصیبت کا ذکر کر رہا ہے بلکہ وہ تو دن کو طویل کہہ رہا ہے جس میں نماز کے اوقات کا تعین مشکل ہو جاتا ہے

کیا اپ یہ مانتے ہیں کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے جس سے موسم بنتے ہیں ؟

کیا اپ مانتے ہیں کہ زمین اپنے محور پر بھی گھومتی ہے جس سے ایک دن بنتا ہے ؟

اگر زمین کی رفتار سست پڑے کہ اپنے محور پر اس کو گھومنے میں ۲۴ کی بجائے ۸۶۴۰ گھنٹے لگ جائیں تو اس صورت میں ہی ایک دن اس قدر طویل ہو گا کہ اس میں نمازوں کا تعین نہ ہو سکے گا

یقینا ایک رخ سورج کی طرف ہو گا اور ایک پر رات قائم رہے گی

یعنی ایک رخ پر قریب قریب ۴۳۲۰ گھنٹوں تک سورج کی روشنی نہ ہو گی اور ایک رخ پر ۴۳۲۰ گھنٹوں کے لئے دن رہے گا- اس دوران مسلسل تپش کی وجہ سے سمندر بخارات میں تبدیل ہو جائیں گے اور زمین کے دوسرے رخ پر درجہ حرارت اتنا کم ہو جائے گا کہ لوگ برف بن جائیں گے- غور کریں اس تغیر میں طبعی حیات معدوم ہو جائے گی خود دجال کا انتقال ہو جائے گا- آج ہم کو زمین اور سورج کے بارے میں نظم کائنات کا پتا ہے اس عموم میں جس بڑی تبدیلی کا ذکر ہے ان ،میں صرف سورج کا مشرق سے نکلنا ہے جو زمین کا الٹا گھومنا ہے جو قیامت کی آخری نشانیوں میں سے ہے جو یکدم ہو گا

یہ لوگ کہنا چاہتے ہیں کہ پہلا دن ۸۶۴۰ گھنٹے، دوسرا دن : ۷۲۰ گھنٹے اور تیسرا دن : ۱۶۸ گھنٹے کا ہو گا

اتنے گھنٹوں کو کس طرح دن کہہ سکتے ہیں ؟ انسان تو ۲۴ گھنٹے کے دن کے بعد تعین ہی نہیں کر سکیں گے کہ ابھی ایک سال چل رہا ہے

پھر دجال کے ساتھ جو ملت کفر ہو گی ان کے لئے بھی پہلا دن ایک سال کا ہو گا کہ نہیں؟ کیونکہ یہ نظم عالم میں عظیم تغیر ہو گا ۔ ملت دجال بھی زمین کے حوالے سے انہی مسائل میں پھنسی ہو گی جن میں مسلمان ہوں گے

شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي (743ھ) کتاب شرح الطيبي على مشكاة المصابيح میں کہتے ہیں

فلم يستقم لنا تأويل هذا القول إلا بأن نقول إنه يأخذ بأسماع الناس وأبصارهم، حتى يخيل إليهم أن الزمان قد استمر على حالة واحدة

اس قول کی تاویل یہ ہے کہ ہم صرف یہ کہیں گے کہ وہ لوگوں کا دیکھنا سننا لے لے گا یہاں تک کہ ان کو تخیل ہو گا کہ زمانہ ایک حالت پر رک گیا ہے

راقم کہتا ہے یہ حالت الطیبی کے نزدیک تمام عالم کی جادو کے اثر کے تحت ہو گی جو ثابت نہیں کہ اتنی دیر تک جادو قائم رہ سکے لہذا یہ قول قابل رد ہے

کتاب تحفة الأبرار شرح مصابيح السنة از القاضي ناصر الدين عبد الله بن عمر البيضاوي (ت 685هـ) کے مطابق

وإما بسبب شعبذة الدجال وتمويه عليهم, فيضرب بأبصارهم حتى يغفلوا عن تعاقب الظلمة والضياء, واختلاف الليل والنهار, فيخيل إليهم أن الزمان مستمر على حاله, وأن اليوم الذي كانوا فيه باق على قراره.

اور دجال کی شعبدہ بازی کی وجہ سے آنکھوں پر ضرب ہو گی کہ وہ غافل ہو جائیں گے کہ روشنی و تاریکی کا تعاقب کر سکیں اور دن و رات میں اختلاف کو سمجھیں پس ان پر تخیل ہو کا زمانہ ایک ہی حالت پر باقی رہ گیا ہے اور دن بھی ٹھر گیا ہے

راقم کہتا ہے دجال کا جادو بیضاوی پر اثر کر رہا ہے کسی جادو میں طاقت نہیں کہ تمام عالم پر ایک زمانے کو اس قدر طویل مدت روک سکے ۔ یعنی ان علماء کے نزدیک دن و رات تو اسی طرح گزرے گے جیسے ہیں یعنی ۴۳۴ عام دن کی طرح لیکن دجال کے جادو کے اثر ان کو لگے گا کہ زمانہ رک گیا ہے۔

تورپشتی کتاب المیسر فی شرح مصابیح السنۃ میں کہتے ہیں

ثم لا خفاء بأنه أسحر الناس، فلم يستقم لنا تأويل هذا القول إلا بأن نقول: إنه يأخذ بأسماع الناس وأبصارهم، حتى يخيل إليهم أن الزمان قد أستمر على حاله واحدة، إسفار بلا إظلام، وصباح بلا مساء، يحسبن أن الليل لا يمد عليهم رواقه، وأن الشمس لا تطوي عنهم ضياءها، فيقعون في حيرة والتباس من امتداد الزمان، ويدخل عليهم الدواخل باختفاء الآيات الظاهرة في الليل والنهار، فأمرهم أن يجتهدوا عند مصادفة تلك الأحوال، ويقدروا لوقت كل صلاة قدره، غلى أن يكشف الله عنهم تلك الغمة

اس میں مخفی نہیں کہ دجال لوگوں پر جادو کرے گا لہذا اس قول کی تاویل میں ہمارے لئے.

کوئی بات مستقیم نہیں رہتی سوائے اسکے کہ ہم کہیں وہ لوگوں کی بصارت و سماعت لے لے گا یہاں تک کہ ان کو تخیل ہو گا کہ زمانہ ایک حالت پر رک گیا ہے ، سائے کے بغیر سفر ہو گا اور صبح بلا صبح کے ان کو گمان ہو گا کہ رات ان پر پھیلی نہیں اور سورج نے روشنی نہ دی پس حیرت کا شکار ہوں گے اور امتداد زمانہ کے حوالے سے التباس کا

دجال کے ساتھ روٹی اور پانی کی روایات پر طحاوی کتاب مشکل الآثار میں لکھتے ہیں

وَفِي ذَلِكَ تَحْقِيقُ مَا قُلْنَا: إِنَّ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ إِنَّمَا تَكُونُ مِنْهُ عَلَى جِهَةِ السِّحْرِ الَّذِي يُخَيَّلُ إِلَى مَنْ لَحِقَهُ ذَلِكَ السِّحْرُ أَنَّهَا حَقَائِقُ، وَلَيْسَتْ بِحَقَائِقَ، وَفِي هَذَا الْبَابِ أَيْضًا آثَارٌ كَثِيرَةٌ مِنْ هَذَا الْجِنْسِ تَرَكْنَا شَيْئًا مِنْهَا خَوْفَ طُولِ الْكِتَابِ بِهَا، تَرْجِعُ مَعَانِيهَا الَّتِي فِيهَا إِلَى مَعَانِي مَا ذَكَرْنَاهُ، وَأَنَّ ذَلِكَ كُلَّهُ عَلَى السِّحْرِ لَا عَلَى الْحَقِيقَةِ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ ذَلِكَ

اور یہ تحقیق ہے اس پر جو ہم نے کہا ہے شک یہ اشیاء سحر کی نو ع میں سے ہوں گی جو ان کے تخیل پر اثر انداز ہوں گے جو اس سے ملے اور ان کو وہ حقائق لگیں گے لیکن حقائق نہ ہوں گے اور اس باب میں کافی آثار ہیں اس نوع کے جو طوالت کے اندیشہ پر نقل نہیں کیا ... اور یہ سب سحر ہو گا حقیقت نہیں اور اللہ سے اس کی پناہ

یہ علماء کہنا چاہتے ہیں کہ دجال کا جادو مسلمانوں پر بھی ہو جائے گا جس کی بنا پر ان کو امتداد زمانہ کا پتا نہ چل سکے گا یہ قول صحیح روایات کے خلاف ہے باطل ہے

الغرض اس حدیث کی شرح میں لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ دن اصل میں ۴۳۴ دن ہی ہیں لیکن دجال کے جادو کے زیر اثر ان کو لگے گا کہ زمانہ رک گیا ہے - راقم اس روایت کو قبول نہیں کرتا ، نہ دجال کا جادو سارے عالم پر ہو سکتا ہے نہ کوئی ٹیکنولوجی اتنی عظیم ہو سکتی ہے کہ زمین کی حرکت کو بدل دے

مسیح کا سانس

روایت میں ہے

کسی کافر کے پاس ان کا سانس نہ جاتا لیکن وہ مر جاتا – دمشق کے قلعوں اور قریوں میں جہاں تک ان کی نگاہ جاتی وہاں تک ان کا سانس جاتا – یہاں تک کہ یہ دجال کو لد کے دروازہ پر پاتے ہیں

تلمود میں ہے

88 THE OLD TESTAMENT STUDENT.

f. GOG AND MAGOG AND THE END OF THE MESSIANIC AGE.

A last attack upon the dominion of the Messiah is that which is designated as Gog and Magog. This conflict occurs at the end of the Messianic period, fills up the iniquity of the heathen and leads up to the judgment and the end of the world. It represents the transition from time to eternity, to the olâm habbâ in the narrower sense of the word. The time of Gog and Magog comprises seven years. The meaning of the term is defined by the statement that "an evil spirit enters into the nations and they rebel against the king Messiah. He, however, slays them, smiting the land with the rod of his mouth and killing the wicked one by the breath of his lips, and he leaves only Israel remaining." (Cf. Gen. 10:2; Exod. 38:2; 39:1,6; Ezek. 38:5; 39:2; also, Rev. 20:8; 2 Thess. 2:8.)

Some representations place the days of Gog and Magog at the beginning of the Messianic age. Accordingly it is said that there are four great manifestations of God: in Egypt, at the giving of the law, in the days of Gog and Magog, and finally, in the days of the Messiah. The prevailing view, however, would reverse the order of the last two and make this catastrophe the final conflict against Messiah's reign, the signal for the judgment and destruction of the heathen, and the last act in the great drama of human history before time is merged into eternity.

جوج اور ماجوج اور دور مسیح کا اختتام

مسیح کے اقتدار پر آخری حملہ وہ ہے جو جوج اور ماجوج کا ہے- یہ قضیہ دور مسیح کے آخر
میں ہو گا کفار کے گناہوں سے عالم بھرا ہو گا جو
ان کے انجام تک لے کر جائے گا اور اس دنیا کے اختتام تک – یہ دور وہ مرحلہ ہو گا جب وقت اور
منتہی کے درمیان کا ہے … جوج و ماجوج کا دور سات سال ہے – اس کا مطلب ایک عبارت میں
ایسا ہے کہ ایک بد روح قوموں میں آ جائے گی اور وہ مسیح کے خلاف خروج کریں گے – مسیح ان
کو قتل کرے گا ملک پر اپنے زبان کے عصا سے ضرب لگائے گا۔اور بد کاروں کو اپنی سانس سے مار
دے گا۔ اور صرف بنی اسرائیلی رہ جائیں گے[15]

صحیح مسلم کی النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کا سانس
جہاں تک جائے گا وہاں کافر مر جائے گا لیکن دجال سانس سے نہ مرے گا !

یہ کتاب یسعیاہ کی آیات باب ۱۱ سے لیا گیا ہے

Is. 11:4 but with righteousness he shall judge the poor,
and decide with equity for the meek of the earth;
and he shall strike the earth with the rod of his mouth,

and with the breath of his lips he shall kill the wicked.

وہ سچائی کے ساتھ غرباء میں انصاف کرے گا
اور زمین کے کمزوروں میں برابری (کے اصول) پر فیصلہ کرے گا
اور زمین کو عصا ئےلسان سے ضرب لگائے گا
اور اس کے لبوں کے سانس سے بدکار ہلاک ہو جائے گا

راقم کہتا ہے عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اول میں بھی ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ان کے سانس سے بدکار ہلاک ہو

الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ فِي دِمَشْقَ ؟

قارئین یہ بات ملحوظ رکھیں کہ صحیح مسلم کی روایت باقی روایات سے میل نہیں کھاتی اور چونکہ یہ کتاب دانیال کا چربہ لگتی ہے اس کو قبول کرنا مشکل ہے لیکن رد کرنے کی صورت میں ایک اور مسئلہ آئے گا اور وہ ہے کہ یہ انکار کرنا پڑے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے کیونکہ یہ بات اس روایت میں ہے

کتاب المعجم الکبیر از طبرانی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُعَلَّى الدِّمَشْقِيُّ الْقَاضِي، ثنا هِشَامُ بْنُ عُمَارَةَ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ، ثنا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَا: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، ثنا يَزِيدُ بْنُ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شُرقِيَّ دِمَشْقَ»

اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مشرقی دمشق میں سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے

طبرانی نے دو طرق پیش کیے ہیں پہلی میں هِشَامُ بْنُ عُمَارَةَ، مجھول ہے دوسرے طرق میں ہشام بن خالد، إبو مروان الدِّمشقيٌّ الأزرق ہے ان کا درجہ صدوق کا ہے اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے ۔اسی طرح يَزِيدُ بْنُ عَبِيْدَةَ السَّكُوْنِيُّ کا درجہ بھی صدوق کا ہے جو ثقاہت کا ادنی درجہ ہے لیکن راقم کو اس سند پر اطمینان نہیں ہے کیونکہ طبرانی ہی نے اپنی دیگر کتب میں أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ

الرَّحَبِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، کی سند سے روایات نقل کی ہیں یعنی اس أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ اور أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے درمیان میں ایک راوی ابو أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ ہے [16]

لیکن روایت میں ابو اسماء کا نام نہیں لہذا یہ منقطع ہے

يَزِيدُ بْنُ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شُرْقِيَّ دِمَشْقَ»

اِوْسِ بْن اِوْسٍ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مشرقی دمشق میں سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے

کتاب العلل لابن أبي حاتم از أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي، الحنظلي، الرازي ابن أبي حاتم (المتوفى: 327هـ) کے مطابق

– وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَواهُ محمَّد بن شُعَيب ، عن يَزِيدَ بْنِ عَبِيدَة، عَنْ أَبِي الأَشْعَث الصَّنْعاني ، عَنْ أَوْس بْنِ أَوْس الثَّقَفي؛ قَالَ: قَالَ رسولُ الله (ص) : يَنْزِلُ المَسِيحُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عِنْدَ المَنَارَةِ البَيْضَاءِ شُرقِيَّ دِمَشْقَ؟ قَالَ أَبِي: إِنَّما هُوَ: عَنْ أَوْس بْنِ أَوْس، عَنِ كَعْبٍ قولَه، كَذَا يَرْوِيهِ الثِّقات . قلتُ: فَمَا قَوْلُكَ فِي يَزِيدَ بْنِ عَبِيدة هَذَا ؟ قَالَ: لا بأس به.

اور میں نے اپنے باپ سے پوچھا حدیث جس کو محمَّد بن شُعَيب ، عن يَزِيدَ بْنِ عَبِيدَة، عَنْ أَبِي الأَشْعَث الصَّنْعاني ، عَنْ أَوْس بْنِ أَوْس الثَّقَفي نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : عیسیٰ ابن مریم دمشق میں سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے ؟ میرے باپ نے کہا یہ روایت اوس بن اوس عن کعب الاحبار سے تھی اس طرح ثقات نے اس کو روایت کیا تھا

یعنی یہ روایت کعب الاحبار کا قول ہے [17]

کتاب الآحاد والمثاني از ابن ابی عاصم کی روایت ہے

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ، نا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِيهِ، كَيْسَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شُرْقِيَّ دِمَشْقَ»

كَيْسَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا فرمایا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مشرقی دمشق میں سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے

اس کی سند میں ربيعة بن ربيعة کے لئے امام الذھبی نے میزان میں کہا ہے میں اس کو نہیں جانتا اور ذیل دیوان الضعفاء والمترو کین میں اس کو مجھول قرار دیا ہے[18]

كتاب فضائل الشام ودمشق از علي بن محمد بن صافي بن شجاع الربعي، أبو الحسن، ويعرف بابن أبي الهول (المتوفى: 444ھ) کے مطابق اس کے ایک دوسرے طرق میں تھا

أخبرنا أحمد بن عبد الله بن الفرج حدثنا أبو هشام عبد الرحمن بن عبد الصَّمَد حدثنا عايذ بن الوليد حدثنا من سمع عبد الرحمن بن ربيعة يحدث عن عبد الرحمن بن نافع بن كيسان عن أبيه عن جده كيسان صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلم قَالَ [ص:74] قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى الله عليه وسلم: ينزل عيسى بن مريم , عليهما السلام, عند باب الشرقي.

كيسان صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلم نے کہا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام باب شرقی پر نازل ہوں گے

اس کی سند میں مجھول راوی ہے جس کا ذکر من سمع ، جس نے سنا سے کیا گیا ہے لہذا یہ بھی ضعیف ہے

باب دمشق اور مینار دمشق میں کیا فرق ہے ؟ اس کا ذکر آگلے باب میں ہو گا

اس طرح عیسیٰ علیہ السلام کا مشرقی دمشق میں نازل ہونے والی اور سفید مینار والی کوئی روایت صحیح نہیں ہے

شاید اسی وجہ سے یہ امام بخاری کی صحیح میں موجود نہیں ہے

ویسے بھی دور نبوی میں مینار بنانا ایک عیسائی روایت تھی، جس میں راہب اس کے اوپر بیٹھتے اور عبادت کرتے اور باقی لوگوں کو اوپر آنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی ۔ اس طرح کے ایک مینار کو مَنَارَةَ ذَاتِ الْأَكَارِعِ کہا جاتا تھا جو شام میں تھا اور اس میں راہب النوبی رہتا تھا ۔

کہا جاتا ہے کہ ۴۲۳ بعد مسیح میں اس مینار کی بدعت کا آغاز ہوا۔

Simeon Stylites or **Symeon the Stylite**

ان کو

Pillar Saints

کہا جاتا ہے - اس میں راہب ۳۵ سے ۴۰ سال تک اوپر رہتے - راہب رسی سے بالٹی نیچے لٹکاتا اور معتقد اس میں کھانا اور دعاؤں کے رقعے ڈال دیتے – راہب پھر بدلے میں وسیلہ

بن کر دعا کرتا

دمشق میں یحییٰ علیہ السلام کے سر کے مدفن سے منسوب مقام پر نصرانیوں نے ایک چرچ بنا رکھا تھا جس کو بعد میں ولید بن عبد الملک کے دور میں جامع بنی امیہ قرار دیا گیا- اس میں سفید مینار کے لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس عیسیٰ کا نزول ہو گا- واضح رہے کہ یحییٰ علیہ السلام کا قتل یروشلم میں ہوا تھا - لیکن نصرانیوں نے دمشق اور اس کے قرب و جوار کے بہت سے مقامات کو عیسائی مبلغ یسوبئوس کی دریافتوں کی بنیاد پر قبول کیا جس نے قیصر روم کونستینٹین کی فرماش پر ان مقامات کو گھڑا کیونکہ حکمران طبقہ نے راتوں رات متھرا دھرم چھوڑ نصرانی دھرم اپنا لیا تھا – یاد رہے کہ ان ہی مقامات کو مسجد بنانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات میں منع کیا تھا تو ایسی مسجد پر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کیسے ہو سکتا ہے ؟ کیونکہ جامع دمشق کے لئے کہا جاتا ہے اس میں ہود علیہ السلام کا مدفن ہے ، اس میں یحییٰ علیہ السلام کا سر ہے وغیرہ اور ایک دور میں یہ مقام بت الحداد کا مندر تھا

دجال کا زمین کے خزانے نکالنا

یہ قول کتاب الفتن از نعیم بن حماد کے مطابق کعب کا تھا

وَيَأْتِي الْجَبَلَ فَيَقُودُهُ، وَيُدْرِكُ زَرْعُهُ فِي يَوْمٍ، وَيَقُولُ لِلْجِبَالِ: تَنَحَّيْ عَنِ الطَّرِيقِ، فَتَفْعَلُ، وَيَجِيءُ إِلَى الْأَرْضِ فَيَقُولُ: أَخْرِجِي مَا فِيكَ مِنَ الذَّهَبِ، فَتَلْفَظُهُ كَالْيَعَاسِيبِ، وَكَأَعْيُنِ الْجَرَادِ، وَمَعَهُ نَهَرُ مَاءٍ، وَنَهَرُ نَارٍ

اور دجال پہاڑ کے پاس آئے گا اور ... کہے گا میرے رستے سے ہٹ جا پس پہاڑ یہ کرے گا اور زمین کے پاس آئے گا اور کہے گا نکال جو تیرے اندر سونا ہے پس اس طرح کریں گی جیسے پروانے اور جیسے پتنگے اور اس کے ساتھ پانی کی نہر ہو گی اور اگ کی نہر

انہی الفاظ میں صحیح مسلم کی اس روایت میں ہے

فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كُنُوزَكِ، فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا، فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ، يَضْحَكُ

دجال کہے گا کہ اپنے خزانے کو نکال دے تو زمین کے خزانے اس کے پاس آئیں گے۔ جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سرداروں کے پاس آتی ہیں

دجال کا لد پر قتل

صحیح مسلم کی زیر بحث روایت کے مطابق دجال کا قتل لد[19] پر ہو گا – اس روایت کا انکار کرنے کی صورت میں یہ بات بھی ذہن میں رکھیں – دجال کا قتل لد پر ہو گا یہ قول ایک دوسری سند سے بھی ہے – مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَمِّعَ ابْنَ جَارِيَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الدَّجَّالَ، فَقَالَ: " يَقْتُلُهُ ابْنُ مَرْيَمَ بِبَابِ لُدٍّ

مُجَمِّعَ ابْنَ جَارِيَةَ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن مریم ، لد پر دجال کو قتل کریں گے

اس سند کو شعیب نے مسند احمد پر تعلیق میں إسناد ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ اس میں عبد اللہ بن عبید اللہ بن ثعلبة الأنصاری، شیخ امام الزہری مجہول ہے – طبرانی میں یہ بهلول بن حكيم کی سند سے ہے لیکن یہ بھی مجہول ہے

صحیح ابن حبان کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ قُتَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مَوْهَبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ ثَعْلَبَةَ الْأَنْصَارِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمِّي مُجَمِّعَ بْنَ جَارِيَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ»

مُجَمِّعَ بْنَ جَارِيَةَ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ابن مریم ، دجال کو لد کے باب پر قتل کریں گے

اس روایت کو البانی نے کتاب قصة المسیح - علیہ السلام میں صحیح کہا ہے اور شعیب الأرنؤوط نے صحیح لغیرہ قرار دیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک صحیح مسلم کی نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت صحیح ہے

اس روایت میں راوی کے نام پر اختلاف ہے - کتاب معرفہ و التاریخ از امام الفسوی کے مطابق

حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَرْبَعَةٍ، عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ حَدِيثَ الدجال، وعبد اللَّهِ بْنِ عُمَرَ حَدِيثَ زِيرِ النِّسَاءِ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ حَدِيثَ «دَخَلْنَا هَذِهِ الدَّارَ» فَإِنْ كَانَ [ابْنُ]

أَبِي ذِئْبٍ قَالَ فِي حَدِيثِ الدَّجَّالِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بن عبد الله فقد اخطأ، انما هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ ثعلبة، لم يُحَدِّثْنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَحَدٍ اسْمُهُ عُبَيْدُ اللَّهِ إِلَّا عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ.

امام الزہری نے چار سے روایت کیا
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ،
اور عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ حَدِيث الدجال
اور عبد اللَّهِ بْنِ عُمَرَ حَدِيثَ زِيرِ النِّسَاءِ
اور عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ حَدِيثَ خَلْنَا هَذِهِ الدَّارَ
تو اگر ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ نے حدیث دجال میں کہا ہے عُبَيْدِ اللَّهِ بن عبد الله تو یہ اس کی غلطی ہے بلکہ یہ تو عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ ثعلبة ہے

عبيد الله بن عبد الله بن ثعلبة مجہول ہے – یہ روایت واضح نہیں کہ امام الزہری نے مدینہ میں سنی یا شام میں

مسند احمد میں یہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَضْرَمِيُّ بْنُ لَاحِقٍ، أَنَّ ذَكْوَانَ أَبَا صَالِحٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ لِي (1) : " مَا يُبْكِيكِ؟ " قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ذَكَرْتُ الدَّجَّالَ فَبَكَيْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنْ يَخْرُجِ الدَّجَّالُ وَأَنَا حَيٌّ كَفَيْتُكُمُوهُ، وَإِنْ يَخْرُجْ بَعْدِي (2) ، فَإِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، وَإِنَّهُ يَخْرُجُ فِي يَهُودِيَّةِ أَصْبَهَانَ، حَتَّى يَأْتِيَ الْمَدِينَةَ فَيَنْزِلَ نَاحِيَتَهَا، وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَكَانِ، فَيَخْرُجَ إِلَيْهِ شِرَارُ أَهْلِهَا حَتَّى الشَّامِ مَدِينَةٍ بِفِلَسْطِينَ بِبَابِ لُدٍّ، وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ مَرَّةً: حَتَّى يَأْتِيَ فِلَسْطِينَ بَابَ لُدٍّ، فَيَنْزِلَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقْتُلَهُ

اس کی سند میں الحضرمی بن لاحق پر محدثین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ دو رجال ہیں ایک ہی نام کے اور ابو حاتم کہتے ہیں ایک ہی ہے – الحضرمی بن لاحق پر واضح نہیں کون ہے اس بنا پر شعیب نے اس کو حسن کہا ہے جس پر عقائد اور حلال و حرام کا فیصلہ نہیں ہوتا

یہ روایت اس سند سے بھی ہے

أخبرنا عبد الرزاق عن معمر عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنِ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّةِ

لیکن یہ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ کی وجہ سے ضعیف ہے اور قتادہ مدلس نے عن سے روایت کی ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دجال کے لئے

کافی ہوں- دجال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں قتل کریں گے تو رسول اللہ ایسا کیوں کہتے کہ اگر وہ میری زندگی میں نکلا – لہٰذا مسند احمد کی یہ منکر روایت ہے
مصنف عبد الرزاق کی روایت ٢٠٨٣٦ ہے

أخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن الزهري عن سالم عن أبيه أن عمر سأل رجلا من اليهود عن شيء فحدثه ، فصدقه عمر ، فقال له عمر قد بلوت صدقك ، فأخبرني عن الدجال " قال وإله اليهود ليقتلنه ابن مريم بفناء لد

سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہود میں سے ایک شخص سے سوال کیا کسی چیز پر تو اس نے روایت بیان کی جس کی تصدیق عمر رضی اللہ عنہ نے کی اور کہا تمہاری آزمائش کی تم سچے نکلے پس الدجال کی خبر دو تو یہودی بولا یہ تو یہود کا معبود ہے اس کو ابن مریم لد کے میدان میں قتل کریں گے

دجال یہود کا معبود کیسے ہے ؟ کیا ان کو اس کی خبر ہے ؟ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا تھا کہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ہی روایت کیا ہے کہ دجال کعبہ کا طواف کرے گا – البتہ یہ روایت دال ہے کہ دجال کے لد پر قتل کی خبر اصلا ایک یہودی قول تھا جو اسلام میں کعب الاحبار سے داخل ہوا اور اس کو النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت میں بھی شامل کر دیا گیا - بہت کم مسلمان یہ جانتے ہیں کہ یہود کے مطابق انہوں نے عیسیٰ کو صلیب نہیں دی – یہود کے مطابق عیسیٰ (علیہ السلام) کو رجم کیا گیا تھا - لہٰذا قرآن نے ان کا دعوی رد کیا اور کہا ان پر لعنت ہے کیونکہ انہوں نے جھوٹا دعوی کیا کہ

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ

اور ان کے قول پر کہ ہم نے مسیح ابن مریم رسول اللہ کا قتل کیا

یہود نے تلمود میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بہت سے طنزیہ نام رکھے ہوئے ہیں- تلمود میں کہیں بھی عیسیٰ نام نہیں لیا گیا نہ یسوع بلکہ دیگر طنزیہ نام ہیں جن کی نشاندہی نصرانی علماء نے کی ہے کہ یہ اصل میں یسوع کے بارے میں ہے – ان ناموں میں سے ایک

Ben Stada

ہے – یہود کے مطابق انہوں نے بن استادہ کو لد میں رجم کیا تھا - جس کے لیے قرآن کہتا ہے انہوں نے قتل نہ کیا - یہود جب کہتے ہیں کہ دجال کا قتل لد پر ہو گا تو ان کا مقصد یہی کہنا ہوتا ہے کہ

جس طرح پہلے ابن مریم کو لد میں رجم کیا گیا اسی طرح واپس کر دیا جائے گا – و اللہ اعلم

Talmud Sanhedrin 67a

דתניא ושאר כל חייבי מיתות שבתורה אין מכמינין עליהן חוץ מזו. כיצד עושין לו
מדליקין לו את הנר בבית הפנימי ומושיבין לו עדים בבית החיצון כדי שיהו הן
רואין אותו ושומעין את קולו והוא אינו רואה אותן. והלה אומר לו אמור מה
שאמרת לי ביחוד והוא אומר לו והלה אומר היאך נניח את אלקינו שבשמים
ונעבוד עבודת כוכבים. אם חוזר בו מוטב ואם אמר כך היא חובתינו וכך יפה לנו
העדים ששומעין מבחוץ מביאין אותו לב״ד וסוקלין אותו. וכן עשו לבן סטדא בלוד
ותלאוהו בערב פסח.

It is taught: For all others liable for the death penalty [except for the enticer to idolatry] we do not hide witnesses. How do they deal with [the enticer]? They light a lamp for him in the inner chamber and place witnesses in the outer chamber so that they can see and hear him while he cannot see or hear them. One says to him "Tell me again what you said to me in private" and he tells him. He says "How can we forsake our G-d in heaven and worship idolatry?" If he repents, good. If he says "This is our obligation and what we must do" the witnesses who hear him from outside bring him to the court and stone him. And so they did to Ben Stada in Lud and hung him on the eve of Passover.

جو شخص سحر کی طرف بلائے ... اس کو عدالت تک لایا جائے گا اور رجم کیا جائے گا - ایسا ہی
ہم نے بن استادہ کے ساتھ لد میں کیا اور اس کی لاش کو لٹکایا

دجال موسم بدل دے گا؟

صحیح مسلم کی اس روایت کی خصوصیت ہے کہ یہ بالکل کتاب دانیال کا چربہ ہے مثلا اس میں یہ بات بھی ہے کہ دجال زمین کو خزانے نکالنے کا حکم کرے گا

پس وہ ایک قوم کے پاس آئے گا پھر انہیں {اپنی طرف} بلائے گا پس وہ اس پر ایمان لائیں گے اور وہ اسے قبول کر لیں گے پس وہ آسمان کو حکم دے گا تو آسمان بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو

زمین اگائے گی

اہل کتاب کے نزدیک دجال موسم تبدیل کر سکے گا جس کی دلیل کتاب دانیال کی باب ۷ کی وہی آیت ہے کہ دجال

And he shall speak words against the most High , and shall wear out the saints of the most High , and think to change times 2166 and laws 1882: and they shall be given into his hand until a time 5732 and times 5732 and the dividing 6387 of time 5732.

وہ اللہ تعالی کے خلاف کلام کرے گا اور اس کے مقدس لوگوں کے خلاف اور وقت اور قوانین کو بدلنے کا سوچے گا – مقدس لوگ اس کے ہاتھوں میں جائیں گے عدان ، عدانوں اور عدان کی تقسیم میں

قوانین کا ترجمہ موسم بھی کیا جاتا ہے لہٰذا نصرانی اس کے قائل ہیں کہ دجال موسم تبدیل کر سکے گا مثلا اسی آیت کا یہ ترجمہ بھی کیا جاتا ہے

پہلا ترجمہ یہود کا ہے

JPS Tanakh 1917

And he shall speak words against the Most High, and shall wear out the saints of the Most High; and he shall think to change the seasons and the law; and they shall be given into his hand until a time and times and half a time.

اور وہ اللہ تعالی کے خلاف کلام کرے گا اور اولیاء اللہ کو برا کہے گا اور موسم اور شریعت بدلنے کا سوچے گا اور اس اولیاء اس کے ہاتھوں میں جائیں گے عدان ، عدانوں اور عدان کی تقسیم میں

یہ دو نصرانیوں کے ترجمے ہیں

Darby Bible Translation

And he shall speak words against the Most High, and shall wear out the saints of

the most high [places], and think to change seasons and the law; and they shall be given into his hand until a time and times and a half time.

اور وہ اللہ تعالی کے خلاف کلام کرے گا اور اولیاء اللہ کو برا کہے گا اور موسم اور شریعت بدلنے کا سوچے گا اور اس اولیاء اس کے ہاتھوں میں جائیں گے عدان ، عدانوں اور عدان کی تقسیم میں

Young's Literal Translation

and words as an adversary of the Most High it doth speak, and the saints of the Most High it doth wear out, and it hopeth to change seasons and law; and they are given into its hand, till a time, and times, and a division of a time.

اور وہ الفاظ ادا کرے گا جو رب عز وجل کے خلاف ہوں گے گا اور اولیاء اللہ کو برا کہے گا اور موسم اور شریعت بدلنے کی امید کرے گا اور اس اولیاء اس کے ہاتھوں میں جائیں گے عدان ، عدانوں اور عدان کی تقسیم میں

فرق صرف یہ ہے کہ اہل کتاب نے تو ترجمہ کیا کہ دجال موسم کو تبدیل کرنے کا سوچے گا لیکن کعب الاحبار نے اس کو مکمل موسم بدلنا کر دیا اور صحیح مسلم کے راویوں نے بھی دجال کو ایسا کر دیا کہ وہ واقعی موسم کو بدل ڈالے گا- بس اس کے بعد ہمارے مسلمان علماء کے لئے میدان صاف ہوا اور ہارپ Harp اور ادھر ادھر کی تمام خرافات انہوں نے اس روایت کی شرح میں بیان کی ہیں جن کو سلیم الفطرت انسان قبول نہیں کرتے وللہ الحمد

دجال کے حوالے سے صحیح مسلم کی احادیث میں کئی ماڈل دیے گئے ہیں-کیونکہ امام مسلم نے کہا ہم وہ روایات بھی لکھیں گے جو ہمارے ہم عصر محدثین کے نزدیک صحیح ہوں گئ-یعنی اب جس قسم کا بھی دجال کسی محدث نے بیان کیا امام مسلم نے اس کو لکھا دیا

کسی نے اس کو سمندر میں جزیرہ پر بتایا

کسی نے ابن صیاد کو بتایا

کسی نے شام و عراق کے بیچ کے علاقے کا بتایا (اغلباً الجزیرہ کا کوئی شخص)

امام مسلم نے صحیح میں ایک مقام پر کہا ہے

قَالَ لَيْسَ كُلُّ شَيْئٍ عِنْدِي صَحِيحٍ وَضَعْتُهُ هَا هُنَا إِنَّمَا وَضَعْتُ هَا هُنَا مَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ

میں نے اس کتاب میں ہر اس حدیث کو نقل کیا جو میرے نزدیک صحیح ہو بلکہ اس میں نے ان احادیث کو بھی نقل کیا ہے جس کی صحت پر ان (محدثین)کا اجماع ہو۔

یعنی بعض احادیث امام مسلم کی اپنی شرط پر نہیں بلکہ دوسروں کے صحیح سمجھنے کی بنا پر لکھی ہیں

کتاب صیانۃ صحیح مسلم میں ابن الصلاح (المتوفی: 643ھ) کہتے ہیں امام مسلم نے جو یہ کہہ دیا ہے

قد اشْتَمَل كِتَابه على أَحَادِيث اخْتلفُوا فِي إسنادها أَو متنها عَن هَذَا الشَّرط لصحتها عِنْده وَفِي ذَلِك ذُهُول مِنْهُ رحمنا الله

بلا شبہ انہوں نے اپنی کتاب میں احادیث شامل کر دیں جن کی اسناد یا متن میں اختلاف تھا اپنی صحت کی شرط کے مطابق اور یہ اللہ رحم کرے انکی بد احتیاطی ہے

امام مسلم نے اپنی کتاب میں احادیث شامل کیں جن کی اسناد میں اختلاف تھا یا متن میں ان کی اپنی شرط کے مطابق جو صحت تک جاتیں تو یہ امام مسلم کا ذھول (بد احتیاطی) ہے اللہ رحم کرے

ابن الصلاح اسی کتاب میں اس کو ایک بہت مشکل بات کہتے ہیں

وَهَذَا مُشكل جدا فَإِنَّهُ قد وضع فِيهِ أَحَادِيث قد اخْتلفُوا فِي صِحَّتهَا لكَونهَا من حَدِيث من ذكرْنَاهُ وَمن لم تذكره مِمَّن اخْتلفُوا فِي صِحَة حَدِيثه وَلم يجمعوا عَلَيْهِ

یہ بہت مشکل ہے کہ امام مسلم نے احادیث اس میں لیں جن کی صحت پر اختلاف تھا ... اور ان پر اجماع نہ تھا

اس بنا پر یہ سمجھنا کہ یہ دجال والی صحیح مسلم کی بعض احادیث بالکل صحیح ہیں ، درست نہیں ہے – ان میں

element of doubt

رہے گا- خروج دجال تک رہے گا

ابن ماجہ کی روایت

بحث مکمل نہ ہو گی اگر یہاں ابن ماجہ کی دجال سے متعلق ایک روایت کا ذکر نہ ہو

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيل بْنِ رَافِعٍ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ السَّيْبَانِيِّ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ أَكْثَرُ خُطْبَتِهِ حَدِيثًا حَدَّثَنَاهُ عَنْ الدَّجَّالِ وَحَذَّرَنَاهُ، فَكَانَ مِنْ قَوْلِهِ أَنْ قَالَ: "إِنَّهُ لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ مُنْذُ ذَرَأَ اللَّهُ ذُرِّيَّةَ آدَمَ أَعْظَمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا إِلَّا حَذَّرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ، وَأَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ، وَهُوَ خَارِجٌ فِيكُمْ لَا مَحَالَةَ، وَإِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْكُمْ، فَأَنَا حَجِيجٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ، وَإِنْ يَخْرُجْ مِنْ بَعْدِي، فَكُلُّ امْرِئٍ حَجِيجُ نَفْسِهِ، وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، وَإِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ خَلَّةٍ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ، فَيَعِيثُ يَمِينًا، وَيَعِيثُ شِمَالًا، يَا عِبَادَ اللَّهِ، أَيُّهَا النَّاسُ فَاثْبُتُوا، فَإِنِّي سَأَصِفُهُ لَكُمْ صِفَةً لَمْ يَصِفْهَا إِيَّاهُ نَبِيٌّ قَبْلِي، إِنَّهُ يَبْدَأُ، فَيَقُولُ: أَنَا نَبِيٌّ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي، ثُمَّ يُثَنِّي، فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ، وَلَا تَرَوْنَ رَبَّكُمْ حَتَّى تَمُوتُوا، وَإِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، وَإِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٍ أَوْ غَيْرِ كَاتِبٍ، وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنَّ مَعَهُ جَنَّةً وَنَارًا، فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ، فَمَنِ ابْتُلِيَ بِنَارِهِ فَلْيَسْتَغِثْ بِاللَّهِ وَلْيَقْرَأْ فَوَاتِحَ الْكَهْفِ، فَتَكُونَ عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا، كَمَا كَانَتِ النَّارُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَقُولَ لِأَعْرَابِيٍّ: أَرَأَيْتَ إِنْ بَعَثْتُ لَكَ أَبَاكَ وَأُمَّكَ، أَتَشْهَدُ أَنِّي رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَتَمَثَّلُ لَهُ شَيْطَانَانِ فِي صُورَةِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ، فَيَقُولَانِ: يَا بُنَيَّ اتَّبِعْهُ فَإِنَّهُ رَبُّكَ، وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يُسَلَّطَ عَلَى نَفْسٍ وَاحِدَةٍ، فَيَقْتُلَهَا وَيَنْشُرَهَا بِالْمِنْشَارِ، حَتَّى يُلْقَى شِقَّتَيْنِ، ثُمَّ يَقُولَ: انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي هَذَا، فَإِنِّي أَبْعَثُهُ الْآنَ، ثُمَّ يَزْعُمُ أَنَّ لَهُ رَبًّا غَيْرِي، فَيَبْعَثُهُ اللَّهُ، وَيَقُولُ لَهُ الْخَبِيثُ مَنْ رَبُّكَ: فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللَّهُ، وَأَنْتَ عَدُوُّ اللَّهِ، أَنْتَ الدَّجَّالُ، وَاللَّهِ مَا كُنْتُ بَعْدُ أَشَدَّ بَصِيرَةً بِكَ مِنِّي الْيَوْمَ"، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الطَّنَافِسِيُّ: فَحَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْوَصَّافِيُّ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ذَلِكَ الرَّجُلُ أَرْفَعُ أُمَّتِي دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ"، قَالَ: قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: وَاللَّهِ مَا كُنَّا نُرَى ذَلِكَ الرَّجُلَ إِلَّا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، قَالَ الْمُحَارِبِيُّ: ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى حَدِيثِ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: "وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَأْمُرَ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرَ، وَيَأْمُرَ الْأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتَ، وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَمُرَّ بِالْحَيِّ فَيُكَذِّبُونَهُ، فَلَا تَبْقَى لَهُمْ سَائِمَةٌ إِلَّا هَلَكَتْ، وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَمُرَّ بِالْحَيِّ فَيُصَدِّقُونَهُ، فَيَأْمُرَ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرَ، وَيَأْمُرَ الْأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتَ، حَتَّى تَرُوحَ مَوَاشِيهِمْ مِنْ يَوْمِهِمْ ذَلِكَ أَسْمَنَ مَا كَانَتْ، وَأَعْظَمَهُ وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ، وَأَدَرَّهُ ضُرُوعًا، وَإِنَّهُ لَا يَبْقَى شَيْءٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَّا وَطِئَهُ، وَظَهَرَ عَلَيْهِ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، لَا يَأْتِيهِمَا مِنْ نَقْبٍ مِنْ نِقَابِهِمَا، إِلَّا لَقِيَتْهُ الْمَلَائِكَةُ بِالسُّيُوفِ صَلْتَةً، حَتَّى يَنْزِلَ عِنْدَ الظُّرَيْبِ الْأَحْمَرِ عِنْدَ مُنْقَطَعِ السَّبَخَةِ، فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَلَا يَبْقَى مُنَافِقٌ وَلَا مُنَافِقَةٌ إِلَّا خَرَجَ إِلَيْهِ، فَتَنْفِي الْخَبَثَ مِنْهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ، وَيُدْعَى ذَلِكَ الْيَوْمُ يَوْمَ الْخَلَاصِ"، فَقَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ بِنْتُ أَبِي الْعَكَرِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: "هُمْ يَوْمَئِذٍ قَلِيلٌ، وَجُلُّهُمْ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَإِمَامُهُمْ رَجُلٌ صَالِحٌ، فَبَيْنَمَا إِمَامُهُمْ قَدْ تَقَدَّمَ يُصَلِّي بِهِمُ الصُّبْحَ، إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ الصُّبْحَ، فَرَجَعَ ذَلِكَ الْإِمَامُ يَنْكُصُ، يَمْشِي الْقَهْقَرَى لِيَتَقَدَّمَ عِيسَى يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَيَضَعُ عِيسَى يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: تَقَدَّمْ فَصَلِّ، فَإِنَّهَا لَكَ أُقِيمَتْ، فَيُصَلِّي بِهِمْ إِمَامُهُمْ، فَإِذَا انْصَرَفَ، قَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَام: افْتَحُوا الْبَابَ، فَيُفْتَحُ وَوَرَاءَهُ الدَّجَّالُ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ يَهُودِيٍّ، كُلُّهُمْ ذُو سَيْفٍ مُحَلًّى وَسَاجٍ، فَإِذَا نَظَرَ إِلَيْهِ الدَّجَّالُ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ، وَيَنْطَلِقُ

هَارِبًا، وَيَقُولُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَام: إِنَّ لِي فِيكَ ضُرْبَةً لَنْ تَسْبِقَنِي بِهَا، فَيُدْرِكُهُ عِنْدَ بَابِ اللُّدِّ الشَّرْقِيِّ فَيَقْتُلُهُ، فَيَهْزِمُ اللَّهُ الْيَهُودَ، فَلَا يَبْقَى شَيْءٌ مِمَّا خَلَقَ اللَّهُ يَتَوَارَى بِهِ يَهُودِيٌّ إِلَّا أَنْطَقَ اللَّهُ ذَلِكَ الشَّيْءَ، لَا حَجَرَ، وَلَا شَجَرَ، وَلَا حَائِطَ، وَلَا دَابَّةَ إِلَّا الْغَرْقَدَةَ، فَإِنَّهَا مِنْ شَجَرِهِمْ لَا تَنْطِقُ، إِلَّا قَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ الْمُسْلِمَ، هَذَا يَهُودِيٌّ، فَتَعَالَ اقْتُلْهُ"، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَإِنَّ أَيَّامَهُ أَرْبَعُونَ سَنَةً، السَّنَةُ كَنِصْفِ السَّنَةِ، وَالسَّنَةُ كَالشَّهْرِ، وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ، وَآخِرُ أَيَّامِهِ كَالشَّرَرَةِ، يُصْبِحُ أَحَدُكُمْ عَلَى بَابِ الْمَدِينَةِ فَلَا يَبْلُغُ بَابَهَا الْآخَرَ حَتَّى يُمْسِيَ"، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ نُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَيَّامِ الْقِصَارِ؟ قَالَ: "تَقْدُرُونَ فِيهَا الصَّلَاةَ كَمَا تَقْدُرُونَهَا فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ الطِّوَالِ، ثُمَّ صَلُّوا"، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَيَكُونُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام فِي أُمَّتِي حَكَمًا عَدْلًا، وَإِمَامًا مُقْسِطًا، يَدُقُّ الصَّلِيبَ، وَيَذْبَحُ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيَتْرُكُ الصَّدَقَةَ، فَلَا يُسْعَى عَلَى شَاةٍ وَلَا بَعِيرٍ، وَتُرْفَعُ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ، وَتُنْزَعُ حُمَةُ كُلِّ ذَاتِ حُمَةٍ، حَتَّى يُدْخِلَ الْوَلِيدُ يَدَهُ فِي الْحَيَّةِ فَلَا تَضُرَّهُ، وَتُفِرَّ الْوَلِيدَةُ الْأَسَدَ فَلَا يَضُرُّهَا، وَيَكُونَ الذِّئْبُ فِي الْغَنَمِ كَأَنَّهُ كَلْبُهَا، وَتُمْلَأُ الْأَرْضُ مِنَ السِّلْمِ كَمَا يُمْلَأُ الْإِنَاءُ مِنَ الْمَاءِ، وَتَكُونُ الْكَلِمَةُ وَاحِدَةً فَلَا يُعْبَدُ إِلَّا اللَّهُ، وَتَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا، وَتُسْلَبُ قُرَيْشٌ مُلْكَهَا، وَتَكُونُ الْأَرْضُ كَفَاثُورِ الْفِضَّةِ، تُنْبِتُ نَبَاتَهَا بِعَهْدِ آدَمَ، حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّفَرُ عَلَى الْقِطْفِ مِنَ الْعِنَبِ فَيُشْبِعَهُمْ، وَيَجْتَمِعَ النَّفَرُ عَلَى الرُّمَّانَةِ فَتُشْبِعَهُمْ، وَيَكُونَ الثَّوْرُ بِكَذَا وَكَذَا مِنَ الْمَالِ، وَتَكُونَ الْفَرَسُ بِالدُّرَيْهِمَاتِ"، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا يُرْخِصُ الْفَرَسَ؟ قَالَ: "لَا تُرْكَبُ لِحَرْبٍ أَبَدًا"، قِيلَ لَهُ: فَمَا يُغْلِي الثَّوْرَ؟ قَالَ: "تُحْرَثُ الْأَرْضُ كُلُّهَا، وَإِنَّ قَبْلَ خُرُوجِ الدَّجَّالِ ثَلَاثَ سَنَوَاتٍ شِدَادٍ، يُصِيبُ النَّاسَ فِيهَا جُوعٌ شَدِيدٌ، يَأْمُرُ اللَّهُ السَّمَاءَ فِي السَّنَةِ الْأُولَى أَنْ تَحْبِسَ ثُلُثَ مَطَرِهَا، وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ فَتَحْبِسُ ثُلُثَ نَبَاتِهَا، ثُمَّ يَأْمُرُ السَّمَاءَ فِي الثَّانِيَةِ فَتَحْبِسُ ثُلُثَيْ مَطَرِهَا، وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ فَتَحْبِسُ ثُلُثَيْ نَبَاتِهَا، ثُمَّ يَأْمُرُ اللَّهُ السَّمَاءَ فِي السَّنَةِ الثَّالِثَةِ فَتَحْبِسُ مَطَرَهَا كُلَّهُ، فَلَا تُقْطِرُ قَطْرَةً، وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ فَتَحْبِسُ نَبَاتَهَا كُلَّهُ، فَلَا تُنْبِتُ خَضْرَاءَ، فَلَا تَبْقَى ذَاتُ ظِلْفٍ إِلَّا هَلَكَتْ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ، قِيلَ: فَمَا يُعِيشُ النَّاسُ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ؟ قَالَ: "التَّهْلِيلُ وَالتَّكْبِيرُ، وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّحْمِيدُ، وَيُجْرَى ذَلِكَ عَلَيْهِمْ مُجْرَى الطَّعَامِ"، قَالَ أَبُو عَبْد اللَّهِ: سَمِعْت أَبَا الْحَسَنِ الطَّنَافِسِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيَّ، يَقُولُ: يَنْبَغِي أَنْ يُدْفَعَ هَذَا الْحَدِيثُ إِلَى الْمُؤَدِّبِ، حَتَّى يُعَلِّمَهُ الصِّبْيَانَ فِي الْكُتَّابِ.

ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا، آپ کے خطبے کا اکثر حصہ دجال والی وہ حدیث تھی جو آپ نے ہم سے بیان کی، اور ہم کو اس سے ڈرایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا اس میں یہ بات بھی تھی کہ ”جب سے اللہ تعالیٰ نے اولاد لدم کو پیدا کیا ہے اس وقت سے دجال کے فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو (فتنہ) دجال سے نہ ڈرایا ہو، میں چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے اخیر میں ہوں، اور تم بھی لاخری امت ہو اس لیے دجال یقینی طور پر تم ہی لوگوں میں ظاہر ہو گا، اگر وہ میری زندگی میں ظاہر ہو گیا تو میں ہر مسلمان کی جانب سے اس کا مقابلہ کروں گا، اور اگر وہ میرے بعد ظاہر ہوا تو ہر

شخص خود اپنا بچاؤ کرے گا، اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہے، (یعنی اللہ میرے بعد ہر مسلمان کا محافظ ہو گا)، سنو! دجال شام و عراق کے درمیانی راستے سے نکلے گا اور اپنے دائیں بائیں ہر طرف فساد پھیلائے گا، اے اللہ کے بندو! (اس وقت) ایمان پر ثابت قدم رہنا، میں تمہیں اس کی ایک ایسی صفت بتاتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے نہیں بتائی، پہلے تو وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا، اور کہے گا: ”میں نبی ہوں“، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، پھر دوسری بار کہے گا کہ ”میں تمہارا رب ہوں“، حالانکہ تم اپنے رب کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتے، وہ کانا ہو گا، اور تمہارا رب کانا نہیں ہے، وہ ہر عیب سے پاک ہے، اور دجال کی پیشانی پر لفظ ”کافر“ لکھا ہو گا، جسے ہر مومن خواہ پڑھا لکھا ہو یا جاہل پڑھ لے گا۔ اور اس کا ایک فتنہ یہ ہو گا کہ اس کے ساتھ جنت اور جہنم ہو گی، لیکن حقیقت میں اس کی جہنم جنت ہو گی، اور جنت جہنم ہو گی، تو جو اس کی جہنم میں ڈالا جائے، اسے چاہیئے کہ وہ اللہ سے فریاد کرے، اور سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات پڑھے تو وہ جہنم اس پر ایسی ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی جیسے ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اور اس دجال کا ایک فتنہ یہ بھی ہو گا کہ وہ ایک گنوار دیہاتی سے کہے گا: اگر میں تیرے والدین کو زندہ کر دوں تو کیا تو مجھے رب تسلیم کرے گا؟ وہ کہے گا: ہاں، پھر دو شیطان اس کے باپ اور اس کی ماں کی شکل میں آئیں گے اور اس سے کہیں گے: اے میرے بیٹے! تو اس کی اطاعت کر، یہ تیرا رب ہے۔ ایک فتنہ اس کا یہ ہو گا کہ وہ ایک شخص پر مسلط کر دیا جائے گا، پھر اسے قتل کر دے گا، اور اسے آرے سے چیر دے گا یہاں تک کہ اس کے دو ٹکڑے کر کے ڈال دے گا، پھر کہے گا: تم میرے اس بندے کو دیکھو، میں اس بندے کو اب زندہ کرتا ہوں، پھر وہ کہے گا: میرے علاوہ اس کا کوئی اور رب ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرے گا، اور دجال خبیث اس سے پوچھے گا کہ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہے گا: میرا رب تو اللہ ہے، اور تو اللہ کا دشمن دجال ہے، اللہ کی قسم! اب تو مجھے تیرے دجال ہونے کا مزید یقین ہو گیا“۔ ابوالحسن طنافسی کہتے ہیں کہ ہم سے محاربی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبیداللہ بن ولید وصافی نے بیان کیا، انہوں نے عطیہ سے روایت کی، عطیہ نے ابو سعید خدری سے، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت میں سے اس شخص کا درجہ جنت میں بہت اونچا ہو گا“۔ ابو سعید خدری کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ہمارا

خیال تھا کہ یہ شخص سوائے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے کوئی نہیں ہو سکتا، یہاں تک کہ وہ اپنی راہ گزر گئے۔ محاربی کہتے ہیں کہ اب ہم پھر ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو ابورافع نے روایت کی ہے بیان کرتے ہیں کہ دجال کا ایک فتنہ یہ بھی ہو گا کہ وہ آسمان کو پانی برسانے اور زمین کو غلہ اگانے کا حکم دے گا، چنانچہ بارش نازل ہو گی، اور غلہ اگے گا، اور اس کا فتنہ یہ بھی ہو گا کہ وہ ایک قبیلے کے پاس گزرے گا، وہ لوگ اس کو جھوٹا کہیں گے، تو ان کا کوئی چوپایہ باقی نہ رہے گا، بلکہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہو گا کہ وہ ایک قبیلے کے پاس گزرے گا، وہ لوگ اس کی تصدیق کریں گے، پھر وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ برسے گا، اور زمین کو غلہ و اناج اگانے کا حکم دے گا تو وہ غلہ اگائے گی، یہاں تک کہ اس دن شام کو چرنے والے ان کے جانور پہلے سے خوب موٹے بھاری ہو کر لوٹیں گے، کوکھیں بھری ہوئی، اور تھن دودھ سے لبریز ہوں گے، مکہ اور مدینہ کو چھوڑ کر زمین کا کوئی خطہ ایسا نہ ہو گا جہاں دجال نہ جائے، اور اس پر غالب نہ ہوئے، مکہ اور مدینہ کا کوئی دروازہ ایسا نہ ہو گا جہاں فرشتے ننگی تلواروں کے ساتھ اس سے نہ ملیں، یہاں تک کہ دجال ایک چھوٹی سرخ پہاڑی کے پاس اترے گا، جہاں کھاری زمین ختم ہوئی ہے، اس وقت مدینہ میں تین مرتبہ زلزلہ ہوئے گا، جس کی وجہ سے مدینہ میں جتنے مرد اور عورتیں منافق ہوں گے وہ اس کے پاس چلے جائیں گے اور مدینہ میل کو ایسے نکال پھینکے گا جیسے بھٹی لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے، اور اس دن کا نام یوم الخلاص (چھٹکارے کا دن، یوم نجات) ہو گا"۔ ام شریک بنت ابی العسکر نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! اس دن عرب کہاں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس روز عرب بہت کم ہوں گے اور ان میں سے اکثر بیت المقدس میں ایک صالح امام کے ماتحت ہوں گے، ایک روز ان کا امام ہوئے بڑھ کر لوگوں کو صبح کی نماز پڑھانے کے لیے کھڑا ہو گا، کہ اتنے میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام صبح کے وقت نازل ہوں گے، تو یہ امام ان کو دیکھ کر الٹے پاؤں پیچھے ہٹ آنا چاہے گا تاکہ عیسیٰ علیہ السلام ہوئے بڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھا سکیں، لیکن عیسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ اس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان رکھ کر فرمائیں گے کہ تم ہی ہوئے بڑھ کر نماز پڑھاؤ اس لیے کہ تمہارے ہی لیے تکبیر کہی گئی ہے، خیر وہ امام لوگوں کو نماز پڑھائے گا، جب وہ نماز سے فارغ ہو گا تو عیسیٰ علیہ السلام (قلعہ والوں سے) فرمائیں گے کہ دروازہ کھولو، تو

دروازہ کھول دیا جائے گا، اس (دروازے) کے پیچھے دجال ہو گا، اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے، ہر یہودی کے پاس سونا چاندی سے مرصع و مزین تلوار اور سبز چادر ہو گی، جب یہ دجال عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا، تو اس طرح گھلے گا جس طرح پانی میں نمک گھل جاتا ہے، اور وہ انہیں دیکھ کر بھاگ کھڑا ہو گا، عیسیٰ علیہ السلام اس سے کہیں گے: تجھے میرے ہاتھ سے ایک ضرب کھانی ہے تو اس سے بچ نہ سکے گا، لٰخر کار وہ اسے لد کے مشرقی دروازے کے پاس پکڑ لیں گے، اور اسے قتل کر دیں گے، پھر اللہ تعالیٰ یہودیوں کو شکست دے گا، اور یہودی اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے جس چیز کی بھی آڑ میں چھپے گا، خواہ وہ درخت ہو یا پتھر، دیوار ہو یا جانور، اس چیز کو اللہ تعالیٰ بولنے کی طاقت دے گا، اور ہر چیز کہے گی: اے اللہ کے مسلمان بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے، اسے لہ کر قتل کر دے، سوائے ایک درخت کے جس کو غرقد کہتے ہیں، یہ یہودیوں کے درختوں میں سے ایک درخت ہے یہ نہیں بولے گا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال چالیس سال تک رہے گا، جن میں سے ایک سال چھ مہینہ کے برابر ہو گا، اور ایک سال ایک مہینہ کے برابر ہو گا، اور ایک مہینہ جمعہ (ایک ہفتہ) کے برابر اور دجال کے باقی دن ایسے گزر جائیں گے جیسے چنگاری اڑ جاتی ہے، اگر تم میں سے کوئی مدینہ کے ایک دروازے پر صبح کے وقت ہو گا، تو اسے دوسرے دروازے پر پہنچتے پہنچتے شام ہو جائے گی"، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! اتنے چھوٹے دنوں میں ہم نماز کس طرح پڑھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس طرح تم ان بڑے دنوں میں اندازہ کر کے پڑھتے ہو اسی طرح ان (چھوٹے) دنوں میں بھی اندازہ کر کے پڑھ لینا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عیسیٰ علیہ السلام میری امت میں ایک عادل حاکم اور منصف امام ہوں گے، صلیب کو توڑیں گے، سور کو قتل کریں گے، جزیہ اٹھا دیں گے، اور صدقہ و زکاۃ لینا چھوڑ دیں گے، تو یہ بکریوں اور گھوڑوں پر وصول نہیں کیا جائے گا، لوگوں کے دلوں سے کینہ اور بغض اٹھ جائے گا، اور ہر قسم کے زہریلے جانور کا زہر جاتا رہے گا، حتیٰ کہ اگر بچہ سانپ کے منہ میں ہاتھ ڈالے گا تو وہ اسے نقصان نہ پہنچائے گا، اور بچی شیر کو بھگائے گی تو وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، بھیڑیا بکریوں میں اس طرح رہے گا جس طرح محافظ کتا بکریوں میں رہتا ہے، زمین صلح اور انصاف سے ایسے بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے، اور

(سب لوگوں کا) کلمہ ایک ہو جائے گا، اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے گی، لڑائی اپنے سامان رکھ دے گی (یعنی دنیا سے لڑائی اٹھ جائے گی) قریش کی سلطنت جاتی رہے گی، اور زمین چاندی کی طشتری کی طرح ہو گی، اپنے پھل اور ہریالی ایسے اگائے گی جس طرح آدم کے عہد میں اگایا کرتی تھی، یہاں تک کہ انگور کے ایک خوشے پر ایک جماعت جمع ہو جائے گی تو سب آسودہ ہو جائیں گے، اور ایک انار پر ایک جماعت جمع ہو جائے گی تو سب آسودہ ہو جائیں گے، اور بیل اتنے اتنے داموں میں ہوں گے، اور گھوڑے چند درہموں میں ملیں گے"، لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! گھوڑے کیوں سستے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لڑائی کے لیے گھوڑوں پر سواری نہیں ہو گی"، پھر آپ سے عرض کیا گیا: بیل کیوں مہنگا ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ساری زمین میں کھیتی ہو گی اور دجال کے ظہور سے پہلے تین سال تک سخت قحط ہو گا، ان تینوں سالوں میں لوگ بھوک سے سخت تکلیف اٹھائیں گے، پہلے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو تہائی بارش روکنے اور زمین کو تہائی پیداوار روکنے کا حکم دے گا، پھر دوسرے سال آسمان کو دو تہائی بارش روکنے اور زمین کو دو تہائی پیداوار روکنے کا حکم دے گا، اور تیسرے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو یہ حکم دے گا کہ بارش بالکل روک لے پس ایک قطرہ بھی بارش نہ ہو گی، اور زمین کو یہ حکم دے گا کہ وہ اپنے سارے پودے روک لے تو وہ اپنی تمام پیداوار روک لے گی، نہ کوئی گھاس اگے گی، نہ کوئی سبزی، بالآخر کھر والے جانور (گائے بکری وغیرہ چوپائے) سب ہلاک ہو جائیں گے، کوئی باقی نہ بچے گا مگر جسے اللہ بچا لے"، عرض کیا گیا: پھر اس وقت لوگ کس طرح زندہ رہیں گے؟ آپ نے فرمایا: تہلیل («لا إله إلا الله») تکبیر («الله إكبر») تسبیح («سبحان الله») اور تحمید («الحمد لله») کا کہنا، ان کے لیے غذا کا کام دے گا۔ ابوعبداللہ ابن ماجہ کہتے ہیں: میں نے ابوالحسن طنافسی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے عبدالرحمٰن محاربی سے سنا وہ کہتے تھے: یہ حدیث تو اس لائق ہے کہ مکتب کے استادوں کو دے دی جائے تاکہ وہ مکتب میں بچوں کو یہ حدیث پڑھائیں

سنن ابن ماجہ کے چار محقق شعیب الأرنؤوط – عادل مرشد – محمَّد كامل قره بللي – عَبد اللّطيف حرز الله کہتے ہیں

إسناده ضعيف لانقطاعه فإن السَّيباني لم يسمع من أبي أمامة

اس کی اسناد ضعیف ہیں انقطاع کے سبب کیونکہ أَبِي زُرْعَةَ السَّيْبَانِيِّ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو نے ابو امامہ

سے نہیں سنا

البانی نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے

الحاوی للفتاوی میں عبد الرحمٰن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911ھ) کا فتوی ہے جب سوال ہوا

مَسْأَلَةٌ: فِيمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنِ النواس بن سمعان قَالَ: «ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ إِلَى أَنْ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا لُبْثُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: (أَرْبَعُونَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ) قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ تَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ؟ قَالَ: لَا، اقْدُرُوا لَهُ ......يْسَتْ هَذِهِ الْأَحَادِيثُ مُتَسَاوِيَةً فِي الصِّحَّةِ، بَلِ الْأَوَّلُ مِنْهَا هُوَ الصَّحِيحُ وَالثَّانِي أَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَهْ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أمامة، وَقَدْ نَبَّهَ الْحُفَّاظُ عَلَى أَنَّهُ وَقَعَ فِيهِ تَخْبِيطٌ فِي إِسْنَادِهِ وَمَتْنِهِ وَهَذِهِ الْجُمْلَةُ مِمَّا وَقَعَ فِيهِ التَّخْبِيطُ

مسئلہ : وہ جو مسلم نے روایت کیا ہے النواس بن سمعان سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ دجال کی زمین پر مدت کتنے دن کی ہے ؟ فرمایا چالیس - ایک دن ایک سال جیسا . ایک دن ایک ماہ جیسا ، ایک دن جمعہ جیسا اور باقی دن عام دنوں جسے - ہم نے کہا نماز کیسے ادا کریں گے ؟ .... سیوطی نے جواب دیا یہ احادیث صحت میں برابر نہیں ہیں یہ پہلی تو صحیح مسلم کی ہے اور دوسری ابو امامہ کی سند سے ابن ماجہ میں ہے اور حفاظ نے خبر دار کیا ہے کہ اس کی سند و متن میں غلطی و سہو واقع ہوا ہے

یہ بات کہ دجال موسم بدل دے اور زمیں کو زرخیزی کا حکم کرے گا صحیح مسلم کی زیر بحث روایت اور ابن ماجہ کی اس روایت میں ہے جو دونوں صحیح نہیں ہیں

ابن ماجہ کی روایت میں بھی دجال کی مدت کا ذکر ہے

دجال چالیس سال تک رہے گا، جن میں سے ایک سال چھ مہینہ کے برابر ہو گا، اور ایک سال ایک مہینہ کے برابر ہو گا، اور ایک مہینہ جمعہ (ایک ہفتہ) کے برابر اور دجال کے باقی دن ایسے گزر جائیں گے جیسے چنگاری اڑ جاتی ہے،

جس کی تطبیق کسی بھی طرح باقی روایات سے ممکن نہیں ہے

ابن ماجہ کی روایت کا وہ حصہ جس میں موسم بدلنے کا ذکر ہے وہ عُبَید اللہ بن الولید الوصافي کی سند سے ہے جس کو الکامل از ابن عدی میں متروک کہا گیا ہے

قال النَّسائِيُّ، فيما أخبرني مُحَمد بن العباس، عنه: عُبَيد الله بن الوليد الوصافي متروك الحديث.
مزید محدثین کہتے ہیں بحوالہ میزان از الذھبی
روى عثمان بن سعيد، عن يحيى: ليس بشئ.
وقال أحمد: ليس يحكم الحديث، يكتب حديثه للمعرفة.
وقال أبو زرعة، والدارقطني وغيرهما: ضعيف.
وقال ابن حبان: يروى عن الثقات مالا يشبه حديث الاثبات حتى يسبق إلى القلب أنه المتعمد له،
فاستحق الترك، قال النسائي والفلاس: متروك.

اور ان کا استاد عطیۃ العوفی سخت مجروح ہے-اب اس قول پر سر ہی پیٹا جا سکتا ہے
ابوعبداللہ ابن ماجہ کہتے ہیں: میں نے ابوالحسن طنافسی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے عبدالرحمٰن محاربی سے سنا وہ کہتے تھے: یہ حدیث تو اس لائق ہے کہ مکتب کے استادوں کو دے دی جائے تاکہ وہ مکتب میں بچوں کو یہ حدیث پڑھائیں

یہ محدثین کا تساہل ہے کہ ایک منقطع سند جس میں متروک راوی ہوں اور سخت مجروح ہوں وہ اپنے بچوں کے دماغ میں ڈال دی اور دجال ایک انسان سے مافوق البشر چیز بن گیا

لب لباب یہ ہے کہ دجال ایک یہودی ہو گا صحیح اسناد سے ثابت نہیں ہے — وہ لد پر قتل ہو گا ثابت نہیں- نہ ہی ابن مریم علیہ السلام کا شام میں دمشق میں سفید مینار پر نزول ثابت ہے- اور نہ ہی دجال موسم کو تبدیل کر سکے گا - یہ تمام باتیں اہل کتاب سے لی گئی ہیں اور کتاب دانیال کا چربہ و ملخص ہیں - اسی طرح صحیح مسلم و بخاری کی وہ روایت بھی صحیح نہیں جس کے مطابق دجال مردوں کو زندہ کرے گا - صحیح مسلم کی دیو ہیکل، عظیم الجثۃ دجال کی جزیرے پر چرچ میں قیدی ہونے والی روایت بھی منکر ہے- ان روایات کو ملا کر متفق علیہ قرار دینا اور ملا کر بیان کرنا صحیح نہیں-دجال پر جو ثابت ہے وہ یہ کہ

دجال امت محمد میں نکلے گا (يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ) یعنی مسلمان ہو گا لہٰذا وہ دجال کعبہ کا طواف کرے گا (صحیح بخاری و موطا امام مالک) اور ابن مریم علیہ السلام اس کو قتل کریں گے اور یہودی اس کے ہمدرد ہوں گے یہ المسیح ہونے کا دعوی کرے گا اور اس کی آنکھ پھولے انگور کی طرح ابلی پڑ رہی ہو گی — اس کے بال گھنگریالے ہوں گے وہ چالیس کی مدت رہے گا جس کی طوالت کا

علم اللہ کو ہے - دجال مومن ہونے کا دعوی کرے اور الوہیت کا بھی

یہ صحیح بخاری، صحیح ابن حبان اور صحیح مسلم کی ہی روایات میں ہے

باب ۹ : کعب الاحبار کا تصور مسیح اور احادیث

کعب یمن کے ایک یہودی تھے ، جو کہا جاتا ابو بکر یا عمر رضی اللہ عنہم کے دور میں ایمان لائے اور مدینہ کی بجائے شام میں جا رکے[20]۔کعب اسرائیلیات لوگوں کو سناتے ۔کعب ایک ضدی ذہن کے مالک تھے اور وہ اور ان کا خاندان اسلام کو کھینچ تان کر کے یہودی روایات کے مطابق بیان کرتا ۔مثلا یہ کہتے کہ سورہ مریم میں آیت میں یا اخت ہارون میں یہ ہارون ، موسی علیہ السلام کے بھائی نہیں ہیں

تفسیر طبری ج ۱۸ ص ۱۸۷ کے مطابق عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس قول کو رد کیا

حدثني يعقوب، قال: ثنا ابن علية، عن سعيد بن أبي صدقة، عن محمد بن سيرين، قال: نبئت أن كعبا قال: إن قوله (يَاأُخْتَ هَارُونَ) ليس بهارون أخي موسى، قال: فقالت له عائشة: كذبت، قال: يا أمّ المؤمنين،إن كان النبيّ صلى الله عليه وسلم قاله فهو أعلم وأخبر، وإلا فإني أجد بينهما ستّ مئة سنة، قال: فسكتت.

ابن سیرین نے کہا ہم کو پتا چلا کہ کعب کہتا ہے کہ اللہ تعالی کے قول یا اخت ھارون میں یہ ہارون، موسی کے بھائی نہیں ہوں پس عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا تم جھوٹ کہتے ہو کعب نے کہا اے ام المومنین ، اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کہا تو ہے کیونکہ وہ علم والے خبر والے تھے ورنہ میں تو ان دونوں (یعنی ہاورن اور عیسیٰ علیہ السلام) کے بیچ ۶۰۰ سال کا فرق دیکھتا ہوں[21] اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں

کعب نے ایسا کیوں کہا ؟ اس کی وجہ ہے کہ یہود کے مطابق مسیح یا تو داود علیہ السلام کی نسل سے ہو گا یا یوسف علیہ السلام کی نسل سے جبکہ قرآن کے مطابق وہ ہارون علیہ السلام کے خاندان کے بنتے ہیں کیونکہ مریم علیہ السلام کے خاندان کا ہارون علیہ السلام سے تعلق تھا ۔توریت کے مطابق مسجد اقصی کا انتظام

ہارون علیہ السلام کے خاندان کے لئے خاص ہے

اسی طرح کعب کا سوتیلا بیٹا نوف البکالی کہتا کہ موسی و خضر کے قصے میں موسی کوئی اور ہیں – ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نوف کو کذاب کہا – ظاہر ہے نوف بیٹے کو سکھانے والے کعب الاحبار ہی تھے-

صحیح بخاری ح ۱۲۲ کے مطابق

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ نَوْفًا البَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى لَيْسَ بِمُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، إِنَّمَا هُوَ مُوسَى آخَرُ؟ فَقَالَ: كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ

سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ نے کہا ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نوف البکالی یہ دعوی کرتا ہے کہ موسی و خضر کے قصے میں یہ موسی وہ نہیں جو بنی اسرائیل کے ہیں بلکہ یہ کوئی اور ہیں ؟ ابن عباس نے کہا جھوٹ بولتا ہے اللہ کا دشمن

یہ دونوں اقوال عرب کے یہود میں مروج تھے لیکن کعب اور نوف البکالی وہی مرغی کی ایک ٹانگ کی طرح قرآن پڑھنے کی بجائے اپنی اسرائیلیات بیان کرتے رہتے

بخاری کی روایت ہے کہ ابن عبّاس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

يا معشر المسلمين، كيف تسألون أهل الكتاب عن شيء، وكتابكم الذي أنزل الله على نبيكم صلى الله عليه وسلم أحدث الأخبار بالله، محضا لم يشب، وقد حدثكم الله: أن أهل الكتاب قد بدلوا من كتب الله وغيروا، فكتبوا بأيديهم الكتب، قالوا: هو من عند الله ليشتروا بذلك ثمنا قليلا، أولا ينهاكم ما جاءكم من العلم عن مسألتهم؟ فلا والله، ما رأينا رجلا منهم يسألكم عن الذي أنزل عليكم

اے مسلمانوں تم اہل کتاب سے کیسے سوال کر لیتے ہو ان چیزوں پر جن کا ذکر اللہ نے اس کتاب میں کیا ہے جو اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے ... اور اللہ نے تم کو بتا دیا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب بدلی اور اپنے ہاتھ سے لکھا اور کہا کہ یہ وہ ہیں جنہوں نے اس کو جو ان کے پاس ہے اس کو قلیل قیمت پر بیچ دیا- میں تم کو کیوں نہ منع کروں ان مسائل میں ان سے سوال کرنے سے جن کا علم تم کو آ چکا ہے- اللہ کی قسم میں نہیں دیکھتا کہ وہ تم سے سوال کرتے ہو جو تم پر نازل ہوا ہے

– یہاں ہم خاص کر کعب الاحبار کے اقوال کو دیکھیں گے

اس بات کی طرف امام ابن ابی حاتم نے اشارہ دیا ہے – کتاب العلل لابن إبي حاتم از ابو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي، الحنظلي، الرازي ابن إبي حاتم (المتوفى: 327ھ) کے مطابق

– وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ محمَّد بن شُعَيب ، عن يَزِيدَ بْنِ عَبِيدَة، عَنْ أَبِي الأَشْعَث الصَّنْعاني ، عَنْ أَوْس بْنِ أَوْس الثَّقَفي؛ قَالَ: قَالَ رسولُ الله (ص) : يَنْزِلُ المَسِيحُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عِنْدَ المَنَارَةِ البَيْضَاءِ شُرقِيَّ دِمَشْقَ؟ قَالَ أَبِي: إِنَّمَا هُوَ: عَنْ أَوْس بْنِ أَوْس، عَنِ كَعْبٍ قولَهُ، كَذَا يَرْوِيهِ الثِّقات . قلتُ: فَمَا قَوْلُكَ فِي يَزِيدَ بْنِ عَبِيدة هَذَا ؟ قَالَ: لا بأسَ به.

اور میں نے اپنے باپ سے پوچھا حدیث جس کو محمَّد بن شُعَيب ، عن يَزِيدَ بْنِ عَبِيدَة، عَنْ أَبِي الأَشْعَث الصَّنْعاني ، عَنْ أَوْس بْنِ أَوْس الثَّقَفي نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : عیسیٰ ابن مریم دمشق میں سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے ؟ میرے باپ نے کہا یہ روایت اوس بن اوس عن کعب الاحبار سے تھی اس طرح ثقات نے اس کو روایت کیا تھا

یعنی یہ أوس بن أوس یا اوس ابن أبي أوس الثقفي رضی اللہ عنہ صحابی رسول نے کعب الاحبار کا قول بیان کیا تھا جس کو لوگوں نے حدیث رسول سمجھ لیا – اس تناظر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول سمجھ اتا ہے کہ وہ اصحاب رسول پر ہی تنقید کر رہے ہیں کہ وہ کعب الاحبار سے کیوں قول نقل کر رہے ہیں

اب ہم واپس روایات مسیح دیکھتے ہیں جو کعب کے اقوال ہیں – ابن ابی حاتم کے قول کی تحقیق ہم کو کتاب الفتن از نعیم بن حماد تک لے جاتی جہاں ہم صرف کعب الاحبار کے اقوال کا جائزہ لیتے ہیں

عیسیٰ سفید محراب کے پاس دمشق کے مشرق میں نازل ہوں گے

کتاب الفتن از أبو عبد الله نعيم بن حماد بن معاوية بن الحارث الخزاعي المروزي (المتوفى: 228ہـ) کے مطابق کعب الاحبار کا قول تھا

يَهْبِطُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْقَنْطَرَةِ الْبَيْضَاءِ عَلَى بَابِ دِمَشْقَ الشَّرقِيِّ إِلَى طَرَفِ الشَّجَرِ، تَحْمِلُهُ غَمَامَةٌ، وَاضِعٌ يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبِ مَلَكَيْنِ، عَلَيْهِ رِيطَتَانِ، مُتَّزِرٌ بِإِحْدَيهِمَا، مُرْتَدٍ بِالْأُخْرَى، إِذَا أَكَبَّ رَأْسَهُ قَطَرَ مِنْهُ كَالْجُمَانِ، فَيَأْتِيهِ الْيَهُودُ فَيَقُولُونَ: نَحْنُ أَصْحَابُكَ، فَيَقُولُ: كَذَبْتُمْ، ثُمَّ يَأْتِيهِ النَّصَارَى فَيَقُولُونَ: نَحْنُ أَصْحَابُكَ، فَيَقُولُ: كَذَبْتُمْ، بَلْ أَصْحَابِي الْمُهَاجِرُونَ، بَقِيَّةُ أَصْحَابِ الْمَلْحَمَةِ، فَيَأْتِي مُجَمِّعُ الْمُسْلِمِينَ حَيْثُ هُمْ، فَيَجِدُ خَلِيفَتَهُمْ يُصَلِّي بِهِمْ، فَيَتَأَخَّرُ لِلْمَسِيحِ حِينَ يَرَاهُ، فَيَقُولُ: يَا مَسِيحَ اللَّهِ، صَلِّ لَنَا [ص:568]، فَيَقُولُ: بَلْ أَنْتَ فَصَلِّ لِأَصْحَابِكَ، فَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُ وَزِيرًا، وَلَمْ أُبْعَثْ أَمِيرًا، فَيُصَلِّي لَهُمْ خَلِيفَةُ الْمُهَاجِرِينَ رَكْعَتَيْنِ مَرَّةً وَاحِدَةً، وَابْنُ مَرْيَمَ فِيهِمْ، ثُمَّ يُصَلِّي لَهُمُ الْمَسِيحُ بَعْدَهُ، وَيَنْزِعُ خَلِيفَتَهُمْ "

عیسیٰ علیہ السلام کا ہبوط (نزول) ہو گا سفید الْقَنْطَرَةِ (یا سفید محراب) کے پاس جو دمشق کے

مشرق میں ہے ایک درخت کی طرف بادل پر سوار ہوں گے اور وہ دو فرشتوں پر ہاتھ رکھے ہوں گے ان پردو باریک چادریں ہوں گی ایک دوسرے میں لپٹی ہوئی کہ ایک الگ ڈھیلی ہو گی - جب وہ سر جھکائیں گے قطرے موتی کی طرح گریں گے پس یہود آئیں گے اور بولیں گے ہم اپ کے اصحاب ہیں - عیسیٰ کہیں گے تم نے تو انکار کیا ہے - پھر نصرانی آئیں گے وہ بولیں گے ہم اپ کے اصحاب ہیں - عیسیٰ کہیں گے تم نے تو انکار کیا بلکہ میرے اصحاب تو مہاجر ہیں جو الْمَلْحَمَةِ کے بچ جانے والے لوگ ہوں گے پس مسلمان جمع ہوں گے تو وہ پائیں گے کہ مسلمانوں کا خلیفہ ان کے لئے نماز پڑھا رہا ہے پس مسیح کے لئے وہ نماز میں تاخیر کریں گے جب ان کو دیکھیں گے اور کہیں گے اے مسیح اللہ ہمارے لئے نماز پڑھائیں عیسیٰ جواب دیں گے بلکہ تم اپنے اصحاب کو نماز پڑھاو کیونکہ اللہ تم سے راضی ہے مجھے تو وزیر بنا کر بھیجا گیا ہے نہ کہ امیر - پس وہ خلیفہ کے پیچھے نماز پڑھیں گے دو رکعت ایک بار اور ابن مریم ان کے ساتھ ہوں گے پھر اس کے بعد مسیح نماز پڑھیں گے - اور مسلمانوں کے خلیفہ کو (امارت سے) ہٹا دیں گے

عیسیٰ دجال کو لد پر قتل کریں گے

اسی کتاب میں کعب کا قول ہے

حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ، عَنْ كَعْبٍ، قَالَ: " إِذَا سَمِعَ الدَّجَّالُ، نُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ هَرَبَ، فَيَتْبَعُهُ عِيسَى فَيُدْرِكُهُ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ، فَلَا يَبْقَى شَيْءٌ إِلَّا دَلَّ عَلَى أَصْحَابِ الدَّجَّالِ، فَيَقُولُ: يَا مُؤْمِنُ هَذَا كَافِرٌ "

دجال جب نزول عیسیٰ کا سنے گا تو بھاگے گا اور عیسیٰ اس کا تعاقب کریں گے یہاں تک کہ لد کے دروازے پر پائیں گے وہاں قتل کر دیں گے پس کوئی چیز نہ بچے گی جو اصحاب دجال کی خبر دے پس کہیں گے اے مومن یہ کافر ہے

مصنف عبد الرزاق کی روایت ۲۰۸۳۶ ہے

أخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن الزهري عن سالم عن أبيه أن عمر سأل رجلا من اليهود عن شيء فحدثه ، فصدقه عمر ، فقال له عمر قد بلوت صدقك ، فأخبرني عن الدجال " قال وإله اليهود ليقتلنه ابن مريم بفناء لد

سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہود میں سے ایک شخص سے سوال کیا کسی چیز پر تو اس نے روایت بیان کی جس کی تصدیق عمر رضی اللہ عنہ نے کی اور کہا تمہاری آزمائش کی تم سچے نکلے پس الدجال کی خبر دو تو یہودی بولا یہ تو یہود کا معبود ہے اس کو ابن مریم لد کے میدان میں قتل کریں گے

معلوم ہوا کہ یہ ایک یہودی قول تھا کہ دجال (مسیح مخالف) کا قتل لد میں ہو گا

جیسا وضاحت کی یہ قول یہود کی کتاب تلمود سے لیا گیا ہے کہ عیسیٰ کا قتل لد پر کیا گیا تھا - یعنی یہود کے نزدیک مستقبل کے جھوٹے مسیح بھی لد پر قتل ہوں گے - کعب افسوس کہ اسلام میں حبر مشھور ہو گئے لیکن راقم کہتا ہے یہ شخص ایک سطحی علم کا حامل شخص تھا - اس کے بے شمار دلائل ہیں جن میں ان کے بیان کردہ قصہ ہاروت و ماروت وغیرہ ہیں - کعب الاحبار نے جو اپنے بزرگوں سے سنا اس کو بیان کر دیا کہ جھوٹے مسیح لد پر قتل ہوتے ہیں

عیسیٰ چالیس سال رہیں گے

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ جَرَّاحٍ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنْ كَعْبٍ، قَالَ: «تَجِيءُ رِيحٌ طَيْبَةٌ فَتَقْبِضُ رُوحَ عِيسَى وَالْمُؤْمِنِينَ»

کعب نے کہا ایک پاک ہوا آئے گی اور عیسیٰ اور مومنوں کی روح قبض ہو جائے گی

ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ قَوْذَرٍ، عَنْ تُبَيْعٍ، عَنْ كَعْبٍ، قَالَ: «يَبْقَى عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ بَعْدَمَا يَنْزِلُ أَرْبَعِينَ سَنَةً» قَالَ الْوَلِيدُ: وَقَرَأْتُ عَلَى دَانْيَالَ مِثْلَ ذَلِكَ

کعب نے کہا عیسیٰ چالیس سال رہیں گے نازل ہونے کے بعد – الولید بن مسلم نے کہا اور کتاب دانیال میں ایسا پڑھا

حَدَّثَنَا نُعَيْمٌ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ كَعْبٍ، قَالَ: «إِذَا خَرَجَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ انْقَطَعَتِ الْإِمَارَةُ»

کعب نے کہا جب عیسیٰ آئیں گے تو اسلام میں خلافت ختم ہو جائے گی

کتاب دانیال میں ہے

70 ہفتوں کا بھید

20 یوں مَیں دعا کرتا اور اپنے اور اپنی قوم اسرائیل کے گناہوں کا اقرار کرتا گیا۔ مَیں خاص کر اپنے خدا کے مقدّس پہاڑ یروشلم کے لئے رب اپنے خدا کے حضور فریاد کر رہا تھا۔

21 مَیں دعا کر ہی رہا تھا کہ جبرائیل جسے مَیں نے دوسری رویا میں دیکھا تھا میرے پاس آ پہنچا۔ رب کے گھر میں شام کی قربانی پیش کرنے کا وقت تھا۔ مَیں بہت ہی تھک گیا تھا۔ **22** اُس نے مجھے سمجھا کر کہا، ”اے دانیال، اب مَیں تجھے سمجھ اور بصیرت دینے کے لئے آیا ہوں۔ **23** جونہی تُو دعا کرنے لگا تو اللہ نے جواب دیا، کیونکہ تُو اُس کی نظر میں گراں قدر ہے۔ مَیں تجھے یہ جواب سنانے آیا ہوں۔ اب دھیان سے رویا کو سمجھ لے! **24** تیری قوم اور تیرے مقدّس شہر کے لئے 70 ہفتے مقرر کئے گئے ہیں تاکہ اُتنے میں جرائم اور گناہوں کا سلسلہ ختم کیا جائے، قصور کا کفارہ دیا جائے، ابدی راستی قائم کی جائے، رویا اور پیش گوئی کی تصدیق کی جائے اور مقدّس ترین جگہ کو مسح کر کے مخصوص و مقدّس کیا جائے۔

ستر ہفتوں الفاظ کا ترجمہ کیا جاتا ہے لیکن اصل آرمی میں شبعم شبوعا کے الفاظ ہیں، جس کا لفظی ترجمہ سات سات بار ہے یعنی سات ضرب سات برابر ۴۹ سال- اس سے اہل کتاب کے علماء نے یہ استخراج کیا ہے کہ مسیح نازل ہونے کے بعد ۴۹ سال رہے گا- یہ سب ہوائی باتیں نہیں ہیں اس پر الولید بن مسلم نے خود شہادت دی کہ عیسیٰ چالیس سال رہیں گے کتاب دانیال میں ہے

کتاب

Everyman's Talmud By Abraham Cohen , Schocken Books, page 356

کے مطابق جو تلمود کی تلخیص ہے

Many Rabbis believed that the period of the Messiah was to be only a transitionary stage between this world and the World to Come, and opinions differed on the time of its duration. 'How long will the days of the Messiah last? R. Akiba said, Forty years, as long as the Israelites were in the wilderness. R. Eliezer (b. José) said, A hundred years. R. Berechya said in the name of R. Dosa, Six hundred years. R. Judah the Prince said, Four hundred years, as long as the Israelites were in Egypt. R. Eliezer (b. Hyrcanus) said, A thousand years. R. Abbahu said, Seven thousand years; and the Rabbis generally declared, Two thousand years' (Tanchuma Ekeb §7). Other versions read: 'R. Eliezer said, The days of the Messiah will be forty years. R. Eleazar b. Azariah said, Seventy years. R. Judah the Prince said, Three generations' (Sanh. 99*a*). 'R. Eliezer said, The days of the Messiah will be forty years. R. Dosa said, Four hundred years. R. Judah the Prince said, Three hundred and sixty-five years. R. Abimi b. Abbahu said, Seven thousand years. R. Judah said in the name of Rab, As long as the world has already lasted. R. Nachman b. Isaac said, As long as from the days of Noah up to the present' (ibid.). 'It was taught in the School of Elijah, The world will

یہودی علماء کا اس پر اختلاف ہے کہ مسیح کتنے دن رہے گا - ربی عقبہ ، ربی علییضر کا کہنا ہے کہ مسیح چالیس سال رہے گا - یہ علماء یہود ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرے ہیں - نصرانی علماء نے کتاب دانیال سے ۴۹ سال مراد لئے ہیں — اہل کتاب میں ان کی روایت کے مطابق عموما اکائی کا ہندسہ تحریر و کلام میں گرا دیا جاتا ہے لہٰذا ۴۹ کو ۴۰ سال کہا گیا ہے

صحیح مسلم کی ایک روایت میں جو **عَبۡدَ اللّٰہِ بۡنَ عَمۡرو رضی اللہ عنہ سے مروی** ہے اس میں ہے[22]

ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ، لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّأْمِ، فَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ

پھر لوگ سات سال رہیں گے ... پھر ایک ٹھنڈی ہوا شام کی طرف اللہ بھیجے گا اور زمین پر کوئی نہ رہے گا جس میں ایمان ہو

النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت کے مطابق نزول کے بعد ۴۰ سال رہیں گے

ابن کثیر کتاب **النهاية في الفتن والملاحم** میں تطبیق کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں

رواه أحمد وأبو داود هكذا وقع في الْحَدِيثِ أَنَّهُ يَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، وَثَبَتَ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بن عمر أَنَّهُ يَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ سَبْعَ سِنِينَ فَهَذَا مع هذا مشكل، اللهم إلا إذا حملت هَذِهِ السَّبْعُ عَلَى مُدَّةِ إِقَامَتِهِ بَعْدَ نُزُولِهِ وتكون مضافة إلى مدة مكثه فيها قبل رفعه إلى السماء، وكان عمره إذ ذاك ثلاثاً وثلاثين سنة على المشهور والله أَعْلَمُ.

اور امام احمداور ابو داود نے اس طرح روایت کیا ہے کہ عیسیٰ ۴۰ سال رہیں گے اور صحیح مسلم میں ثابت ہے عبد اللہ بن عمر سے کہ عیسیٰ ۷ سال رہیں گے پس یہ مشکل ہے - اللہ ! یہی ہو سکتا

ہے کہ سات سال ان کے نازل ہونے کے بعد کی اقامت ہو اور اس کو مضاف کیا ہو اس مدت کی طرف جو رفع سماء سے قبل کی تھی اور ان کی عمر ۳۳ سال مشهور ہے و الله اعلم

ابن کثیر کا قول قابل قبول ہوتا اگر النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے منسوب یہ روایت نہ ہوتی کیونکہ اس کے مطابق عیسیٰ کے نزول کے بعد ۴۰ سال کا ذکر ہے

کتاب دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين از محمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي (المتوفى: 1057هـ) میں ابن کثیر کے قول کو قبول نہیں کیا گیا اور اس پر کہا گیا کہ متعدد روایات میں عیسیٰ کی مدت ۴۰ سال آئی ہے

وورد مكث عيسى أربعين سنة في عدة أحاديث، من طرق مختلفة: منها الحديث المذكور. وهو صحيح. ومنها ما أخرجه الطبراني من حديث أبي هريرة أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - قال: "ينزل عيسى ابن مريم، فيمكث في الأرض أربعين سنة، لو يقول للبطحاء سيلي عسلاً لسألت". ومنها ما أخرجه أحمد في مسنده عن عائشة مرفوعاً في حديث الدجال: "فينزل عيسى ابن مريم فيقتله، ثم يمكث في الأرض أربعين سنة، إماماً عادلاً وحكماً مقسطاً" وورد أيضاً من حديث ابن مسعود عند الطبراني فهذه الأحاديث المتعددة أولى من ذلك الحديث الواحد المحتمل اهـ (ثم يرسل الله عز وجل ريحاً باردة) تقدم في حديث النواس بدل باردة قوله طيبة فلعل طيبها بردها وبين جهة مهبها بقوله: (من قبل الشام فلا يبقى بالتحتية (على وجه الأرض أحد في قلبه مثقال ذرة من خير أو إيمان إلا قبضت)

متعدد احادیث میں عیسیٰ کی مدت چالیس آئی ہے اس میں ابو ہریرہ کی حدیث ہے طبرانی میں کہ عیسیٰ نازل ہوں گے چالیس سال رہیں گے ... اور مسند احمد میں عائشہ کی حدیث ہے کہ .. عیسیٰ حاکم عادل کی طرح چالیس سال رہیں گے اور طبرانی میں ابن مسعود کی حدیث ہے ... اور صحیح مسلم میں النواس کی حدیث ہے

عیسیٰ کے بال

اہل کتاب نصرانی کہتے ہیں کہ عیسیٰ ایک نذر کی وجہ سے بال نہیں کاٹتے تھے جس کا حکم توریت کی کتاب گنتی میں ہے کہ جو کوئی بھی اپنے اپ کو اس نذر کے لئے مخصوص کرے وہ یہ کام نہ کرے – اسی طرح کے اقوال یحییٰ علیہ السلام کے لئے بھی ہیں کہ وہ جنگل میں رہتے اور وہاں ٹڈیاں کھاتے – دونوں انبیاء نے شادی بھی نہیں کی اور یہ انبیاء کی سنت سے الگ ہے جس کی وجہ اغلباً یہ نذر کا معاملہ تھا – اسی نذر کی مدت پر اہل کتاب کے رہبان نے اپنا رہن سہن اختیار کیا تھا جس میں صوف پہنا شامل تھا جو بعد میں اسلام میں صوفیاء میں آیا بحر الحال آیات ہیں

Book of Number chapter 6

During the entire period of their Nazirite vow, no razor may be used on their head. They must be holy until the period of their dedication to the LORD is over; they must let their hair grow long.

جو اپنے آپ کو مخصوص کرتے ہیں

6 رب نے موسیٰ سے کہا، **2** ”اسرائیلیوں کو ہدایت دینا
کہ اگر کوئی آدمی یا عورت مَنت مان کر اپنے آپ کو ایک
مقررہ وقت کے لئے رب کے لئے مخصوص کرے **3** تو وہ
مَے یا کوئی اَور نشہ آور چیز نہ پیئے۔ نہ وہ انگور یا کسی اَور چیز
کا سرکہ پیئے، نہ انگور کا رس۔ وہ انگور یا کشمش نہ کھائے۔
4 جب تک وہ مخصوص ہے وہ انگور کی کوئی بھی پیداوار نہ
کھائے، یہاں تک کہ انگور کے بیج یا چھلکے بھی نہ کھائے۔
5 جب تک وہ اپنی مَنت کے مطابق مخصوص ہے وہ اپنے
بال نہ کٹوائے۔ جتنی دیر کے لئے اُس نے اپنے آپ کو
رب کے لئے مخصوص کیا ہے اُتنی دیر تک وہ مقدّس ہے۔
اِس لئے وہ اپنے بال بڑھنے دے۔ **6** جب تک وہ مخصوص
ہے وہ کسی لاش کے قریب نہ جائے، **7** چاہے وہ اُس کے
باپ، ماں، بھائی یا بہن کی لاش کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اِس
سے وہ ناپاک ہو جائے گا جبکہ ابھی تک اُس کی مخصوصیت
لمبے بالوں کی صورت میں نظر آتی ہے۔ **8** وہ اپنی مخصوصیت
کے دوران رب کے لئے مخصوص و مقدّس ہے۔

یعنی عیسیٰ کے لمبے بال اس نذر کی بنا پر تھے — جن کے لئے کعب الاحبار نے بیان کیا کہ ان سے موتی

کی طرح کے قطرے گر رہے ہوں گے [23]

عیسیٰ کا لباس

یہود نے ایک نبی حزقی ایل کی طرف کتاب منسوب کی ہے جس میں آیات ہیں کہ اللہ تعالی نے حزقی ایل کو مسجد اقصی یا ہیکل سلیمانی کا دورہ کرایا باب ۹ کی آیت ہے

And the glory of the God of Israel was gone up from the cherub, whereupon he was, to the threshold of the house. And he called to the man clothed with linen, which had the writer's inkhorn by his side;

اور اسرائیل کے الہ کا جلال کروب (یعنی عرش) سے، جہاں وہ تھا، سے بیت الیہوی (مسجد الاقصی) کی چوکھٹ تک گیا اور اس نے ایک رجل کو پکارا جو کتانی پہنے اور دوات کا سینگ لئے کھڑا تھا

یہ رجل، اہل کتاب کے مطابق مسیح کی شبیہ تھی – لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کے لئے کعب الاحبار نے خاص چادروں کا ذکر کیا ہے کہ وہ دو باریک چادریں ایک دوسرے میں لپٹی ہوں گی (یہ ہیکل سلیمانی کے پروہتوں کا لباس تھا)

ان شواہد کے مطابق یہ اقوال کعب الاحبار کے تھے جن کو ملا کر صحیح مسلم کی روایات بنی ہیں جو کتاب دانیال، حزقی ایل، گنتی پر مبنی ہے- کعب کے قول میں لباس کا رنگ نہیں بتایا گیا لیکن صحیح مسلم کی نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ روایت میں بتایا گیا ہے

دجال کے اسی افعال کے دوران اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو بھیجے گا، وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس زرد رنگ کے حلے (مَهْرُودَتَيْنِ) پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے

زرد رنگ اصلا بپتسمہ میں نصرانی استعمال کرتے تھے

کتاب إِكمَالُ المُعْلِمِ بفَوَائِدِ مُسْلِم از قاضی عِیَاض کے مطابق

وقال شمر: قال بعض العرب: إن الثوب يصنع بالورس ثم بالزعفران فيجىء لونه مثل لون الحوذانة

شمر نے کہا بعض عرب کہتے ہیں کہ اگر کپڑے کو پہلے ڈائی سے اور زعفران سے رنگا جائے تو اس پر ایک الحوذانة جیسا رنگ اتا ہے

ایک اور روایت میں لفظ ممصرتين ہے قاضی کہتے ہیں

والممصرة من الثياب: هى التى فيها صفرة خفيفة اور کپڑوں میں الممصرة وہ ہے جو پیلاہی آئل ہو

اس کا ترجمہ زرد رنگ کیا جاتا ہے

آیت صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ کی شرح میں تفسیر میں قرطبیؒ لکھتے ہیں

وَأَصْلُ ذَلِكَ أَنَّ النَّصَارَى كَانُوا يَصْبُغُونَ أَوْلَادَهُمْ فِي الْمَاءِ، وَهُوَ الَّذِي يُسَمُّونَهُ الْمَعْمُودِيَّةَ، وَيَقُولُونَ: هَذَا تَطْهِيرٌ لَهُمْ

اور اس کی اصل یہ ہے کہ النَّصَارَى اپنی اولاد کو ایک پانی سے رنگتے ہیں جس کو یہ الْمُعْمُودِيَّةَ کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پاک کر دیتا ہے

واضح رہے کہ اسلام میں مردوں کا گیروی یا زرد رنگ پہنا ممنوع ہے

سفید محراب کو مینار سے بدلنا

کعب الاحبار کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کا نزول سفید الْقَنْطَرَةِ (یا سفید محراب) کے پاس ہو گا لیکن صحیح مسلم میں ہے کہ نزول مینار کے پاس ہو گا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کعب کے دور حیات میں جامع الاموی دمشق ایک چرچ تھا اس کا مینار بھی کسی راھب کا مسکن ہو گا لہٰذا کعب ، مسیح کو مینار کے پاس نہیں لاتا ۔

مینار کا مقصد مراقبے کرنا تھا جس میں راہب رہتے تھے

سفید الْقَنْطَرَةِ (یا سفید محراب) سے مراد ایک رومی آرچ ہے

Ancient Roman Triumphal Arch , Damascus, Syria

یہ آرچ قدیم دمشق میں رومیوں نے اس شارع پر بنوایا جس کو

Straight Street, Damascus

Latin, **Via Recta**

https://en.wikipedia.org/wiki/Damascus_Straight_Street

کہا جاتا ہے جو دمشق کے وسط سے گزرتی ہے اور قدیم شہر کا شرقی دروازہ اسی روڈ پر ہے اسکو آپ

Google Earth

سے دیکھ سکتے ہیں

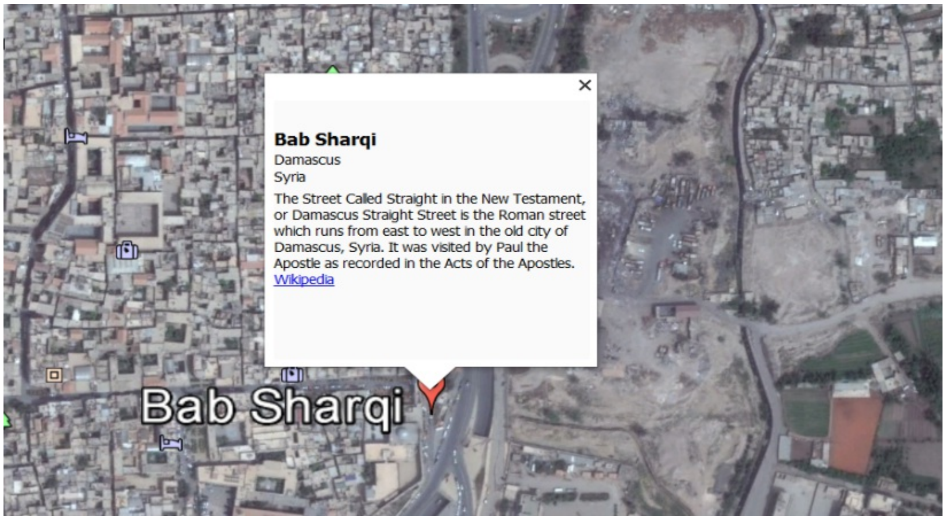

تصویر میں جو متن ہے اس میں لکھا ہے کہ سیدھی سڑک کو عہد نامہ قدیم میں بیان کیا گیا ہے یا شارع دمشق یہ رومیوں کی بنائی سڑک ہے جو مشرق سے مغرب میں جاتی ہے قدیم شہر میں اور اسی سڑک سے سینٹ پاول نے شہر کی زیارت کی جس کا ذکر کتاب اعمال میں ہے

یعنی یہ مشرقی دروازہ، سڑک اور محراب یا آرچ یہ تمام کعب الاحبار کے دور میں تھیں کیونکہ یہ رومیوں کی تعمیرات ہیں

مزید دیکھیں

باب شرقی اس جگہ تھا جہاں یہودی رہتے تھے اغلبًا یہیں کہیں کعب الاحبار بھی رہتے ہوں گے

اس کے برعکس محراب سے مسجد جامع الاموی بہت دور واقع ہے

کعب کے قول کے مطابق عیسیٰ نازل ہوں گے تو اس محراب پر آئیں گے وہاں سے گزریں گے تو پہلے یہودی استقبال کریں گے اور جیسا اپ دیکھ سکتے ہیں

Jewish Quarters

یہیں باب شرقی پر تھے

اس کے بعد نصرانی آئیں گے وہ استقبال کریں گے اس کی وجہ ہے کہ اسی سڑک پر چلتے ہوئے ایک کنیسہ
الكنيسة المريمية

Mariamite Cathedral of Damascus

https://en.wikipedia.org/wiki/Mariamite_Cathedral_of_Damascus

آتا ہے - اس بعد وہ وہاں پہنچیں گے جہاں مسلمان نماز پڑھتے ہیں

لہذا کعب کے قول میں تبدیلی کی گئی کہ اگر بات چیت ہی کرتے رہے تو دجال سے کیسے نمٹیں گے۔

تصویر : جامع الاموی ولید بن عبد الملک کی اندرونی تصاویر
دائیں: یحیی علیہ السلام سے منسوب مدفن - بائیں : سفید مینار

جامع بنی امیہ الکبیر یا جامع الاموی ولید بن عبد الملک کے دور میں سن ۷۰۵ ع بمطابق ۸۶ ہجری ایک گرجا کو تبدیل کرنے بعد مسجد بنائی گئی اس گرجا میں روایت کے مطابق یحیی علیہ السلام کا سر دفن ہے- انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانا منع ہے لیکن اس گرجا کے اندر صحن میں سر دفن تھا لیکن اس پر قبضہ کیا گیا- مسجد ۹۶ ھ میں سلیمان بن عبد ملک کے دور میں مکمل ہوئی _یعنی کعب الاحبار کے مرنے کے بعد اس مقام کو مسجد قرار دیا گیا

عیسیٰ دمشق میں نازل ہوں گے ! کیا واقعی

احادیث میں شامی راوی بہت ذوق سے مسیح کا نزول دمشق میں بتاتے ہیں لیکن بصرہ میں دجال کو بیت المقدس میں مارا جانا روایت کیا جاتا تھا – لہذا یہاں صحیح ابن خزیمہ کی روایت پیش خدمت ہے جو اہل حدیث کے بقول امام بخاری کے بھی استاد تھے - امام ابن خزیمہ اپنی صحیح میں روایت لکھتے ہیں جو سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، حَدَّثَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ عَبَّادٍ الْعَبْدِيُّ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ.

أَنَّهُ شَهِدَ خُطْبَةً يَوْمًا لِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، فَذَكَرَ فِي خُطْبَتِهِ، قَالَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ: بَيْنَا أَنَا يَوْمًا وَغُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِي غَرَضًا لَنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قَيْدَ رُمْحَيْنِ، أَوْ ثَلَاثَةٍ فِي غَيْرِ النَّاظِرِينَ مِنَ الْأُفُقِ .... واللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ قُمْتُ أُصَلِّي مَا أَنْتُمْ لَاقُونَ فِي دُنْيَاكُمْ وَآخِرَتِكُمْ، وَإِنَّهُ وَاللَّهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا آخِرُهُمُ الْأَعْوَرُ الدَّجَّالُ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى [151 – أ] كَأَنَّهَا عَيْنُ أَبِي يَحْيَى -أَوْ تَحْيَا- لِشَيْخٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَإِنَّهُ مَتَى خَرَجَ فَإِنَّهُ يَزْعُمُ أَنَّهُ اللهُ، فَمَنْ آمَنَ بِهِ وَصَدَّقَهُ وَاتَّبَعَهُ فَلَيْسَ يَنْفَعُهُ صَالِحٌ مِنْ عَمَلٍ سَلَفَ، وَمَنْ كَفَرَ بِهِ وَكَذَّبَهُ، فَلَيْسَ يُعَاقَبُ بِشَيْءٍ مِنْ عَمَلِهِ سَلَفَ، وَإِنَّهُ سَيَظْهَرُ عَلَى الْأَرْضِ كُلِّهَا إِلَّا الْحَرَمَ وَبَيْتَ الْمَقْدِسِ، وَإِنَّهُ يَحْصُرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَيُزَلْزَلُونَ زِلْزَالًا شَدِيدًا، قَالَ: فَيَهْزِمُهُ اللهُ وَجُنُودُهُ، حَتَّى أَنَّ جِذْمَ (1) الْحَائِطِ وَأَصْلَ الشَّجَرَةِ لَيُنَادِي: يَا مُؤْمِنُ هَذَا كَافِرٌ يَسْتَتِرُ بِي، تَعَالَ: اقْتُلْهُ

اہل بصرہ میں سے ثَعْلَبَةُ بْنُ عَبَّادٍ الْعَبْدِيُّ نے روایت کیا کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی ہمیں ایک خطبہ دیا (اس میں گرہن کی نماز کا ذکر کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ بیان کیا) رسول اللہ نے فرمایا اللہ کی قسم قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ تیس دجال نکلیں گے ان کا آخری ایک کانا ہو گا الدجال جس کی سیدھی آنکھ ایسی ہو گی جیسی أَبِي يَحْيَى یا تَحْيَا انصار میں سے ایک شیخ تھے – اور یہ جب نکلے گا تو دعوی کرے گا کہ یہ اللہ ہے – پس جو اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی اور اتباع کی اس کو جو نیک کام پہلے کیا اس کا کوئی ثواب نہ ملے گا اور جس نے اس کا کفر کیا اس کو ان کاموں پر کوئی باز پرس نہ ہو گی – اور دجال تمام زمین پر غلبہ پائے گا سوائے حرم اور بیت المقدس کے اور یہ مومنوں کو بیت المقدس میں محصور کر دے گا – پس شدید زلزلہ آئے گا پس اللہ دجال اور اس کے لشکر کو شکست دے گا یہاں تک کہ جو درخت کی جڑ میں بھی ہو تو وہاں وہ پکارے گا کہ اے مومن یہ کافر چھپا ہے اس کو

قتل کرو

اس روایت میں نزول مسیح کا ذکر ہی نہیں بلکہ دجال اور اس کا لشکر ایک زلزلہ میں ہلاک ہوتے ہیں – مسلمان شام میں محصور نہیں بلکہ بیت المقدس میں ہیں

سند میں ثعلبة بن عباد کو علی المدینی نے مجہول قرار دیا ہے جبکہ ابن خزیمہ نے اس کو مجہول نہیں سمجھا

اسی طرح مستدرک میں امام حاکم نے اس روایت کو لکھا ہے اور هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ قرار دیا ہے- مستدرک حاکم میں اس سند سے ہے

وَإِنَّهُ يَحْصُرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَتَزَلْزَلُونَ زِلْزَالًا شَدِيدًا، فَيُصْبِحُ فِيهِمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَهْزِمُهُ اللَّهُ وَجُنُودَهُ

اور وہ (الدجال) مومنوں کو بیت المقدس میں محصور کر دے گا پس شدید زلزلہ آئے گا پس عیسیٰ ابن مریم آئیں گے اور اللہ دجال اور اس کے لشکر کو شکست دے گا

اس روایت کو قرطبیؒ نے تفسیر میں بھی بیان کیا ہے- یہ روایت یہاں بحث میں یہ بتانے کے لئے لائی گئی ہے کہ بصرہ میں کچھ اور دمشق میں کچھ بیان کیا جاتا تھا

جو واضح ہوا ہے وہ یہ کہ صحیح مسلم کی نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت اصل میں کعب الاحبار کے اقوال کا مجموعہ ہے – جن میں رد و بدل کرنے کے بعد اس میں نصرانی اجزاء کو شامل کیا گیا ہے اور یہودی اجزاء سے پاک کیا گیا ہے – عیسیٰ کو یہود سے کوسوں دور رکھا گیا ہے کہ کوئی کلام یا ڈائلاگ کا موقعہ نہیں دیا گیا اور عیسیٰ کو ڈائریکٹ مینار پر اتارا گیا ہے مسجد میں نہ کہ محراب پر جو دمشق کا شرقی دروازہ تھا

جس سند کو صحیح سمجھا گیا ہے ان میں وہ اصحاب رسول ہیں جو شام منتقل ہو گئے تھے – النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت جیسا واضح کر دیا گیا ہے اصلا کعب کے اقوال کا مجموعہ ہے – ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح سند سے ہے لیکن کیا یہ واقعی حدیث رسول ہی ہے راقم کو علم نہیں کیونکہ

اس روایت کو بصریوں نے بیان کیا ہے جبکہ حجاز کا کوئی راوی اس کو بیان نہیں کرتا – راقم کے خیال میں یہ کعب کا قول ہے جو شام سے عراق آیا اور بصرہ میں بیان ہوا

اغلبًا انہی وجوہات کی بنا پر امام ابوزرعہ جو امام مسلم کے نیشاپور کے ہی تھے کتاب صحیح مسلم کے سخت خلاف تھے-کعب الاحبار کی وفات سن ۳۴ ہجری میں عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ایک سال پہلے ہوئی ان کی تدفین شام میں ہوئی

باب ۱۰ : مسجد دمشق کی حقیقت اور نزول عیسیٰ کا مقام

صحیح بخاری کی حدیث ہے

حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ ، أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ وَيُونُسُ ، عَنْ الزُّهْرِيِّ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، أَنَّ عَائِشَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَا: "لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ: وَهُوَ كَذَلِكَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا"

.مجھ سے بشر بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا مجھ کو معمر اور یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزع کی حالت طاری ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر چہرہ پر بار بار ڈال لیتے پھر جب شدت بڑھتی تو اسے ہٹا دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حالت میں فرمایا تھا، اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کو ان کے کئے سے ڈرانا چاہتے تھے۔

موطا امام مالک میں ہے

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ. اشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ

عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ نے کہا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کہا اے اللہ میری قبر کو بت مت بنا — اللہ کا

غضب پڑھتا ہے اس قوم پر جو اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنا دے

سن ۳۲۵ بعد مسیح کی بات ہے، قیصر روم کونستینٹین[24] کو طلب کیا اور نصرانی دھرم کی حقانیت جاننے کے لئے شواہد طلب کیے۔ کونسٹینٹین نے اپنی والدہ کو نصرانی دھرم سے متعلق آثار جمع کرنے پر مقرر کیا یا بالفاظ دیگر ان کو آرکیالوجی کی وزارت کا قلمدان دیا گیا اور اس سب کام میں اس قدر جلدی کی وجہ یہ تھی کہ مملکت کے حکمران طبقہ نے متھرا[25] دھرم چھوڑ کر نصرانی دھرم قبول کر لیا تھا اور اب اس کو عوام میں بھی استوار کرنا تھا لہٰذا راتوں رات روم میں بیچ شہر میں موجود جوپیٹر یا مشتری کے مندر کو ایک عیسائی عبادت گاہ میں تبدیل کیا گیا اس کے علاوہ یہی کام دیگر اہم شہروں یعنی دمشق اور یروشلم میں بھی کرنے تھے ۔ لیکن ایک مشکل درپیش تھی کہ کن کن مندروں اور مقامات کو گرجا گھروں میں تبدیل کیا جائے؟ اسی کام کو کرنے کا کونسٹینٹین کی والدہ ہیلینا نے بیڑا اٹھا لیا اور عیسائی مبلغ یسوبئوس کو ایک مختصر مدت میں ساری مملکت میں اس قسم کے آثار جمع کرنے کا حکم دیا جن سے دین نصرانیت کی سچائی ظاہر ہو۔

عیسائی مبلغ یسوبئوس نے نصرانیت کی تاریخ پر کتاب بھی لکھی اور بتایا کہ ہیلینا کس قدر مذہبی تھیں[26] ۔ یہ یسوبئوس ہی تھے جنھوں نے کونسٹینٹین کے سامنے نصرانیوں کا عیسیٰ کی الوہیت پر اختلاف پیش کیا اور سن ۳۲۵ ب م میں بادشاہ نے فریقین کا مدعا سننے کے بعد تثلیث[27] کے عقیدے کو پسند کیا اور اس کو نصرانی دھرم قرار دیا گیا۔ واضح رہے کہ کونسٹینٹین ابھی ایک کافر بت پرست ہی تھا کہ اس کی سربراہی میں نصرانی دھرم کا یہ اہم فیصلہ کیا گیا ۔ کچھ عرصہ بعد بادشاہ کونسٹینٹین نے خود بھی اس مذہب کو قبول کر لیا۔

بحر الحال، یسوبئوس نے راتوں رات کافی کچھ برآمد کر ڈالا جن میں انبیاء کی قبریں، عیسیٰ کی پیدائش اور تدفین کا مقام ،اصلی صلیب، یحییٰ علیہ السلام کے سر کا مقام، وہ مقام جہاں ہابیل قتل ہوا، کوہ طور، بھڑکتا شجر جو موسیٰ کا دکھایا گیا اور عیسیٰ کے ٹوکرے جن میں مچھلیوں والا معجزہ ہوا تھا وغیرہ شامل تھے ۔ یہودی جو فارس یا بابل میں تھے وہ بھی بعض انبیاء سے منسوب قبروں کو پوجتے تھے مثلا دانیال کی

قبر وغیرہ- ان مقامات کو فورا مقدس قرار دیا گیا اور یروشلم واپس دنیا کا ایک اہم تفریحی اور مذہبی مقام بن گیا جہاں ایک میوزیم کی طرح تمام اہم چیزیں لوگوں کو دین مسیحیت کی حقانیت کی طرح بلاتی تھیں- یسوبئوس سے قبل ان مقامات کو کوئی جانتا تک نہیں تھا اور نہ ہی کوئی تاریخی شواہد اس پر تھے اور نہ ہی یہودی اور عیسائیوں میں یہ مشہور تھے- مسلمان آج اپنی تفسیروں ،میگزین اور فلموں میں انہی مقامات کو دکھاتے ہیں جو در حقیقت یسوبئوس کی دریافت تھے- سن ١٧ ہجری میں مسلمان عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ان علاقوں میں داخل ہوئے اور ان عیسائی و یہودی مذہبی مقامات کو ان کے حال پر چھوڑ دیا گیا – یہاں تک کہ نبو امیہ کا دور آیا - خلیفہ عبد الملک بن مروان کے دور میں ان میں سے بعض مقامات کو مسجد قرار دیا گیا مثلا جامع الاموی دمشق جس میں مشہور تھا کہ اس میں یحییٰ علیہ السلام کا سر دفن ہے -اس سے قبل اس مقام پر الحداد کا مندر تھا پھر مشتری کا مندر بنا اور جس کو یسوبئوس کی دریافت پر یحییٰ علیہ السلام کے سر کا مدفن کہا گیا- اسی مقام پر نصرانیوں نے ایک گرجا بنا دیا اور اس میں ان کی عبادت ہونے لگی تھی - کہا جاتا ہے کہ جب مسلمان دمشق میں داخل ہوئے تو شہر کے وسط میں ہونے کی وجہ سے اس کے ایک حصے میں مسلمان اپنی عبادت کرتے رہے جو جنوب شرقی حصے میں ایک چھوٹا سا مصلی تھا - لیکن مکمل گرجا پر عیسائیوں کا ہی کنٹرول تھا وقت کے ساتھ کافی لوگ مسلمان ہوئے اور ولید بن عبد الملک کے دور میں اس پر مسلمانوں نے مکمل قبضہ کیا-

مسجد دمشق جامع بنی امیہ میں یحییٰ علیہ السلام سے منسوب مقام

ولید بن عبد الملک بن مروان کی تعمیرات

ولید نے کافی تعمیراتی کام کروایے ، لیکن ان سب کو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کیا گیا - اگر ان کے سامنے یہ سب ہوتا تو وہ اس کو پسند نہ کرتے-وقت کے ساتھ مسلمانوں نے ان مقامات پر قبضہ کرنا شروع کیا جو بنیادی طور پر یسوعیوں کی دریافت تھے اور وہی قبریں جن سے دور رہنے کا فرمان نبوی تھا ان کو اس امت میں واپس آباد کیا گیا-

ابن بطوطہ المتوفی ۷۷۹ ھ کتاب تحفة النظار في غرائب الأمصار وعجائب الأسفار میں لکھتے ہیں

وفي وسط المسجد قبر زكرياء عليه السلام ، وعليه تابوت معترض بين أسطوانتين مكسو بثوب حرير أسود معلّم فيه مكتوب بالأبيض:" يا زكرياء إنا نبشرك بغلام اسمه يحيى

اور مسجد کے وسط میں زکریا علیہ السلام کی قبر ہے اور تابوت ہے دو ستونوں کے درمیان جس پر کالا ریشمی کپڑا ہے اس پر لکھا ہے سفید رنگ میں یا زكرياء إنا نبشرك بغلام اسمه يحيى

کہیں اس کو یحییٰ علیہ السلام کی قبر کہا جاتا ہے کہیں اس کو زکریا علیہ السلام کی قبر کہا جاتا ہے بعض کتاب میں اس کو ہود علیہ السلام کی قبر بھی کہا گیا ہے-کتاب فضائل الشام ودمشق از ابن أبي الهول (المتوفى: 444ھ) کے مطابق

أخبرنا عبد الرحمن بن عمر حدثنا الحسن بن حبيب حدثنا أحمد بن المعلى حدثنا أبو التقي الحمصي حدثنا الوليد بن مسلم قال لما أمر الوليد بن عبد الملك ببناء مسجد دمشق كان سليمان بن عبد الملك هو القيم عليه مع الصناع فوجدوا في حائط المسجد القبلي لوح من حجر فيه كتاب نقش فأتوا به الوليد بن عبد الملك فبعث به إلى الروم فلم يستخرجوه ثم بعث به إلى العبرانيين فلم يستخرجوه ثم بعث به إلى من كان بدمشق من بقية الأشبان فلم يقدر أحد على أن يستخرجه فدلوه على وهب بن منبه فبعث إليه فلما قدم عليه أخبروه بموضع ذلك الحجر الذي وجدوه في ذلك الحائط ويقال إن ذلك الحائط من بناء هود النبي عليه السلام وفيه قبره

ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ جب ولید بن عبد الملک نے مسجد دمشق بنانے کا ارادہ کیا تو سلیمان بن عبد الملک اس پر مقرر کیا جو کاریگروں کا کام دیکھتے تھے اور ان کو ایک پتھر کی لوح ملی مسجد کے صحن سے جس پر نقش تھے اور اس کو ولید بن عبد الملک کو دکھایا گیا جس نے اس کو روم بھجوایا ان سے بھی حل نہ ہوا پھر یہودیوں کو دکھایا ان سے بھی حل نہ ہوا پھر دمشق کے بقیہ افراد کو دکھایا اور کوئی بھی اس کے حل پر قادر نہ ہوا پس اس کو وھب بن منبہ پر پیش کیا

انہوں نے کہا کہ یہ دیوار ھود کے دور کی ہے اور یہاں صحن میں ان کی قبر ہے

الغرض صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین اس مقام کو گرجا کے طور پر ہی جانتے تھے اور ایسی مسجد جس میں جمعہ ہو کے لئے یہ جگہ معروف نہ تھی۔

مینار بنانا ایک عیسائی روایت تھی، جس میں راہب اس کے اوپر بیٹھتے اور عبادت کرتے اور باقی لوگوں کو اوپر انے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ کتاب أخبار وحكايات لأبي الحسن الغساني از محمد بن الفيض بن محمد بن الفياض أبو الحسن ويقال أبو الفيض الغساني (المتوفى: 315هـ) کی ایک مقطوع روایت ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هِشَامِ بن يحيى الغساني قَالَ حدثن أَبِي عَنْ جَدِّي يَحْيَى بْنِ يحي قَالَ لَمَّا هَمَّ الْوَلِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بِكَنِيسَةِ مَرْيُحَنَّا لِيَهْدِمَهَا وَيَزِيدَهَا فِي الْمَسْجِدِ دَخَلَ الْكَنِيسَةَ ثُمَّ صَعَدَ مَنَارَةَ ذَاتِ الأَكَارِعِ الْمَعْرُوفَةَ بِالسَّاعَاتِ وَفِيهَا رَاهِبٌ نُوبِيٌّ صومعة لَهُ فأحدره من الصوعمعة فَأَكْثَرَ الرَّاهِبُ كَلامَهُ فَلَمْ تَزَلْ يَدُ الْوَلِيدِ فِي قَفَاهُ حَتَّى أَحْدَرَهُ مِنَ الْمَنَارَةِ ثُمَّ هَمَّ بِهَدْمِ الْكَنِيسَةِ فَقَالَ لَهُ جَمَاعَةٌ مِنْ نَجَّارِي النَّصَارَى مَا نَجْسُرُ عَلَى أَنْ نَبْدَأَ فِي هَدْمِهَا يَا أَمِيرَ الْمُؤمِنِينَ نخشى أنَعْثُرَ أَوْ يُصِيبَنَا شَيْءٌ فَقَالَ الْوَلِيد تحذرون وتخافون يَا غلان هَاتِ الْمِعْوَلَ ثُمَّ أُتِيَ بِسُلَّمٍ فَنَصَبَهُ عَلَى مِحْرَابِ الْمَذْبَحِ وَصَعَدَ فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْمَذْبَحَ حَتَّى أَثَّرَفِي ه أَثَرًا كَبِيرًا ثُمَّ صَعَدَ الْمُسْلِمُونَ فَهَدَمُوهُ وَأَعْطَاهُمُ الْوَلِيدُ مَكَانَ الْكَنِيسَةِ الَّتِي فِي الْمَسْجِدِ الْكَنِيسَةَ الَّتِي تُعْرَفُ بِحَمَّامِ الْقَاسِمِ بِحِذَاءِ دَارِ أَن الْبَنِينَ فِي الْفَرَادِيسِ فَهِيَ تُسَمَّى مَرْيُحَنَّا مَكَانَ هَذِهِ الَّتِي فِي الْمجد وَحَوَّلُوا شَاهِدَهَا فِيمَا يَقُولُونَ هُمْ إِلَيْهَا إِلَى تِلْكَ الْكَنِيسَةِ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَنَا رَأَيْتُ الْوَلِيدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ فَعَلَ ذَلِكَ بِكَنِيسَةِ

يَحْيَى بْنِ يحي کہتے ہیں کہ جب الْوَلِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ نے كَنِيسَةِ مَرْيُحَنَّا کو گرانے کا ارادہ کیا اور اس کی جگہ مسجد کو بنانے کا تو وہ كَنِيسَةِ میں آئے اور مَنَارَةَ ذَاتِ الأَكَارِعِ پر چڑھے جو السَّاعَاتِ کے نام سے معروف ہے جن میں راہب نُوبِيٌّ تھا ... پس عیسائی بڑھییوں نے کہا اے امیر المومنین ہم خوف زدہ ہیں کہ ہم کو کوئی برائی نہ پہنچے پس ولید نے کہا تم سب ڈرتے ہو اوزار لاؤ پھر محراب الْمَذْبَحِ پر گئے اور وہاں ضرب لگائی جس پر بہت اثر ہوا پھر مسلمان چڑھے اور انہوں نے ضرب لگائی اور اس کو گرایا اور ولید نے عیسائیوں کو كَنِيسَةِ کی جگہ..... دوسرا مقام دیا

بنو امیہ کا مقصد قبر پرستی نہیں تھا - ان کا مقصد سیاسی تھا کہ عیسائیوں کو ان کے معبد خانوں سے بے

دخل کرنا تھا کیونکہ وہ شہروں کے بیچ میں تھے اور اہم مقامات پر تھے - لیکن انہوں نے ان عیسائیوں کے اقوال پر ان کو انبیاء کی قبریں مان لیا اور ان کو مسجد میں بدل دیا گیا - جو مقامات یسوبئوس نے دریافت کیے تھے ان کو بغیر تحقیق کے قبول کر لیا گیا جبکہ نہ کوئی حدیث تھی نہ حکم رسول- اگلی صدیوں میں ان مقامات کو قبولیت عامہ مل گئی -تاریخ بیت المقدس نامی کتاب میں جو ابن جوزی تصنیف ہے اس میں مصنف نے بتایا ہے یہاں کس کس کی قبر ہے جو روایت بلا سند کے مطابق جبریل علیہ السلام نے بتایا

هذا قبر أبراهيم، هذا قبر سارة، هذا قبر إسحاق، هذا قبر ربعة، هذا قبر يعقوب، هذا قبر زوجته

انہی قبروں کو یہود و نصاری نے آباد کر رکھا تھا جن پر کوئی دلیل نہیں تھی - انہی قبروں کو اب مسلمانوں نے آباد کر رکھا ہے اور تصور قائم کیا ہوا کہ یہاں عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہو گا - ایسی جگہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کیوں ہو گا جہاں انبیاء کی قبریں کو پوجا کی گئی ہو اور ابھی تک یہ مزارات وہاں موجود ہیں

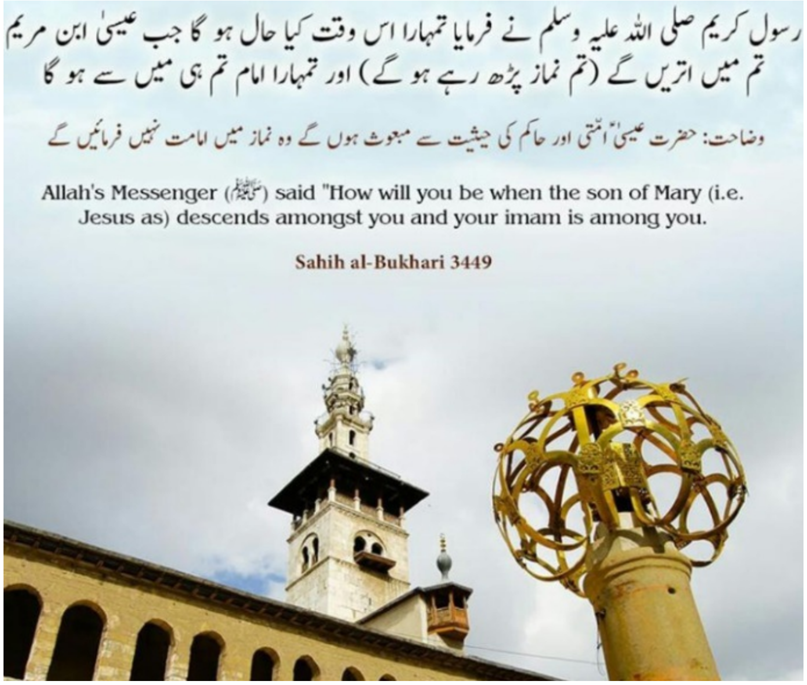

جامع مسجد الاموی کا مینار جو بقول ابن کثیر سن ۷۴۱ ھ میں سفید پتھر سے بنایا گیا

مسجد دمشق وہی مقام ہے جو انبیاء کی قبروں سے منسوب ہے اور یہاں اصلا ایک چرچ تھا جس کو بنو

امیہ نے مسجد بنا دیا - فضائل الشام ودمشق از ابن أبي الهول (المتوفى: 444هـ) میں ہے

وأخبرنا تمام قال: حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ المعلى حدثنا القاسم بن عثمان قال: سمعت الوليد بن مسلم وسأله رجل يا أبا العباس أين بلغك رأس يحيى بن زكريا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بلغني أنه ثم وأشار بيده إلى العمود المسفط الرابع من الركن الشرقي.

ولید بن مسلم نے ایک شخص کے سوال پر کہ یحییٰ کا سر (مسجد دمشق میں) کہاں ہے کہا کہ مجھ تک پہنچا پھر ہاتھ سے چوتھے ستون کی طرف رکن شرقی کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں ہے

یکایک یہ دریافتیں شاید دمشق کی اہمیت بڑھانے کے لئے تھیں کہ امت دمشق کو بھی مقدس سمجھے اور وہاں جا کر ان مقامات کو دیکھے[28] جبکہ موطا ور بخاری و مسلم میں انبیاء کی ان نام نہاد قبروں کا وجود و خبر تک نہیں

عیسیٰ دمشق میں نازل ہوں گے

عیسیٰ علیہ السلام اپنے نزول پر کہاں ظاہر ہوں گے اس پر نصرانیوں کا اختلاف ہے – ایسٹرن آرتھوڈوکس چرچ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں ظاہر ہوں گے – پروٹسٹنٹ فرقے کے بقول یروشلم میں اور کیتھولک فرقے کے مطابق روم میں-

مسیح کی آمد ثانی کو نصرانی

Parousia, **the Second Coming** of Christ

کہتے ہیں- شام، لبنان ، اردن فلسطین میں آج بھی ایسٹرن آرتھوڈوکس چرچ کا زور ہے اور وہاں کے تمام قدیم چرچ اسی فرقہ کے کنٹرول میں ہیں –

یسعیاہ باب ۱۷ میں ہے

An oracle concerning Damascus.
Behold, Damascus will cease to be a city
and will become a heap of ruins

اور دمشق پر پیشگوئی ہے کہ خبردار دمشق شہر نہ رہے گا اور کھنڈر بن جائے گا

اس آیت کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ کی آمد سے پہلے دمشق جنگ سے اجڑا ہو گا –
نصرانی کہتے ہیں کہ عیسیٰ صلیب پر فوت ہوئے اور دوبارہ زندہ ہوئے اور دمشق کے رستے میں لوگوں پر ظاہر ہوئے - ان کے جھوٹے رسول پاول نے خبر دی کہ دمشق کے رستہ میں عیسیٰ نے حکم دیا کہ جاو تبلیغ کرو- پاول کے بقول پہلی بار زندہ مسیح دمشق کے رستے میں ظاہر ہوا – عرب نصرانیوں جن کی اکثریت

Eastern Orthodox Church

کی ہے ان میں یہ بات مشہور چلی آئی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول ثانی پر دمشق میں ظاہر ہوں گے ؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ صلیب کے بعد سینٹ پال کے بقول اس نے دمشق کے راستہ میں سب سے پہلے جی اٹھنے والے مسیح کو دیکھا تھا - اس بنا پر عرب نصرانی اس کے منتظر ہیں کہ آمد ثانی پر بھی عیسیٰ دمشق کے پاس ظاہر ہوں گے - ایسٹرن آرتھوڈوکس نصرانی کہتے ہیں کہ دمشق میں نزول ثانی کے بعد عیسیٰ فاتحانہ انداز میں گھوڑے کی سواری کر کے یروشلم میں داخل ہوں گے – مسجد الاقصی جائیں گے وہاں یہود یا تو آپ کو مسیح تسلیم کر لیں گے یا قتل ہوں گے –اس کو بائبل کی کتب یرمیاہ و زکریا سے اخذ کیا گیا ہے - چند سال پہلے پوپ بنی ڈکٹ

Pope Benedict

نے جب دمشق کا دورہ کیا تو ویٹی کن کے ایک کارندے نے اخباری نمائندوں کو اس کی یہی وجہ بتائی کہ یہ نصرانی روایات ہیں کہ عیسیٰ نزول ثانی پر دمشق میں ظاہر ہوں گے جس کو راقم نے خود ایک ڈوکومیٹری میں سنا- مسلمانوں میں مشہور ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول صدر دمشق میں جامع مسجد الاموی پر ہو گا جس کا مینار سفید ہے –البتہ دور بنو امیہ کی مشہور جامع الاموی کا مینار سفید پتھر کا نہیں تھا بلکہ لکڑی کا تھا - کتاب النهاية في الفتن والملاحم میں ابن کثیر کا کہنا ہے

وقد جدد بناء المنارة في زماننا في سنة إحدى وأربعين وسبعمائة من حجارة بيض ، وكان بناؤها من أموال النصارى الذين حرقوا المنارة التي كانت مكانها ،

اس مینار کی تجدید کی گئی ہمارے دور میں سن ۷۴۱ ھ میں کہ اس کو سفید پتھر کا کیا گیا اور اس کو اس مال سے بنایا گیا جو نصرانییوں کا تھا جنہوں نے اصل مینار کو جلا دیا جو پہلے یہاں تھا

کتاب البداية والنهاية ج ١٣ / ص ١٧٥ پر ابن کثیر نے لکھا

وفي ليلة الأحد الخامس والعشرين من رجب وقع حريق بالمنارة الشرقية فأحرق جميع حشوها وكانت سلالمها سقالات من خشب وهلك للناس ودائع كثيرة كانت فيها وسلم الله الجامع وله الحمد وقدم السلطان بعد أيام إلى دمشق فأمر بإعادتها كما كانت قلت ثم احترقت وسقطت بالكلية بعد سنة أربعين وسبعمائة وأعيدت عمارتها أحسن مما كانت ولله الحمد وبقيت حينئذ المنارة البيضاء الشرقية بدمشق كما نطق به الحديث في نزول عيسى عليه السلام عليها

اور اتوار رجب کی ۲۵ تاریخ کو شرقی مینار میں اگ لگی اور یہ سب جل گیا بس اس کے کچھ لکڑی کے ڈنڈے رہ گئے ... اور اللہ نے مسجد کو بچا لیا اس کا شکر ہے اور سلطان چند روز بعد دمشق تشریف لائے اور انہوں نے اس کی تعمیر نو کا حکم کیا جیسا یہ پہلے تھا ۔ میں کہتا ہوں یہ جلا اور تمام گر گیا تھا پھر سن ۷۴۱ ھ کے بعد اور اسکی تعمیر نو کی گئی اچھی طرح و للہ لحمد اور اب یہ باقی ہے سفید مینار کے طور پر جیسا حدیث نزول عیسیٰ میں بولا گیا ہے

تفسیر ابن کثیر میں ابن کثیر کا قول ہے

وفيها دلالة على صفة نزوله ومكانه ، من أنه بالشام ، بل بدمشق ، عند المنارة الشرقية ، وأن ذلك يكون عند إقامة الصلاة للصبح وقد بنيت في هذه الأعصار ، في سنة إحدى وأربعين وسبعمائة منارة للجامع الأموي بيضاء ، من حجارة منحوتة ، عوضا عن المنارة التي هدمت بسبب الحريق المنسوب إلى صنيع النصارى - عليهم لعائن الله المتتابعة إلى يوم القيامة - وكان أكثر عمارتها من أموالهم ، وقويت الظنون أنها هي التي ينزل عليها [المسيح] عيسى ابن مريم ، عليه السلام

ان روایات سے عیسیٰ کے نزول کی صفت اور مکان کا معلوم ہوا کہ وہ شام میں ہے بلکہ دمشق میں ہے سفید مینار کے پاس اور یہ ہو سکتا ہے نماز فجر کے وقت اور عصر حاضر میں سن ۷۴۱ ھ میں جامع الاموی کا مینار سفید کیا گیا اس پتھر کو لیا گیا جو فن صناعی میں استعمال ہوتا ہے - اس سے مینار کو بنایا گیا جو منسوب ہے کہ نصرانییوں کی حرکت سے جلا ، ان پر اللہ کی متعدد لعنت ہو قیامت تک اور اکثر تعمیر ان کے ہی اموال سے کی گئی اور ان گمانوں کو تقویت ملی کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا اس پر نزول ہو گا

ابن کثیر کے اقوال سے معلوم ہوا کہ اصل مینار لکڑی کا تھا جو جل گیا لیکن بعد میں یہ سمجھتے ہوئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اس مسجد پر ہو گا اس کو سفید پتھر کا کیا گیا

تصویر : جامع الاموی ولید بن عبد الملک کی تصویر- سفید مینار جو ۷۴۱ ھ میں بنایا گیا

راقم کہتا ہے عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اس مقام پر ممکن نہیں جہاں انبیاء کی قبروں پر مسجد ہو-

عیسیٰ بیت المقدس میں نازل ہوں گے

مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح میں مؤلف: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ) لکھتے ہیں

رَوَى الطَّبَرَانِيُّ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ: يَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، ذَكَرَ السُّيُوطِيُّ فِي تَعْلِيقِهِ عَلَى ابْنِ مَاجَهْ أَنَّهُ قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ كَثِيرٍ فِي رِوَايَةٍ: إِنَّ عِيسَى - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - يَنْزِلُ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَفِي رِوَايَةٍ: بِالْأُرْدُنِّ، وَفِي رِوَايَةٍ: بِمُعَسْكَرِ الْمُسْلِمِينَ، قُلْتُ: حَدِيثُ نُزُولِهِ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ عِنْدَ ابْنِ مَاجَهْ، وَهُوَ عِنْدِي أَرْجَحُ، وَلَا يُنَافِي سَائِرَ الرِّوَايَاتِ ; لِأَنَّ بَيْتَ الْمَقْدِسِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، وَهُوَ مُعَسْكَرُ الْمُسْلِمِينَ إِذْ ذَاكَ، وَالْأُرْدُنُّ اسْمُ الْكُورَةِ كَمَا فِي الصِّحَاحِ، وَبَيْتُ الْمَقْدِسِ دَاخِلٌ فِيهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ الْآنَ مَنَارَةٌ، فَلَا بُدَّ أَنْ تَحْدُثَ قَبْلَ نُزُولِهِ

طبرانی نے اوس بن اوس سے روایت کیا : عیسیٰ مشرق دمشق میں سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے – سیوطی نے ابن ماجہ پر تعلیق میں ذکر کیا ہے کہ حافظ ابن کثیر نے روایت پر کہا ہے کہ عیسیٰ بیت المقدس پر نازل ہوں گے اور روایت میں ہے اردن میں اور روایت میں ہے لشکر مسلمین پر – میں کہتا ہوں ان کے بیت المقدس میں نزول والی حدیث یہ ابن ماجہ میں ہے اور یہ میرے نزدیک راجح ہے اور اس سے باقی روایات کا رد نہیں ہوتا کیونکہ بیت المقدس ، دمشق کے مشرق میں ہے جو مسلمانوں کا عکسری مقام ہے اور اردن تو ضلع کا نام ہے جیسا الصِّحَاحِ میں ہے اور بیت المقدس اس میں شامل ہے اور ابھی بیت المقدس پر مینار نہیں ہے پس ہونا چاہیے کہ نزول سے قبل اس کو بنا دیا

جائے

راقم کہتا ہے بیت المقدس، دمشق کے جنوب میں ہے۔ مرقات میں ہی ایک مقام پر اردن کے لئے بیان کیا گیا کہ یہ کُورة بأعلى الشام اوپری شام کا ضلع ہے۔

النہایۃ فی الفتن والملاحم میں ابن کثیر نے لکھا ہے

وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، حَدَّثَنَا كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: "سَتُقَاتِلُونَ بَنِي الْأَصْفَرِ وَيُقَاتِلُهُمْ مَنْ بَعْدَكُم مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَهْلَ الْحِجَازِ حتى يَفْتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ القسطنطينيةَ وروميةَ بالتسبيح والتكبير فيتهدّم حصنَها فيصيبون ما لَمْ يُصِيبُوا مِثْلَهُ قَطُّ حتى إِنَّهُمْ يَقْتَسِمُونَ بِالْأَتْرِسَةِ، ثُمَّ يَصْرُخُ صارخٌ يَا أَهْلَ الإسلام المسيحُ الدَّجَّالُ فِي بِلَادِكُمْ وَذَرَارِيِّكُمْ، فَيَنْفَضُّ النَّاسُ عَنِ المالِ مِنْهُمُ الآخذُ وَمِنْهُمُ التاركُ الْآخِذُ نادم والتارك نادمٌ يقولون: مَن هذَا الصَّارِخُ؟ وَلَا يَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ، فَيَقُولُونَ ابْعَثُوا طَلِيعَةً إِلَى إيلياءَ فَإِنْ يَكُنْ المسيحُ قد خرج يأتوكم بعلمه. فيأتون فينظرون ولا يَرَوْنَ شَيئاً ويَرَوْنَ الناس ساكِنين، ويقولون ما صرخَ الصارخُ إلا لنبأ عظيم فاعزموا ثم ارفضُّوا فيعزمون أَنْ نَخْرُجَ بِأَجْمَعِنَا إِلَى إِيلِيَاءَ ، فَإِنْ يَكُنِ الدجال خرج نقاتله حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ، وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى فَإِنَّهَا بِلَادُكُمْ وَعَشَائِرُكُمْ إِنْ رَجَعْتُمْ إِلَيْهَا

یہ روایت مختصرا ابن ماجہ کی ہے اور مکمل متن جو النہایۃ ، المعجم الکبیر طبرانی ، مستدرک حاکم ، میں ہے اس میں عیسیٰ کا مدد گار لشکر بیت المقدس میں بتایا گیا ہے سند میں کثیر بن عبد الله بن عمرو بن عوف سخت ضعیف ہے – البتہ امام بخاری کی اس پر حسن رائے ہے –ترمذی سے نقل کیا گیا ہے

قُلْتُ لِمُحَمَّدٍ فِي حَدِيثِ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ فِي سَاعَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

میں نے امام بخاری سے پوچھا : حدیث كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ جو جمعہ کے بارے میں ہے ؟ کہا یہ حدیث حسن ہے

بعض نے اس بنا پر دلیل لی ہے کہ عیسیٰ کا نزول بیت المقدس میں ہو گا جس کو سیوطی کی تائید حاصل ہوئی اور ملا علی القاری کی بھی۔ امام ابن خزیمہ اپنی صحیح میں روایت لکھتے ہیں جو سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، حَدَّثَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ

عَبَّادٍ الْعَبْدِيُّ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ.
أَنَّهُ شَهِدَ خُطْبَةً يَوْمًا لِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، فَذَكَرَ فِي خُطْبَتِهِ، قَالَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ: بَيْنَا أَنَا يَوْمًا وَغُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِي غَرَضًا لَنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قَيْدَ رُمْحَيْنِ، أَوْ ثَلَاثَةٍ فِي غَيْرِ النَّاظِرِينَ مِنَ الْأُفُقِ .... وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ قُمْتُ أُصَلِّي مَا أَنْتُمْ لَاقُونَ فِي دُنْيَاكُمْ وَآخِرَتِكُمْ، وَإِنَّهُ وَاللَّهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا آخِرُهُمُ الْأَعْوَرُ الدَّجَّالُ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى [151 - أ] كَأَنَّهَا عَيْنُ أَبِي يَحْيَى -أَوْ تَحْيَا- لِشَيْخٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَإِنَّهُ مَتَى خَرَجَ فَإِنَّهُ يَزْعُمُ أَنَّهُ اللَّهُ، فَمَنْ آمَنَ بِهِ وَصَدَّقَهُ وَاتَّبَعَهُ فَلَيْسَ يَنْفَعُهُ صَالِحٌ مِنْ عَمَلٍ سَلَفَ، وَمَنْ كَفَرَ بِهِ وَكَذَّبَهُ، فَلَيْسَ يُعَاقَبُ بِشَيْءٍ مِنْ عَمَلِهِ سَلَفَ، وَإِنَّهُ سَيَظْهَرُ عَلَى الْأَرْضِ كُلِّهَا إِلَّا الْحَرَمَ وَبَيْتَ الْمَقْدِسِ، وَإِنَّهُ يَحْصُرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَيُزَلْزَلُونَ زِلْزَالًا شَدِيدًا، قَالَ: فَيَهْزِمُهُ اللَّهُ وَجُنُودُهُ، حَتَّى أَنَّ جِذْمَ (1) الْحَائِطِ وَأَصْلَ الشَّجَرَةِ لَيُنَادِي: يَا مُؤْمِنُ هَذَا كَافِرٌ يَسْتَتِرُ بِي، تَعَالَ: اقْتُلْهُ

اہل بصرہ میں سے ثَعْلَبَةُ بْنُ عَبَّادٍ الْعَبْدِيُّ نے روایت کیا کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی ہمیں ایک خطبہ دیا (اس میں گرہن کی نماز کا ذکر کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ بیان کیا) رسول اللہ نے فرمایا اللہ کی قسم قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ تیس دجال نکلیں گے ان کا آخری ایک کانا ہو گا الدجال جس کی سیدھی آنکھ ایسی ہو گی جیسی أَبِي يَحْيَى یا۔تَحْيَا انصار میں سے ایک شیخ تھے – اور یہ جب نکلے گا تو دعوی کرے گا کہ یہ اللہ ہے – پس جو اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی اور اتباع کی اس کو جو نیک کام پہلے کیا اس کا کوئی ثواب نہ ملے گا اور جس نے اس کا کفر کیا اس کو ان کاموں پر کوئی باز پرس نہ ہو گی – اور دجال تمام زمین پر غلبہ پائے گا سوائے حرم اور بیت المقدس کے اور یہ مومنوں کو بیت المقدس میں محصور کر دے گا – پس شدید زلزلہ آئے گا پس اللہ دجال اور اس کے لشکر کو شکست دے گا یہاں تک کہ جو درخت کی جڑ میں بھی ہو تو وہاں وہ پکارے گا کہ اے مومن یہ کافر چھپا ہے اس کو قتل کرو

اس روایت میں نزول مسیح کا ذکر ہی نہیں بلکہ دجال اور اس کا لشکر ایک زلزلہ میں ہلاک ہوتے ہیں – مسلمان دمشق میں محصور نہیں بلکہ بیت المقدس میں ہیں- سند میں ثعلبة بن عباد کو علی المدینی نے مجہول قرار دیا ہے جبکہ ابن خزیمہ نے اس کو مجہول نہیں سمجھا اسی طرح مستدرک میں امام حاکم نے اس روایت کو لکھا ہے اور هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ قرار دیا ہے- مستدرک حاکم میں مزید ہے

وَإِنَّهُ يَحْصُرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَتَزَلْزَلُونَ زِلْزَالًا شَدِيدًا، فَيُصْبِحُ فِيهِمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَهْزِمُهُ اللَّهُ

وَجُنُودَهُ

اور مومن بیت المقدس میں محصور ہوں گے پس شدید زلزلہ آئے گا پس عیسیٰ ابن مریم آئیں گے اور اللہ دجال اور اس کے لشکر کو شکست دے گا

اس روایت سے معلوم ہوا کہ محدث ابن خزیمہ اس کے قائل تھے کہ دجال ایک زلزلہ میں ہلاک ہو گا۔

کتاب السنن الواردة في الفتن وغوائلها والساعة وأشراطها از عثمان بن سعيد بن عثمان بن عمر أبو عمرو الداني (المتوفى: 444ھ) کے مطابق

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ حَيَّوَيْهِ النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ [ص:1237] مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْوَاصِلِ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي تُقَاتِلُ عَنِ الْحَقِّ حَتَّى يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ، يَنْزِلُ عَلَى الْمَهْدِيِّ، فَيُقَالُ لَهُ: تَقَدَّمْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَصَلِّ لَنَا، فَيَقُولُ: إِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ أَمِينٌ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ لِكَرَامَتِهِمْ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ "

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میری امت میں ایک گروہ حق ہمیشہ ہو گا جو قتال کرتا رہے گا یہاں تک کہ عیسیٰ ابن مریم کا نماز فجر کے وقت بیت المقدس میں نزول ہو اور وہ مہدی کے پاس آئیں گے اور مہدی ، عیسیٰ سے کہیں گے اے اللہ کے نبی آگے بڑھیے نماز پڑھائیے – عیسیٰ جواب دیں گے اس امت میں لوگ ایک دوسرے پر امین ہیں اس کی اللہ نے اس طرح تکریم کی

یہ روایات دلیل ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بیت المقدس میں ہو گا نہ کہ دمشق میں – نصرانییوں میں پروٹسٹنٹ فرقہ کہتا ہے کہ عیسیٰ کی آمد اس وقت تک نہیں ہو گی جب تک مسجد اقصی کے مقام پر ہیکل سلیمانی نہ بن جائے اور عیسیٰ وہاں مشرقی باب سے داخل ہوں گے جس کو مسلمان خلفاء نے سیل کر دیا تھا۔ پروٹسٹنٹ فرقہ کے مطابق عیسیٰ بیت المقدس میں ظاہر ہوں گے

عیسیٰ دمشق سے باہر مشرقی مینار پر نازل ہوں گے

البداية والنهاية (9/156) میں ابن کثیر کا کہنا ہے

والمقصود: أن عيسى ينزل على المنارة الشرقية بدمشق.... فينزل على المنارة - وهي هذه المنارة المبنية في زماننا من أموال النصارى .

اور مقصود یہ ہے کہ عیسیٰ دمشق میں نازل ہوں گے مشرقی مینار پر ... اور یہ مینار بنایا گیا ہے ہمارے دور میں نصرانییوں کے اموال ہی سے

وبعض العوام يقول: إن المراد بالمنارة الشرقية بدمشق، منارة مسجد بلاشو، خارج باب شرقي.
وبعضهم يقول: إنها المنارة التي على نفس باب شرقي.
فالله أعلم بمراد رسول الله

بعض کا کہنا ہے کہ مینار سے مراد وہ مشرقی مینار ہے جو دمشق سے باہر ہے ب جو مسجد بلاشو (مسجد بلاشو الكردي یا مسجد شرقية) کا ہے - اور بعض کا کہنا ہے کہ یہ مینار وہ ہے جو باب شرقی پر ہی ہے اللہ کو علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا مراد تھی

باب شرقی سے مراد وہ محراب ہے جو دمشق کی مشرقی شارع پر ہے جس کا ذکر سنیٹ پاول کے خطوط میں بھی ہے

ابن کثیر کے بقول مسجد کے مینار کو تو سفید ان کے زمانے یعنی ۷۴۱ ھ میں بنایا گیا ہے اس سے قبل مسجد پر سفید مینار نہیں تھا بلکہ لکڑی کا تھا

طریق اسلام ویب سائٹ پر ایک وہابی عالم کا کہنا ہے

https://ar.islamway.net/article/5650/الأقصى-لا-مغارة-اللصوص-علاقة-مجيء-المسيح-عليه-السلام

ولفظ حديث النواس عند مسلم وغيره يقول: «شرقي دمشق» ، ولم يقل بدمشق او في دمشق

اور نواس کی حدیث جو صحیح مسلم میں ہے اس میں ہے کہ نزول عیسیٰ ، دمشق کے مشرق میں ہو گا اس میں یہ نہیں ہے نزول دمشق میں ہو گا یا دمشق پر ہو گا

دمشق کے مشرقی دروازہ پر موجود مینار ، دور نبوی سے بھی قبل کا ہے

وہابی عالم محمد العریفی کا قول ہے

وقد زرت دمشق ,وذهبت للمنارة , وهي تقع في (باب تومه) .. والعجيب في الامر , أن هذه المنارة ليست منارة لمسجد , ولا منارة لكنيسة .. بل هي منارة لوحدها ليست على شئ.. وهذا المكان , أي: (باب تومة) هو حي غالب سكانه من النصارى

اور میں نے مقام کی دمشق میں زیارت کی ہے اور اس مینار تک گیا اور یہ باب تومہ پر ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ مینار نہ تو کسی مسجد پر ہے نہ چرچ پر ہے بلکہ یہ مینار کسی چیز پر نہیں ہے اور اس مکان یعنی باب تومہ یہ نصرانیوں کا محلہ ہے ان کی یہاں اکثریت ہے

راقم کہتا ہے باب تومہ

Gate of Thomas

ہے

اور دور نبوی میں یہ سفید مینار موجود تھا جبکہ جامع الاموی جو چرچ تھا اس پر کوئی سفید مینار نہ تھا بلکہ لکڑی کا مینار تھا - واضح رہے کہ پینٹ کی سہولت دور نبوی یا اس سے قبل موجود نہیں تھی یہ تو دور جدید کی چیز ہے

باب تومہ پر جو مینار سفید ہے یہ سفید پتھر کی وجہ سے ہے

گوگل ارتھ سے لی گئی قدیم دمشق کی تصویر - قارئین نوٹ کریں باب شرقی پر محراب ہے ، باب Touma تومہ پر مینار ہے اور جامع الاموی ان سے کافی دور ہے

کعب الاحبار نے ذکر کیا تھا کہ عیسیٰ یہودی کواٹرز کی جانب سفید محراب سے گزر کر دمشق میں داخل ہوں گے پھر کنیسہ آئیں گے پھر مسجد - لیکن صحیح مسلم میں اس کو کر دیا گیا ہے کہ مشرقی دمشق میں سفید مینار پر اتریں گے- محمد العریفی نے خبر دی کہ آج بھی باب تومہ کے پاس نصرانی رہ رہے ہیں - اس سے اس رائے کو تقویت ملتی ہے کہ اصلا کعب الاحبار کے اقوال کو ملا کر جب صحیح مسلم کی نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ والی روایت بنائی گئی اس وقت اس کو یہودی اجزاء سے پاک کیا گیا — عیسیٰ علیہ السلام کو باب تومہ کے پاس نصرانی علاقے میں مینار پر اتارا گیا - اس کا مقصد نصرانییوں کی ہمدردی حاصل کرنا تھا تاکہ دمشق پر کسی بھی ممکنہ بنو عباس کے حملے کا مقابلہ کیا جا سکے -

عیسیٰ مکہ میں نازل ہوں گے

موطا امام مالک اور صحیح بخاری کی حدیث ہے

مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: «أُرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ. فَرَأَيْتُ رَجُلاً آدَمَ. كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ. لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ. قَدْ رَجَّلَهَا

فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً. مُتَّكِئاً عَلَى رَجُلَيْنِ، أَوْ عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ. يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ. فَسَأَلْتُ: مَنْ هذَا؟
فَقِيلَ: هذَا الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ - ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ . أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنَى. كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ.
فَسَأَلْتُ: مَنْ هذَا؟
فَقِيلَ: هذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ

مالک ، نافع سے وہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے رات میں نیند میں کعبہ کے پاس آدمیوں میں سے ایک بہت خوب آدمی دیکھا ....دو آدمیوں پر سہارا لئے کعبہ کا طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا کون ہے کہا گیا مسیح ابن مریم- پھر ایک انگور کی طرح پھولی انکھ سے کانے کو دیکھا جس کے بال گھونگھر والے تھے - پوچھا یہ کون ہے کہا مسیح دجال ہے

اس روایت کی عملی و حقیقی شکل تبھی ممکن ہے جب عیسیٰ علیہ السلام اور دجال دونوں مکہ میں موجود ہوں

و اللہ اعلم بالصواب

باب ۱۱ : معرکہ مہدی بمقابلہ مسیح ہے

ایک قاری کے ذھن میں یہ سوال پیدا ہونا نہایت منطقی ہے کہ ایسا کیوں کیا گیا کہ یہود دجال کے ساتھ ہیں اور نصرانی دجال کے ساتھ نہیں ہیں — اور دمشق اس پورے معرکہ میں ایک بنیادی اہمیت رکھتا ہے؟ اس کا جواب مختصرا بنو امیہ اور بنو ہاشم کا جھگڑا ہے — بنو امیہ سن ۱۲۰ ہجری کے بعد سے انتشار کا شکار تھے ان کے آپس کے اختلاف نے بنو ہاشم کو موقعہ دیا کہ وہ جمع ہوں اور اپنی قوتوں کو مجتمع کریں اس میں بنو حسن ، بنو حسین ، بنو زید نے بنو عباس کا ساتھ دیا جس میں جنگ کی کمان اور انتظام بنو عباس کے کنٹرول میں تھی ۔ بنو عباس شاطر لوگ تھے انہوں نے خراسان کے لوگوں کو ساتھ ملایا جن میں ابو مسلم خراسانی مشہور لیڈر ہے — ابو مسلم کے ساتھ یہود بھی شامل تھے کیونکہ یہود فارس کے مطابق ان کی کتب میں تھا کہ وہ ایک دن یروشلم پہنچیں گے بنو اسمٰعیل کی مدد سے اور یہود کا مسیح ظاہر ہو گا

یہودیوں میں یہ بھی مشہور ہے کہ اگر کسی فارسی النسل کا گھوڑا یروشلم میں دیکھو تو پھر مسیح کی آمد کا انتظار کرو

Works like Otot ha-Mashiach, Sings of Messiah, Agadat ha-Maschiach, Legend ofMessiah, describe God's coming intervention in history through a great war led by warriors in Persian costume. A late saying ascribed to Rabbi Simeon bar Yohai warned that if you see the horse of the Persian tied to a post in the land of Israel, expect the footsteps of the Messiah. Yet these specific predictions,

translated into prescriptions for political action, proved to be extremely dangerous"[29]

اوتات مسیحا، آیات مسیحا ، حکایات مسیحا جیسے کاموں (کتب) میں اللہ کا تاریخ میں فارسیوں جسے لباس والوں کے ذریعے ایک عظیم جنگ کے نتیجے میں ہونے والا عمل دخل بیان کیا گیا ہے ۔ ایک قدیم قول جو ربی شمعون بر یوحآئی سے منسوب ہے اس میں خبر دار کیا گیا ہے کہ اگر کسی فارسی النسل کا گھوڑا یروشلم میں دیکھو تو پھر مسیح کے قدموں کی چاپ کا انتظار کرو۔ ان خاص اقوال کے باوجود ان سے سیاسی نوعیت کے نتائج کا اخراج خطرناک ہو سکتا ہے

یہ قدیم کتب دور بنو امیہ سے بھی پہلے کی ہیں
ربی شمعون بر یوحآئی[30] حشر دوم کے بعد کے ہیں اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فوت ہوئے ۔ایک کشف میں ان کو فرشتہ مطاتروں نے بتایا[31]

اس مکاشفہ کی تفصیل ہے

The renowned second-century rabbi Simon ben Yohai is credited with a number of related apocalyptic works. The Tefillia ("Prayer") pertains to Crusader times in its present form, but draws indirectly upon the Nisiarot ("Secrets") and Midrash 'aseret meliikhim ("Midrash of the Ten Kings"), also ascribed to Rabbi Simon, which deal with the career of Islam until the fall of the Umayyad dynasty and the rise of the Abbasids respectively." In their turn, these two, and the Secrets in particular, make use of an earlier apocalypse, seemingly contemporary with the Arab conquests."

At the opening of the scene we are introduced to Simon, who has been "hidden {for thirteen years} in a cave from the emperor, the king of Edom, {who had decreed destruction on Israel}."He has

been fasting and praying for a number of days, and he calls upon God to answer his prayer for enlightenment:
At once the secrets of the end and the mysteries were revealed to him, and he sat and began to expound: “And he saw the Kenite” (Numbers xxiv.21). Since he saw the kingdom of Ishmael that was coming, he began to say: “Was it not enough what the wicked kingdom of Edom has done to us, but [we deserve] the kingdom of Ishmael too?” At once Metatron, the foremost angel (sar ha-penfm), answered him and said: “Do not fear, son of man, for the Almighty only brings the kingdom of Ishmael in order to deliver you from this wicked one (Edom). He raises up over them (Ishmaelites) a prophet according to His will and He will conquer the land for them, and they will come and restore it to greatness, and a great dread will come between them and the sons of Esau.” Rabbi Simon answered him and said: “How [is it known] that they are our salvation?” He (Metatron) said to him: “Did not the prophet Isaiah say that ‘he saw a chariot with a pair of horsemen etc.’ ? Why did he put the chariot of asses before the chariot of camels when he should rather have said ‘a chariot of camels and [then] a chariot of asses,’ because when he (Ishmael, i.e. the Arabs) goes forth [to war], he rides upon on a camel, and when the kingdom will arise by his hands he rides upon an ass? [Given that he said the reverse of this]’ the chariot of asses, since he (the Messiah) rides upon an ass, shows that they (the Ishmaelites, represented by the chariot of camels) are a salvation for Israel, like the salvation of the rider on an ass (i.e. the Messiah).”

ربی شمعوں بر یوحائی ،دوسری صدی بعد مسیح ، جو قرب قیامت سے متعلق تحاریر کے لئے مشھور ہیں
تفلیہ ایک دعا جو صلیبی دور کی ہے لیکن یہ اصلا یہ نصروط اسرار اور مدرش دس بادشاہوں سے متعلق

ہے اس کو ربی شمعوں بر یوحآئی سے بھی منسوب کیا جاتا ہے یہ اسلام کی شروعات سے لے کر بنو امیہ کے اختتام تک کے بارے میں ہے اور بنو عباس کے خروج پر ہے اس تقلیہ میں ہے ۔ منظر کے شروع میں ہی ہمیں ربی شمعوں سے متعارف کرا دیا جاتا ہے جو غار میں ۱۳ سال سے چھپے تھے شاہ ادوم کے دور سے جس نے اسرائیل کی بربادی کا حکم کیا ۔ ربی شمعوں بر یوحآئی کئی دن تک روزہ رکھتے اور نماز پڑھتے رہے اور اللہ کو پکارتے رہے کہ وہ ان کی دعاوں کا جواب دے کہ یکایک (ایک روز) ان پر افشا ہوئے وہ اسرار جو قرب قیامت سے متعلق ہیں اور ان کی شرح شروع ہوئی ۔ ربی شمعوں بر یوحائی نے دیکھا ایک کنعانی کو (کتاب گنتی باب ۲۴ : ۲۱) ۔ انہوں نے بنو اسمٰعیل کی کی حکومت دیکھی جو آنے والی ہے - ربی شمعوں بر یوحائی نے کہا : کیا ادوم کی بدمعاش سلطنت (سلطنت روم) ہی کافی نہیں تھی جس نے ہم کو برباد کیا کہ اب بنو اسمٰعیل بھی آئیں گے ؟ فورا ہی مطاتروں جو ملا اعلی میں سے فرشتہ ہیں انہوں نے جواب دیا ۔ خوف زدہ مت ہو اے ابن آدم کیونکہ اللہ بنو اسمٰعیل کو لا رہا ہے تاکہ وہ ان بدمعاش سلطنت ادوم (سلطنت روم) سے نمٹ سکے اور تم (یہود) کو ان کے ذریعہ فلاح ملے ۔ اللہ ان بنو اسمٰعیل میں سے ایک نبی اٹھائے گا اپنی رضا کے مطابق اور وہ ارض (مقدس) کو فتح کرے گا اور یہ بنو اسمٰعیل وہاں جائیں گے اور ارض مقدس کی عظمت کو واپس بحال کریں گے اور ان کے اور عیسو کے بیٹوں (رومیوں) کے بیچ میں دہشت (مار کٹائی) ہو گی

ربی شمعوں بر یوحائی نے اس جواب پر مطاتروں سے کہا یہ بنو اسمٰعیل ہمارے نجات دھندہ کیسے بنیں گے ؟

کیا نبی یسعیاہ نے یہ نہیں کہا تھا: انہوں نے ایک رتھ دو سواروں کے ساتھ دیکھا- تو کیوں پھر یسعیاہ نے گدھوں کے رتھ کو اونٹوں کے رتھ سے پہلے بیان کیا ؟ یسعیاہ کو تو پہلے اونٹوں کا رتھ اور پھر گدھوں کا رتھ بیان کرنا چاہیے تھا؟ مطاتروں نے وضاحت کی : یہ اس وجہ سے ہے کہ اسمٰعیل (یعنی عرب) جب یہ جنگ پر جاتے ہیں تو اونٹ پر سوار ہوتے ہیں اور جب ان کے ہاتھوں سلطنت برپا ہو گی تو (یہود) گدھوں کے رتھ پر جائیں گے گدھوں کے رتھ پر کیونکہ مسیح گدھے پر سوار ہو گا اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ (بنو اسمٰعیل جن کو اونٹوں کے رتھ سے تشبیہ دی گئی ہے) یہ اسرائیل کے نجات دھندہ

ہوں گے جیسے ایک سوار (مسیح) جو گدھے پر ہو

یہ یہودی صوفی عالم پر قبل بعثت نبوی پر کشف ہوا تھا اور اس کشف کی بنا پر یہود دیکھ رہے تھے کہ بنو اسمٰعیل (اونٹ سوار) ارض مقدس جنگ کر کے فتح کر لیں تو اس کے بعد مسیح آئے گا جو گدھے پر سوار ہو گا- اس مکاشفہ کی وجہ سے یہود یہ سمجھتے تھے کہ بنو اسمٰعیل ان کی مدد کریں گے لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب بنو عباس کا خروج ہوا تو اس وقت یہود کو لگا کہ اب یہ وہ موقعہ ہے جس کا ذکر ربی شمعون بر یوحائی کیا کرتے تھے

قیصر و کسری کی جنگ میں فارس و بابل کے یہود کسری کے ساتھ تھے اور نصرانی ظاہر ہے قیصر کے ساتھ - ان کی اس جنگ میں یہود منتظر تھے کہ ان کی عرب مدد کریں لہٰذا وہ بنی اسمٰعیل کی مدد کے متلاشی تھے اور سمجھ رہے تھے کہ مسیحا جلد خروج کرنے والا ہے

اس منتظر کا ذکر کعب الاحبار بھی کرتے مصنف عبد الرزاق کی روایت ہے

أخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن مطر قال كعب إنما سمي المهدي لأنه لا يهدي لأمر قد خفي قال ويستخرج التوراة والإنجيل من أرض يقال لها أنطاكية

کعب نے کہا اس کو مہدی کہا جائے گا کہ یہ ہدایت دے گا اس امر کی طرف جو مخفی ہے کہ توریت و انجیل کو ایک زمین أنطاكية سے نکالے گا

أنطاكية پر بنو امیہ نے معرکۃ الجسر الحدیدی میں سن ۱۶ ہجری میں قبضہ کیا لیکن یہ شہر اسلامی خلافت اور رومن امپائر کی سرحد پر تھا لہٰذا یہاں حالات صحیح نہیں رہتے تھے

کعب احبار کی زندگی میں أنطاكية فتح ہوا تھا لہٰذا ان کے نزدیک امر منتظر یا المہدی یا مسیح بہت قریب تھا

یہود (ربی شمعون بر یوحائی کے مکاشفہ کی بنیاد پر) پروپیگنڈا کر رہے تھے کہ فارس سے ایک منتظر یا مہدی عنقریب نکلنے والا ہے — بنو عباس کے خروج سے یہود کو اپنے علماء کے اقوال ثابت ہوتے نظر آنے لگے - یہود فارس نے بنو عباس کی مدد کی اور وہ ابو مسلم کے لشکر میں تھے- دوسری طرف بنو امیہ کو تمام مسلمانوں کی مدد حاصل نہیں رہی تھی وہ کمزور تھے انہوں نے نصرانیوں کو شامل کرنے کے لئے کعب احبار کے نزول مسیح کے حوالے سے اقوال میں رد و بدل کر کے نواس بن سمعان (صحیح مسلم)

اور ابو امامہ الباھلی (سنن ابن ماجہ) کی روایت بنا دی کہ ایک لشکر جو دمشق کی طرف کوچ کر رہا ہے جس میں یہود ہیں ان کی شامت آئے گی اور یہ تمام یہودی قتل ہوں گے – یہ بنو امیہ کا پروپیگنڈا تھا کہ یہود ڈر جائیں اور بنو عباس کا ساتھ نہ دیں ورنہ ان میں کوئی زندہ نہ بچے گا

نواس رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت میں يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ ، قَاضِي حِمْصَ المتوفی ١٢٦ ھ کا تفرد ہے جو باقی اصحاب رسول کی روایت کے خلاف بھی ہے- ان کا انتقال خِلَافَةِ الْوَلِيدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ کے دور میں ہوا یعنی بنو امیہ کے آخری دور میں – یہ حکومت کے قاضی تھے اور بنو امیہ کا آخری دور چل رہا ہے – بنو عباس نے سن ١٢٥ ھ میں مدینہ میں اپنے اتحادیوں کو جمع کیا اور ایک مشترکہ جدو جہد کا آغاز کر دیا تھا-

لہذا جب بنو عباس کا لشکر دمشق میں داخل ہوا تو انہوں نے یہ اعلان نہ کیا کہ جاو تم سب معاف، جیسا یوسف علیہ السلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بلکہ بنو عباس نے نہایت بے دردی سے تمام مسلمانوں کا قتل کیا – کتاب الطبقات الکبری از ابن سعد کے مطابق

لما دخل المسودة في أول سلطان بني هاشم دمشق دخلوا مسجدها فقتلوا من وجدوا فيه فقتل يومئذ يونس بن ميسرة بن حلبس

جب کالیے (بنو ہاشم جنھوں نے کالے کپڑے پہن کر بنو امیہ کے خلاف خروج کیا) جو بنو ہاشم کے لیڈر تھے دمشق میں مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے اس میں تمام (مسلمانوں) کو قتل کر دیا پس اس روز یونس بن میسرة بن حلبس قتل ہوئے

ایک طرف کالے کپڑوں میں بنو عباس تھے – جن کے ساتھ یہود بھی تھے اور روایات میں ہے کہ کالے جھنڈے خراسان سے آئیں گے تو ان میں اللہ کا مہدی ہو گا – یہ بنو عباس کا پروپیگنڈا تھا اور دمشق میں مسیح کا دجال سے معرکہ بنو امیہ کا پروپیگنڈا تھا- یونس بن میسرة بن حلبس یہ ان میں سے ہیں جو دمشق کے باسی تھے اور شام کے فضائل پر انوکھی روایات بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ نے دیکھا کتاب اللہ رسول اللہ سے لی گئی اور شام چلی گئی – نعوذ باللہ - شام کے بے شمار فضائل سے متعلق روایات اسی دور کی ہیں جن میں بنو عباس اور بنو امیہ کا فساد شروع ہو چکا تھا[32]

جذبات عروج پر تھے اور ان حالات میں حدیث رسول کو سیاسی طور پر استعمال کرنے کے لئے مہدی من خراسان و مسیح من الدمشق کی روایات برپا کی گئیں - سنن الترمذی کی حدیث ہے

حدثنا محمد بن بشار وأحمد بن منيع قالا حدثنا روح بن عبادة حدثنا سعيد ابن أبي عروبة عن أبي التياح عن المغيرة بن سبيع عن عمرو بن حريث عن أبي بكر الصديق قال حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الدجال يخرج من أرض بالمشرق يقال لها خراسان يتبعه أقوام كأن وجوههم المجان المطرقة

ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الدجال مشرق کی زمین خراسان[33] سے نکلے گا جس کے پیچھے قوم چلے گی جن کے چہرے چمکتی و دمکتی ڈھال جسے ہوں گے

کتاب الضعفاء الکبیر از عقیلی کے مطابق : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ: لَمْ يَسْمَعِ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ مِنْ أَبِي التَّيَّاحِ - ابن معین کہتے ہیں کہ ابن ابی عروبہ نے ابي التّيَّاح يزيد بن حميد بصری المتوفی ۱۲۸ ھ سے کچھ نہیں سنا لہذا یہ روایت مظبوط نہیں ہے[34] لیکن کوئی غور نہیں کرتا اس روایت کو کیوں بیان کیا جا رہا تھا

صحیح مسلم کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَمِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُودِ أَصْبَهَانَ، سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ»

إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة الانصاري المتوفی ۱۳۲ ھ نے اپنے چچا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الدجال کی اتباع اصفہان کے ستر ہزار یہودی کریں گے جن پر الطَّيَالِسَةُ (ایک لباس) ہو گا

اس روایت کی سند میں شامی ہیں - اصفہان خراسان میں نہیں بلکہ قدیم فارس میں ہے جو خراسان سے الگ علاقہ تھا - اس سے یہ بھی حتمی طور پر متعین نہیں ہوتا کہ دجال بھی اصفہان کا کوئی یہودی ہی ہو گا - حدیث کے مطابق دجال مومن ہو گا اور طواف کرنے والا ہو گا تو معلوم ہوا کہ یہ یہودی صرف اس کے مدد گار ہوں گے

بنو امیہ کے مخالفین خراسان سے کالے جھنڈے لے کر نکلا- بنو عباس کے حمایتیوں کی جانب سے کہا جا رہا تھا اس میں اللہ کا خلیفہ المہدی ہے اور دوسری طرف شامیوں کی طرف سے کہا جا رہا تھا اس میں

یہودی ہیں جو دمشق کو گھیرنے آ رہے ہیں[35]

بظاہر تو یہ روایات قرب قیامت کی بیان کی جاتی ہیں لیکن جن لوگوں نے یہ روایات بیان کیں کیا وہ قیامت کو دور سمجھ رہے تھے ؟ نہیں دمشق کی بربادی ہی قیامت تھی جس کو بچانے کے لئے روایات گھڑنا بنو امیہ نے مناسب جانا اور یہی کام بنو ہاشم نے کیا انہوں نے مہدی کا تصور ایجاد کیا

باب ۱۲ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک مشہور حدیث ہے جس کو سعید بن مسیب نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ عیسیٰ ابن مریم بطور حاکم عادل نازل ہوں گے ، صلیب توڑ دیں گے، سور کو قتل کریں گے وغیرہ

اس روایت کو امام بخاری نے بھی صحیح میں بیان کیا ہے البتہ اس میں جن کاموں کا ذکر ہے وہ باقی اصحاب رسول بیان نہیں کرتے اور خود اصحاب ابو ہریرہ اس پر شک کا اظہار کرتے تھے کہ پتا نہیں یہ حدیث رسول تھی بھی یا نہیں مثلا

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ [ص:281] مَرْيَمَ، فَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَمْحُو الصَّلِيبَ، وَتُجْمَعُ لَهُ الصَّلَاةُ، وَيُعْطَى الْمَالُ حَتَّى لَا يُقْبَلَ، وَيَضَعُ الْخَرَاجَ، وَيَنْزِلُ الرَّوْحَاءَ، فَيَحُجُّ مِنْهَا أَوْ يَعْتَمِرُ، أَوْ يَجْمَعُهُمَا» قَالَ: وَتَلَا أَبُو هُرَيْرَةَ: {وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا} [النساء: 159] ، فَزَعَمَ حَنْظَلَةُ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: " يُؤْمِنُ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ: عِيسَى. فَلَا أَدْرِي، هَذَا كُلُّهُ حَدِيثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ شَيْءٌ قَالَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ

حنظلة بن علي الأسلمي نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے خنزیر کو قتل کر دیں گے ، صلیب کو مٹا دیں گے اور نماز کو جمع کر دیں گے اور مال دیں گے کہ لینے والا کوئی نہ ہو گا اور جزیہ ختم کر دیں گے اور الروحا پر پہنچیں گے اور وہاں سے حج و عمرہ کریں گے یا ان کو جمع کریں گے اور ابو ہریرہ نے تلاوت کیا

وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا

اور اہل کتاب میں ہیں وہ ضرور ان پر مرنے سے قبل ایمان لائیں گے اور روز محشر ان پر گواہ ہوں گے

پس حنظلة بن علي الأسلمي نے دعوی کیا کہ ابو ہریرہ نے کہا تھا ان پر ایمان لائیں گے یعنی عیسیٰ

پر ، پس میں نہیں جانتا کہ سب حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے بھی یا نہیں یا ابوہریرہ نے کوئی چیز بیان کی

حنظلة بن علی الأسلمی کو النَّسَائی نے ثقہ قرار دیا ہے صحیح مسلم کے راوی ہیں

كتاب كتاب الفوائد (الغيلانيات) از : أبو بكر محمد بن عبد الله بن إبراهيم بن عبدوَيْه البغدادي الشافعي البزَّاز (المتوفى: 354ھ) کے مطابق ابو ہریرہ کہا کرتے

حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو، ثنا مُحَمَّدٌ، ثنا أَبُو جَعْفَرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: " يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِمَامًا مُقْسِطًا، وَحَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَتَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا، وَتَبْتَزُّ قُرَيْشٌ الْإِمَارَةَ، وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَضَعُ قَدَمَهُ عَلَى رَأْسِ الْحَيَّةِ، فَمَا يَضُرُّهُ، وَحَتَّى إِنَّ الذِّئْبَ لَيَكُونُ فِي الْغَنَمِ كَكَلْبِهَا، وَحَتَّى إِنَّ السَّبُعَ لَيَكُونُ فِي الْخَيْلِ كَرَاعِيهَا، وَحَتَّى إِنَّ الصَّبِيَّ لَيُدْخِلُ يَدَهُ فِي فِيِّ الذِّئْبِ، فَمَا يَضُرُّهُ، وَحَتَّى إِنَّ الْمَلَأَ لَيَأْكُلُونَ التُّفَّاحَةَ، وَحَتَّى إِنَّ الْعِصَابَةَ لَيَأْكُلُونَ مِنَ الْعِنَبَةِ، ثُمَّ يَقُولُونَ: يَا لَيْتَ إِخْوَانَنَا أَدْرَكُوا هَذَا الْعَيْشَ

عیسیٰ ابن مریم (مسیح) ایک حاکم کے طور پر نازل ہوں گے ، صلیب کو توڑ دیں گے ، سور کو قتل کر دیں گے اور وَتَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا (سوره محمد آیت ٤) یہاں تک کہ جنگ اپنے بوجھ کو اتار دے) اور قریش سے امارت پر مذاکرات کریں گے اور ہر بوجھ اٹھانے والی اس کو چھوڑ دے گی یہاں تک کہ اگر آدمی سانپ کے سر پر بھی قدم رکھ دے تو وہ اس کو نقصان نہ دے گا اور یہاں تک کہ بھیڑیے کو بکریوں میں چھوڑا جائے تو ان نقصان نہ دے گا اور ... یہاں تک کہ ایک بچہ بھیڑیا کے منہ میں ہاتھ ڈال دے تو بھی اس کو نقصان نہ ہو گا

عیسیٰ اگر حاکم عادل ہوں گے تو حدیث امراء قریش میں سے ہوں گے کی مخالفت ہوتی ہے – لہٰذا ابو ہریرہ نے کہا کہ وہ قریش سے مذاکرات کر کے ان کو منا لیں گے کہ قریش ، عیسیٰ کو بطور حاکم تسلیم کر لیں- یہ تمام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذاتی خیالات ہیں نہ کہ حدیث نبوی

کتاب الفتن از أبو عبد الله نعيم بن حماد بن معاوية بن الحارث الخزاعي المروزي (المتوفى: 228ھ) کے مطابق اصلا یہ قول کعب الاحبار کا تھا

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، أَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ كَعْبٍ، قَالَ: «لَا يَزَالُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيفَةٌ يَجْمَعُهُمْ، وَإِمَارَةٌ قَائِمَةٌ، وَيُعْطَى الرِّزْقُ وَالْجِزْيَةُ حَتَّى يُبْعَثَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ يَكُونُ هُوَ يَجْمَعُهُمْ، ثُمَّ تَنْقَطِعُ الْإِمَارَةُ»

کعب نے کہا اس امت پر کبھی نہ ہو گا کہ خلیفہ پر اجماع نہ ہو اور امارت اس کی قائم رہے گی اور اس کو رزق ملے گا اور جزیہ یہاں تک کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول ہو پھر ان پر لوگ جمع ہوں گے اور امارت منقطع ہو گی

اس قول میں رد و بدل کے بعد اس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف کہا گیا کہ امراء قریش میں

سے ہوں گے یہاں تک کہ عیسیٰ ابن مریم آ کر امیر سے مذاکرات کریں گے لیکن سننے والوں نے اس کو حدیث رسول سمجھ لیا – کعب کا انتقال دور عثمان رضی اللہ عنہ میں ہوا اس وقت تک مسلمانوں کا خلفاء پر اجماع تھا اس کے بعد جھگڑا ہوا[36]

معرفة السنن والآثار از امام بیہقی کی روایت ہے کہ ابو ہریرہ کہتے

وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُقْرِئُ، أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: " يُوشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ أَنْ يَرَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ إِمَامًا مَهْدِيًّا، وَحَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَ {تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا} [محمد: 4] ".

ابن سیرین نے کہا کہ ابو ہریرہ نے کہا مجھ کو اس پر شک ہے کہ تم میں کوئی اس وقت تک زندہ رہے کہ جب عیسیٰ ایک مہدی و امام بن کر نازل ہوں گے ایک حاکم عادل کی طرح اور صلیب کو توڑ دیں گے اور سور کو قتل کریں گے اور جزیہ ختم کریں گے اور یہاں تک کہ جنگ اپنے بوجھ کو اتارے

مسند البزار کی روایت ہے جس کے مطابق دجال کا قتل خود بخود من جانب اللہ ہو گا نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے ہتھیار سے

حَدَّثَنَا علي بن المنذر , حَدَّثَنَا مُحَمَّد بن فضيل , عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ , عَنْ أَبِيهِ , عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , قال: سمعت من أبي القاسم الصادق المصدوق يقول يخرج الأعور الدجال مسيح الضلالة قبل المشرق في زمن اختلاف من الناس وفرقة فيبلغ ما شاء الله أن يبلغ من الأرض في أربعين يوما الله أعلم ما مقدارها؟ فيلقى المؤمنون شدة شديدة، ثم ينزل عيسى بن مريم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ من السماء فيقوم الناس فإذا رفع رأسه من ركعته قال: سمع الله لمن حمده قتل الله الدجال وظهر المؤمنون فأحلف أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أبا القاسم الصادق المصدوق صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: إنه لحق وأما قريب فكل ما هو آت قريب

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو قاسم سچوں میں سچے سے سنا کہ کانا دجال نکلے گا مشرق کی طرف سے اختلاف کے دور میں پھر عیسیٰ ابن مریم کا آسمان سے نزول ہو گا پس لوگ نماز پڑھیں گے پس جب وہ رکوع سے سر اٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہیں گے ، اللہ دجال کو قتل کر دے گا اور مسلمان غالب آ جائیں گے پس میں قسم اٹھاتا ہوں کہ ابو قاسم یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا فرمایا : یہ حق ہے اور ممکن ہے قریب ہی ہو اور ویسے ہر انے والی بات قریب ہی ہے

یعنی عیسیٰ نماز پڑھ رہے ہوں گے کہ دجال کا قتل ہو جائے گا من جانب اللہ

واضح ہو ا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہیں بیان نہیں کیا جو عراقی کہتے تھے کہ دجال نمک کی طرح گھل جائے گا یا جو شامی کہتے تھے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اس کا پیچھا لد تک کریں گے

تمام یہود کا قتل ؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ القَعْقَاعِ [ص:43]، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا اليَهُودَ، حَتَّى يَقُولَ الحَجَرُ وَرَاءَهُ اليَهُودِيُّ: يَا مُسْلِمُ، هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ "

قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں اور مسلمان انہیں قتل کر دیں یہاں تک کہ یہودی پتھر یا درخت کے پیچھے چھپیں گے تو پتھر یا درخت کہے گا اے مسلمان اے عبداللہ یہ یہودی میرے پیچھے ہے آؤ اور اسے قتل کر دو

اس کی سند صحیح ہے لیکن وقت کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی اس سے مراد تمام دنیا کے یہودی ہیں – اس روایت میں کہیں بھی نہیں کہ یہ سب قتل دجال کے بعد ہو گا اور نہ اس میں یہ ہے کہ دنیا کے تمام یہود قتل ہو جائیں گے - یہ ایسے ہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم چپٹی ڈھال جیسی شکل والوں سے قتال کرو گے اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام لوگ جو اس شکل کے ہیں وہ قتل کر دیے جائیں

اس قول کی تائید مجاہد کے قول سے ہوتی ہے – مکہ میں ابن عباس کے شاگرد مجاہد اس قول کے خلاف بیان کرتے تھے - کتاب سنن الکبری از بیہقی کے مطابق

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِي، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحُسَيْنِ، ثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، ثنا وَرْقَاءُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: {حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا} [محمد: 4] يَعْنِي: حَتَّى يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيُسْلِمَ كُلُّ يَهُودِيٍّ وَكُلُّ نَصْرَانِيٍّ وَكُلُّ صَاحِبِ مِلَّةٍ , وَتَأْمَنَ الشَّاةُ الذِّئْبَ , وَلَا تَقْرِضَ فَأْرَةٌ جِرَابًا , وَتَذْهَبَ الْعَدَاوَةُ مِنَ الْأَشْيَاءِ كُلِّهَا , وَذَلِكَ ظُهُورُ الْإِسْلَامِ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

مجاہد نے کہا اللہ تعالی کے قول حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا} [محمد: 4] یعنی عیسیٰ ابن مریم کا نزول کہ

تمام یہود و نصرانی ایمان لائیں گے اور ہر ملت کے افراد اور بھیڑ کو بھیڑیے سے امن ہو گا .. اور یہ اسلام کا تمام ادیان پر ظہور ہو گا

یعنی تمام یہود بھی ایمان لائیں گے - راقم نے بہت تلاش کیا لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک بھی حدیث نہیں ملی جس میں دجال کے ساتھ تمام یہود کے قتل کی خبر ہو- ابن عباس سے بہت سی احادیث دجال سے متعلق مروی ہیں لیکن ان میں کسی میں بھی تمام قتل یہود کی خبر نہیں ہے

أبو داود الطيالسي اور "تفسير ابن كثير" (1 / 577) ، تفسير ابن ابی حاتم **6250** اور تفسير طبری 10816 کی روایت ہے

عن شعبة، عن أبي هارون الغنوي، سمع عكرمة، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ – فِي قَوْلِهِ: {وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا ليؤمنن به قبل موته} –، قال: لو أن يهوديًا وقع من حائط إلى الأرض، لم يمت حتى يؤمن به – يعني عيسى عليه السلام

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا قول {وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا ليؤمنن به قبل موته} اگر کوئی یہودی دیوار سے زمین پر گر چکا ہو تو اس کو موت نہ آئے گی یہاں تک کہ وہ عیسیٰ ابن مریم پر ایمان لے آئے

اس کی سند کو ابن کثیر نے صحیح قرار دیا ہے

حربی کفار کے قتل کا حکم قرآن میں موجود ہے اور اسی طرح جزیہ کا حکم بھی ہے - جزیہ کا حکم اہل کتاب کے لئے ہے کہ وہ اپنی عبادت مسلمان علاقوں میں کر سکتے ہیں اگر جزیہ دیں اور سرکش نہ بنیں - چونکہ نزول مسیح کے بعد اہل کتاب مسلمان ہو جائیں گے لہذا اس پر عمل نہ ہو گا یہ ایسا ہی ہے کہ قرآن میں لونڈی غلاموں کا حکم ہے جو اب نہیں ہیں لہذا ان آیات پر عمل نہیں ہوتا – لیکن حربی کفار والی سزا عورتوں اور بچوں پر بوڑھوں پر نافذ کس شریعت کے تحت ہے ؟ ہم کو جو منہج اللہ کی طرف سے ملا ہے اس میں اس سزا کا اطلاق عورتوں اور بچوں پر بوڑھوں پر نہیں ہے

بندروں اور سور کا قتل

اوپر ہم نے حزقی ایل کی ایک آیت کا ذکر کیا کہ اللہ نے حزقی ایل کو ایک رجل دکھایا - اس کو حکم ملا

Ezekiel 9:4

And the LORD said unto him, Go through the midst of the city, through the midst of Jerusalem, and set a mark upon the foreheads of the men that sigh and that cry for all the abominations that be done in the midst thereof.

Ezekiel 9:5

And to the others he said in mine hearing, Go ye after him through the city, and smite: let not your eye spare, neither have ye pity:

Ezekiel 9:6

Slay utterly old and young, both maids, and little children, and women: but come not near any man upon whom is the mark; and begin at my sanctuary. Then they began at the ancient men which were before the house.

اور اللہ تعالیٰ نے اس رجل کو حکم دیا : جاو اس شہر میں سے گزرو ، یروشلم کے بیچ سے اور ان (نیک باسیوں) کے ماتھوں پر نشان لگاو جو سرد آہیں بھرتے ہیں اور روتے ہیں اس کی تمام تر بد اعمالیوں پر جو اس کے بیچ میں ہوتی ہیں

اور دوسروں کو اس نے حکم دیا کہ جاو اس رجل کے ساتھ اس شہر میں سے گزرو اور ضرب لگاو- کوئی آنکھ نہ چھوڑنا نہ کسی پر رحم کھانا

تمام بوڑھوں اور جوانوں کو قتل کر دو لڑکیوں اور بچوں سمیت اور عورتوں کو لیکن ان کے پاس مت جانا جن کے ماتھے پر نشان ہو اور اس کام کا آغاز حرم (مسجد الاقصی) سے کرو - ان میں جو سب سے بوڑھے ہوں ان سے شروع کرو

ان آیات کی وجہ سے اہل کتاب میں بعض نصرانی اس کے قائل ہیں کہ مسیح کی آمد پر یہود یا تو مسیح کو مان جائیں گے یا قتل ہوں گے[37]

ان بائبل کی آیات کو ذھن میں رکھتے ہوئے ایک سوال کی طرف آتے ہیں کہ کیا حرام جانور کا قتل شریعت کا حکم ہے ؟ شریعت جو انبیاء کو ملی ہے اس میں کسی میں بھی حرام جانور کے قتل کا حکم نہیں ہے ۔یقینا اس کو کھانا اور استعمال کرنا منع ہے لیکن کسی حدیث میں نہیں آتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سور کے قتل کا خود حکم کیا ہو ۔ نہ یہ شریعت موسوی میں تھا نہ عیسیٰ کی شریعت میں ۔ ہاں موذی جانور کے قتل کا حکم احرام میں ہے جن میں سور نہیں ہے ۔اگر عیسیٰ علیہ السلام واپس آ کر کسی شریعت کا حکم کریں گے تو وہ صرف رسول اللہ پر نازل کردہ شریعت ہو گی جو قرآن و حدیث میں ہے ۔سور کا قتل اس میں موجود نہیں ہے ۔البتہ بعض علماء نے اسی روایت سے دلیل لی ہے کہ مسلمان دار الحرب میں بھی سور کو قتل کر سکتے ہیں[38]

[39]

کہا جاتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے امتی یعنی نصرانی خود سور کو قتل کر دیں گے کہ کوئی اس کو کھائے نہیں لیکن طبرانی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بندروں کو بھی قتل کر دیں گے ، جو کہ نصرانی نہیں کھاتے[40] ۔ سور و بندر کو قتل کرنا اغلباً ابو ہریرہ کا ان کو یہود کی مسخ شدہ اقوام سمجھ کر قتل کرنا ہے جبکہ حدیث کے مطابق جو قومیں مسخ ہوئیں ان کی نسل نہیں چلی

امام مسلم نے صحیح میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ بندر اور خنزیر انہیں میں سے ہیں جنہیں مسخ کیا گیا تھا ؟

تونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بلاشبہ اللہ عزوجل مسخ کی گئی اقوام کی نسل نہیں بناتا اور نہ ہی اس کی کوئ اولاد ہوتی ہے ، اوربلاشبہ بندراور خنزیر تو پہلے ہی موجود تھے صحیح مسلم حدیث نمبر (2663)

امام نووی، شرح مسلم میں کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان : (اور بلاشبہ بندر اور خنزیر تو پہلے ہی موجود تھے) یعنی بنی اسرائیل کے مسخ ہونے سے قبل ہی بندر اور خنزیر موجود تھے ، تو یہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہ مسخ سے نہیں ہیں ۔

لیکن اس کے برعکس صحیح بخاری کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ (وهيب بن خالد)، عَنْ خَالِدٍ (ابن مهران الحذاء)، عَنْ مُحَمَّدٍ (بْنِ سِيرِينَ)، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لاَ يُدْرَى مَا فَعَلَتْ، وَإِنِّي لاَ أُرَاهَا إِلَّا الفَارَ، إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ، وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْ» فَحَدَّثْتُ كَعْبًا فَقَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ لِي مِرَارًا، فَقُلْتُ: أَفَأَقْرَأُ التَّوْرَاةَ؟

ابن سیرین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کی ایک امت غائب ہو گئی نہیں معلوم ان کے ساتھ کیا ہوا؟ اور بے شک میں دیکھتا ہوں کسی کو نہیں سوائے چوہے کے کہ جب اس کو اونٹ کا دودھ رکھا جائے تو نہیں پیتا اور جب بکری کا رکھا جائے تو پیتا ہے – ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے اس کو کعب الاحبار سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ؟ میں نے کہا ہاں – پھر کعب نے دوبارہ پوچھا میں نے کہا کیا تو نے توریت پڑھی؟[41]

یعنی کعب الاحبار اور ابو ہریرہ کا اس پر اختلاف تھا کہ مسخ شدہ یہود کی نسل چلی یا نہیں ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بات کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنا قیمتی وقت بندروں اور سوروں کے قتل میں لگا دیں گے عجیب بات ہے کیونکہ متعدد حرام جانور ہیں ان کا وہ قتل نہیں کرتے ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تمام یہود کا قتل چاہتے ہیں جن میں مسخ شدہ بھی شامل ہیں جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ وہ بھی ایمان لے آئیں گے

کتاب منحة الباري بشرح صحيح البخاري المسمى «تحفة الباري» از زكريا بن محمد بن أحمد کے مطابق اس حدیث (عیسیٰ علیہ السلام ، قتل کریں گے سور کا) کی اصل ہے

والأصل فيه: ما روي أن رهطًا من اليهود سبُّوا عيسى وأمه عليهما السلام، فدعا عليهم؛ فمسخهم الله قردة وخنازيرًا، فاجتمعت اليهود على قتله، فأخبره الله بأنه يرفعه إلى السماء، فقال لأصحابه: أيكم يرضى أن يلقى عليه بشبهي، فيقتل ويصلب ويدخل الجنة؟ فقام رجل منهم، فألقى الله عليه شبهه؛ فقتل وصلب
اور اس کا اصل ہے جو روایت کیا گیا ہے کہ یہود کے ایک گروہ نے عیسیٰ اور ان کی والدہ علیهما

السلام کو گالی دی پس اللہ نے ان کو مسخ کر کے سور و بندر بنا دیا - پس یہود جمع ہوئے ان کے قتل کے لئے جس کی خبر اللہ نے کی کہ وہ ان کو آسمان پر اٹھا لے گا - پس عیسیٰ نے اپنے اصحاب سے کہا تم سے کون یہ پسند کرے گا کہ میری صورت جیسا ہو جائے کہ اس کو صلیب دی جائے اور وہ جنت میں داخل ہو ؟ پس ایک شخص کھڑا ہوا (ان کے اصحاب میں سے اور کہا میں تیار ہوں) اللہ تعالی نے عیسیٰ کی شبیہہ اس شخص پر القی کی پس اس شخص کو قتل و صلیب دی گئی[42]

منحة الباري کے مولف نے قتل خنزیر کو ان مسخ شدہ یہود سے ملایا ہے جو عیسیٰ کے دشمن تھے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کو ان کے یہود مخالف اقوال پر شک تھا اس کی ایک اور مثال ہے

اسی طرح امام مسلم نے صحیح میں اس قول پر اختلاف کو اس طرح ظاہر کیا ہے کہ اس کو مرفوع اور موقوف عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے

ابن سیرین نے اس کو موقوف قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طور پر بیان کیا

وحَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: «الْفَأْرَةُ مَسْخٌ، وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّهُ يُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهَا لَبَنُ الْغَنَمِ فَتَشْرَبُهُ، وَيُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهَا لَبَنُ الْإِبِلِ فَلَا تَذُوقُهُ» فَقَالَ لَهُ كَعْبٌ: أَسَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَفَأُنْزِلَتْ عَلَيَّ التَّوْرَاةُ؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا : چوہے مسخ شدہ ہیں اور اس کی نشانی ہے کہ اگر اس کے سامنے بھیڑ کا دودھ رکھیں تو پی لیتا ہے اور اگر اونٹ کا رکھیں تو نہیں پیتا ۔ کعب الاحبار نے کہا : کیا تم نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا توریت تم پر نازل ہوئی تھی؟

دوسری روایت میں ہے ابن سیرین نے اس کو مرفوع قرار دیا

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَحَدَّثْتُ هَذَا الْحَدِيثَ كَعْبًا، فَقَالَ: آنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ ذَلِكَ مِرَارًا، قُلْتُ: أَأَقْرَأُ التَّوْرَاةَ؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس حدیث کا کعب الاحبار سے ذکر کیا تو اس نے کہا کیا تم نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ؟ میں نے کہا ہاں - اس نے پھر دہرایا تو میں نے کہا کیا تم نے توریت پڑھی؟

اور مسند ابو یعلی کی روایت ہے کہ ابن سیرین نے ہی اس پر گمان کیا کہ یہ قول نبوی تھا

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حَبِيبٍ، وَهِشَامٍ، وَأَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَحْسَبُهُ قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْفَأْرَةُ يَهُودِيَّةٌ، وَإِنَّهَا لَا تَشْرَبُ أَلْبَانَ الْإِبِلِ»

ابن سیرین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ، گمان کیا کہ ابو ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ چوہے یہودی ہیں کیونکہ یہ اونٹ کا دودھ نہیں پیتے ...

یعنی ابن سیرین خود اس پر جزم نہیں رکھتے تھے کہ یہ قول نبوی یا قول صحابی ہے بلکہ کہتے تھے کہ یہ میرا گمان ہے کہ یہ قول نبی تھا اور امام دارقطنی کی تحقیق کے مطابق بعض نے اس بندر والے قول کو موقوف بیان کیا یعنی ابو ہریرہ کے قول کے طور پر

توریت میں مسخ شدہ یہود کا ذکر ہی نہیں یہ قرآن میں ہے لہٰذا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کعب کو یہ کہنا کہ تو نے توریت پڑھی الٹا ان کے ہی خلاف بن جاتا ہے - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کعب الاحبار کے سوالات سے جان چھڑانے کے لئے اغلبًا ایسا کیا ہو گا -

اس بحث سے معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خروج دجال ونزول مسیح سے متعلق روایات میں خود ان کا کلام شامل ہو گیا ہے اور یہ واضح نہیں رہا ہے کہ کیا قول نبوی ہے اور کیا ان کے اپنے خیالات ہیں - خود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد اس پر شک کا اظہار کرتے ہیں کہ یہ روایات ان کا اپنا کلام ہے یا حدیث نبوی ہے –

کتاب التمییز(ص /175) کے مطابق امام مسلم نے بسر بن سعید کا قول بیان کیا

حدثنا عبد الله بن عبد الرحمٰن الدارمي ثنا مروان الدمشقي عن الليث بن سعد حدثني بكير بن الاشج قال قال لنا بسر بن سعيد اتقوا الله وتحفظوا من الحديث فوالله لقد رأيتنا نجالس أبا هريرة فيحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عن كعب وحديث كعب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

بکیر بن الاشج نے کہا ہم سے بسر بن سعید نے کہا : اللہ سے ڈرو اور حدیث میں حفاظت کرو - اللہ کی قسم ! ہم دیکھتے ابو ہریرہ کی مجالس میں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے اور وہ (باتیں)کعب (کی ہوتیں) اور ہم سے کعب الاحبار (کے اقوال) کو روایت کرتے جو حدیثیں رسول اللہ سے ہوتیں

سوم ابن عباس رضی اللہ عنہ یا کوئی اور صحابی سرے سے اس قسم کی کوئی روایت بیان ہی نہیں کرتے کہ سور یا بندر کا قتل ہو گا وغیرہ

احمد العلل میں کہتے ہیں

وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: حدثنا أبو أسامة، عن الأعمش. قال: كان إبراهيم صيرفيا في الحديث،

أجيئه بالحديث. قال: فكتب مما أخذته عن أبي صالح، عن أبي هريرة. قال: كانوا يتركون أشياء من أحاديث أبي هريرة. «العلل» (946) .

احمد نے کہا ابو اسامہ نے کہا اعمش نے کہا کہ ابراهيم النخعي حدیث کے بدلے حدیث لیتے - وہ حدیث لاتے - اعمش نے کہا : پس انہوں نے لکھا جو میں نے ابو صالح عن ابو ہریرہ سے روایت کیا - اعمش نے کہا : ابراهيم النخعي، ابوہریرہ کی احادیث میں چیزوں کو ترک کر دیتے

ابن عساکر نے تاریخ الدمشق میں روایت دی کہ

الثوري، عن منصور، عن إبراهيم، قال: ما كانوا يأخذون من حديث أبي هريرة إلا ما كان حديث جنة أو نار

ابراهيم النخعي نے کہا ہم ابو ہریرہ کی احادیث کو نہیں لیتے سوائے اس کے جس میں جنت جہنم کا ذکر ہو

صحیح ابن حبان میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

أَخْبَرَنَا أَبُو عَرُوبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُبْصِرُ أَحَدُكُمُ الْقَذَاةَ فِي عَيْنِ أَخِيهِ، وَيَنْسَى الْجِذْعَ فِي عينه

تم میں سے کوئی تو اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا تک دیکھ لینا ہے لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر بھول جاتا ہے

ادب المفرد میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْكِينُ بْنُ بُكَيْرٍ الْحَذَّاءُ الْحَرَّانِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: يُبْصِرُ أَحَدُكُمُ الْقَذَاةَ فِي عَيْنِ أَخِيهِ، وَيَنْسَى الْجِذْلَ، أَوِ الْجِذْعَ، فِي عَيْنِ نَفْسِهِ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: الْجِذْلُ: الْخَشَبَةُ الْعَالِيَةُ الْكَبِيرَةُ

جعفر بن برقان کا اس روایت میں تفرد ہے اور قال ابن خزيمة لا يحتج به ابن خریمہ نے کہا اس سے دلیل مت لینا

بائبل - متی باب ۷ آیت ۳ میں ہے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

Why do you see the speck that is in your brother's eye, but do not notice the log that is in your own eye?

تم اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا دیکھ کیوں لیتے ہو ؟ اور تم اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھ پاتے

یہ روایت دلیل ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب کلام کرتے تو اس میں حدیث عیسیٰ کو حدیث محمد و دیگر حدیث انبیاء بائبل سے ملا دیتے تھے-

نکتہ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل لگتے ہیں کہ چوہے مسخ زدہ یہودی ہیں	عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، قول نبوی کی بنیاد پر اس کے قائل ہیں کہ کسی مسخ زدہ قوم (یہودی) کی نسل نہیں چلی

فتح الْقُسْطَنْطِينِيَّةُ اور خروج دجال

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ ثَوْرٍ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ الدِّيلِيُّ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «سَمِعْتُمْ بِمَدِينَةٍ جَانِبٌ مِنْهَا فِي الْبَرِّ وَجَانِبٌ مِنْهَا فِي الْبَحْرِ؟» قَالُوا: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: " لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَغْزُوَهَا سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ بَنِي إِسْحَاقَ، فَإِذَا جَاءُوهَا نَزَلُوا، فَلَمْ يُقَاتِلُوا بِسِلَاحٍ وَلَمْ يَرْمُوا بِسَهْمٍ، قَالُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ، فَيَسْقُطُ أَحَدُ جَانِبَيْهَا - قَالَ ثَوْرٌ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ - الَّذِي فِي الْبَحْرِ، ثُمَّ يَقُولُوا الثَّانِيَةَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ، فَيَسْقُطُ جَانِبُهَا الْآخَرُ، ثُمَّ يَقُولُوا الثَّالِثَةَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ، فَيُفَرَّجُ لَهُمْ، فَيَدْخُلُوهَا فَيَغْنَمُوا، فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْمَغَانِمَ، إِذْ جَاءَهُمُ الصَّرِيخُ، فَقَالَ: إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ، فَيَتْرُكُونَ كُلَّ شَيْءٍ وَيَرْجِعُونَ " حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ الدِّيلِيُّ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

قتیبہ بن سعید عبدالعزیز ابن محمد ثور ابن زید دیلی ابي غیث ، ابوہریرہ (رض) سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا کیا تم نے ایک شہر کا سنا ہے جس کی ایک جانب خشکی میں اور دوسری طرف سمندر میں ہے صحابہ نے عرض کیا جی ہاں اے اللہ کے رسول آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بنو اسحاق میں سے ستر ہزار آدمی جنگ نہ کرلیں جب وہ وہاں آئیں گے تو اتریں گے وہ نہ ہتھیاروں سے جنگ کریں گے اور نہ تیر اندازی کریں گے وہ کہیں گے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ تو اس سے اس شہر کی ایک طرف گر جائے گی ثور نے کہا میں سمندر کی طرف کے علاوہ کوئی دوسری طرف نہیں جانتا پھر وہ دوسری مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ کہیں گے تو ان کی لئے کشادگی کردی جائے گا اور وہ اس میں داخل ہوجائیں گے اور مال غنیمت لوٹ لیں گے پس اسی دوران کہ وہ مال غنیمت آپس میں تقسیم کر رہے ہوں گے کہ انہیں ایک پکار سنائی دے گی جو کہہ رہا ہوگا کہ دجال نکل چکا ہے تو وہ ہر چیز چھوڑ کر لوٹ جائیں گے۔

مستدرک حاکم میں مزید ہے کہ

يُقَالُ إِنَّ هَذِهِ الْمَدِينَةُ هِيَ الْقُسْطَنْطِينِيَّةُ قَدْ صَحَّتِ الرِّوَايَةُ أَنَّ فَتْحَهَا مَعَ قِيَامِ السَّاعَةِ

یہ شہر الْقُسْطَنْطِينِيَّةُ ہے اور صحت کے ساتھ روایات میں ہے کہ اس کی فتح کے ساتھ ہی حشر کا قیام ہے

مستدرک حاکم میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،

راقم کہتا ہے اس کی سند میں بعض اوقات راوی نے نام ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ لیا ہے اور بعض اوقات نام ثَوْرِ بْنِ زَيدَ لیا ہے- صحیح ثَوْرِ بْنِ زَيدَ ہے - قابل غور ہے کہ ان اقوال کے تحت فتح الْقُسْطَنْطِينِيَّةُ پر دجال نکلے گا اور اس کی آمد کا اعلان ایک پکار سے ہو گا جبکہ یہ شہر مدت ہوئی فتح ہو چکا ہے- سن ۸۵۷ ھ میں ترک عثمانیوں نے اس کو فتح کیا

کتاب الفتن از نعیم بن حماد میں بہت سی سندوں سے یہ متن کعب احبار سے منسوب ہے

قَالَ صَفْوَانُ، وَحَدَّثَنِي شُرَيْحُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ كَعْبٍ، قَالَ: «يَأْتِيهِمُ الْخَبَرُ وَهُمْ يَقْسِمُونَ غَنَائِمَهُمْ، إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ، وَإِنَّمَا هُوَ كَذِبٌ، فَخُذُوا مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنَّكُمْ تَمْكُثُونَ سِتَّ سِنِينَ، ثُمَّ يَخْرُجُ فِي السَّابِعَةِ»

مال غنیت کی تقسیم ہو رہی گی کہ خبر آئے گی دجال نکل آیا

کعب احبار نے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں سنا اس متن کو مرفوع بھی بیان کیا ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ كَعْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَأْتِيهِمُ الْخَبَرُ أَنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ بَعْدَ فَتْحِهِمُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ، فَيَنْصَرِفُونَ، فَلَا يَجِدُونَهُ، ثُمَّ لَا يَلْبَثُونَ إِلَّا قَلِيلًا حَتَّى يَخْرُجَ»

حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء از نعیم میں کعب کا قول ہے

حَدَّثَنَا أَبِي، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَزِيدَ، ثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، ثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ كَعْبٍ، قَالَ: إِنَّ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ شَمَتَتْ بِخَرَابِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ .... فَتَحْمِلُونَ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ كُنُوزِهَا فَتَقْسِمُونَهَا بِالْفَرْقَدُونَةِ، ثُمَّ يَأْتِيكُمْ آتٍ أَنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ فَتَرْفُضُونَ مَا فِي أَيْدِيكُمْ وَمَنْ رَفَضَ مِنْكُمْ، فَإِذَا بَلَغْتُمُ الشَّامَ وَجَدْتُمْ ذَلِكَ بَاطِلًا إِنَّمَا هِيَ نَفْخَةٌ مِنْ كَذِبٍ لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ بَعْدَهَا إِلَّا بِسَبْعِ سِنِينَ يَمْكُثُ سِتًّا وَيَخْرُجُ فِي السَّابِعَةِ تَتَعَلَّقُ بِهِ حَيَّةٌ إِلَى جَانِبِ سَاحِلِ الْبَحْرِ

مسند احمد میں یہ راشد بن سعد کا قول ہے

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ حَدَّثَنِي أَبُو حُمَيْدٍ الْحِمْصِيُّ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سَيَارٍ (1) ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ إِصْطَخْرُ نَادَى مُنَادٍ: أَلَا إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ، قَالَ: فَلَقِيَهُمُ الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ قَالَ: فَقَالَ: لَوْلَا مَا تَقُولُونَ لَأَخْبَرْتُكُمْ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " لَا يَخْرُجُ الدَّجَّالُ حَتَّى يَذْهَلَ النَّاسُ عَنْ ذِكْرِهِ، وَحَتَّى تَتْرُكَ الْأَئِمَّةُ ذِكْرَهُ عَلَى الْمَنَابِرِ

شعیب الأرنؤوط اس سند کو رد کرتے ہیں

إسناده ضعيف، راشد بن سعْد: هو المَقْرائي الحمصي، لم يدرك الصعب بن جَثامة، وبقية: وهو أبن الوليد يدلس ويسوي، وهو وإن صرح بسماعه من شيخه صفوان بن عمرو عند ابن أبي عاصم، فإن مثله يحتاج إلى التصريح في جميع طبقات الإسناد، ثم إنه انفرد به وهو ممن لا يحتمل تفرده.

راقم کے نزدیک یہ متن مرفوع نہیں ہے – یہ کعب احبار کا کلام ہے جو ابو ھریرہ نے روایت کیا اور لوگ سمجھے یہ حدیث ہے

صحیح ابن حبان میں یہ متن ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب کیا گیا ہے سند ہے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: هَاجَتْ رِيحٌ وَنَحْنُ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ "1"، فَغَضِبَ ابْنُ مَسْعُودٍ حَتَّى عَرَفْنَا الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: وَيْحَكَ إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُومُ حَتَّى لَا يُقْسَمَ مِيرَاثٌ، وَلَا يُفْرَحَ بِغَنِيمَةٍ، ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى الشَّامِ وَقَالَ: عَدُوٌّ يَجْتَمِعُ لِلْمُسْلِمِينَ"2" مِنْ ها هنا فَيَلْتَقُونَ، فَتُشْتَرَطُ شُرْطَةُ الْمَوْتِ: لَا تَرْجِعُ إِلَّا وهي غالبة، فيقتتلون حتى تغيب الشمس فيفيء "3" هؤلاء وهؤلاء، وكل غير غالب،" وتفنى الشرطة" ثُمَّ تُشْتَرَطُ الْغَدَ شُرْطَةُ الْمَوْتِ: لَا تَرْجِعُ إلا وهي غالبة فيقتتلون حتى تغيب الشمس، فيفيء هؤلاء وهؤلاء، وكل غير غالب، "وتفنى الشُّرْطَةُ" ثُمَّ تُشْتَرَطُ الْغَدَ شُرْطَةُ الْمَوْتِ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ: لَا تَرْجِعُ إِلَّا وَهِيَ غَالِبَةً، فيقتتلون حتى تغيب الشمس فيفيء هؤلاء وهؤلاء، وَكُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ "وَتُفْنَى الشُّرْطَةُ" ثُمَّ يَلْتَقُونَ فِي الْيَوْمِ الرَّابِعِ، فَيُقَاتِلُونَهُمْ وَيَهْزِمُونَهُمْ حَتَّى تَبْلُغَ الدِّمَاءُ نَحْرَ الْخَيْلِ" وَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى إِنَّ بَنِي الْأَبِ، كَانُوا يَتَعَادُّونَ عَلَى مِائَةٍ" فَيُقْتَلُونَ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْهُمْ رَجُلٌ وَاحِدٌ، فَأَيُّ مِيرَاثٍ يُقْسَمُ بَعْدَ هَذَا وَأَيُّ غَنِيمَةٍ يُفْرَحُ بِهَا، ثُمَّ يَسْتَفْتِحُونَ

الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ، فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْسِمُونَ الدَّنَانِيرَ بالترسة، إذا أَتَاهُمْ فَزَعٌ أَكْبَرُ مِنْ ذَلِكَ: إِنَّ الدَّجَّالَ قد خرج في ذراريكم، فَيَرْفُضُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ وَيُقْبِلُونَ، وَيَبْعَثُونَ طَلِيعَةَ فَوَارِسَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمْ يَوْمَئِذٍ خَيْرُ فَوَارِسِ الْأَرْضِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَسْمَاءَهُمْ وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ وَأَلْوَانَ خُيُولِهِمْ

اس کی سند میں اسیر بن جابر یا يُسيرِ بنِ جابرٍ مجہول ہے جو فرضی شخص اویس قرنی کا واقعہ بھی بیان کرتا پھرتا تھا

دجال کے خروج کے بعد ایمان معتبر نہیں ہے

مصنف احمد حسن الفریونی کتاب دجال شیطانی ہتھکنڈے اور تیسری جنگ عظیم میں لکھتے ہیں

دجال کا ذکر قرآن مجید میں:

① دجال کا فتنہ اتنا زیادہ اہم ہے کہ قرآن مجید میں بھی اس فتنے کا تذکرہ ہے۔ بخاری کی شرح فتح الباری میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''دجال کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں کیا گیا ہے:

"یوم یاتی بعض ایات ربک لاینفع نفسا ایمانها"

''جس دن آپ کے رب کی بعض نشانیاں آئیں گی تو کسی کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا۔''

سنن ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں گے تو ایسے شخص کا ایمان لانا جو پہلے ایمان نہیں لایا تھا، اس کو فائدہ نہ دے گا (وہ تین چیزیں یہ ہیں) دجال، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے نکلنا۔''

یہ صحیح درجہ کی حدیث ہے۔ لہٰذا اس آیت میں دجال کا بھی ذکر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مذکورہ آیت قرآنیہ کی تفسیر ہے۔ ②

① شرح صحیح مسلم ،از علامہ نووی.

② فتح الباری شرح بخاری، جلد نمبر: 13 ،صفحہ نمبر: 92.

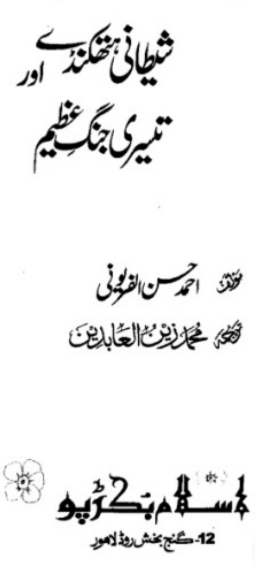

سنن ترمذی، مسند احمد ، اور صحیح مسلم کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ {لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ} [الأنعام: 158]، الْآيَةُ: الدَّجَّالُ، وَالدَّابَّةُ وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنَ المَغْرِبِ «أَوْ» مِنْ مَغْرِبِهَا ": [ص:265] " هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَأَبُو حَازِمٍ هُوَ: الأَشْجَعِيُّ الكُوفِيُّ، وَاسْمُهُ: سَلْمَانُ مَوْلَى عَزَّةَ الأَشْجَعِيَّةِ "

یہ متن صرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے آیا ہے اور یہ ان کے شاگرد کی غلطی ہے - یہ معلوم ہے کہ نزول مسیح کے بعد نصرانی ایمان لائیں گے اور ان کو ایمان لانے کا فائدہ ہو گا

صحیح متن جو صحیح بخاری میں ہے اس میں ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا رَآهَا النَّاسُ آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا، فَذَاكَ حِينَ: {لاَ يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ} [الأنعام: 158] "

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی حتی کہ سورج مغرب سے نکلے پس جب لوگ اس کو دیکھیں گے ایمان لائیں گے لیکن اس ان کے ایمان کا فائدہ نہ ہو گا اگر پہلے ایمان قبول نہ کیا ہو

صحیح بخاری ح ۴۶۳۶ میں ہے

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ، وَذَلِكَ حِينَ لاَ يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا» ثُمَّ قَرَأَ الآيَةَ

دجال اکبر الوہیت کا دعوی کرے گا اور باقی نبوت کا؟

دجال اکبر کے بارے میں جو حدیث مشہور و معروف ہے اس کے مطابق وہ الوہیت کا مدعی ہو گا -اس کے علاوہ ایک حدیث متعدد اصحاب رسول سے مروی ہے اس میں ذکر ہے کہ امت میں ۳۰ دجال ہوں گے- لیکن یہ صرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ یہ دجال رسالت کا دعوی کریں گے

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ - قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا وقَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا - عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَهُوَ ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ

نَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی حتیٰ کہ ۳۰ دجال نکلیں اور ان میں ہر ایک کا دعوی ہو گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے

صحیح بخاری میں ہے
حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ، وَلاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، قَرِيبًا مِنْ ثَلاَثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ

اور

حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ، يَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ، وَحَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، قَرِيبٌ مِنْ ثَلاَثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ

مسند احمد میں ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَظْهَرَ ثَلَاثُونَ دَجَّالُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ، وَيَفِيضَ الْمَالُ فَيَكْثُرَ، وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ، وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ» قَالَ: قِيلَ: أَيُّمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: «الْقَتْلُ الْقَتْلُ» ثَلَاثًا

عیسیٰ علیہ السلام کی قبر نبی پر آمد

روایات میں آتا ہے عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد جب مدینہ پہنچیں گے تو قبر نبوی پر آئیں گے
امام حاکم اور امام الذہبی اس روایت کو صحیح کہتے ہیں۔ مستدرک الحاکم کی سند ہے
أَخْبَرَنِي أَبُو الطَّيِّبِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْحِيرِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، ثنا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، مَوْلَى أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيَهْبِطَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، وَإِمَامًا مُقْسِطًا وَلَيَسْلُكَنَّ فَجًّا حَاجًّا، أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ بِنِيَّتِهِمَا وَلَيَأْتِيَنَّ قَبْرِي حَتَّى يُسَلِّمَ وَلَأَرُدَّنَّ عَلَيْهِ» يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: " أَيْ بَنِي أَخِي إِنْ رَأَيْتُمُوهُ فَقُولُوا: أَبُو هُرَيْرَةَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهَذِهِ السِّيَاقَةِ»

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیسیٰ ابن مریم حاکم و عادل ہو کر ہبوط کریں گے ایک عدل والے امام ہوں گے اورفج (فَجِّ الرَّوْحَاء) میں جا رکیں گے وہاں سے حج و عمرہ کریں گے یا اس کے درمیان سے اور پھر میری قبر تک آئیں گے جب سلام کہیں گے میں جواب دوں گا۔ ابو ہریرہ نے کہا اے بھتیجے جب ان کو دیکھو کہو ابوہریرہ اپ کو سلام کہتے ہیں – حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح سند سے ہے لیکن بخاری و مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی اس متن سے

یہ روایت ایک دوسرے طرق سے مسند ابی یعلی میں بھی ہے

قَالَ أَبُو يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ: ثنا احمد بْنُ عِيسَى ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عن أبي صخر أن سعيداً المقبري أخبره أنه سمع أباهريرة يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ: " وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ لينزلن عيسى ابن مَرْيَمَ إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وليقتلن الخنزير وليصلحن ذات البين ولتذهبن الشحناء وليعرضن عليه المال فلا يقبله ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلَى قَبْرِي فَقَالَ: يَا محمد لأُجِيبَنَّه

ابو ہریرہ نے کہا میں نے رسول اللہ سے سنا کہ وہ جس کے ہاتھ میں ابو قاسم کا نفس ہے عیسیٰ ضرور نازل ہوں گے امام عادل حاکم بن کر، صلیب توڑ دیں گے، سور کو قتل کریں گے اور اپس کی کدورت ختم کریں گے اور ان پر مال پیش ہو گا نہ قبول کریں گے پھر جب میری قبر پر کھڑے ہوں گے کہیں گے اے محمد – میں جواب دوں گا

الہیثمی مجمع الزوائد میں کہتے ہیں: رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ - اس کے رجال صحیح کے ہیں

مسند ابو یعلی کے محقق حسين سليم إسد کہتے ہیں إسناده صحيح

كتاب أشراط الساعة وذهاب الأخيار وبقاء الأشرار از عبد الملك بن حَبِيب بن حبيب بن سليمان بن هارون السلمي الإلبيري القرطبي، أبو مروان (المتوفى: 238هـ) میں اس کا تیسرا طرق ہے

قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: وَحَدَّثَنِي ابْنُ الْمَاجِشُونِ وَغَيْرُهُ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ عَنِ الْمُغِيرَةِ , عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَمُرَّنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ, حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا بِالْمَدِينَةِ وَلَيَقِفَنَّ عَلَى قَبْرِي وَلَيَقُولَنَّ يَا مُحَمَّدُ، فَأُجِيبُهُ وَلَيُسَلِّمَنَّ عَلَيَّ فَأَرُدُّ عَلَيْهِ السَّلامَ.

وَحَدَّثَنِيهِ أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي صَخْرٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ , عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ, عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

المغيرة بن حكيم الصَّنْعانِيُّ الأَبْناوِيُّ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا عیسیٰ ابن مریم حج و عمرہ پر نکلیں گے مدینہ سے وہ میری قبر پر رکیں گے اور بولیں گے اے محمد ، پس میں جواب دوں گا اور وہ سلام کہیں گے تو میں جوابا ان کو سلام کہوں گا

اور اس کو اصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي صَخْرٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ , عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ کی سند سے بھی روایت کیا گیا ہے

كتاب المعرفة والتاريخ از يعقوب بن سفيان بن جوان الفارسي الفسوي، أبو يوسف (المتوفى: 277هـ) میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ وَابْنُ بُكَيْرٍ ومُحَمَّدُ بْنُ خَلَّادٍ عَنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ حَنْظَلَةَ بْنَ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ أبا هريرة يقول: قال رسول الله صلى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ ليسهلنّ ابن مريم بِفَجِّ [1] الرَّوْحَاءِ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ لَيُثَنِّيهِمَا

حَنْظَلَةَ بْنَ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيَّ نے خبر دی کہ ابو ہریرہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے ابن مریم فَجِّ الرَّوْحَاءِ سے حج و عمرہ کریں گے

یہ صحیح مسلم میں بھی ہے یہ اور بات ہے کہ راوی خود کہتا ہے اس کو معلوم نہیں یہ کلام حدیث نبوی ہے یا ابو ہریرہ کا اپنا کلام ہے – تاریخ دمشق اور مسند احمد میں ہے

فزعم حنظلة أن أبا هريرة قال يؤمن به قبل موت عيسى فلا أدري هذا كله في حديث النبي (صلى اللہ عليه وسلم) أو شئ قاله أبو هريرة

حَنْظَلَةَ بْنَ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيَّ نے دعوی کیا کہ ابو ہریرہ نے کہا یہ سب عیسیٰ کی موت سے قبل ایمان لائیں گے پس مجھے معلوم نہیں یہ سب حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم تھی یا ابو ہریرہ نے خود کوئی چیز کہی

البانی نے اس روایت کو قبری کے الفاظ کے ساتھ رد کیا ہے لیکن جو علتین بیان کی ہیں وہ ہر طرق میں نہیں- اوپر جو طرق ہیں ان سے معلوم ہوا کہ روایت میں عَطَاءٍ، مَوْلَى أُمِّ حَبِيبَةَ کا تفرد نہیں ہے جس کو مجہول کہا جاتا ہے – اس میں ابو صخر حمید بن زیاد کا تفرد بھی نہیں جس کو ضعیف کہا جاتا ہے اور سعید بن ابی سعید المقبری کا بھی تفرد نہیں جس کو آخری عمر میں مختلط کہا گیا ہے اور ابن اسحٰق کا تفرد بھی نہیں جس کو مدلس کہا گیا ہے - اس میں کسی ایک راوی کا تفرد ہی نہیں – اس روایت کے چار طرق ہیں جن میں لوگ الگ الگ ہیں - سوال ہے کہ اس روایت کا مقصد کیا ہے ؟ راقم کے نزدیک روایت کا مقصد یہ ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کا معجزہ دکھایا گیا ہے چونکہ مردوں کو زندہ کرتے تھے

وہ قبر النبی پر آ کر کہیں گے اے محمد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہو جائیں گے جواب دیں گے –
اغلباً یہ کعب احبار کا کلام ہے جو ابو ہریرہ نے بیان کیا اور لوگ حدیث سمجھے
کتاب التمییز(ص/ 175) کے مطابق امام مسلم نے بسر بن سعید کا قول بیان کیا
حَدثنَا عبد الله بن عبد الرَّحْمَن الدَّارمِيّ ثَنَا مَرْوَان الدِّمَشْقِي عَن اللَّيْث بن سعد حَدثنِي بكير بن الاشج قَالَ قَالَ لنا بسر بن سعيد اتَّقوا الله وتحفظوا من الحَدِيث فوَاللَّه لقد رَأَيْتنَا نجالس أَبَا هُرَيْرَة فيحدث عَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم عَن كَعْب وَحَدِيث كَعْب عَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم
بکیر بن الاشج نے کہا ہم سے بسر بن سعید نے کہا : اللہ سے ڈرو اور حدیث میں حفاظت کرو – اللہ کی قسم ! ہم دیکھتے ابو ہریرہ کی مجالس میں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے اور وہ (باتیں) کعب (کی ہوتیں) اور ہم سے کعب الاحبار (کے اقوال) کو روایت کرتے جو حدیثیں رسول اللہ سے ہوتیں
احمد العلل میں کہتے ہیں
وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: حدثنا أبو أسامة، عن الأعمش. قال: كان إبراهيم صيرفيا في الحديث، أجيئه بالحديث. قال: فكتب مما أخذته عن أبي صالح، عن أبي هريرة. قال: كانوا يتركون أشياء من أحاديث أبي هريرة. «العلل» (946) .
احمد نے کہا ابو اسامہ نے کہا اعمش نے کہا کہ ابراهيم النخعي حدیث کے بدلے حدیث لیتے – وہ حدیث لاتے – اعمش نے کہا : پس انہوں نے لکھا جو میں نے ابو صالح عن ابو ہریرہ سے روایت کیا – اعمش نے کہا : ابراهيم النخعي، ابوہریرہ کی احادیث میں چیزوں کو ترک کر دیتے
ابن عساکر نے تاریخ الدمشق میں روایت دی کہ
الثوري، عن منصور، عن إبراهيم، قال: ما كانوا يأخذون من حديث أبي هريرة إلا ما كان حديث جنة أو نار
ابراهيم النخعي نے کہا ہم ابو ہریرہ کی احادیث کو نہیں لیتے سوائے اس کے جس میں جنت جہنم کا ذکر ہو
ابن قتیبہ المعارف میں ذکر کرتے ہیں
وَأَمَّا قَوْلُهُ: قَالَ خَلِيلِي، وَسَمِعْتُ خَلِيلِي". يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
وَأَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ لَهُ: "مَتَى كَانَ خَلِيلَكَ"؟ " . .... وَقَوْلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا
ابو ہریرہ کا قول میرے دوست نے کہا یا میں نے اپنے دوست سے سنا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے - تو بے شک علی نے ابو ہریرہ سے کہا تم کب سے رسول اللہ کے دوست بن گئے؟
اور رسول اللہ کا تو قول ہے کہ میں کسی کو اس امت میں خلیل کرتا تو ابو بکر کو کرتا

بہر حال سابقوں اولون کو ابو ہریرہ کا بہت روایت کرنا پسند نہ تھا

الوسی روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني میں لکھتے ہیں

لا يبعد أن يكون عليه السّلام قد علم في السماء بعضا ووكل إلى الاجتهاد والأخذ من الكتاب والسنّة في بعض آخر، وقيل: إنه عليه السّلام يأخذ الأحكام من نبينا صلّى الله عليه وسلم شفاها بعد نزوله وهو في قبره الشريف عليه الصلاة والسّلام، وأيد بحديث أبي يعلى «والذي نفسي بيده لينزلن عيسى ابن مريم ثم لئن قام على قبري وقال يا محمد لأجيبنه وجوز أن يكون ذلك بالاجتماع معه عليه الصلاة والسّلام روحانية ولا بدع في ذلك فقد وقعت رؤيته صلّى الله عليه وسلم بعد وفاته لغير واحد من الكاملين من هذه الأمة والأخذ منه يقظة،

اور یہ بعید نہیں جھ عیسیٰ علیہ السلام کو اسمان میں شریعت محمدی کا کچھ علم دیا جائے ... اور کہا جاتا ہے کہ وہ احکام اخذ کریں گے جب وہ قبر النبی پر آئیں گے سلام کہنے جیسا ابو یعلی میں حدیث ہے ... اور یہ جائز ہے کہ ان کا روحانی اجتماع ہو جیسا اس امت کے بہت سے کاملین نے جاگتے میں رسول اللہ کو دیکھا ہے

محدث شمارہ والے اور زبیر علی زئی ، البانی کے رد میں کہتے ہیں کہ قبری کے الفاظ کے ساتھ ہی روایت حسن ہے

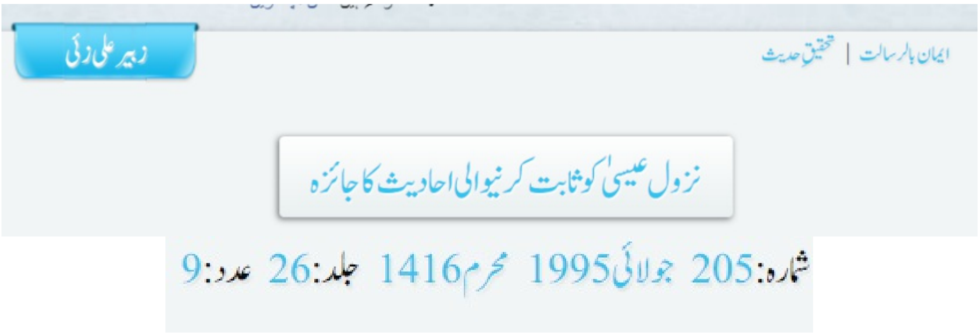

4۔سعید المقبری عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔

امام ابو یعلی الموصلی نے کہا:

"حدثنا : أحمد بن عيسى ، حدثنا : إبن وهب ، عن أبي صخر قال : إن سعيداً المقبري أخبره ، أنه سمع أبا هريرة يقول : سمعت رسول الله (صلي الله عليه وسلم) : يقول : والذي نفس أبي القاسم بيده لينزلن عيسى إبن مريم فذكر الحديث ، وفيه : وليصلحن ذات البين ، وليذهبن الشحناء ، وليعرضن عليه المال ، فلا يقبله ، ثم لئن قام على قبري ، فقال : يا محمد لأجيبنه."

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوالقاسم کی جان ہے۔ عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) ضرور امام مصنف اور حاکم عادل بن کر نازل ہوں گے۔ پس آپ صلیب کو توڑ دیں گے۔ اور خنزیر کو ہلاک کر دیں گے۔ ایک دوسرے سے ناراض باہم صلح کر لیں گے اور عداوت ختم ہو جائے گی اور اس پر مال پیش کریں گے تو وہ اسے قبول نہیں کرے گا۔ پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑا ہوا اور کہے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو میں ضرور اس کا جواب دوں گا"
(مسند ابی یعلی ج11 ص463 ح6584)

اس کی سند حسن ہے اور اس کے تمام راوی جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں۔ اوپر محمد بن اسحاق کی روایت اس کا شاہد ہے۔

راقم کہتا ہے کہ حسن روایت پر عقیدہ نہیں بناتا البتہ اہل حدیث کا قول ہے کہ حسن پر عقیدہ لیا جاتا ہے

باب ۱۳: یہود سے قتال ہو گا لیکن کب؟

روایات میں ہے کہ قیامت سے قبل کسی موقعہ پر یہود سے قتال ہو گا یہاں تک کہ اگر یہودی پتھر یا درخت کے پیچھے بھی ہو وہ مومن کو پکار کر بلائے گا کہ اس کو قتل کرو
یہ روایت راویوں کے مطابق یہ اصحاب رسول بیان کرتے ہیں

ابن عمر رضی اللہ عنہ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ
سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ
ابو امامہ الباھلی رضی اللہ عنہ
حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ
ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ

بعض روایات میں آتا ہے کہ یہ قتل دجال کے فورا بعد ہو گا اور بعض میں یہ سرے سے بیان ہی نہیں ہوا کہ کب ہو گا

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات

مسند احمد اور المعجم الکبیر و المعجم الأوسط از طبرانی میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دجال کے ساتھ جو یہود ہوں گے ان سے قتال ہو گا

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَنْزِلُ الدَّجَّالُ فِي هَذِهِ السَّبَخَةِ بِمَرِّقَنَاةَ، فَيَكُونُ أَكْثَرَ مَنْ يَخْرُجُ إِلَيْهِ النِّسَاءُ، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَرْجِعُ إِلَى حَمِيمِهِ وَإِلَى أُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ وَعَمَّتِهِ، فَيُوثِقُهَا رِبَاطًا، مَخَافَةَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ، ثُمَّ يُسَلِّطُ اللهُ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِ، فَيَقْتُلُونَهُ وَيَقْتُلُونَ شِيعَتَهُ، حَتَّى إِنَّ الْيَهُودِيَّ، لَيَخْتَبِئُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ أَوِ الْحَجَرِ فَيَقُولُ الْحَجَرُ أَوِ الشَّجَرَةُ لِلْمُسْلِمِ: هَذَا يَهُودِيٌّ تَحْتِي فَاقْتُلْهُ

شعیب نے اس کو إسناده ضعيف قرار دیا ہے

صحیح ابن حبان میں بھی ہے لیکن وہاں یہ موجود نہیں کہ یہ دجال کے مرنے پر ہو گا

أَخْبَرَنَا ابْنُ قُتَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا بن وهب، قال: أخبرنا يونس، عن بن شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُودُ، فَتَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ، حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ، هَذَا يَهُودِيٌّ، ورائي، فاقتله

اسی طرح مسند احمد میں ہے

حدثنا عبد الرزاق أخبرنا مَعْمَر عن الزُّهْرِيّ عن سالم عن ابن عمر أن رسول الله -صلي الله عليه وسلم - قال: "تقاتلكم اليهود، فتسلَّطون عليهم، حتى يقول الحَجَر: يا مسلم، هذا يهودي ورائي, فاقتلْه".

لیکن یہاں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ یہ دجال کے بعد ہو گا

صحیح بخاری میں بھی ہے لیکن وہاں بھی بیان نہیں ہوا کہ یہ کب ہو گا

عبد الله بن عمرو رضی الله عنہ کی روایات

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ یہ صحابی کا قول ہے

أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: " يَنْزِلُ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ , فَإِذَا رَآهُ الدَّجَّالُ ذَابَ كَمَا تَذُوبُ الشَّحْمَةُ , قَالَ: فَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَتَفَرَّقَ عَنْهُ الْيَهُودُ , فَيُقْتَلُونَ حَتَّى إِنَّ الْحَجَرَ يَقُولُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ الْمُسْلِمُ , هَذَا يَهُودِيٌّ , فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ

اس کی سند صحیح ہے اور یہ صحابی پر موقوف ہے - اغلبًا یہ ان کی ذاتی رائے ہے- اس سے بھی مراد حربی ہیں نہ کہ تمام یہود

سمرہ بن جندب رضی الله عنہ کی روایت

یہ روایت صحیح ابن خزیمہ کی ہے جس میں ثَعْلَبَةُ بْنُ عَبَّادٍ الْعَبْدِيُّ مجھول ہے اور اس روایت کے مطابق

دجال و عیسیٰ کا معرکہ دمشق میں نہیں بیت المقدس میں ہو گا – اس کے اختتام پر یہود کا قتل ہو گا
سندا اس روایت کو ضعیف کہا گیا ہے

ابو امامہ الباھلی رضی اللہ عنہ کی روایت

یہ روایت سنن ابن ماجہ کی ہے جو أَبِي زُرْعَةَ السَّيْبَانِيِّ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو کی سند سے ہے یہ متروک راوی ہے اور اس کے متن کے مطابق دجال شام میں لد پر قتل ہو گا اور اس کے بعد یہود کا قتل ہو گا
اس روایت کو بھی ضعیف کہا گیا ہے

حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ کی روایت

حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک روایت کے مطابق یہ دجال کے مرنے کے بعد ہو گا
الفتن از نعیم بن حماد کی روایت ہے
حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، وَابْنِ شَابُورَ، جَمِيعًا عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
سند میں سُوید بْن عَبد العزیز، الدِّمَشقیّ ضعیف ہے
ایمان از ابن مندہ کی روایت ہے
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ الْمَدِينِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مَهْدِيٍّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثنا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ،
سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں خلف بن خلیفة الأشجعی مختلط ہے[43]

44

ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ کی روایت

یہ بات کہ دجاّل کے مرنے کے بعد یہ قتال ہو گا- مسند احمد میں اس سند سے ہے
حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ، عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنْ مُؤْثِرِ بْنِ عَفَازَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

اس کی سند ضعیف ہے

عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ رضی اللہ عنہ کی روایت

یہ بات کہ دجال کے مرنے کے بعد یہ قتال ہو گا- مسند احمد میں اس سند سے ہے
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، قَالَ: أَتَيْنَا عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ
اس کی سند کو عَلِيّ بْنِ زَيْدٍ کی وجہ سے ضعیف کہا جاتا ہے لیکن الذھبی نے تلخیص مستدرک میں اس کو هذا محفوظ قرار دیا ہے

الغرض کسی صحیح مرفوع حدیث نبوی سے یہ ثابت نہیں کہ دنیا کے تمام یہود کا قتل ، قتل دجال پر ہو گا – صرف قرب قیامت کے حوالہ سے ذکر کیا گیا تھا کہ یہود سے قتال ہو گا اور اس میں ایک انوکھی بات بھی ہو گی کہ شجر و حجر اشارہ دیں گے- لیکن یہ بات حربی کے بارے میں ہے کہ جو قتل کے ارادے سے جنگ کرے اس پر شریعت کا یہ حکم لگے گا

اگر شجر و حجر سے پکار آئے کہ اے مسلم میرے پیچھے یہ یہودی بچی چھپی ہے یا یہ نابینا بوڑھا چھپا ہے تو کیا یہ قتل جائز ہے ؟ ظاہر ہے یہ آواز ان حربیوں کے لئے بلند ہو گی جو لڑنے آئے ہوں گے نہ کہ تمام یہود پر-

شام کے ضعیف راویوں نے اس کو دجال کی روایات سے ملا دیا جن کی بنا پر لگتا ہے کہ گویا تمام دنیا کے یہود قتل ہو جائیں گے مثلا - الفوائد از تمام اور سنن ابن ماجہ کے مطابق شامی راوی أَبِي زُرْعَةَ السَّيْبَانِي يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو المتوفی ۱٤۸ ھ (متروک الحدیث) نے عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ کی سند سے بیان کیا کہ دجال کے بعد یہود کا قتل ہو گا - اس کے

برعکس ابن عباس اور مفسر مجاہد کہتے کہ یہود و نصرانی تو ایمان لے آئیں گے اور قرآن کی آیت کی اہل کتاب میں کوئی ایسا نہ گا جو ان پر ایمان لائے میں کہیں بھی استثنی نہیں ہے کہ اس میں نصرانی ایمان لائیں گے اور تمام یہودی قتل ہوں گے

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایات کے مطابق دجال ، کعبہ کا طواف کرنے والا مسلمان ہے اور حدیث میں ہے جو اس کے پاس گیا وہ اس کو مومن سمجھے گا تو یقینا یہ مسلمانوں جیسا ہی ہو گا اور یقینا مسلمان بھی اس کا ساتھ دیں گے لہذا اصحاب دجال میں صرف اور صرف یہود نہیں ہو سکتے ۔ ہر قسم کے گمراہ لوگ اس کا ساتھ دیں گے

اللہ کا دشمن درخت؟ الْغَرْقَدَ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ

چونکہ بحث یہودی دجال پر چل رہی ہے لہذا ایک اور روایت کا بھی ذکر ہونا چاہیے

قرآن و حدیث کے مطابق تمام اشجار اللہ کو سجدہ کرتے ہیں – اللہ تعالی نے بغیر استثنی اس کا ذکر کیا ہے
لیکن بعض روایات میں ہے کہ مسلمان یہود کو قتل کریں گے یہاں تک کہ غرقد کا درخت یہود سے مل جائے گا

الغرقد اِو الغردق (لاطینی میں: Nitraria) نباتات میں سے ہے

فارسی میں **دیوخار، گرگ تیغ**

https://ur.wikipedia.org/wiki/شجر_غرقد

https://ar.wikipedia.org/wiki/غرقد

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے
حَدَّثْنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُهَيْلٍ (بْن أَبِي صالح)، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ، فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُونَ حَتَّى يَخْتَبِئَ الْيَهُودِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ، فَيَقُولُ الْحَجَرُ أَوِ الشَّجَرُ: يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللهِ هَذَا يَهُودِيٌّ خَلْفِي، فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ، إِلَّا الْغَرْقَدَ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں اور مسلمان انہیں قتل کردیں یہاں

تک کہ یہودی پتھر یا درخت کے پیچھے چھپیں گے تو پتھر یا درخت کہے گا اے مسلمان اے عبداللہ یہ یہودی میرے پیچھے ہے آؤ اور اسے قتل کردو سوائے درخت غرقد کے کیونکہ الْغَرْقَدَ یہ بے شک یہود کا درخت ہے

جنات اور انسان تو اللہ کے نافرمان ہو سکتے ہیں لیکن غرقد کا درخت کیسے ہو سکتا ہے؟

سندا یہ روایت يعقوب بْن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْن مُحَمَّد ابن عَبد اللہ بن عبد القاری المدنی المتوفی ۱۷۱ ہجری اور سلیمان بن بلال نے بیان کی ہے اور اس میں سہیل بن ابی صالح کا تفرد ہے – یہ لوگ ثقہ ہیں لیکن سہیل بن ابی صالح آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہوئے- کتاب الاغتباط بمن رمی من الرواة بالاختلاط از ابن العجمی (المتوفی: 841ھ) کے مطابق

ذكر الذهبي عن ابن القطان أنه هو وهشام بن عروة اختلطا وتغيرا وقد تعقبه في هشام ذكر ذلك في الميزان وأقره على سهيل

الذھبی نے ابن القطان کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ سہیل بن ابی صالح … آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہوئے … اور میزان میں اس قول کو برقرار رکھا ہے

کتاب سیر اعلام النبلاء از الذھبی کے مطابق

وَرَوَى: أَحْمَدُ بنُ زُهَيْرٍ، عَنْ يَحْيَى بنِ مَعِيْنٍ، قَالَ: لَمْ يَزَلْ أَصْحَابُ الحَدِيْثِ يَتَّقُوْنَ حَدِيْثَه. وَقَالَ مَرَّةً: ضَعِيْفٌ، وَمَرَّةً: لَيْسَ بِذَاكَ.

اَحْمَدُ بنُ زُہَیْر نے امام ابن معین سے روایت کیا کہ محدثین نے ان کی روایات سے بچنا نہیں چھوڑا اور ایک بار کہا ضعیف اور ایک بار کہا کچھ نہیں ہے

امام بخاری نے مقرونا روایت لی ہے یعنی اصل کتاب میں اس سے دلیل نہیں لی امام مسلم نے دلیل لی ہے لیکن یہ راوی مختلف فیہ ہے اور اختلاط کا شکار بھی رہا ہے – غرقد اللہ کا درخت ہے لہذا اس کو یہود کا دوست قرار دینا عالم اختلاط کا قول لگتا ہے

یاد رہے کہ اسی درخت کی چھاؤں میں بَقِيعِ الْغَرْقَدِ میں خود اصحاب رسول کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کیا ہے اگر یہ درخت اللہ اور اس کے رسولوں کا دشمن ہوتا تو اس کو کاٹ دیا جاتا لیکن ایسا نظم عالم میں نہیں کہ شجر و ارض اللہ کے حکم کے خلاف جائیں

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا الحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «تُقَاتِلُكُمُ اليَهُودُ فَتُسَلَّطُونَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ يَقُولُ الحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي، فَاقْتُلْهُ

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اپ نے فرمایا تم یہود سے قتال کرو گے ان پر غالب ہو جاو گے پھر پتھر اور بولیں گے کہ اے مسلم میرے پیچھے یہودی ہے اس کو قتل کرو گے

یہ روایت امام الزہری کی سند سے ہے اس میں غرقد کا ذکر نہیں ہے

تمام درخت اللہ کے مطیع ہیں –اس کائنات میں قوت من جانب اللہ ہی ہے

معلوم ہوا کہ غرقد کی نافرمانی والی روایات صحیح نہیں – افسوس راوی کے اختلاط کی روایت کو صحیح مان کر ہم رسول اللہ پر ۱۴۰۰ سو سال سے کیا کیا منسوب کر رہے ہیں

باب ۱۴: کہاں ہے دجال؟

الدجال ، کُوثَی سے نکلے گا؟

راقم خروج دجال سے متعلق جس روایت کو صحیح کہتا ہے وہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ ہے - کُوثَی نام کا عراق کا ایک شہر ہے جو **سواد العراق** یعنی جنوبي عراق میں ہے اور دجلہ کے پاس ہے- کہا جاتا ہے کہ یہ مولد ابرہیم علیہ السلام ہے اور یہ اصل بابل تھا – اس کو کوثی ربّی بھی کہا جاتا تھا - اس مقام کو سعد رضی اللہ عنہ نے القادسية کی جنگ سے پہلے فتح کیا - معجم الکبیر طبرانی کی روایت ہے

حدثنا معاذُ بن المُثَنَّى، ثنا مُسَدَّد، ثنا أبو عَوانة، عن عبد الملك بن عُمَير، عن العُرْيان بن الهَيثَم، عن أبيه الهَيثَم ، قال: دخَلتُ على يَزيدَ بن معاوية، فبينما نحنُ جلوسٌ عنده إذ أتاه رجلٌ، فأخَذَ مَرْفِقَيه فاتَّكَأ عليهما، قُلنا: مَنْ هذا؟ قال بعضُهم: هذا عبد الله ابن عَمرو، وقال بعضُنا: يا عبدَالله، إنا نُحَدَّثُ عنك أحاديثَ، قال: إنكُم معاشرَ أهل العراق، تأخُذون الأحاديثَ من أسافِلها ولا تأخُذونها من أعاليها. وذكروا الدجَّال، فقال: أبِأَرْضِكُم أرضٌ يقال لها: كُوْثَى ، ذاتُ سِباخ ونَخْل؟ قالوا: نعم، قال: فإنه يَخرُجُ منها.

الهيثم بن الأسود بن قيس بن معاوية بن سفيان النخعي اپنے باپ سے روایت کیا کہ وہ یزید بن معاویہ کے پاس گئے وہ وہاں ان کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک رجل آیا ... ہم نے پوچھا یہ کون ہے ؟ بعض نے کہا عبد اللہ بن عمرو اور بعض نے کہا اے عبد اللہ ہم اپ سے احادیث روایت کرتے ہیں - عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم اہل عراق کا گروہ ہو تم احادیث کو ان کے نیچے سے لیتے ہو نہ کہ اس کے اوپر سے (یعنی حدیث کی تاویل الٹی کرتے ہو) اور عبد اللہ نے دجال کا ذکر کیا اور کہا تمہاری ایک زمین جس کو کُوْثَی کہا جاتا ہے کیا وہ گوبر اور کھجور والی ہے ؟ ہم نے کہا جی - بولے اس میں سے دجال نکلے گا

الهيثمي کے مطابق اس کے راوی ثقہ ہیں

بعض روایات میں اس مقام کو دوثی کہا گیا ہے

کُوْثَی کے لئے کہا جاتا ہے کہ یہاں ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی – آج کل اس کو جبلة کہا جاتا ہے

کتاب الاخبار الدجال از عبد الغنی المقدسی کی روایت ہے
هوذة بن خليفة ثنا عوف عن أبي المغيرة عن عبد الله بن عمرو قال أول مصر من أمصار العرب يدخله الدجال البصرة.
عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عرب کے شہروں میں کو سب سے پہلے دجال کو مانے گا وہ بصرہ ہو گا
عبد الغنی المقدسی کہتے ہیں اس کی سند قوی ہے

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے مطابق دجال خراسان یا اصفہان کا نہیں ہے اور اس کو ماننے والے بھی عرب ہیں[45]

دجال شام و عراق کے بیچ سے نکلے گا

صحیح مسلم کی روایت جو النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ سے منسوب کی گئی ہے اس کے مطابق

إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ

دجال شام و عراق کے بیچ سے نکلے گا

اس علاقے کو الجزیرہ کہا جاتا ہے - کتاب الفتن از نعیم بن حماد سے اس پر روشنی پڑتی ہے
حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنِ الْأَزْهَرِ بْنِ الْوَلِيدِ، قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ، تَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: «إِذَا قُتِلَ الْخَلِيفَةُ الشَّابُّ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ مَظْلُومًا لَمْ تَزَلْ طَاعَةٌ مُسْتَخَفٌّ بِهَا، وَدَمٌ مَسْفُوكٌ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ بِغَيْرِ حَقٍّ» ، يَعْنِي الْوَلِيدَ بْنَ يَزِيدَ
ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا جب بنو امیہ کا ایک جوان خلیفہ مظلوم قتل ہو جائے شام و عراق کے بیچ میں تو زمین پر بلا حق خون بہے گا...... - یعنی الولید بن یزید

الولید بن یزید ، ایک سال اور دو مہینے کی خلافت کے بعد سلیمان بن ہشام سے لڑتے ہوئے ۱۲۶ ھ میں قتل ہوئے- اسی دور کے ان کے قاضی يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ، قَاضِي حِمْصَ نے حدیث نواس کو روایت کیا ہے- یحییٰ بن حمزة قاضی دمشق نے ابن ماجہ میں ابو امامہ رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے- احادیث میں شامی راوی بہت ذوق سے مسیح کا نزول دمشق میں بتاتے ہیں لیکن بصرہ میں دجال کو بیت المقدس میں مارا جانا روایت کیا جاتا تھا - لہذا یہاں صحیح ابن خزیمہ کی روایت پیش خدمت ہے

امام ابن خزیمہ اپنی صحیح میں روایت لکھتے ہیں جو سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی الله عنہ سے مروی ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، حَدَّثَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ عَبَّادٍ الْعَبْدِيُّ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ.

أَنَّهُ شَهِدَ خُطْبَةً يَوْمًا لِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، فَذَكَرَ فِي خُطْبَتِهِ، قَالَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ: بَيْنَا أَنَا يَوْمًا وَغُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِي غَرَضًا لَنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قِيدَ رُمْحَيْنِ، أَوْ ثَلَاثَةٍ فِي غَيْرِ النَّاظِرِينَ مِنَ الْأُفُقِ .... وَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ قُمْتُ أُصَلِّي مَا أَنْتُمْ لَاقُونَ فِي دُنْيَاكُمْ وَآخِرَتِكُمْ، وَإِنَّهُ وَاللَّهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا آخِرُهُمُ الْأَعْوَرُ الدَّجَّالُ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى [151 - أ] كَأَنَّهَا عَيْنُ أَبِي يَحْيَى -أَوْ تَحْيَا- لِشَيْخٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَإِنَّهُ مَتَى خَرَجَ فَإِنَّهُ يَزْعُمُ أَنَّهُ اللَّهُ، فَمَنْ آمَنَ بِهِ وَصَدَّقَهُ وَاتَّبَعَهُ فَلَيْسَ يَنْفَعُهُ صَالِحٌ مِنْ عَمَلٍ سَلَفَ، وَمَنْ كَفَرَ بِهِ وَكَذَّبَهُ، فَلَيْسَ يُعَاقَبُ بِشَيْءٍ مِنْ عَمَلِهِ سَلَفَ، وَإِنَّهُ سَيَظْهَرُ عَلَى الْأَرْضِ كُلِّهَا إِلَّا الْحَرَمَ وَبَيْتَ الْمَقْدِسِ، وَإِنَّهُ يَحْصُرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَيُزَلْزَلُونَ زِلْزَالًا شَدِيدًا، قَالَ: فَيَهْزِمُهُ اللَّهُ وَجُنُودَهُ، حَتَّى أَنَّ جِذْمَ (1) الْحَائِطِ وَأَصْلَ الشَّجَرَةِ لَيُنَادِي: يَا مُؤْمِنُ هَذَا كَافِرٌ يَسْتَتِرُ بِي، تَعَالَ: اقْتُلْهُ

اہل بصرہ میں سے ثَعْلَبَةُ بْنُ عَبَّادٍ الْعَبْدِيُّ نے روایت کیا کہ سمرہ بن جندب رضی الله عنہ کی ہمیں ایک خطبہ دیا (اس میں گرہن کی نماز کا ذکر کیا اور نبی صلی الله علیہ وسلم کا خطبہ بیان کیا) رسول الله نے فرمایا الله کی قسم قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ تیس دجال نکلیں گے ان کا آخری ایک کانا ہو گا الدجال جس کی سیدھی آنکھ ایسی ہو گی جیسی أَبِي يَحْيَى یا تَحْيَا انصار میں سے ایک شیخ تھے – اور یہ جب نکلے گا تو دعوی کرے گا کہ یہ الله ہے – پس جو اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی اور اتباع کی اس کو جو نیک کام پہلے کیا اس کا کوئی ثواب نہ ملے گا اور جس نے اس کا کفر کیا اس کو ان کاموں پر کوئی باز پرس نہ ہو گی – اور دجال تمام زمین پر غلبہ پائے گا سوائے حرم اور بیت المقدس کے اور یہ مومنوں کو بیت المقدس میں محصور کر دے گا – پس شدید زلزلہ آئے گا پس الله دجال اور اس کے لشکر کو شکست دے گا یہاں تک کہ جو درخت کی جڑ میں بھی ہو تو وہاں وہ پکارے گا کہ اے مومن یہ کافر چھپا ہے اس کو

قتل کرو

اس روایت میں نزول مسیح کا ذکر ہی نہیں بلکہ دجال اور اس کا لشکر ایک زلزلہ میں ہلاک ہوتے ہیں – مسلمان شام میں محصور نہیں بلکہ بیت المقدس میں ہیں- سند میں ثعلبة بن عباد کو علی المدینی نے مجہول قرار دیا ہے جبکہ ابن خزیمہ نے اس کو مجہول نہیں سمجھا - اسی طرح مستدرک میں امام حاکم نے اس روایت کو لکھا ہے اور هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ قرار دیا ہے

مستدرک حاکم میں اس سند سے ہے

وَإِنَّهُ يَحْصُرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَتَزَلْزَلُونَ زِلْزَالًا شَدِيدًا، فَيُصْبِحُ فِيهِمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَهْزِمُهُ اللَّهُ وَجُنُودَهُ

اور مومن بیت المقدس میں محصور ہوں گے پس شدید زلزلہ آئے گا پس عیسیٰ ابن مریم آئیں گے اور اللہ دجال اور اس کے لشکر کو شکست دے گا

اس روایت کو ضعیف کہا جاتا ہے لیکن جب یہ ثابت کرنا ہو کہ دجال بیت المقدس میں داخل نہیں ہو سکتا اس کو صحیح مان کر پیش کر دیا جاتا ہے[46]

کتاب السنن الواردة في الفتن وغوائلها والساعة وأشراطها از عثمان بن سعيد بن عثمان بن عمر أبو عمرو الداني (المتوفى: 444ھ) کے مطابق

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ حَيَّوَيْهِ النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ [ص:1237] مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْوَاصِلِ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي تُقَاتِلُ عَنِ الْحَقِّ حَتَّى يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ، يَنْزِلُ عَلَى الْمَهْدِيِّ، فَيُقَالُ لَهُ: تَقَدَّمْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَصَلِّ لَنَا، فَيَقُولُ: إِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ أَمِينٌ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ لِكَرَامَتِهِمْ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ "

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایک گروہ حق ہمیشہ ہو گا جو قتال کرتا رہے گا یہاں تک کہ عیسیٰ ابن مریم کا نماز فجر کے وقت بیت المقدس میں نزول ہو اور وہ مہدی کے پاس آئیں گے اور مہدی ، عیسیٰ سے کہیں گے اے اللہ کے نبی آگے بڑھیے نماز پڑھایئے – عیسیٰ جواب دیں گے اس امت میں لوگ ایک دوسرے پر امین ہیں اس کی

اللہ نے اس طرح تکریم کی

وَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَيَقُولُ لَهُ أَمِيرُهُمْ: يا رُوحَ اللهِ، تَقَدَّمْ صَلِّ، فَيَقُولُ هَذِهِ الْأُمَّةُ أُمَرَاءُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، فَيَتَقَدَّمُ أَمِيرُهُمْ فَيُصَلِّي، فَإِذَا قَضَى صَلَاتَهُ، أَخَذَ عِيسَى حَرْبَتَهُ، فَيَذْهَبُ نَحْوَ الدَّجَّالِ، فَإِذَا رَآهُ الدَّجَّالُ، ذَابَ، كَمَا يَذُوبُ الرَّصَاصُ، فَيَضَعُ حَرْبَتَهُ بَيْنَ ثَنْدُوَتِهِ، فَيَقْتُلُهُ وَيَنْهَزِمُ أَصْحَابُهُ

الْبَصْرِيُّ عراقی عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ التَّيْمِيُّ نے عثمان بن ابی العاص کی روایت بیان کی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نماز فجر کے وقت (آسمان سے) اتریں گے تو لوگ ان سے عرض کریں گے۔ اے روح اللہ آگے تشریف لائیے، اور ہمیں نماز پڑھایئے، تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے "تم امت محمدیہ کے لوگ ہو۔ اس امت کا بعض بعض پر امیر ہے پس آپ ہی آگے بڑھیں اور ہمیں نماز پڑھائیں" تو مسلمانوں کا امیر آگے بڑھے گا اور نماز پڑھائے گا۔ پس جب نماز مکمل ہو گی عیسیٰ اپنا ہتھیار لیں گے اور دجال کی طرف جائیں گے ، دجال ان کو دیکھ کر نمک کی طرح گھل جائے گا اور عیسیٰ اس کے پستانوں کے بیچ اپنا ہتھیار رکھ کر اس کو قتل کر دیں گے دجال کے اصحاب شکست کھا جائیں گے

عراقی عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: " يَنْزِلُ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ , فَإِذَا رَآهُ الدَّجَّالُ ذَابَ كَمَا تَذُوبُ الشَّحْمَةُ , قَالَ: فَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَتَفَرَّقَ عَنْهُ الْيَهُودُ , فَيُقْتَلُونَ حَتَّى إِنَّ الْحَجَرَ يَقُولُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ الْمُسْلِمُ , هَذَا يَهُودِيٌّ , فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ "

کوفی خَيْثَمَةُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبِي سَبْرَةَ المَذْحِجِيّ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابن مریم نازل ہوں گے جب دجال ان کو دیکھے گا تو پگھل جائے گا جیسے جمع ہوا گھی ہو کہا پس عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کر دیں گے اور یہود فرقوں میں بٹ جائیں گے اور قتال کریں گے یہاں تک کہ پتھر بولے گا کہ اے عبد اللہ مسلم یہ یہودی ہے اس کو قتل کرو

دجال کو بھاگنے کی مہلت ہی نہیں ملے گی وہ عیسیٰ ابن مریم کو دیکھتے ہی نمک کی طرح گھل جائے گا۔ یہ روایت عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ التَّيْمِيُّ کی وجہ سے ضعیف کہی جاتی ہے جبکہ یہ راوی صحیح مسلم کا ہے اور مسلک پرستوں کے اپنے اصول پر اس کی سند صحیح ہے ۔ معلوم ہوا کہ شام والے تو دجال کو

لد تک لاتے ہیں- شامیوں کے مطابق عیسیٰ دمشق سے لد ۳۲۲ کلو میٹر (گاڑی سے چار گھنٹے کا سفر) اس کا پیچھا ہی کرتے رہیں گے[47] لیکن عراقی کہتے ہیں وہ نمک کی طرح گھل جائے گا- دوسری طرف ان روایات سے معلوم ہوا کہ عراقیوں کے مطابق دجال نمک یا گھی کی طرح پگھل جائے گا – ابن مریم کو اس کا پیچھا کر کے اس کو پکڑنے کی ضرورت ہی نہیں اور عیسیٰ کا نزول بیت المقدس میں ہوتا ہے نہ کہ دمشق میں- آپ دیکھ سکتے ہیں یہ بالکل الگ روایات ہیں – ان میں دجال بیت المقدس میں ہے وہیں نماز پڑھی جا رہی ہے اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول بھی ہوتا ہے جو اس سے یکسر الگ ہے جو شامیوں نے بیان کیا ہے[48]

دجال مدینہ میں مرے گا

مسند احمد

٥٣٥٣ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: « يَنْزِلُ الدَّجَّالُ فِي هَذِهِ السَّبَخَةِ بِمَرِّقَنَاةَ، فَيَكُونُ أَكْثَرَ مَنْ يَخْرُجُ إِلَيْهِ النِّسَاءُ، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَرْجِعُ إِلَى حَمِيمِهِ وَإِلَى أُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ وَعَمَّتِهِ، فَيُوثِقُهَا رِبَاطًا، مَخَافَةَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ، ثُمَّ يُسَلِّطُ اللهُ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِ، فَيَقْتُلُونَهُ وَيَقْتُلُونَ شِيعَتَهُ، حَتَّى إِنَّ الْيَهُودِيَّ، لَيَخْتَبِئُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ أَوِ الْحَجَرِ فَيَقُولُ الْحَجَرُ أَوِ الشَّجَرَةُ لِلْمُسْلِمِ: هَذَا يَهُودِيٌّ تَحْتِي فَاقْتُلْهُ »

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دجال اس مرقناۃ کی دلدلی زمین میں آ کر پڑاؤ ڈالے گا اس کے پاس نکل نکل کر جانے والوں میں اکثریت خواتین کی ہو گی اور نوبت یہاں تک جا پہنچے گی کہ ایک آدمی اپنے گھر میں اپنی ماں، بیٹی، بہن، اور پھوپھی کے پاس آ کر انہیں اس اندیشے سے کہ کہیں یہ دجال کے پاس نہ چلی جائیں رسیوں سے باندھ دے گا پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دجال پر تسلط عطاء فرمائے گا اور وہ اسے اور اس کے ہمنواؤں کو قتل کردیں گے حتیٰ اگر کوئی یہودی کسی درخت یا پتھر کے نیچے چھپا ہو گا تو وہ درخت اور پتھر مسلمانوں سے پکار پکار کر کہے گا کہ یہ میرے نیچے یہودی چھپا ہوا ہے آ کر اسے قتل کرو۔

تخریج: مسند إحمد (۵۳۵۳)؛ المعجم الکبیر (۱۳۱۹۷) و المعجم الأوسط (۴۰۹۹)؛

تحقیق: شعیب الأرنؤوط، عادل مرشد وآخرون : إسناده ضعیف، فیه محمد بن إسحاق وهو مدلس، وقد عنعن.
مورخ ابن اسحاق کے مطابق دجال نہ شام میں نہ عراق بلکہ وہ تو مدینہ کے پاس قتل ہو گا
اس روایت کی سند میں سب مدنی ہیں

دجال ، اردن میں عَقَبَةِ اَفِيقٍ میں مرے گا

عَقَبَةِ اَفِيقٍ الاردن میں ہے اس کو وادی القمر بھی کہا جاتا ہے

مسند احمد میں ہے
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، قَالَ: أَتَيْنَا عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ لِنَعْرِضَ عَلَيْهِ مُصْحَفًا لَنَا عَلَى مُصْحَفِهِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الْجُمُعَةُ أَمَرَنَا فَاغْتَسَلْنَا، ثُمَّ أُتِينَا بِطِيبٍ فَتَطَيَّبْنَا، ثُمَّ جِئْنَا الْمَسْجِدَ، فَجَلَسْنَا إِلَى رَجُلٍ، فَحَدَّثَنَا عَنِ الدَّجَّالِ، ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ،

فَقُمْنَا إِلَيْهِ فَجَلَسْنَا، فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " يَكُونُ لِلْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةُ أَمْصَارٍ: مِصْرٌ بِمُلْتَقَى الْبَحْرَيْنِ، وَمِصْرٌ بِالْحِيرَةِ، وَمِصْرٌ بِالشَّامِ، فَيَفْزَعُ النَّاسُ ثَلَاثَ فَزَعَاتٍ، فَيَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أَعْرَاضِ النَّاسِ، فَيَهْزِمُ مَنْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ، فَأَوَّلُ مِصْرٍ يَرِدُهُ الْمِصْرُ الَّذِي بِمُلْتَقَى الْبَحْرَيْنِ، فَيَصِيرُ أَهْلُهُ ثَلَاثَ فِرَقٍ: فِرْقَةٌ تَقُولُ: نُشَامُّهُ، نَنْظُرُ مَا هُوَ، وَفِرْقَةٌ تَلْحَقُ بِالْأَعْرَابِ، وَفِرْقَةٌ تَلْحَقُ بِالْمِصْرِ الَّذِي يَلِيهِمْ، وَمَعَ الدَّجَّالِ سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ السِّيجَانُ، وَأَكْثَرُ تَبَعِهِ الْيَهُودُ وَالنِّسَاءُ، ثُمَّ يَأْتِي الْمِصْرَ الَّذِي يَلِيهِ (1) فَيَصِيرُ أَهْلُهُ ثَلَاثَ فِرَقٍ: فِرْقَةٌ تَقُولُ: نُشَامُّهُ وَنَنْظُرُ مَا هُوَ، وَفِرْقَةٌ تَلْحَقُ بِالْأَعْرَابِ، وَفِرْقَةٌ تَلْحَقُ بِالْمِصْرِ الَّذِي يَلِيهِمْ بِغَرْبِيِّ الشَّامِ، وَيَنْحَازُ الْمُسْلِمُونَ إِلَى عَقَبَةِ أَفِيقٍ، فَيَبْعَثُونَ سَرْحًا لَهُمْ، فَيُصَابُ سَرْحُهُمْ، فَيَشْتَدُّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، وَتُصِيبُهُمْ مَجَاعَةٌ شَدِيدَةٌ، وَجَهْدٌ شَدِيدٌ، حَتَّى إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيُحْرِقُ وَتَرَ قَوْسِهِ فَيَأْكُلُهُ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّحَرِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَتَاكُمُ الْغَوْثُ، ثَلَاثًا، فَيَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: إِنَّ هَذَا لَصَوْتُ رَجُلٍ شَبْعَانَ، وَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَيَقُولُ لَهُ
أَمِيرُهُمْ: يَا (1) رُوحَ اللهِ، تَقَدَّمْ صَلِّ، فَيَقُولُ هَذِهِ الْأُمَّةُ أُمَرَاءُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، فَيَتَقَدَّمُ أَمِيرُهُمْ فَيُصَلِّي، فَإِذَا قَضَى صَلَاتَهُ، أَخَذَ عِيسَى حَرْبَتَهُ، فَيَذْهَبُ نَحْوَ الدَّجَّالِ، فَإِذَا رَآهُ الدَّجَّالُ، ذَابَ، كَمَا يَذُوبُ الرَّصَاصُ، فَيَضَعُ حَرْبَتَهُ بَيْنَ ثَنْدُوَتِهِ، فَيَقْتُلُهُ وَيَنْهَزِمُ أَصْحَابُهُ، فَلَيْسَ يَوْمَئِذٍ شَيْءٌ يُوَارِي مِنْهُمْ أَحَدًا، حَتَّى إِنَّ الشَّجَرَةَ لَتَقُولُ يَا مُؤْمِنُ، هَذَا كَافِرٌ وَيَقُولُ الْحَجَرُ يَا مُؤْمِنُ هَذَا كَافِرٌ "

أَبِي نَضْرَةَ نے کہا عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ رضی اللہ عنہ کے پاس ہم گئے کہ اپنا مصحف ان کے مصحف پر پیش کریں - پس جب جمعہ آیا انہوں نے ہم کو غسل کا حکم کیا پھر خوشبو لگائی اور مسجد گئے ہم ایک شخص کے پاس بیٹھے جس نے دجال کے بارے میں بیان کیا پھر عثمان آئے ہم اٹھے اور ان کے پاس بیٹھے پس انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا : مسلمان تین مقام پر ہوں گے بحرین سے ملے شہر میں اور حیرہ سے ملے شہر میں اور شام کے شہر میں پس لوگ تین بار گھبرائیں گے دجال نکلے گو لوگوں سے لڑنے پس اس کی مد بھیڑ ہو گی مشرق میں جو بحرین میں شہر ہے پس اس کے باسی تین گروہوں میں بٹ جائیں گے ایک گروہ کہے گا اس سے ملتے ہیں دیکھتے ہیں یہ کیا ہے
دوسرا گروہ بدوؤں سے مل جائے گا
تیسرا گروہ اس گروہ سے ملے گا جو شام کے مغرب میں ہو گا
اور مسلمان کا ٹکراو دجال سے گھاٹی عَقَبَةِ أَفِيقٍ میں ہو گا .... پھر عیسیٰ کا نزول ہو گا نماز فجر کے وقت

مسند الرویانی، مصنف ابن ابی شیبہ اور المعجم الکبیر طبرانی میں یہی روایت سفینہ رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب ہے کہ دجال کا قتل عَقَبَةِ أَفِيقٍ میں ہو گا

نا سُفْيَانُ، نا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ حَشْرَجِ بْنِ نُبَاتَةَ، نا سَعِيدٌ، عَنْ سَفِينَةَ، قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ [ص:440]: " إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلَّا وَقَدْ حَذَّرَ الدَّجَّالَ أُمَّتَهُ، وَهُوَ الْأَعْوَرُ عَيْنِ الْيُسْرَى، بِعَيْنِهِ الْيُمْنَى

ظَفَرَةٌ غَلِيظَةٌ، بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ: كَافِرٌ مَعَهُ وَادِيَانِ: أَحَدُهُمَا جَنَّةٌ، وَالْآخَرُ نَارٌ، فَجَنَّتُهُ نَارٌ، ونَارُهُ جَنَّةٌ، وَمَعَهُ مَلَكَانِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُشْبِهَانِ نَبِيَّيْنِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ: أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِهِ، وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ، فَيَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ، أُحْيِي وَأُمِيتُ؟ فَيَقُولُ لَهُ أَحَدُ الْمَلَكَيْنِ: كَذَبْتَ، فَمَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ إِلَّا صَاحِبُهُ، فَيَقُولُ صَاحِبُهُ: صَدَقْتَ، فَيَسْمَعُهُ النَّاسُ، فَيَحْسَبُونَ أَنَّهُ إِنَّمَا صَدَّقَ الدَّجَّالَ، وَذَلِكَ فِتْنَةٌ، ثُمَّ يَسِيرُ حَتَّى يَأْتِيَ الْمَدِينَةَ فَلَا يُؤْذَنُ لَهُ فِيهَا، فَيَقُولُ: هَذِهِ قَرْيَةُ ذَاكَ الرَّجُلِ، ثُمَّ يَسِيرُ حَتَّى يَأْتِيَ الشَّامَ فَيُهْلِكُهُ اللَّهُ عِنْدَ عَقَبَةِ أَفِيقٍ "

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، ح وَحَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ السَّدُوسِيُّ، ثنا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: ثنا حَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَةَ، ثنا سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ، عَنْ سَفِينَةَ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَقَالَ: " إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا حَذَّرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ، هُوَ أَعْوَرُ عَيْنُهُ الْيُسْرَى، بِعَيْنِهِ الْيُمْنَى ظَفَرَةٌ غَلِيظَةٌ، بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ يَخْرُجُ مَعَهُ وَادِيَانِ أَحَدُهُمَا جَنَّةٌ , وَالْآخَرُ نَارٌ، فَجَنَّتُهُ نَارٌ , وَنَارُهُ جَنَّةٌ، مَعَهُ مَلَكَانِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُشْبِهَانِ نَبِيَّيْنِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِهِ، وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ، وَذَلِكَ فِتْنَةُ النَّاسِ، يَقُولُ: أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ أُحْيِي وَأُمِيتُ؟ فَيَقُولُ أَحَدُ الْمَلَكَيْنِ: كَذَبْتَ، فَمَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ إِلَّا صَاحِبَهُ، فَيَقُولُ لَهُ صَاحِبُهُ: صَدَقْتَ، وَيَسْمَعُهُ النَّاسُ، فَيَحْسِبُونَ أَنَّهُ صَدَقَ الدَّجَّالُ، وَذَلِكَ فِتْنَةٌ، ثُمَّ يَسِيرُ حَتَّى يَأْتِيَ الْمَدِينَةَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُ فِيهَا، فَيَقُولُ: هَذِهِ قَرْيَةُ ذَلِكَ الرَّجُلِ، ثُمَّ يَسِيرُ حَتَّى يَأْتِيَ الشَّامَ، فَيُهْلِكَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَ عَقَبَةِ أَفِيقٍ "

اس کی سند وہی ہے جو خلافت تیس سال رہے گی والی روایت کی ہے گویا مسلک پرستوں کے مطابق اس کی سند صحیح ہے

السمهودي (المتوفى: 911هـ) نے الوفاء میں اس روایت کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے

حديث رواه أحمد والطبراني ... ورجاله ثقات اس کے راوی ثقہ ہیں

راقم اس روایت کو حَشْرَجِ بْنِ نُبَاتَةَ، کی وجہ سے صحیح نہیں سمجھتا – اس کو درج کرنے کا مقصد ہے کہ عراق میں دجال کا قتل عقبہ اردن میں بیان کیا جاتا تھا

شیعوں کی کتاب مختصر بصائر الدرجات- الحسن بن سليمان الحلبی کے مطابق ایک شخص نے علی سے سوال کیا کہ دجال کب نکلے گا

قال حدثنا محمد بن ابراهيم بن اسحاق قال حدثنا عبد العزيز بن يحيى الجلودي بالبصرة قال حدثنا الحسن بن معاذ قال حدثنا قيس بن حفص قال حدثنا يونس بن ارقم عن أبي سيار الشيباني عن الضحاك

بن مزاحم عن النزال بن سبرة قال
خطبنا علي بن أبي طالب صلوات الله عليه فحمد الله واثني عليه ثم قال ايها الناس سلونى قبل ان تفقدوني قالها ثلاثا فقام إليه صعصعة بن صوحان فقال يا أمير المؤمنين متى يخرج الدجال فقال له عليه السلام...... يخرج من بلدة يقال لها اصفهان من قرية تعرف باليهودية عينه اليمنى ممسوحة والاخرى في جهته تضئ كأنها كوكب الصبح فيها علقة كأنها ممزوجة بالدم بين عينيه مكتوب كافر يقرأه كل كاتب وأمي يخوض البحار وتسير معه الشمس بين يديه جبل من دخان وخلفه جبل ابيض يرى الناس انه طعام يخرج حين يخرج في قحط شديد تحته حمارا قمر خطوة حماره ميل تطوى له الارض منهلا منهلا لا يمر بماء الاغار إلى يوم القيامة ينادي باعلى صوته يسمع مابين الخافقين من الجن والانس والشياطين يقول إلي اوليائي انا الذي خلق فسوى وقدر فهدى انا
ربكم الاعلى وكذب عدو الله انه اعور يطعم الطعام ويمشي في الاسواق وان ربكم عزوجل ليس باعور ولايطعم ولا يمشى
في الاسواق ولا يزول الا وان اكثر اقباعه يومئذ اولاد الزنا واصحاب الطيالسة الخضر يقتله الله عزوجل بالشام على عقبة تعرف بعقبة افيق لثلاث ساعات من يوم الجمعة على يدى من يصلي المسيح عيسى بن مريم عليه السلام خلفه الا ان بعد ذلك الطامة الكبرى قلنا وماذاك يا أمير المؤمنين قال خروج دابة عند الصفا معها خاتم سليمان وعصا موسى

علی نے کہا : دجال اصفہان سے نکلے گا جو یہودیوں کے لئے جانا جاتا ہے اس کی سیدھی آنکھ ابلی ہو گی اور دوسری اس طرح چمکے گی کہ جیسے کوئی صبح کا تارا اس کی آنکھوں کے بیچ میں ایسا لگے گا جیسے خون کا لوتھڑا سا ہو جس پر کافر لکھا ہو گا ہر پڑھا لکھا یا ان پڑھ اس کو پڑھ لے گا سمندر موجیں مارے گا اور سورج اس کے ساتھ چلے گا - دجال کے آگے ایک دھوان کا پہاڑ ہو گا اور پیچھے ایک سفید پہاڑ جس کو لوگ دیکھیں گے کہ اس میں کھانا نکل رہا ہے اور یہ قحط کا عالم ہو گا ... وہ اونچی آواز سے پکارے گا جس کو جن و انس اور شیاطین سنے گے وہ اپنے مددگاروں سے کہے گا

میں وہ ہوں جس نے تخلیق کیا نک سک کو سدھارا
تقریر لکھی، ہدایت دی
میں تمہارا رب ہوں اعلی

اور یہ جھوٹا کذاب ہو گا - وہ کانا ہے - کھانا کھانے والا بازار میں پھرنے والا اور تمہارا رب عزوجل وہ کانا نہیں ہے نہ وہ کھاتا ہے نہ بازار میں چلتا ہے
نہ اترتا ہے - خبردار اس روز اس کی اتباع کرنے والے اکثر ولد الزنا ہوں گے اور وہ جن پر سبز الطیالسة ہو گا - اللہ تعالی اس کو شام میں ایک گھاٹی جس کو عقبة افیق کہا جاتا ہے اس میں جمعہ کے دن تیسرے پہر ان کے ہاتھوں قتل کروائے گا جن کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم نے نماز

پڑھی ہو گی
ہوشیار ہو جاؤ اس کے بعد الطامة الکبری شدید حادثہ ہو گا - ہم نے کہا وہ کیا ؟ فرمایا صفا سے دابہ نکلے گا جس کے پاس سلیمان کی انگوٹھی اور موسی کا عصا ہو گا

اہل تشیع کی روایت کے مطابق بھی دجال کا قتل عَقَبَةِ أَفِيقٍ میں ہو گا
عَقَبَةِ أَفِيقٍ سے مراد وادی القمر ہے جو آج کل اردن کے شہر العقبہ کے پاس ہے

دجال جبل الدخان پر مرے گا

صحیح ابن خزیمہ ، مسند احمد میں ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي خَفْقَةٍ مِنَ الدِّينِ، وَإِدْبَارٍ مِنَ الْعِلْمِ، فَلَهُ أَرْبَعُونَ لَيْلَةً يَسِيحُهَا فِي الْأَرْضِ، الْيَوْمُ مِنْهَا كَالسَّنَةِ، وَالْيَوْمُ مِنْهَا كَالشَّهْرِ، وَالْيَوْمُ مِنْهَا كَالْجُمُعَةِ، ثُمَّ سَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ هَذِهِ، وَلَهُ حِمَارٌ يَرْكَبُهُ عَرْضُ مَا بَيْنَ أُذُنَيْهِ أَرْبَعُونَ ذِرَاعًا، فَيَقُولُ لِلنَّاسِ: أَنَا رَبُّكُمْ وَهُوَ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ - ك ف ر مُهَجَّاةٌ - يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٌ، وَغَيْرُ كَاتِبٍ، يَرِدُ كُلَّ مَاءٍ وَمَنْهَلٍ إِلَّا الْمَدِينَةَ وَمَكَّةَ، حَرَّمَهُمَا اللَّهُ عَلَيْهِ، وَقَامَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَبْوَابِهَا، وَمَعَهُ جِبَالٌ مِنْ خُبْزٍ، وَالنَّاسُ فِي جَهْدٍ إِلَّا مَنْ تَبِعَهُ، وَمَعَهُ نَهْرَانِ أَنَا أَعْلَمُ بِهِمَا مِنْهُ، نَهْرٌ يَقُولُ الْجَنَّةُ، وَنَهْرٌ يَقُولُ النَّارُ، فَمَنْ أُدْخِلَ الَّذِي يُسَمِّيهِ الْجَنَّةَ، فَهُوَ النَّارُ، وَمَنْ أُدْخِلَ الَّذِي يُسَمِّيهِ النَّارَ، فَهُوَ الْجَنَّةُ "، قَالَ: " وَيَبْعَثُ اللَّهُ مَعَهُ شَيَاطِينَ تُكَلِّمُ النَّاسَ، وَمَعَهُ فِتْنَةٌ عَظِيمَةٌ، يَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ، وَيَقْتُلُ نَفْسًا ثُمَّ يُحْيِيهَا فِيمَا يَرَى النَّاسُ، لَا يُسَلَّطُ عَلَى غَيْرِهَا مِنَ النَّاسِ، وَيَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ هَلْ يَفْعَلُ مِثْلَ هَذَا إِلَّا الرَّبُّ " [ص:212]، قَالَ: " فَيَفِرُّ الْمُسْلِمُونَ إِلَى جَبَلِ الدُّخَانِ بِالشَّامِ فَيَأْتِيهِمْ، فَيُحَاصِرُهُمْ، فَيَشْتَدُّ حِصَارُهُمْ وَيُجْهِدُهُمْ جَهْدًا شَدِيدًا، ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيُنَادِي مِنَ السَّحَرِ، فَيَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَخْرُجُوا إِلَى الْكَذَّابِ الْخَبِيثِ؟
فَيَقُولُونَ: هَذَا رَجُلٌ جِنِّيٌّ، فَيَنْطَلِقُونَ فَإِذَا هُمْ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، فَتُقَامُ الصَّلَاةُ، فَيُقَالُ لَهُ: تَقَدَّمْ يَا رُوحَ اللَّهِ، فَيَقُولُ: لِيَتَقَدَّمْ إِمَامُكُمْ فَلْيُصَلِّ بِكُمْ، فَإِذَا صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ خَرَجُوا إِلَيْهِ "، قَالَ: " فَحِينَ يَرَى الْكَذَّابُ يَنْمَاثُ كَمَا يَنْمَاثُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ، فَيَمْشِي إِلَيْهِ،

فَيَقْتُلُهُ حَتَّى إِنَّ الشَّجَرَةَ وَالْحَجَرَ يُنَادِي: يَا رُوحَ اللَّهِ، هَذَا يَهُودِيٌّ، فَلَا يَتْرُكُ مِمَّنْ كَانَ يَتْبَعُهُ أَحَدًا إِلَّا قَتَلَهُ "

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ .... مسلمان جبل الدخان شام میں جائیں گے

شعیب کہتے ہیں إسناده على شرط مسلم

فتنہ قتل عثمان میں صحابی جَہْجَاہُ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو منبر پر سے اتارا اور کہا

وَنُلْحِقُكَ بِجَبَلِ الدُّخَانِ

ہم تجھ کو جبل الدخان پر باندھ دیں گے

جبل الدخان الخوبة سعودی عرب میں یمن کے پاس ہے- اسی نام سے ایک پہاڑ بحرین میں ہے - روایت میں ہے کہ یہ شام میں ہے - بلدان و جغرافیہ پر کتب چھاننے کے باوجود شام میں جبل الدخان کا سراغ نہیں ملا

کتاب فتح الباقي بشرح إلفية العراقي از زين الدين إبي يحيى زكريا بن محمد بن زكريا الأنصاري السنيكي (ت 926ھ) المحقق: عبد اللطيف هميم - ماهر الفحل اور فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقي از سخاوی میں ہے کہ قرآن میں سورہ الدخان میں ہےيَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ اس دن جب آسمان دھواں لے کر آئے گا اس آیت پر ایک قول تھا

وحَكَى أبو مُوسَى الْمَدِيْنِيُّ: أنَّ السِّرَّ في امْتِحَانِهِ لَهُ بِهَذِهِ الآيَةِ الإشَارَةُ إلى أنَّ عِيْسَى عَلَيْهِ الصَّلاَةُ والسَّلاَمُ (8) يَقْتُلُ الدَّجَّالَ بِجَبَلِ الدُّخَانِ (9)، كَمَا جَاءَ في رِوَايةِ الإمامِ أحمدَ

إبو مُوسَى الْمَدِيْنِيُّ نے حکایت کیا کہ اس آیت میں آزمائش کا راز ہے اس میں اشارہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کا قتل جبل دخان پر کریں گے جیسا کہ امام احمد سے ایک روایت میں آیا ہے

دجال خود بخود مر جائے گا

مسند البزار کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

حَدَّثَنا علي بن المنذر , حَدَّثَنا مُحَمَّد بن فضيل , عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ , عَنْ أَبِيهِ , عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , قال: سمعت من أبي القاسم الصادق المصدوق يقول يخرج الأعور الدجال مسيح الضلالة قبل المشرق في زمن اختلاف من الناس وفرقة فيبلغ ما شاء الله أن يبلغ من الأرض في أربعين يوما الله أعلم ما مقدارها؟ فيلقى المؤمنون شدة شديدة، ثم ينزل عيسى بن مريم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ من السماء فيقوم الناس فإذا رفع رأسه من ركعته قال: سمع الله لمن حمده قتل الله الدجال وظهر المؤمنون فأحلف أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أبا القاسم الصادق المصدوق صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: إنه لحق وأما قريب فكل ما هو آت قريب.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوالقاسم الصادق المصدوق (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کوفرماتے ہوئے سنا:
لوگوں کے اختلاف وتفرق کے دور میں مشرق کی طرف سے مسیح ضلالت: کانا دجال نکلے گا پھر چالیس دنوں میں جہاں اللہ چاہے وہ زمین پر پہنچے گا، اس کی مقدار اللہ ہی جانتا ہے۔ پس مومنوں کو بہت زیادہ تکلیفیں پہنچیں گی پھر عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے نازل ہوں گے۔ پھر لوگ (نماز کے لئے) کھڑے ہوں گے، جب آپ رکوع سے سر اٹھائیں گے تو فرمائیں گے: اللہ نے اس کی سن لی جس نے حمد بیان کی، اللہ نے مسیح دجال کو قتل کر دیا اور مومنین فتحیاب ہو گئے۔

اس روایت میں قتل دجال کا ذکر نہیں ہے بلکہ نزول عیسیٰ کے فورا بعد نماز ہے اس کے بعد اعلان ہے کہ دجال مر چکا ہے گویا کہ دجال کسی ہارٹ اٹیک میں ہلاک ہو گیا ہے جس کی خبر دی گئ ہے –
سند میں عاصم بن كليب الجرمي ہے جس پر ابن المديني کا کہنا ہے کہ لا يحتج بما انفرد به اس کی منفرد روایت سے دلیل مت لینا

دجال شام میں مرے گا

صحیح مسلم میں ہے

وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، جَمِيعًا عَنْ أَسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «يَأْتِي الْمَسِيحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، هِمَّتُهُ الْمَدِينَةُ، حَتَّى يَنْزِلَ دُبُرَ أُحُدٍ، ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ، وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ»

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسیح مشرق کی طرف سے آئے گا مدینہ کا ارادہ کرے گا یہاں تک کہ احد کے دامن میں پہنچ جائے گا پھر فرشتے اس کا رخ شام کی طرف کر دیں گے وہاں ہلاک ہو گا

العَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ نے اپنے باپ (عبد الرحمٰن بن یعقوب الجهنی، المدنی) سے روایت کیا ہے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے

العَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ پر اقوال ہیں

قَالَ ابْنُ مَعِيْنٍ: لَيْسَ حَدِيْثُهُ بِحُجَّةٍ. اس کی حدیث دلیل نہیں

وَقَالَ مَرَّةً: لَيْسَ بِالقَوِيِّ. یہ قوی نہیں

العَلَاءُ ضَعِيْفٌ ضعیف ہے

مُضْطَرِبُ الحَدِيْثِ

لیس بذاک لم یزل الناس یتقون حدیثہ

کوئی اچھا نہیں لوگوں نے اس کی حدیث سے بچنا نہیں چھوڑا

ثنا عبد الرحمٰن قال سئل إبو زرعة عن العلاء بن عبد الرحمٰن فقال ليس هو بالقوى ما يكون

إبو زرعة نے کہا یہ قوی راویوں میں سے نہیں ہو سکتا

ابو حاتم نے ثقہ کہا لیکن اضافہ کیا

ولكنه إنكر من حديثه إشياء

اس کی احادیث میں چیزوں کا انکار کیا جاتا ہے

الْمَسِيحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ کے الفاظ میں اس راوی کا تفرد ہے

دجال کہاں مرے گا؟

شہر /علاقے والے	دجال کہاں مرے گا؟
بصرہ والے کہتے	بیت المقدس
شام والے کہتے	لد، اسرائیل
مدینہ والے کہتے	مدینہ/ شام
کوفہ میں بعض کہتے	عقبہ افیق، اردن
کوفہ میں بعض کہتے	دجال خود ہی مر جائے گا
مکہ والے کہتے	جبل الدخان شام

باب ۱۵ : دجال اور کعبہ کی زیارت

اگر ان تمام احادیث کو جمع کیا جائے جن میں یہ بیان ہوا ہے کہ الدجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو گا تو وہ احادیث یہ ہیں

پہلی حدیث : مسند احمد کی روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا
الْحَرَمَانِ عَلَيْهِ حَرَامٌ مَكَّةُ، وَالْمَدِينَةُ
حرم مکہ و مدینہ، دجال پر حرام ہیں
اس کی سند میں الشعبی ہیں جن کا سماع عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں ہے
انہی سے مروی مسند احمد کی روایت ہے
لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ مَكَّةَ وَلَا الْمَدِينَةَ
الدجال مکہ و مدینہ میں داخل نہ ہو گا
ان دونوں روایتوں کی اسناد میں الشعبی موجود ہیں
عامر بن شراحیل الشعبی کے لئے کتاب جامع التحصیل فی إحکام المراسیل از صلاح الدین إبو سعید خلیل بن کیکلدی بن عبد اللہ الدمشقی العلائی (المتوفی: 761ہـ) میں لکھا ہے
وقال بن معین ما روی عن الشعبی عن عائشة مرسل
ابن معین کہتے ہیں جو الشعبی، عائشة سے روایت کرتے ہیں وہ سب مرسل ہے

دوسری حدیث

صحیح مسلم اور مسند احمد میں حدیث ہے جس میں أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اور ابْنَ صَائِدٍ کی بحث نقل ہوئی ہے جس میں ابْنَ صَائِدٍ کہتا ہے کہ الدجال مکہ میں داخل نہ ہو گا- لیکن اس کی سند ہے

حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا دَاوُدُ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ،

اس کی سند میں إِبُو نَضْرَةَ العَبْدِيُّ المُنْذِرُ بنُ مَالِكِ بنِ قُطَعَةَ ہیں

الذھبی سیر الاعلام میں لکھتے ہیں

وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِي (الثِّقَاتِ) : كَانَ مِمَّنْ يُخْطِئُ،

ابن حبان ثقات میں لکھتے ہیں یہ وہ ہیں جو غلطی کرتے ہیں

وَقَالَ ابْنُ سَعْدٍ : ثِقَةٌ، كَثِيْرُ الحَدِيْثِ، وَلَيْسَ كُلُّ أَحَدٍ يُحْتَجُّ بِهِ.

ابن سعد کہتے ہیں ثقہ ہیں کثیر الحدیث ہیں اور ہر ایک سے دلیل نہیں لی جا سکتی

تیسری حدیث

مسند احمد کی ہی روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا بَهْزٌ، وَعَفَّانُ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَجِيءُ الدَّجَّالُ فَيَطَأُ الْأَرْضَ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ

حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ سے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ الدجال ہر زمین پر جائے گا سوائے مکہ و مدینہ کے

بخاری میں بھی یہ إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ کی سند سے نقل ہوئی ہے جس میں الفاظ ہیں لیس من بلد إلا سيطؤه الدجال، إلا مكة، والمدينة ایسا کوئی شہر نہیں جن میں دجال کا تسلط نہ ہو جائے سوائے مکہ و مدینہ کے

لیکن تسلط اور دخول الگ الگ چیزیں ہیں لہذا بخاری کی اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ دجال مکہ میں کبھی داخل نہ ہو گا کیونکہ بخاری کی حدیث میں ہے

حدثنا إبراهيم بن المنذر، حدثنا أبو ضمرة، حدثنا موسى، عن نافع، قال عبد الله: ذكر النبي صلى الله عليه وسلم، يوما بين ظهري الناس المسيح الدجال، فقال: ” إن الله ليس بأعور، ألا إن المسيح الدجال أعور العين اليمنى، كأن عينه عنبة طافية، وأراني الليلة عند الكعبة في المنام، فإذا رجل آدم، كأحسن ما يرى من أدم الرجال تضرب لمته بين منكبيه، رجل

الشعر، يقطر رأسه ماء، واضعا يديه على منكبي رجلين وهو يطوف بالبيت، فقلت: من هذا؟ فقالوا: هذا المسيح ابن مريم، ثم رأيت رجلا وراءه جعدا قططا أعور العين اليمنى، كأشبه من رأيت بابن قطن، واضعا يديه على منكبي رجل يطوف بالبيت، فقلت: من هذا؟ قالوا: المسيح الدجال

عبد اللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ خبر دار مسیح الدجال داہنی آنکھ سے کانا ہے جسے کہ پھولا انگور ہو اور رات کو اس کو مجھے دکھایا گیا نیند میں ... وہ ابن قطن جیسا تھا اور آدمی کے کندھے پر ہاتھ رکھے کعبہ کا طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا مسیح الدجال

انبیا کا خواب وحی ہے – پس صحیح حدیث میں ہے کہ دجال مکہ میں آئے گا اور کعبہ کا طواف بھی کرے گا

اس روایت کو امام مالک بھی الموطا میں بیان کرتے ہیں

کتاب الکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری از شمس الدین الکرمانی (المتوفى: 786ھ) میں شارح کہتے ہیں

فإن قلت يحرم على الدجال دخول مكة قلنا إنما هو في زمن خروجه على الناس ودعواه الباطل وأيضاً لفظ الحديث أنه لا يدخل وليس فيه نفس الدخول في الماضي

اگر کہے کہ الدجال پر مکہ میں داخلے پر پابندی ہے تو ہم کہتے ہیں بے شک وہ پابندی اس کے لوگوں پر خروج کے دور میں ہے اور ... حدیث کے الفاظ میں یہ شامل نہیں کہ ماضی میں بھی اس پر فی نفسہ داخلے پر پابندی ہو گی

حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دجال کی خبر سنے تو اس سے دور رہے کیونکہ وہ اگر اس کے پاس گیا تو اس کو مومن سمجھے گا

امام بخاری نے ایسی کوئی حدیث اپنی صحیح میں نہیں لکھی جس میں ان کا اشارہ ہو کہ الدجال یہودی ہوگا بلکہ انہوں نے جو احادیث پیش کی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ الدجال ایک مسلمان ہو گا جس کا دعوی الوہیت کی حدود پر ہو گا

وہ شہر جس میں دجال کا مکمل داخلہ بند ہو گا وہ مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے - البتہ اس حدیث سے مراد یہ نہیں ہے کہ دجال کے ساتھی بھی مکہ یا مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتے - ابن حزم اس روایت کا ذکر المحلی میں کر کے لکھتے ہیں کہ مکہ شہر مدینہ سے بہت افضل ہے

وَسَكَّانُ الْمَدِينَةِ الْيَوْمَ أَخْبَثُ الْخُبْثِ، وَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ عَلَى مُصِيبَتِنَا فِي ذَلِكَ

اور آجکل کے مدینہ کے باسی تو خبیثوں کے خبیث ہیں – إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (ہم اللہ کے لئے ہیں اسی کی طرف جانے والے ہیں) اس مصیبت پر
یعنی خبیث لوگ تو کسی بھی شہر میں جا سکتے ہیں

رسول اللہ نے دجال کو طواف کرتے دیکھا کیا یہ تمثیلی بات ہے؟

اس کا جواب اہل حدیث رفیق طاہر صاحب نے یہ دیا
انبیاء کے خواب یقینا وحی ہوتے ہیں ۔ اور اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ دجال کعبہ کا طواف کرے گا بلکہ اس حدیث میں صرف اتنی بات ہے کہ اسکی شکل وصورت کس قسم کی ہوگی ۔ اگر خواب میں یہ ہوتا کہ وہ طواف کرے گا تو پھر تضاد پیدا ہوتا تھا ۔ جبکہ یہاں ایسا ہے نہیں - یاد رہے کہ اس خواب سے مسیح عیسى بن مریم علیہ السلام کا طواف کرنا بھی ثابت نہیں ہوتا ' گوکہ وہ دیگر روایات سے ثابت شدہ ہے ۔ اور خواب من وعن لفظ بہ لفظ اور حرف بہ حرف پورا ہونا ضروری نہیں ہوتا ۔ بلکہ بسا اوقات خواب کی تعبیر خواب کے مخالف ہوتی ہے اور بسا اوقات موافق نبی مکرم صلى اللہ علیہ وسلم کے اور بھی بہت سے خواب ہیں جن میں مقصود حل ہوا ہے ' مگر حرف بہ حرف حقیقت میں ویسا ہوا نہیں مثلا ایک خواب میں آپ صلى اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ خواب میں دو آنے والے آئے اور وہ مجھے لے کر فلاں جگہ گئے ... الخ
تو اس خواب میں جو علم دینا مقصود تھا وہ تو حاصل ہوا ... مگر خارج میں دو آنے والے آپکے پاس نہیں آئے

راقم کہتا ہے خواب دو طرح کے ہوتے ہیں تمثیلی یا غیر تمثیلی- لیکن جب تمثیلی ہوتا ہے تو اسی حدیث میں اس کی وضاحت بھی ہوتی ہے کہ یہ تمثیلی تھا مثلا عمر کا لمبی قمیص پہننا – ڈول بھر کنواں سے پانی نکالنا- یہ غیر انبیاء کے لئے ہے[49]

قرآن میں ہے ابراہیم کو کہا گیا بیٹے کو قتل کرو – ابراہیم علیہ السلام نے اس کو تمثیلی نہیں سمجھا بلکہ اسی پر عمل کیا یہاں تک کہ اس کی اصل ظاہر ہوئی لہٰذا اگر خواب تمثیلی بھی ہو تو اس پر عمل انبیاء نے کیا ہے – اس کو اللہ کا حکم سمجھا جائے گا- رسول اللہ نے خواب دیکھا کہ مسجد الحرام میں داخل ہو رہے ہیں اپ نے اس کو اصل لیا اور عمرہ کرنے گئے حدیبیہ پر روکا گیا پھر خبر دی گئی کہ خواب سچا تھا جلد پورا ہو گا یعنی رسول اللہ خواب بیان کرتے ہیں تو اس کی وضاحت بھی کرتے ہیں کہ اس کا مطلب اصل میں الگ ہے یا یہ ہے یہ نہیں- ایسا ہی اس خواب میں ہے کہ دجال کو اور عیسیٰ کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا – اور اس میں اس کو تمثیل قرار نہیں دیا گیا تو ظاہر ہے یہ مستقبل کی خبر ہے- ایسا ہو گا یہ تمثیل نہیں ہے

رفیق طاہر صاحب نے مثال دی

ایک خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ خواب میں دو آنے والے آئے اور وہ مجھے لے کر فلاں جگہ گئے پھر کہا ایسا نہیں ہوا

یہ مثال غلط ہے- یہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی عذاب برزخ والی حدیث ہے – جب کہا جا رہا ہے کہ خواب میں لے گئے تو ظاہر ہے اس مقام پر خواب میں ہی لے کر گئے- انبیاء کا خواب عام آدمی کے خواب جیسا نہیں ہے - اس حدیث میں جو جو عذاب دیکھا اس کو رسول اللہ نے کہا ایسا قیامت تک ہوتا رہے گا یعنی ایسا مسلسل ہو رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس خواب کو تمثیل نہیں کہا گیا

دجال کی مدینة کے پاس آمد

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا يُونُسُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ مِحْجَنِ بْنِ الْأَدْرَعِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: «يَوْمُ الْخَلَاصِ وَمَا يَوْمُ الْخَلَاصِ، يَوْمُ الْخَلَاصِ وَمَا يَوْمُ الْخَلَاصِ» ثَلَاثًا، فَقِيلَ لَهُ: وَمَا يَوْمُ الْخَلَاصِ؟ قَالَ: " يَجِيءُ الدَّجَّالُ فَيَصْعَدُ أُحُدًا، فَيَنْظُرُ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَيَقُولُ لِأَصْحَابِهِ: أَتَرَوْنَ هَذَا الْقَصْرَ الْأَبْيَضَ؟ هَذَا مَسْجِدُ أَحْمَدَ ثُمَّ يَأْتِي الْمَدِينَةَ، فَيَجِدُ بِكُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَكًا مُصْلِتًا، فَيَأْتِي سَبْخَةَ الْحَرْفِ، فَيَضْرِبُ رُوَاقَهُ، ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَلَا يَبْقَى

مُنَافِقٌ، وَلَا مُنَافِقَةٌ، وَلَا فَاسِقٌ، وَلَا فَاسِقَةٌ، إِلَّا خَرَجَ إِلَيْهِ، فَذَلِكَ يَوْمُ الْخَلَاصِ "

مِحْجَنِ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا فرمایا اخلاص کا دن – اور اخلاص کا دن کیا ہے ؟ تین بار فرمایا – پس ان سے پوچھا گیا یہ اخلاص کا دن کیا ہے یا رسول اللہ ؟ فرمایا : دجال آئے گا اور احد پر چڑھ جائے گا اور مدینہ کی طرف دیکھے گا اور اپنے اصحاب سے بولے گا کیا تم اس محل کو دیکھتے ہو ؟ یہ احمد کی مسجد ہے پھر مدینہ آئے گا تو اس کے ہر دروازے پر مسلح فرشتوں کو دیکھے گا تو سبخة الجرف آئے گا مدینہ تین بار لرزے گا پس اس میں نہ منافق رہے گا نہ منافقہ نہ فاسق نہ فاسقہ بلکہ یہ مدینہ سے نکل جائیں گے یہ ہے اخلاص کا دن

شعیب کہتے ہیں سند منقطع ہے

إسناده ضعيف لانقطاعه، عبد الله بن شقيق لم يسمع مِحجن بن الأدرع، بينهما رجاء بن أبي رجاء

یہ حدیث منقطع ہے

بعض روایات میں ہے کہ مدینہ کے پاس کوئی سبخة ہے جس میں دجال اترے گا - سبخة سے مراد

دلدلی مقام ہے - مدینہ کے پاس الجرف مشہور ہے جو جبل احد کے پاس ہے البتہ یہ مقام دلدلی نہیں تھا

غزوہ تبوک سن ۹ ہجری کے لئے ابن اسحاق سیرت میں لکھتے ہیں

وَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ، عَلَى أَهْلِهِ، وَأَمَرَهُ بِالْإِقَامَةِ فِيهِمْ، فَأَرْجَفَ بِهِ الْمُنَافِقُونَ، وَقَالُوا: مَا خَلَّفَهُ إلَّا اسْتِثْقَالًا لَهُ، وَتَخَفُّفًا مِنْهُ. فَلَمَّا قَالَ ذَلِكَ الْمُنَافِقُونَ، أَخَذَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ سِلَاحَهُ، ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجُرْفِ ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، زَعَمَ الْمُنَافِقُونَ أَنَّكَ إنَّمَا خَلَّفْتنِي أَنَّكَ اسْتَثْقَلْتنِي وَتَخَفَّفْتَ مِنِّي، فَقَالَ: كَذَبُوا، وَلَكِنَّنِي خَلَّفْتُكَ لِمَا تَرَكْتُ وَرَائِي، فَارْجِعْ فَاخْلُفْنِي فِي أَهْلِي وَأَهْلِكَ، أَفَلَا تَرْضَى يَا عَلِيُّ أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ إلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، فَرَجَعَ عَلِيٌّ إلَى الْمَدِينَةِ، وَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَفَرِهِ.قَالَ ابْنُ إسْحَاقَ: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ إبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِعَلِيٍّ هَذِهِ الْمَقَالَةَ.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو اپنے گھر والوں کے لئے پیچھے چھوڑا تو منافقوں نے اس پر افواہ پھیلائی اور کہا کہ اس کو اس لئے رکھا ہے کیونکہ اس کے لئے یہ کام بھاری ہے اور یہ کمزور ہے ، پس جب منافقوں نے یہ بات کی تو علی بن ابی طالب نے اپنا اسلحہ لیا اور رسول اللہ کے پاس پہنچے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم الجرف تک (مدینہ سے باہر) جا چکے تھے علی نے کہا اے نبی اللہ ! منافق کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے چھوڑا ہے کیونکہ مجھ پر یہ بھاری ہے اور میں اس قابل نہیں ؟ رسول اللہ نے کہا جھوٹ بولتے ہیں لیکن تم کو بنایا گیا ہے کہ تم میرے پیچھے رہو اور واپس میرے اور اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ، کیا تم راضی نہیں اے علی کہ تمہارا درجہ میرے لئے ایسا ہو جیسا ہارون کا موسی کے لئے تھا؟ خبر دار میرے بعد کوئی نبی نہیں ! پس علی (یہ سن کر) واپس لوٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سفر جاری رکھا – ابن اسحاق نے کہا مجھ سے مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ نے روایت کیا اس نے إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ سے اس نے سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ سے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سب علی کو کہتے سنا

صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ دجال وہاں تک پہنچ جائے گا فَيَأْتِي سِبْخَةَ الْجُرُفِ فَيَضْرِبُ رِوَاقَهُ وہ دلدلی زمین پر الجرف پر آئے گا - مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَنْزِلُ الدَّجَّالُ فِي هَذِهِ السَّبَخَةِ بِمَرِّقَنَاةَ، فَيَكُونُ أَكْثَرَ مَنْ يَخْرُجُ إِلَيْهِ النِّسَاءُ، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَرْجِعُ إِلَى حَمِيمِهِ وَإِلَى أُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ وَعَمَّتِهِ، فَيُوثِقُهَا رِبَاطًا، مَخَافَةَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ، ثُمَّ يُسَلِّطُ اللهُ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِ، فَيَقْتُلُونَهُ وَيَقْتُلُونَ شِيعَتَهُ، حَتَّى إِنَّ الْيَهُودِيَّ، لَيَخْتَبِئُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ أَوِ الْحَجَرِ فَيَقُولُ الْحَجَرُ أَوِ الشَّجَرَةُ لِلْمُسْلِمِ: هَذَا يَهُودِيٌّ تَحْتِي فَاقْتُلْهُ

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا دجال اس السَّبَخَةِ (دلدلی مقام) جو مَرِّقَنَاةَ میں ہے اس میں اترے گا اس کے پاس پہنچنے والوں میں عورتوں کی کثرت ہو گی

https://www.almaany.com/en/dict/ar-en/السبخة/

شعیب الأرنؤوط کے نزدیک یہ روایت ابن اسحاق کی وجہ سے ضعیف ہے - مَرِّقَنَاةَ کا ذکر کسی شارح نے نہیں کیا کہ کون سا مقام ہے – اسلامی ویب سائٹ پر بعض کی آراء ہیں کہ مَرِّقَنَاةَ ایک وادی ہے جو طائف کے رستے میں ہے - کتاب دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين کے مؤلف محمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي (المتوفى: 1057هـ) ایک صحابی کے تذکرہ میں لکھتے ہیں

توفي بالجرف على عشرة أميال من المدينة

ان کی وفات الجرف میں ہوئی جو مدینہ سے دس میل دور ہے

صحیح بخاری کے باب میں ذکر ہے

وَأَقْبَلَ ابْنُ عُمَرَ: «مِنْ أَرْضِهِ بِالْجُرُفِ فَحَضَرَتِ العَصْرُ بِمَرْبَدِ النَّعَمِ فَصَلَّى، ثُمَّ دَخَلَ المَدِينَةَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ فَلَمْ يُعِدْ»

اور عبداللہ بن عمر جرف کی اپنی زمین سے واپس آ رہے تھے کہ عصر کا وقت مقام مربد النعم میں آ گیا۔ آپ نے (تیمم سے) عصر کی نماز پڑھ لی اور مدینہ پہنچے تو سورج ابھی بلند تھا مگر آپ نے وہ نماز نہیں لوٹائی۔

فتح الباری میں ابن حجر نے لکھا ہے

وَالْجُرُفُ : بِضَمٍّ الْجِيمِ وَالرَّاءِ بَعْدَهَا فَاءٌ مَكَانٌ بِطَرِيقِ الْمَدِينَةِ مِنْ جِهَةِ الشَّامِ، عَلَى مِيلٍ، وَقِيلَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ .

الجرف یہ شام کی طرف مدینہ کے پاس مقام ہے ایک میل یا کہا جاتا ہے تین میل فاصلے پر

اس سے معلوم ہوا کہ شارحین کو خود بھی علم نہیں کہ جرف کتنی دور تھا کوئی ایک میل کہہ رہا ہے کوئی تین میل کوئی دس میل – البتہ جو معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ جرف مدینہ سے دور مقام تھا - آج کل مدینہ کے پاس کوئی دلدلی زمین معلوم نہیں ہے –

دوسری طرف بخاری کی حدیث جس میں دجال کا مردوں کو زندہ کرنے کا ذکر ہے اس میں ہے کہ دجال مدینہ کے پاس

فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي تَلِي المَدِينَةَ

سباخ میں مدینہ کے پاس اترے گا

سباخ سے لغوی مراد زرخیز زمین ہے –

https://www.almaany.com/en/dict/ar-en/السِّبَاخِ/

لیکن شارحین حدیث نے دلدلی زمین اور زرخیز زمین کو بنجر زمین میں بدل ڈالا ہے مثلا ابن حجر نے فتح الباری (13/102) میں لکھا

قَوْلُهُ " فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ " : بِكَسْرِ الْمُهْمَلَةِ وَتَخْفِيفِ الْمُوَحَّدَةِ ، جَمْعُ سَبَخَةٍ ، بِفَتْحَتَيْنِ ، وَهِيَ الْأَرْضُ الرَّمِلَةُ الَّتِي لَا تُنْبِتُ لِمُلُوحَتِهَا ، وَهَذِهِ الصِّفَةُ خَارِجُ الْمَدِينَةِ ، مِنْ غَيْرِ جِهَةِ الْحِرَّةِ

قول وہ سباخ میں اترے گا .... یہ سبخہ کی جمع ہے ... اور یہ ریتلی زمین ہے جس پر نمک کی وجہ سے کچھ نہ اگتا ہو اور مدینہ سے باہر کی صفت یہی ہے

یعنی چونکہ روایات کے متن کی تائید جغرافیہ یا زمینی حقائق سے نہیں ہو رہی تھی تو الفاظ کا مطلب ہی بدل دیا

اوپر تصویر میں ہرا نشان جس مقام پر ہے وہ سقیفہ بنی ساعدہ کا وہ باغ ہے جس میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی تھی اور بقول مورخین یہ مقام دور النبوی کے مدینہ سے بھی باہر تھا

باب ١٦ : متفرق

عیسیٰ امام ہوں گے / نہیں ہوں گے ؟

صحیح مسلم میں نماز کی امامت کے حوالے سے بھی روایات میں اضطراب ہے

صحیح مسلم روایت 2897	صحیح مسلم روایت
مروی عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	مروی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
سہیل بن ابی صالح کی سند سے ہے سہیل آخری عمر میں مختلط تھے	أَبُو الزُّبَيْرِ کی سند سے ہے اور ان کی وہی روایت قبول کی جاتی ہے جو لیث کے طرق سے ہو لیکن اس متن کی اسناد میں ایسا نہیں ہے
إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّهُمْ جب نماز کھڑی ہو گی پس عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے وہ امامت کریں گے	فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَيَقُولُ: لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللهِ هَذِهِ الْأُمَّةَ مسلمانوں کا امیر کہے گا آئیے ہمارے ساتھ نماز پڑھائیں عیسیٰ بولیں گے نہیں – تم میں بعض بعض پر امیر ہیں – اللہ نے اس امت کو تکریم دی

اسناد کے ضعف کی وجہ سے دونوں روایتیں نا قابل قبول ہیں

مکمل متن ہے

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی، یہاں تک کہ روم کے نصاریٰ کا لشکر اعماق میں یا دابق میں اترے گا (یہ دونوں مقام شام میں ہیں حلب کے قریب)۔ پھر مدینہ سے ایک لشکر ان کی طرف نکلے گا، جو ان دنوں تمام زمین والوں میں بہتر ہو

گا۔ جب دونوں لشکر صف باندھیں گے تو نصاریٰ کہیں گے کہ تم ان لوگوں (یعنی مسلمانوں) سے الگ ہو جاؤ جنہوں نے ہماری بیویاں اور لڑکے پکڑے اور لونڈی غلام بنائے ہیں ہم ان سے لڑیں گے۔ مسلمان کہیں گے کہ نہیں اللہ کی قسم! ہم کبھی اپنے بھائیوں سے نہ الگ ہوں گے۔پھر لڑائی ہو گی تو مسلمانوں کا ایک تہائی لشکر بھاگ نکلے گا۔ ان کی توبہ اللہ تعالیٰ کبھی قبول نہ کرے گا اور تہائی لشکر مارا جائے گا، وہ اللہ کے پاس سب شہیدوں میں افضل ہوں گے اور تہائی لشکر کی فتح ہو گی، وہ عمر بھر کبھی فتنے اور بلا میں نہ پڑیں گے۔ پھر وہ قسطنطنیہ (استنبول) کو فتح کریں گے (جو نصاریٰ کے قبضہ میں آگیا ہو گا۔ اب تک یہ شہر مسلمانوں کے قبضہ میں ہے) وہ اپنی تلواریں زیتون کے درختوں سے لٹکا کر مالِ غنیمت بانٹ رہے ہوں گے کہ شیطان یہ پکار لگائے گا کہ تمہارے پیچھے تمہارے گھروں میں دجال کا ظہور ہو چکا ہے۔ پس مسلمان وہاں سے نکلیں گے حالانکہ یہ خبر جھوٹ ہو گی۔ جب شام کے ملک میں پہنچیں گے تو تب دجال نکلے گا۔ پس جس وقت مسلمان لڑائی کے لئے مستعد ہو کر صفیں باندھتے ہوں گے کہ نماز کا وقت ہو گا اسی وقت سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ و السلام اتریں گے اور امام بن کر نماز پڑھائیں گے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کا دشمن دجال سیدنا عیسیٰؑ کو دیکھے گا تو اس طرح ڈر سے گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور جو عیسیٰؑ اس کو یونہی چھوڑ دیں تب بھی وہ خود بخود گھل کر ہلاک ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو سیدنا عیسیٰؑ کے ہاتھوں سے قتل کرائے گا اور لوگوں کو اس کا خون عیسیٰؑ کی برچھی میں دکھلائے گا۔

یہ روایت سہیل بن ابی صالح کے اختلاط کے دور کی ہے کیونکہ اس میں ہے
نماز کا وقت ہو گا اسی وقت سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ و السلام اتریں گے اور امام بن کر نماز پڑھائیں گے

جو باقی راوی بیان نہیں کرتے

کیا دجال گدھے پر سوار آئے گا؟

مسند احمد مستدرک الحاکم کی روایت ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي خَفْقَةٍ مِنَ الدِّينِ، وَإِدْبَارٍ مِنَ الْعِلْمِ، فَلَهُ أَرْبَعُونَ لَيْلَةً يَسِيحُهَا فِي الْأَرْضِ، الْيَوْمُ مِنْهَا كَالسَّنَةِ، وَالْيَوْمُ مِنْهَا كَالشَّهْرِ، وَالْيَوْمُ مِنْهَا كَالْجُمُعَةِ، ثُمَّ سَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ

هَذِهِ، وَلَهُ حِمَارٌ يَرْكَبُهُ عَرْضُ مَا بَيْنَ أُذُنَيْهِ أَرْبَعُونَ ذِرَاعًا
ابی زبیر المکی ، جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال نکلے گا جب دین کمزور ہو گا اور علم اٹھا ہو گا پس دجال کے لئے چالیس دن ہوں گے جس میں زمین کی سیر کرے ایک دن سال جیسا ہو گا ایک دن ایک ماہ جیسا اور ایک دن جمعہ جیسا اور باقی دن عام دنوں جیسے اور اس کا ایک گدھا ہو گا جس کی یہ سواری کرے گا اس کے دو کانوں کے درمیان کی چوڑائی چالیس بازو ہو گی

شعیب الأرنؤوط اور الذہبی کہتے ہیں اس کی اسناد مسلم کی شرط پر ہیں
امام حاکم صحیح سمجھتے ہیں اور البانی ضعیف کہتے ہیں
روایت ابی زبیر مدلس سے ہے اور انکی وہی روایت لی جاتی ہے جو لیث بن سعد کے طرق سے ہوں البتہ امام مسلم نے اس اصول سے اختلاف کیا ہے اور اسی سند سے روایت صحیح مسلم میں ہے جہاں متن میں گدھے کا ذکر نہیں ہے

اس روایت میں منفرد بات دجال کا گدھا ہے جو اصل میں یہود کے انبیاء کی کتاب زکریا سے لیا گیا ہے جس کے مطابق مسیح ایک گدھے پر سوار ہو کر یروشلم آئے گا اور ایسا عیسیٰ علیہ السلام کے لئے انجیل میں ہے کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر گلیل سے یروشلم میں داخل ہوئے یہ عسائیوں کے ہاں دلیل ہے کہ عیسیٰ مسیح تھے البتہ یہود کے مطابق یہ پیشنگوئی پوری ہونا باقی ہے - اس روایت میں دجال کے اوپر اس قول کو ثبت کیا گیا ہے جو محل نظر ہے یہود کے انبیا کی کتب میں تضاد ہے بعض میں ہے مسیح گھوڑے پر آئے گا اور بعض میں ہے گدھے پر آئے گا یہ اہل کتاب کے تضادات ہیں جن کا حل ان کے پاس نہیں ہے

چھٹی صدی کے حنبلی عالم عبد الغنی المقدسی الدمشقی الحنبلی، أبو محمد، تقی الدین (المتوفى: 600ھ) نے کتاب إخبار الدجال میں روایت پیش کی اور اس کو صحیح کہا
أحمد بن حنبل ثنا محمد بن جعفر نا شعبة عن قتادة سمعت أبا الطفيل قال مررت على حذيفة بن أسيد فقلت ما يقعدك وقد خرج الدجال قال اقعد فذكر الحديث وقال فيه ثلاث علامات أنه أعور وربكم ليس بأعور ولا يسخر [ص:14] له من الدواب إلا حمار رجس على رجس مكتوب بين عينيه كافر يقرأه كل مؤمن كاتب أو غير كاتب
صحيح.
أبا الطفیل کہتے ہیں میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا میں نے ان سے کہا آپ بیٹھے کیوں

ہیں اور دجال نکلے گا انہوں نے کہا یہاں بیٹھو اور تین علامات ذکر کیں کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں اور وہ جونوروں میں کسی پر مسخر نہ ہو پائے گا سوائے گدھے کے گندگی میں گندگی اور اس کی آنکھوں کے بیچ کافر لکھا ہو گا جس کو ہر مومن پڑھے گا چاہے لکھتا ہو یا نہ لکھتا ہو
روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ ابو طفیل خود صحابی نہیں مختلف فیہ ہے اور یہ مختار ثقفی کے ساتھی بن کر ہلاک ہوئے

گدھے کا ذکر اس روایت میں رجس من رجس سے کیا گیا ہے لہٰذا متن منکر ہے

گدھے کی سواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی ہے اور اسلام میں پالتو گدھے کا گوشت حلال ہے

جیسا ہم نے پہلے ذکر کیا یہ قول یہود کا تھا کہ ان کا مسیح گدھے پر آئے گا – اور نصرانی کہتے ہیں ایسا ہو چکا – یسوع جب یروشلم میں داخل ہوا تو وہ گدھے پر سوار تھا لہٰذا اب دوبارہ انے پر وہ گھوڑ سوار ہو گا جو بائبل کی کتاب یرمیاہ میں ہے

نہر اردن پر دجال سے قتال

مسند الشامیین از طبرانی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ نَهِيكِ بْنِ صُرَيْمٍ السَّكُونِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَزَالُونَ تُقَاتِلُونَ حَتَّى يُقَاتِلَ بَقِيَّتُكُمُ الدَّجَّالُ بِالْأُرْدُنِّ أَنْتُمْ مِنْ غَرْبِيِّهِ وَهُمْ مِنْ شُرْقِيِّهِ»
نَهِيكِ بْنِ صُرَيْمٍ السَّكُونِيِّ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں باقی رہنے والے ضرور قتال کریں گے دجال سے اردن میں تم مغرب میں ہو گے اور وہ مشرق میں

اس روایت کے متن میں اضطراب ہے – الإصابة في تمييز الصحابة از ابن حجر کے مطابق
أنتم شرقية وهم غربية

طبقات ابن سعد کے مطابق أَنْتُمْ شُرْقِيَّ النَّهْرِ وَهُمْ غَرْبِيَّهُ. تم مشرقی نہر پر ہو گے اور وہ مغربی
ایک دوسرے مقام پر اس روایت کے متن میں ہے

رواه عنه نهيك بن صريم السكوني: لتقاتلن المشركين حتى يقاتل بقيتكم الدجال على نهر الأردن، أنتم شرقيه وهم غربيه، قال نهيك: ولا أدري أين الأردن يومئذ؟

تم مشرکوں سے قتال کرو گے حتی کہ تمھارے بچ جانے والے دجال سے نہر اردن پر قتال کریں گے تم

مشرق میں ہو گے وہ مغرب میں – نھیک نے کہا مجھ کو نہیں معلوم آج اردن کیا ہے ؟

یہ متن شاذ ہے کیونکہ اردن شام کا ضلع مورخین کو معلوم ہے

جامع التحصیل از العلائی کے مطابق ابو سعید الخولانی ان اصحاب سے روایت کرتے ہیں

عمر ومعاذ وأبي بن كعب وبلال وقد قيل إن ذلك مرسل وروايته عن أبي ذر في صحيح مسلم وكأن ذلك على قاعدته قال البخاري لم يسمع من عمر بن الخطاب رضي الله عنه وقال أبو زرعة لم يصح له سماع من معاذ

عمر اور معاذ اور ابی بن کعب اور بلال سے روایت کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے ان سے مرسل روایت کرتے ہیں اور ان کی روایت صحیح مسلم میں ابو ذر سے بھی ہے جو امام مسلم کے قاعدہ پر ہے (یعنی امکان ملاقات پر) – امام بخاری کہتے ہیں ان کا سماع عمر سے نہیں اور ابو زرعہ کہتے ہیں معاذ سے ان کا سماع صحیح نہیں

نَهِيَكِ بْنِ صُرَيْمٍ السَّكُونِيِّ رضی اللہ عنہ ایک غیر معروف صحابی ہیں- ان کے بارے میں معلومات کم ہیں کہ کب دمشق پہنچے اور کس کس نے سنا- ابو سعید کا ان سے روایت کرنا بھی مشکوک ہے کیونکہ کبار اصحاب رسول جو زیادہ علم رکھتے ہیں ان سے ان کا سماع نہیں مثلا معاذ اور بلال رضی اللہ عنہ وغیرہ- لہذا یہ روایت صحیح نہیں سمجھی جا سکتی[50]

دجال سے پہلے دنیا کی حالت

مسند احمد ، مسند ابو یعلی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيُّ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ أَمَامَ الدَّجَّالِ سِنِينَ خَدَّاعَةً، يُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ، وَيُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ، وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ، وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ، وَيَتَكَلَّمُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ». قِيلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: «الْفُوَيْسِقُ يَتَكَلَّمُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خروج دجال سے چند سال پہلے دھوکہ ہو گا – سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا دیا جائے گا – خائن کو امانت دار اور امانت دار کو خائن کہا جائے گا – ان میں الرُّوَيْبِضَةُ بات کریں گے – ہم نے پوچھا یہ الرُّوَيْبِضَةُ

کیا ہے ؟ فرمایا فسق و فجور والے جو عوام کے امر میں کلام کریں گے[51]

اس کی سند میں مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ ہے جو مختلف فیہ ہے – امام مالک کے نزدیک خود یہ ایک دجال ہے – لہٰذا اس روایت کو قبول نہیں کیا جا سکتا – اس میں دنیا میں دھوکہ کا ذکر ہے جو ہمیشہ سے ہے اور رہے گا –

راقم کو ملا کہ علل از ابن ابی حاتم میں ہے

وسألتُ (4) أَبِي عَنْ حديثِ الَّذِي (5) رَوَاهُ ابنُ إِسْحَاقَ (6) ، عَنْ عبد الله بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النبيِّ (ص) ؛ فِي الرُّوَيْبِضَةِ؟
قَالَ أَبِي: لا أعلم أحدًا روى عن عبد الله ابن دينار هذا الحديث غيرَ (1) محمَّد بْنِ إِسْحَاقَ، ووجدتُّ فِي رِوَايَةِ بَعْضَ البصريِّين: عَنْ عبد الله بن المُثَنَّى الأنصاري، عن عبد الله ابن دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الأَزْهَر، عَنْ أنس، عن النبيِّ (ص) ، بِنَحْوِهِ.
قَالَ أَبِي: وَلا أَدْرِي مَنْ أَبُو الأَزْهَر هَذَا!
قلتُ: مَن الذي رواه عن عبد الله بْنِ المثنَّى؟
فَقَالَ: حَجَّاج الفُسْطاطي (2) .
قَالَ أَبِي (3) : لَوْ كَانَ حديثُ ابن إسحاقَ صحيحً (4) ، لَكَانَ قَدْ رَوَاهُ الثقاتُ عَنْهُ

ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے سوال کیا کہ حدیث ہے جس کو روایت کیا ہے محمد بن إِسْحَاقَ ، عَنْ عبد الله بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ (ص) ؛ فِي الرُّوَيْبِضَةِ سے کیسی ہے ؟
باپ نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کو عبد اللہ بن دینار کے علاوہ روایت کیا ہو سوائے ابن اسحاق کے اور میں نے بصریوں میں پایا کہ وہ اس کو اس سند سے روایت کرتے ہیں عَنْ عبد الله بن المُثَنَّى الأنصاري، عن عبد الله ابن دِينَار، عَنْ أَبِي الأَزْهَر، عَنْ أنس
اور معلوم نہیں یہ أَبِي الأَزْهَر کون ہے ؟ ... اگر یہ ابن اسحاق کی حدیث صحیح ہوتی تو ثقات نے اس کو روایت کیا ہوتا

فتح روم کے بعد دجال نکلے گا ؟

مستدرک الحاکم کی روایت ہے
حَدَّثَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، أَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، ثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ، قَالَ: قَدِمَ نَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ عَلَيْهِمُ الصُّوفُ، فَقُمْتُ فَقُلْتُ: لَأَحُولَنَّ بَيْنَ هَؤُلَاءِ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قُلْتُ فِي نَفْسِي: هُوَ نَجِيُّ الْقَوْمِ، ثُمَّ أَبَتْ نَفْسِي إِلَّا أَنْ أَقُومَ إِلَيْهِ قَالَ: فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «يَغْزُونَ جَزِيرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، ثُمَّ يَغْزُونَ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، ثُمَّ يَغْزُونَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللَّهُ»

جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ نے نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ کچھ لوگ عرب کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے جن پر صوف کا لباس تھا پس میں ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا تھا .... پس سنا فرمایا :
تم جزیرۂ عرب میں قتال کرو گے ، اللہ تمہارے لئے فتح کرا دے گا، پھر تم فارس سے قتال کروگے ، اللہ تمہارے لئے فتح کرا دے گا، پھر تم روم سے قتال کرو گے اللہ تمہارے لئے فتح کرادے گا، پھر تم دجال سے قتال کرو گے اللہ تمہارے لئے فتح کرا دے گا

امام الذھبی نے تلخیص میں اس روایت پر لکھا ہے موسی بن عبد الملک واہ - موسی بن عبد الملک بے کار ہے
عبد الغنی المقدسی الجماعیلی الدمشقی الحنبلی، ابو محمد، تقی الدین (المتوفى: 600ھ) کتاب اِخبار الدجال میں کہتے ہیں
موسی قال ابو حاتم الرازی ضعیف الحدیث
موسی کے لئے ابو حاتم الرازی نے کہا ضعیف الحدیث ہے
مسند ابن ابی شیبہ میں ہے
نا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «تُقَاتِلُونَ جَزِيرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، ثُمَّ تُقَاتِلُونَ الرُّومَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، ثُمَّ تُقَاتِلُونَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللَّهُ» . قَالَ جَابِرٌ: «فَمَا يَخْرُجُ الدَّجَّالُ حَتَّى تُفْتَحَ الرُّومُ»
اس روایت میں ہے کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب روم فتح ہو گا اس کے بعد ہی دجال نکلے گا

عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ آخری عمر میں اختلاط کا شکار تھے – معلوم نہیں یہ روایت کب کی ہے[52]

اس روایت میں مسئلہ اس میں بیان کردہ تسلسل ہے - ایک کے بعد ایک فتوحات کا ذکر ہے - جن میں دو دور اصحاب رسول میں ہوئیں ایک فتح عرب اور پھر فتح فارس – لیکن روم فتح کرنے میں مسلمانوں کو عرصہ لگا جو ترکوں مسلمانوں نے کیا - اس کے بعد دجال بھی نہیں نکلا یہاں تک کہ (بنی الاصفر) رومیوں جیسے انگریزوں نے تمام دنیا پر قبضہ کیا - اس لئے راقم کو کوئی شک نہیں ہے کہ عالم اختلاط کی روایت ہے - محدث ابن حبان یا ابو نعیم کے دور میں روم فتح نہ ہوا تھا انہوں نے اس روایت کو صحیح سمجھا لیکن آج کل کے علماء نے روایت پسندی میں اس کو صحیح قرار دے دیا جبکہ یہ روایت اپنے ظاہر میں پوری ہی نہیں ہوئی

رسول الله نے فرمایا میں الدجال سے لڑنے والوں کے نام جانتا ہوں

صحیح مسلم

فَجَاءَهُمُ الصَّرِيخُ، إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَلَفَهُمْ فِي ذَرَارِيِّهِمْ، فَيَرْفُضُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ، وَيُقْبِلُونَ، فَيَبْعَثُونَ عَشَرَةَ فَوَارِسَ طَلِيعَةً، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي لَأَعْرِفُ أَسْمَاءَهُمْ وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ، وَأَلْوَانَ خُيُولِهِمْ، هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ – أَوْ مِنْ خَيْرِ فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ -» قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي رِوَايَتِهِ: عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ،

سند ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ – وَاللَّفْظُ لِابْنِ حُجْرٍ – حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْعَدَوِيِّ، عَنْ يُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ،

اس کی سند میں یسیر بن جابر ہے جو مجہول ہے بعض نے نام اسیر بن عمرو لیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے نام أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ لیا ہے

أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ کو ابن حزم ليس بالقوي، قوی راوی نہیں کہتے ہیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ دجال کے لئے کافی ہیں ؟

قال الامام احمد بن حنبل : ثنا حرب بن شداد عن یحیی بن ابی کثیر قال حدثنی الحضرمی بن لاحق ان ذکوان اباصالح اخبرہ ان عائشة اخبرتہ ، قال ابوحاتم ابن حبان : اخبرنا عمران بن موسٰی بن مجاشع حدثنا عثمان بن ابی شیبة حدثنا الحسنبن موسٰی الاشیب حدثنا عن یحیی بن ابی کثیر عن الحضرمی بن لاحق عن ابی صالح عن عائشة قالت : "دخل علیّ رسول اللهﷺ وانا ابکی فقال لی : ما یبکیک؟فقلت : یارسول الله ذکرت الدجال فبکیت فقال رسول االلهﷺفلا تبکین فان یخرج الدجال وانا حیّ کفیتکموہ وان مت(وفی روایة) وان یخرج الدجال بعدی فان ربکم عزوجل لیس باعور وانہ یخرج فی یهودیة (وفی روایة) وانہ یخرج مع الیهود اصبهان حتی یاتی المدینة فینزل ناحیها ولها یومئذ سبعة ابواب علی کل نقب منها ملکان فیخرج الیہ شرار اهلها حتی الشام مدینة بفلسطین بباب لد وقال : ابوداؤد مرة : حتی یاتی فلسطین باب لد فینزل عیسٰی علیہ السلام فیقتلہ ثم یمکث عیسٰی علیهما السلام فی الارض اربعین سنة عدلا و حکما مقسطا."

ام المومنین عائشہ صدیقہ طاهرة مطاهرة صلوٰت اللہ علیہا فرماتی ہیں : رسول اللہﷺ میرے پاس تشریف لائے اور اس وقت میں رورہی تھی رسول اللہﷺنے مجھ سے فرمایا: تمہیں کس چیز نے رلایا؟میں نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ آپ نے دجال کا ذکر کیا اس لئے مجھے(اس کے خوف سے)رونا آرہا ہے رسول اللہﷺنے فرمایا :تم مت رو اگر دجال میری زندگی میں نکلا تو اس کے لئے میں تمہاری طرف سے کافی ہوں اور اگر مجھے موت نے آلیااور اگردجال میرے بعد نکلا پس تمہارا رب عزوجل کانا نہیں ہے بے شک دجال اصفہان کے یہودیوں کے ہمراہ نکلے گا یہاں تک کہ مدینہ پہنچے گا اور مدینہ کے نواح میں نازل ہوجائے گا اور اس دن مدینہ کے سات دروازے ہونگے اور ہر دروازے پر دوفرشتے پہرہ دے رہے ہونگے اور مدینہ کے بدترین لوگ دجال کی طرف پہنچ جائیں گے یہاں تک کہ شام جا پہنچیں گے شام کے شہر فلسطین کے باب لد پر ،ایک دفعہ ابوداؤد نے یوں کہا : یہاں تک کہ دجال فلسطین میں باب لد پر آئے گا پس عیسیٰ علیہما السلام نازل ہوکر اسے قتل کردیں گے پھر اس کے بعد عیسیٰ علیہما السلام زمین پر چالیس برس ٹھہریں گے امام عادل حاکم مقسط ہوکر۔

علامہ شعیب ارناؤط مسند احمد کی تحقیق میں اسے (إسنادہ حسن) کہتے ہیں

امام مصنف ابن ابی شیبہ ، اور کتاب السنۃ لاحمد بن حنبل میں مروی ہے

مسند کے الفاظ ہیں
” إِنْ يَخْرُجِ الدَّجَّالُ وَأَنَا حَيٌّ كَفَيْتُكُمُوهُ، وَإِنْ يَخْرُجْ بَعْدِي ، فَإِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ بِأَعْوَرَ،“

اور مصنف ابن ابي شیبہ میں یہاں الفاظ یہ ہیں
«فَلَا تَبْكِي فَإِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا حَيٌّ أَكْفِيكُمُوهُ , وَإِنْ أَمُتْ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ “

اور السنة ۔۔ کے لفظ یہ ہیں
«فَلَا تَبْكِي فَإِنَّهُ إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا حَيٌّ أَكْفِيكُمُوهُ، وَإِنْ مُتُّ فَإِنَّ رَبِّي لَيْسَ بِأَعْوَرَ»

اس کی سند میں الحضرمی بن لاحق پر محدثین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں مجھول ہے بعض کہتے ہیں اس نام کے دو لوگ تھے
الحضرمی بن لاحق پر واضح نہیں کون ہے
یہ روایت اس سند سے بھی ہے
أخبرنا عبد الرزاق عن معمر عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنِ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّةِ
لیکن یہ ضعیف ہے
دجال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں قتل کریں گے تو رسول اللہ ایسا کیوں کہتے کہ اگر وہ میری زندگی میں نکلا
لہٰذا یہ منکر روایت ہے

معراج کی رات دجال کا تذکرہ

سنن ابن ماجہ کی روایت ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ، عَنْ مُؤْثِرِ بْنِ عَفَازَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: ” لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، لَقِيَ إِبْرَاهِيمَ، وَمُوسَى، وَعِيسَى فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ، فَبَدَءُوا بِإِبْرَاهِيمَ فَسَأَلُوهُ عَنْهَا، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ، ثُمَّ سَأَلُوا مُوسَى، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ، فَرُدَّ الْحَدِيثُ إِلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، فَقَالَ: قَدْ عُهِدَ إِلَيَّ فِيمَا دُونَ وَجْبَتِهَا، فَأَمَّا وَجْبَتُهَا فَلَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ، فَذَكَرَ خُرُوجَ الدَّجَّالِ، قَالَ: فَأَنْزِلُ، فَأَقْتُلُهُ فَيَرْجِعُ النَّاسُ إِلَى بِلَادِهِمْ فَيَسْتَقْبِلُهُمْ يَأْجُوجُ، وَمَأْجُوجُ وَهُمْ {مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ} [الأنبياء: 96] ، فَلَا يَمُرُّونَ بِمَاءٍ إِلَّا شَرِبُوهُ، وَلَا بِشَيْءٍ إِلَّا أَفْسَدُوهُ، فَيَجْأَرُونَ إِلَى اللهِ، فَأَدْعُو اللهَ أَنْ يُمِيتَهُمْ، فَتَنْتُنُ الْأَرْضُ مِنْ رِيحِهِمْ، فَيَجْأَرُونَ إِلَى اللهِ، فَأَدْعُو اللهَ، فَيُرْسِلُ السَّمَاءَ بِالْمَاءِ، فَيَحْمِلُهُمْ فَيُلْقِيهِمْ فِي الْبَحْرِ، ثُمَّ تُنْسَفُ الْجِبَالُ، وَتُمَدُّ الْأَرْضُ مَدَّ الْأَدِيمِ، فَعُهِدَ إِلَيَّ مَتَى كَانَ ذَلِكَ، كَانَتِ السَّاعَةُ مِنَ النَّاسِ، كَالْحَامِلِ الَّتِي لَا يَدْرِي أَهْلُهَا مَتَى تَفْجَؤُهُمْ بِوِلَادَتِهَا " قَالَ الْعَوَّامُ: " وَوُجِدَ تَصْدِيقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى: حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ {مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ} [الأنبياء: 96]

جس رات نبی ﷺ کو معراج ہوئی تو آپ کی ملاقات ابراہیم علیہ السلام ،موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی وہ آپس میں قیامت کے بارے میں بات چیت کرنے لگے(۱) سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام سے اس بابت پوچھا مگر انہیں اس کے بابت علم نہ تھا پھر موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا انہیں بھی اس کا علم نہ تھا پھر عیسیٰ علیہ السلام سے اس متعلق بات کرنے کو کہا گیا مجھے قیامت قائم ہونے سے قبل کی باتیں بتائی گئی ہیں مگر اس کا قائم ہونا اللہ کے سواء کوئی نہیں جانتا ہے پھر انہوں نے دجال کے ظاہر ہونے کا ذکر کیا اور فرمایا میں نازل ہو کر اسے قتل کروں گا اور لوگ اپنے گھروں کو واپس لوٹ رہے ہوں گے پھر ان کو یاجوج ماجوج ملیں گے وہ ہر ٹیلے سے اتر رہے ہوں گے اور جس (نہر یا چشمے) پر سے گزریں گے تو اس کو ختم کردیں گے اور کوئی چیز ایسی نہ بچے گی جس کو برباد نہ کر دیں پس پھر لوگ اللہ سے فریاد کریں گے اور میں بھی اللہ سے دعا کروں گا کہ ان کو ہلاک کر دے پھر ساری زمین میں ان کے جسموں کی بو پھیل جائے گی پھر لوگ اللہ سے فریاد کریں گے اور میں بھی دعا کروں گا پس اللہ بارش برسائے گا جو ان کو بہا کر سمندر میں پھینک دے گی پھر پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اور زمین کو چمڑے کی طرح کر دیا جائے گا اور مجھے بتایا گیا ہے کہ جب یہ واقع ہوجائے گا تو قیامت اتنی قریب ہو گی کہ جیسے حاملہ عورت (جس کا وقت قریب ہو) کے گھر والوں کو پتا نہیں ہوتا کہ کس وقت زچگی ہو جائے گی

اس کی سند میں مسائل ہیں

شعیب الأرنؤوط اور البانی دونوں اس روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں

اس میں مؤثر بن عفازة الشيباني کو مجھول کہا گیا ہے

اس راوی کو عجلی اور ابن حبان نے ثقه کہا ہے جو ان کا طریقہ ہے کہ مستور راویوں کو بھی ثقه شمار

کرتے ہیں

روایت کا متن منکر ہے

اس کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام جب یاجوج و ماجوج کو قتل کر دیں گے تو پھر پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اور زمین کو چمڑے کی طرح کر دیا جائے گا اور مجھے بتایا گیا ہے کہ جب یہ واقع ہوجائے گا تو قیامت اتنی قریب ہو گی کہ جیسے حاملہ عورت (جس کا وقت قریب ہو) کے گھر والوں کو پتا نہیں ہوتا کہ کس وقت زچگی ہو جائے گی

جبکہ عیسیٰ قرب قیامت میں آئیں گے تو کئی سال مسلمان ایمان کے ساتھ رہیں گے اور قیامت کفار پر قائم ہو گی جبکہ اس روایت میں اس کو مسلمانوں پر قائم کیا جا رہا ہے

دجال کے ماتھے پر کیا لکھا ہو گا ؟

صحیح بخاری ۔۔ انس رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس نے اپنی امت کو کانے جھوٹے دجال سے نہ ڈرایا ہو ۔آگاہ رہو دجال کانا ہوگا اور تمہارا رب کانا نہیں دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوگا۔۔۔

یہ روایت انس رضی اللہ عنہ کی ہے البتہ صحیح بخاری میں ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ انہوں نے اس کو نہیں سنا

عن مجاہدٍ إنَّہ سَمِعَ ابنَ عباسٍ رضَی اللہ عنہما- وذکروا لہ الدَّجّالَ: بینَ عینَیہِ مکتوبٌ: کافرٌ، إو ک ف ر؟ – قالَ: لم إسْمَعہُ

مجاہد نے کہا میں نے ابن عباس سے سنا کہ دجال کا ذکر ہوا کہ اس کی آنکھوں کے بیچ لکھا ہو گا کافر یا ک ف ر ؟ ابن عباس نے کہا میں نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا

اس ک ف ر والی روایت کو بصریوں مثلا شُعْبَةُ، قَتَادَةَ ، شُعَيْبُ بْنُ الْحَبْحَابِ، حُمَيْدٍ الطويل نے انس

سے روایت کیا ہے کہ ک ف ر لکھا ہو گا اور حجاج بن محمد المصیصی بغدادی نے کہا قتادہ نے کہا تھا کافر لکھا ہو گا یعنی حروف نہیں بلکہ کوئی کلمہ کفر

اس کا ذکر مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، وَحَجَّاجٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ، أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: ك ف ر " قَالَ حَجَّاجٌ: " كَافِرٌ

اسی طرح بصرہ کے شُعَيْبُ بْنُ الْحَبْحَابِ اس روایت میں ک ف ر تو توڑ کر بیان کرتے تھے۔ امام مسلم نے صحیح میں یہ روایت نقل کی ہے۔ امام بخاری نے کافر لکھا ہو گی روایت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے بیان کی ہے

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ قَوْمَهُ الأَعْوَرَ الكَذَّابَ، إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ

یعنی ک ف ر کو توڑا نہیں ہے

حدیث کے الفاظ کا سادہ مطلب بعض بصری راویوں نے لیا ہے کہ

ک ف ر

لکھا ہو گا

لیکن اس پر راقم سمجھتا ہے کہ دجال دو متضاد دعوے کرے گا۔ مسلمانوں کے لئے مسلمان بنے گا اور دیگر اقوام جو اوتار کی قائل ہیں ان کے لئے خود کو اوتار کہے گا ۔ اغلبًا وہ جمع بین المذاھب کی کسی تحریک کا قائد ہو گا ۔ اس کی آنکھوں کے بیچ کفر لکھا ہونے کا مطلب ہو سکتا ہے کہ ۷۸٦ لکھا ہو یا مہر سلیمانی یا ربع الحزب بنا ہو یا عبرانی کا حرف א بنا ہو

ابن کثیر ، النہایة فی الفتن والملاحم کے بقول دجال کے ماتھے پر ک ف ر ہی لکھا ہو گا

أَنَّهُ كِتَابَةٌ حِسِّيَّةٌ لَا مَعْنَوِيَّةٌ یہ حسی طور پر ہو گا نہ کہ معنوی طور پر

یعنی دیکھا جا سکتا ہو گا

ابن کثیر نے لکھا ہے

وَقَدْ تَمَسَّكَ بِهَذَا الْحَدِيثِ طَائِفَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ كَابْنِ حَزْمٍ وَالطَّحَاوِيِّ وَغَيْرِهِمَا فِي أَنَّ الدَّجَّالَ مُمَخْرِقٌ1 مُمَوِّهٌ

لَا حَقِيقَةَ لِمَا يُبْدِي لِلنَّاسِ مِنَ الْأُمُورِ الَّتِي تُشَاهَدُ فِي زَمَانِهِ

ان احادیث سے علماء کے ایک گروہ مثلا ابن حزم اور امام طحاوی نے تمسک کیا ہے کہ دجال ایک شعبدہ باز ہو گا جو حقیقت پر منبی نہ گا جب وہ ان امور کو اپنے زمانے کے لوگوں کو دکھائے گا

عیسیٰ اور امام مہدی کی ملاقات

مسند الحارث بن أبي أسامة کی روایت ہے

حدثنا إسماعيل بن عبد الكريم، حدثنا إبراهيم بن عقيل[53]

، عن أبيه، عن وهب بن منبه، عن جابر –رضي الله عنه– قال: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم –: «ينزل عيسى ابن مريم، فيقول أميرهم المهدي: تعال صل ّ بنا، فيقول: لا، إن بعضهم أمير بعض، تكرمة الله لهذه الأمة

جابر -رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک عیسیٰ ابن مریم نازل ہونگے اور ان سے امیر المہدی کہیں گے آ جائیں نماز پڑھائیں پس وہ کہیں گے نہیں تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں اللہ نے اس امت کی تکریم کی ہے[54]

یہ روایت منقطع ہے[55] کتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل کے مطابق

وهب بن منبه قال بن معين لم يلق جابر بن عبد الله

وہب بن منبہ کے لئے بن معین کہتے ہیں ان کی ملاقات جابر بن عبد اللہ سے نہیں ہوئی

اس کتاب میں ابن معین کہتے ہیں وھب کی روایت ابن جابر سے ایک کتاب سے تھی ، یہ بھی کہا ان کے پاس ایک صحیفہ تھا

هو صحيفة ليست بشيء

وہ صحیفہ کوئی چیز نہیں

اس روایت کو وهب بن منبه (ولادت ۳۴ ھ - وفات ۱۱۴ ھ) ، جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہے ہیں- وہب بن منبہ کے آخری دور میں المہدی کا پرچار جاری تھا جو المغیرہ بن سعید المتوفی ۱۱۹ ھ کی طرف سے ہو رہا تھا- البتہ ابن قیم نے منار المنیف میں اس سند کو جید قرار دیا ہے

اسی طرح کی ایک روایت جو کتاب المہدی از ابی نعیم میں آئی تھی اس کو البانی نے سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها ح ۲۲۹۳ میں صحیح قرار دیا ہے - روایت ہے[56]

منا الذي يصلي عيسى ابن مريم خلفه

ہم میں وہ ہے جس کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم نماز پڑھیں گے

البانی نے الصحيحة میں اقرار کیا ہے کہ المناوی نے فیض القدیر میں اس روایت پر کہا ہے وفيه ضعف اس میں کمزوری ہے لیکن پھر صحیح مسلم کی روایت کو لا کر اس کو صحیح قرار دے دیا ہے - راقم نے اس کی سند کو تلاش کیا تو کتاب إتحاف الجماعة بما جاء في الفتن والملاحم وأشراط الساعة از حمود بن عبد الله بن حمود بن عبد الرحمن التويجري میں ملی

وقال أبو نعيم: حدثنا أبو الفرج الأصبهاني: حدثنا أحمد بن الحسين: حدثنا أبو جعفر بن طارق عن الجيد بن نظيف عن أبي نضرة عن أبي سعيد؛ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «منا الذي يصلي عيسى ابن مريم خلفه، فيقول: ألا إن بعضهم على بعض أمراء؛ تكرمة الله لهذه الأمة».

اس کے تحت حمود بن عبد اللہ بن حمود بن عبد الرحمٰن التویجری نے خود لکھا ہے

وهذا الإسناد لا تقوم به حجة

اور ان اسناد سے حجت قائم نہیں ہوتی

التویجری نے مسند حارث بن ابی اسامہ کی اوپر والی منقطع سند سے دلیل بھی لی ہے

انبیاء اگر کسی کے پیچھے نماز پڑھیں تو وہ شخص ضروری نہیں کہ مہدی قرار پائے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمان بن عوف اور ابو بکر رضی اللہ عنہما کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے — اس بنیاد پر تو پہلے مہدی عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہوئے اور دوسرے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

دوسری طرف قائلین ظہور مہدی کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے[57]

لن تهلك أمة أنا في أولها وعيسى بن مريم في آخرها والمهدي في وسطها

یہ امت ہلاک نہ ہو گی جس کے شروع میں میں ہوں ، آخر میں عیسیٰ ابن مریم اور وسط میں المہدی

اس روایت کو خروج مہدی کے لئے پیش کرتے تھے لیکن اس میں ہے کہ مہدی اس امت کے وسط میں ہے اور عیسیٰ علیہ السلام آخر میں ہوں گے تو ان دونوں کی ملاقات کس طرح ہو سکتی ہے ؟

ابن سیرین کا مصنف ابن ابی شیبہ کا قول پیش کیا جاتا ہے

أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: «الْمَهْدِيُّ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَهُوَ الَّذِي يَؤُمُّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ»

ابو اسامه نے ہشام بن عروه سے روایت کیا انہوں نے ابن سیرین سے کہ مہدی اس امت میں ہو گا اور وہی عیسی ابن مریم کی امامت کریں گے

اس کی سند صحیح ہے لیکن یہ مقطوع قول ہے - مہدی اس امت میں ہو گا یہ قول بصرہ سے نکلا

دیماس کا ذکر

روایات میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک کچھ ایسا ہے کہ صحیح بخاری میں ہے

كَأَنَّما خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ گویا کہ دیماس سے نکلے ہوں

راویوں نے اس کی شرح اس طرح کی ہے کہ گویا حمام سے نکلے ہوں كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ يَعْنِي حَمَّامٍ

مسند ابي يعلى میں ایک تابعی الْمُعَلَّى بْنُ زِيَادٍ کا ذکر ہے جن سے حجاج بن یوسف کے تعلقات خراب ہوئے کہ انہوں نے کہا میں

فَكُنْتُ فِي دِيمَاسِ الْحَجَّاجِ حَتَّى مَاتَ الْحَجَّاجُ

میں حجاج کے دِيمَاسِ میں رہا حتی کہ حجاج مرا

عربي لغت میں دِيمَاسِ سے مراد قید خانہ لکھا ہے جو زیر زمین ہو گویا کہ غار جیسا- ابن حجر کا فتح الباری میں قول ہے

والدّيماس في اللغة السّرْب

الدِّیماس سے مراد لغت میں زمین میں کوہ(یا سرنگ) ہے

مفہوم یہ لینا کہ عیسیٰ علیہ السلام پر نقاہت کے آثار ہوں گے منکر ہے

غریب الحدیث مؤلف: إبراهيم بن إسحاق الحربي أبو إسحاق کا کہنا ہے

قَوْلُهُ: «مِنْ دِيمَاسٍ» الدَّمْسُ الظَّلَامُ إِذَا اشْتَدَّ , وَلَيْلٌ دَامِسٌ: شَدِيدُ الظُّلْمَةِ وَالدَّوَامِسُ: جِنْسٌ مِنَ الْحَيَّاتِ

قول مِنْ دِيمَاسٍ - دمس ظلم جب بہت شدت سے ہو اور لیل دامس یعنی اندھیری رات اور الدوامس یعنی سانپوں کی ایک قسم

معلوم ہوا کہ دِیمَاسٍ یعنی اندھرے کی جگہ مراد ہے

کتاب مجمع بحار الأنوار في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار از جمال الدين، محمد طاهر بن علي الصديقي الهندي الفَتَّنِي الكجراتي (المتوفى: 986هـ) کے مطابق

كأنما خرج من "ديماس" هو بالفتح والكسر: الكن، أي كأنه مخدر لم ير شمسًا

گویا کہ دیماس سے نکلے ہوں ... الکن یعنی رینگتا ہوا نکلے جس نے سورج نہ دیکھا ہو

ابن منظور نے لسان العرب میں تفصیل دی ہے

كأَنما خرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ

؛ قَالَ بَعْضُهُمْ: الدِّيماسُ الكِنُّ؛ أَراد أَنه كَانَ مُخَدَّراً لَمْ يَرَ شَمْسًا وَلَا رِيحًا، وَقِيلَ: هُوَ السَّرَبُ الْمُظْلِمُ، وَقَدْ جاءَ فِي الْحَدِيثِ مُفَسَّرا أَنه الحَمَّام. والدِّيماسُ: السَّرب؛ وَمِنْهُ يُقَالُ دَمَسْتُه أَي قَبَرْتُه. أَبو زَيْدٍ: دَمَسْته فِي الأَرض دَمْساً إِذا دَفَنْتَهُ، حَيًّا كَانَ أَو مَيِّتاً؛ وَكَانَ لِبَعْضِ الْمُلُوكِ حَبْسٌ سَمَّاهُ دَيْماساً لِظُلْمَتِهِ...... وَفِي حَدِيثِ الْمَسِيحِ: أَنه سَبْطُ الشَّعرِ كثيرُ خِيلان الْوَجْهِ كأَنه خَرَجَ مِنْ دِيماس ؛ يَعْنِي فِي نَضْرته وَكَثْرَةِ مَاءِ وَجْهِهِ كأَنه خَرَجَ مِنْ كِنٍّ لأَنه قَالَ فِي وَصْفِهِ: كأَنَّ رأْسَه يَقْطُرُ مَاءً

لب لباب ہے کہ انسان جب باہر نکلتا ہے اور اگر زیر زمین غار میں قید ہو تو اندھیرے سے باہر آتا ہے پسینہ میں شرابور ہوتا ہے اس تمام کیفیت کو عیسیٰ علیہ السلام پر لگایا گیا ہے

سورہ کہف پڑھنا

کتاب الفتن از نعیم بن حماد کی روایت ہے کہ کعب کا ایک قول ہے

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، وَأَبُو الْمُغِيرَةِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ كَعْبٍ، قَالَ: " مَنْ صَبَرَ عَلَى فِتْنَةِ

الدَّجَّالِ لَمْ يَفْتَتِنْ وَلَمْ يُفْتَنْ أَبَدًا حَيًّا وَلَا مَيِّتًا، وَمَنْ أَدْرَكَهُ وَلَمْ يَتْبَعْهُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَإِذَا أَخْلَصَ الرَّجُلُ وَكَذَّبَ الدَّجَّالَ مَرَّةً وَاحِدَةً، قَالَ: قَدْ عَلِمْتُ مَنْ أَنْتَ: أَنْتَ الدَّجَّالُ، ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ سُورَةِ الْكَهْفِ، وَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنَّ يَفْتِنَهُ، وَكَانَتْ لَهُ تِلْكَ الْآيَةُ كَالتَّمِيمَةِ مِنَ الدَّجَّالِ، فَطُوبَى لِمَنْ نَجَا بِإِيمَانِهِ قَبْلَ فِتَنِ الدَّجَّالِ وَهَوَانِهِ وَصَغَارِهِ، وَلَيُدْرِكَنَّ الدَّجَّالُ أَقْوَامًا مِثْلَ خِيَارِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "

کعب نے کہا جو دجال کے فتنہ میں صبر کرے وہ مرنے کے بعد اور باقی زندگی میں فتنہ کا شکار نہ ہو گا اور جو اس کو پائے اور اس کا ساتھ نہ دے اس پر جنت واجب ہے اور ایک شخص ... دجال کو کہے گا میں جانتا ہوں تو کون ہے پھر سورہ کہف پڑھے گا تو دجال اس کو فتنہ میں مبتلا نہ کر سکے گا یہ آیات اس کے لئے تعویذ کی طرح ہو جائیں گی پس بشارت ہے جو اپنے ایمان کی بنا پر نجات پا گیا فتنہ دجال سے قبل ... اور دجال سے ملاقات کریں گے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسے بہترین لوگ

دجال سے بچنے کے لئے سورہ کہف پڑھنے کا ذکر کعب الاحبار نے کیا ہے

کوفہ اور بصرہ کے راویوں کے مطابق ابو الدرداء کی حدیث میں ہے شامی راویوں کے مطابق النواس بن سمعان سے مروی ہے	شعبہ بن الحجاج کے مطابق أَبِي الدَّرْدَاءِ - رضي الله عنه سے مروی ہے ------ دوسری سند أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ سے مروی ہے لیکن سند میں لاحق بن حميد أبو مجلز البصري ہے جو مدلس ہے اور مضطرب الحدیث بھی
سورہ کہف کی شروع کی آیات	سورہ کہف کی آخری آیات

سنن الدارمی کے مطابق یہ قول خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ صاحب کعب الاحبار کا بھی تھا

حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَتْنَا عَبْدَةُ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، قَالَ: «مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنَ الْكَهْفِ، لَمْ يَخَفِ الدَّجَّالَ

محمد صبحی بن حسن حلاق مختصر منذری صحیح مسلم میں اس روایت کے اضطراب کا ذکر کرتے ہیں

ولفظ مسلم: "من حفظ عشر آيات من أول سورة الكهف عصم من الدجال".

وفي لفظ: "من آخر الكهف".

وفي لفظ: "من أول الكهف".

ولفظ الترمذي: "من قرأ ثلاث آيات من أول الكهف عصم من فتنة الدجال".

ولفظ النسائي: "من قرأ عشر آيات من الكهف عصم من فتنة الدجال".

وفي لفظ: "من قرأ العشر الأواخر من الكهف عصم من فتنة الدجال".

وفي لفظ: "من حفظ عشر آيات من سورة الكهف عصم من فتنة الدجال".

مسلم میں ہے شروع کی آیات اور صحیح مسلم میں ہے آخر کہف اور صحیح مسلم میں ہے اول کہف اور ترمذی میں ہے شروع کی تین آیات

اور نسائی میں ہے دس آیات اور اسی میں ہے آخری دس آیات

بنو تمیم دجال پر سخت ہوں گے؟

جزیرہ عرب میں بنو تمیم کا علاقہ کا مقام ہے جو آج کل الریاض کے مشرق میں ہے

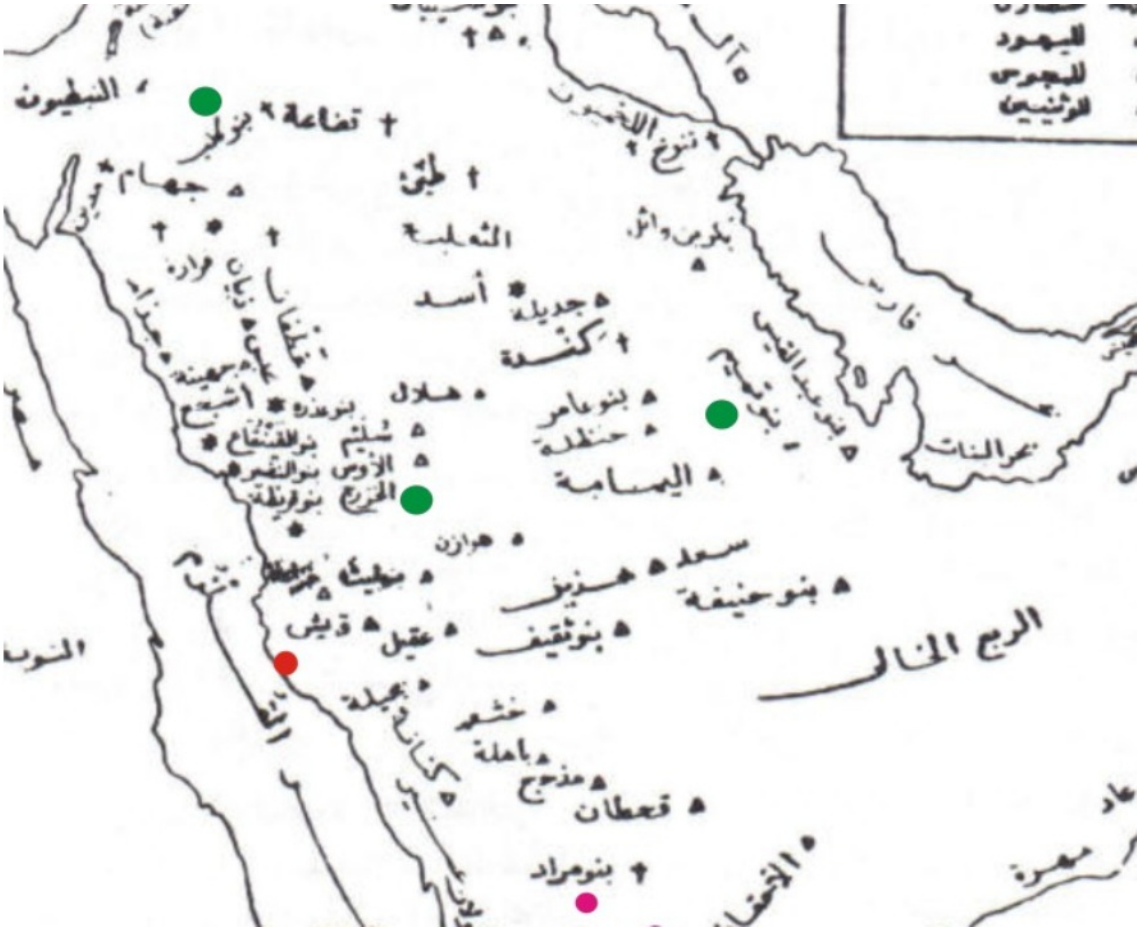

نبو تمیم دجال مخالف ہوں گے	بنو تمیم میں سے لوگ نکلیں گے جو دین سے نکل جائیں گے
	حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قِسْمًا، أَتَاهُ ذُو الخُوَيْصِرَةِ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اعْدِلْ، فَقَالَ: «وَيْلَكَ، وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ، قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ». فَقَالَ عُمَرُ:

يَا رَسُولَ اللَّهِ، ائْذَنْ لِي فِيهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ؟ فَقَالَ: «دَعْهُ، فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلاَتَهُ مَعَ صَلاَتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَءُونَ القُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَمَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ، – وَهُوَ قِدْحُهُ -، فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الفَرْثَ وَالدَّمَ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ، إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ المَرْأَةِ، أَوْ مِثْلُ البَضْعَةِ تَدَرْدَرُ، وَيَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ» قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ، فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهِ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعَتَهُ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم (جنگ حنین کا مال غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے اتنے میں بنی تمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ نامی آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس! اگر میں ہی انصاف نہ کروں تو دنیا میں پھر کون انصاف کرے گا۔ اگر میں ظالم ہو جاؤں تب تو میری بھی تباہی اور بربادی ہو جائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کے بارے میں مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ اس کے جوڑ کے کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ تم اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابل ناچیز سمجھو گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق کے نیچے نہیں

حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لاَ أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَ ثَلاَثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهَا فِيهِمْ: «هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ» وَكَانَتْ فِيهِمْ سَبِيَّةٌ عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَ: «أَعْتِقِيهَا، فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ

إِسْمَاعِيلَ»، وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ، فَقَالَ: " هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمٍ، أَوْ: قَوْمِي

صحیح بخاری

ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا،

ان سے عمارہ بن قعقاع، ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بنو تمیم سے ہمیشہ محبت کرتا رہا ہوں (دوسری سند امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا) مجھ سے ابن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو جریر بن عبدالحمید نے خبر دی، انہیں مغیرہ نے، انہیں حارث نے، انہیں ابوزرعہ نے اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، (تیسری سند) اور مغیرہ نے عمارہ سے روایت کی، انہوں نے ابوزرعہ سے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تین باتوں کی وجہ سے جنہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ میں بنو تمیم سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ دجال کے مقابلے میں میری امت میں سب سے زیادہ سخت مخالف ثابت ہوں گے۔ ایک (مرتبہ) بنو تمیم کے یہاں سے زکوٰۃ (وصول ہو کر آئی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہماری قوم کی زکوٰۃ ہے۔ بنو تمیم کی ایک عورت قید ہو کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اسے آزاد کر دے کہ یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔

اترے گا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے زور دار تیر جانور سے پار ہو جاتا ہے۔ اس تیر کے پھل کو اگر دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز (خون وغیرہ) نظر نہ آئے گی پھر اس کے پٹھے کو اگر دیکھا جائے تو چھڑ میں اس کے پھل کے داخل ہونے کی جگہ سے اوپر جو لگایا جاتا ہے تو وہاں بھی کچھ نہ ملے گا۔ اس کے نفی (نفی تیر میں لگائی جانے والی لکڑی کو کہتے ہیں) کو دیکھا جائے تو وہاں بھی کچھ نشان نہیں ملے گا۔ اسی طرح اگر اس کے پر کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہیں ملے گا۔ حالانکہ گندگی اور خون سے وہ تیر گزرا ہے۔ ان کی علامت ایک کالا شخص ہو گا۔ اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح (اٹھا ہوا) ہو گا یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہو گا اور حرکت کر رہا ہو گا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے بہترین گروہ سے بغاوت کریں گے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی تھی (یعنی خوارج سے) اس وقت میں بھی علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ اور انہوں نے اس شخص کو تلاش کرایا (جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گروہ کی علامت کے طور پر بتلایا تھا) آخر وہ لایا گیا۔ میں نے اسے دیکھا تو اس کا پورا حلیہ بالکل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کئے ہوئے اوصاف کے مطابق تھا۔

ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے ؟

صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں ہے

أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَاضِرٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ، وَإِنِّي سَأُبَيِّنُ لَكُمْ شَيْئًا تَعْلَمُونَ أنه كَذَلِكَ إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، وَإِنَّهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ: كَافِرٌ يَقْرَؤُهُ كُلُّ مؤمن كاتب وغير كاتب

علل ابی حاتم میں امام ابی حاتم کہتے ہیں
هَذَا وَهَمٌ ، وَهِمَ فِيهِ مُحاضِر ؛ وَإِنَّما هُوَ: هِشَامِ بْنِ عُروَة ، عَنْ وَهْب بْنِ كَيْسان، عَنْ عُبَيد بْنِ عُمَير، عن النبيِّ (ص) مُرسَلً
اس میں مُحاضِر نے وہم کیا ہے ... یہ عبید بن عمیر نے نبی سے مرسل روایت کی ہے

المعجم الأوسط از طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ كَامِلٍ، نَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، نَا خُنَيْسُ بْنُ عَامِرٍ الْمَعَافِرِيُّ، عَنْ أَبِي قَبِيلٍ، عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ، وَأَنَا أُحَذِّرُكُمْ أَمْرَ الدَّجَّالِ، إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبِّي لَيْسَ بِأَعْوَرَ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، يَقْرَأُ الْكَاتِبُ وَغَيْرُ الْكَاتِبِ، مَعَهُ جَنَّةٌ وَنَارٌ، نَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ»
سند میں خنیس بن عامر مجہول ہے

صحیح بخاری ٤٤٠٢ میں ہے
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَّ أَبَاهُ، حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ بِحَجَّةِ الوَدَاعِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، وَلاَ نَدْرِي مَا حَجَّةُ الوَدَاعِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ ذَكَرَ المَسِيحَ الدَّجَّالَ فَأَطْنَبَ فِي ذِكْرِهِ، وَقَالَ: " مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ، أَنْذَرَهُ نُوحٌ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ بَعْدِهِ، وَإِنَّهُ يَخْرُجُ فِيكُمْ، فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَأْنِهِ فَلَيْسَ يَخْفَى عَلَيْكُمْ: أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ عَلَى مَا يَخْفَى عَلَيْكُمْ ثَلاَثًا، إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ [ص:177] بِأَعْوَرَ، وَإِنَّهُ أَعْوَرُ عَيْنِ اليُمْنَى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ،

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبداللہ بن وہب نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم (حجۃ الوداع) کہا کرتے تھے، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے اور ہم نہیں سمجھتے تھے کہ حجۃ الوداع کا مفہوم کیا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد اور اس کی ثنا بیان کی پھر مسیح دجال کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے بھی انبیاء اللہ نے بھیجے ہیں، سب نے دجال سے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔ نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا اور دوسرے بعد میں آنے والے انبیاء نے بھی اور وہ تم ہی میں سے نکلے گا۔ پس یاد رکھنا کہ تم کو اس کے جھوٹے ہونے کی اور کوئی دلیل نہ معلوم ہو تو یہی دلیل کافی ہے کہ وہ مردود کانا ہو گا اور تمہارا رب کانا نہیں ہے اس کی آنکھ ایسی معلوم ہو گی جیسے انگور کا دانہ

سند میں عمر بن محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر ہے جس کے بارے میں الکامل میں ابن معین کا قول ہے کہ یہ اور اس کا بھائی ضعیف ہیں -

حَدَّثَنَا ابن حماد، حَدَّثنا عباس، عَن يَحْيى، قَالَ عُمَر بْن مُحَمد بْن زيد بْن عُمَر بْن الخطاب، وَهو الذي يروي عَنْهُ أَبُو عاصم كَانَ ينزل عسقلان وعمر بْن حمزة بْن عَبد اللَّهِ بْن عُمَر يروي عَنْهُ أَبُو أسامة ومروان الفزاري وعمر بن حمزة اضعفهما.

صحیح بخاری ۷۱۲۷ میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ، فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: «إِنِّي لَأُنْذِرُكُمُوهُ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ، وَلَكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ، إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے صالح نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف اس کی شان کے مطابق بیان کی۔ پھر دجال کا ذکر فرمایا کہ میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو، البتہ میں تمہیں اس کے بارے میں ایک بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی تھی اور وہ یہ کہ وہ کانا ہو گا اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے

اس میں امام الزہری قال سالم کی سند سے یہ متن بہت سی کتب میں ہے - اس طرح اس کی سند صحیح ہے - اس میں دجال سے ڈرانے کا مطلب ہے کہ اس کے فتنہ کفر سے ڈرایا ہے- قرآن میں سورہ انفعال میں ہے

واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة

ڈرو اس فتنہ سے جو تم میں سے خاص ظالم لوگوں ہی تک نہیں جائے گا

دجال اور قحط

مسند احمد کی روایت ہے

حدثنا عبد الرزاق، أخبرنا معمر، عن قتادة، عن شهر بن حوشب، عن أسماء بنت يزيد الأنصارية، قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتي فذكر الدجال فقال إن بين يديه ثلاث سنين، سنة تمسك السماء ثلث قطرها، والأرض ثلث نباتها، والثانية تمسك السماء ثلثي قطرها، والأرض ثلثي نباتها، والثالثة تمسك السماء قطرها كله، والأرض نباتها كله، فلا يبقى ذات ضرس، ولا ذات ظلف من البهائم، إلا هلكت وإن أشد (2) فتنة، يأتي الأعرابي فيقول أرأيت إن أحييت لك إبلك ألست تعلم أني ربك قال فيقول بلى فتمثل الشياطين له نحو إبله كأحسن ما تكون ضروعها، وأعظمه أسنمة قال ويأتي الرجل قد مات أخوه، ومات أبوه فيقول أرأيت إن أحييت لك أباك، وأحييت لك أخاك ألست تعلم أني ربك فيقول بلى فتمثل له الشياطين نحو أبيه، ونحو أخيه قالت ثم خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم لحاجة له ثم رجع قالت والقوم في اهتمام وغم مما حدثهم به قالت فأخذ بلحمتي الباب وقال مهيم أسماء؟ قالت قلت يا رسول الله، لقد خلعت أفئدتنا بذكر الدجال قال وإن يخرج وأنا حي فأنا حجيجه، وإلا فإن ربي خليفتي على كل مؤمن قالت أسماء يا رسول الله، إنا والله لنعجن عجينتنا (3) فما نختبزها حتى نجوع، فكيف بالمؤمنين يومئذ؟ قال يجزيهم ما يجزي أهل السماء من التسبيح والتقديس
رواه أحمد27579 (مشكوٰة المصابيح ،كتاب الفتن)

اسماء بنت یزید کہتی ہیں کہ (ایک دن) نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا ۔ دجال کے ظاہر ہونے سے پہلے تین سال ایسے ہوں گے کہ پہلے سال تو آسمان تہائی بارش کو اور زمین تہائی پیداوار کو روک لے گی پھر دوسرے سال آسمان دو تہائی بارش کو اور زمین دو تہائی پیداوار کو روک لے گی اور پھر تیسرے سال آسمان تمام بارش کو اور زمین اپنی تمام پیداوار کو روک لے گی یہاں تک کہ جس وقت دجال ظاہر ہوگا تو تمام روئے زمین پر قحط پھیل چکا ہوگا صرف انسان سخت ترین معاشی وغذائی بحران میں مبتلا ہونگے بلکہ مویشوں اور چوپایوں میں بھی بھکری پھیل چکی ہوگی) چنانچہ نہ تو کوئی گھر والا جانور باقی رہے گا اور نہ وحشی جانوروں میں سے کوئی دانت والا - اس کا سخت ترین فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی کے پاس آئے گا اور اس سے کہے گا کہ مجھے بتا ، اگر میں تیرے ان اونٹوں کو زندہ کر دوں تو کیا تو یہ تسلیم کرے گا کہ میں تیرا پروردگار ہوں دیہاتی جواب دے گا کہ ہاں تب دجال اس دیہاتی کے اونٹوں کی مانند شکل وصورت بنا کر لائے گا اور وہ اونٹ تھنوں کی درازی اور کوہانوں کی بلندی کے اعتبار سے اس کے اونٹوں سے بہتر معلوم ہوں گے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ پھر وہ ایک شخص کے پاس آئے کا جس کا باپ اور بھائی مر گئے ہوں گے ۔ اور اس سے کہے گا کہ مجھے بتا ، اگر میں تیرے (مرے ہوئے) بھائی اور باپ کو زند کر دوں تو کیا تو تسلیم کرے گا کہ میں تیرا پروردگار ہوں ؟ وہ شخص جواب دے گا کہ ہاں ! تب دجال (شیاطین کو) اس شخص کے بھائی اور باپ کی شکل وصورت میں پیش کر دے گا ۔ اسماء کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما کر کسی ضرورت سے باہر تشریف لے گئے

اور پھر تھوڑی دیر کے بعد مجلس میں تشریف لے آئے اس وقت حاضرین مجلس فکر وغم کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے اسماء کہتی ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو (دجال کا ذکر کر کے) ہمارے دل نکال لئے ہیں - آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں زندہ رہوں تو دلائل وحجت سے اس کو رفع کردوں گا ، اور اگر وہ اس وقت نکلا جب میں دنیا میں موجود نہ ہوں گا تو یقینا میرا پروردگار ہر مؤمن کے لئے مرا وکیل وخلیفہ ہوگا- پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، بھوک کے وقت انسان کی بے صبری کا عالم تو یہ ہوتا ہے کہ ہم آٹا گوندھتے ہیں اور اس کی روٹی پکا کر فارغ بھی نہیں ہوتے ہیں کہ بھوک سے ہم بے چین ہو جاتے ہیں ، تو آخر مؤمنین کا کیا حال ہوگا ؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کے لئے وہی چیز کافی ہوگی جو آسمان والوں یعنی فرشتوں کو کافی ہوتی ہے یعنی حق تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس ۔

اس کی سند ضعیف ہے - شعیب الارناؤط لکھتے ہیں
صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف لضعف شَهْر بن حوشب، وبقية رجاله ثقات

المعجم الكبير للطبرانی (125) مسند الشاميين (48) میں روایت ہے جس کو أبو العباس شهاب الدين أحمد البوصيري الكناني الشافعي (المتوفى 840هـ) نے نقل کیا ہے کہ
عن عوف بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون أمام الدجال سنون خوادع، يكثر فيها المطر، ويقل فيها النبت، ويكذب فيها الصادق، ويصدق فيها الكاذب أو يؤتمن فيها الخائن، ويخون فيها الأمين، وينطق فيها الرويبضة قيل يا رسول الله، وما الرويبضة؟ قال من لا يؤبه له

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال کی آمد سے پہلے کچھ سال مکر و فریب والے آئیں گے، ان سالوں میں بارشیں تو کثرت سے ہونگی لیکن پیداوار کم ہی ہوگی ،ان میں جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا، خائن کو امانت دار اور امانت دار کو خائن، اور اس زمانہ میں «رويبضة» یعنی گھٹیا ،ناکارہ قسم کا آدمی (بھی اہم امور کے متعلق)بات کرے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا «رويبضة» کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حقیر اور کمینہ آدمی، وہ لوگوں کے عام انتظام میں مداخلت کرے گا۔

تلمود میں ہے کہ مسیح کی آمد سے قبل تین سال سخت قحط کے ہوں گے

اور یہ بائبل کی کتاب عموس میں موجود ہے

بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی بربادی اور خروج دجال

مسند احمد اور سنن ترمذی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ يَخَامِرَ، عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " عُمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ، وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ، وَخُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ، وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ خُرُوجُ الدَّجَّالِ ". ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى فَخِذِ الَّذِي حَدَّثَهُ أَوْ مَنْكِبِهِ، ثُمَّ قَالَ: " إِنَّ هَذَا لَحَقٌّ (1) كَمَا أَنَّكَ هَاهُنَا ". أَوْ كَمَا " أَنَّكَ قَاعِدٌ " يَعْنِي: مُعَاذًا

مُعَاذ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیت المقدس کی آبادی، مدینہ کی بربادی ہے اور مدینہ کی بربادی ملحمہ[58]

(خون ریز جنگیں) کا نکلنا ہے اور ملحمہ کا نکلنا الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ کی فتح ہے اور الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ کی فتح دجال کا خروج ہے

اس کی سند ضعیف ہے سند میں عبد الرحمٰن بن ثوبان ہے جس کی وجہ سے مسند احمد کی تعلیق میں شعیب الأرنؤوط نے اس روایت کو رد کیا ہے۔ نسائی نے اس راوی کو لیس بالقوی قرار دیا ہے

کتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل از العلائي (المتوفى: 761هـ) کے مطابق لابن أبي حاتم کہتے ہیں

سمعت أبي يقول عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان قد أدرك مكحولا ولم يسمع منه شيئا

میں نے اپنے باپ سے سنا عبد الرحمٰن بن ثابت بن ثوبان نے مکحول شامی کو پایا لیکن ان سے سنا نہیں

زیر بحث روایت بھی مکحول سے اس نے روایت کی ہے

ابو حاتم کہتے ہیں وتغير عقله في آخر یہ آخری عمر میں تغیر کا شکار تھے

ضعفاء العقیلی کے مطابق امام احمد نے کہا لم يكن بالقوي في الحديث حدیث میں قوی نہیں ہے

الکامل فی ضعفاء الرجال کے مطابق یحیی نے کہا یہ ضعیف ہے

ابو داود میں روایت کی سند میں ہے جو شعیب الأرنؤوط - محمَّد كامل قره بللي کے مطابق ضعیف ہے اور البانی نے صحیح الجامع: 4096 , المشكاة: 5424 میں اس کو صحیح کہا ہے - راقم کے نزدیک شعیب الأرنؤوط - محمَّد كامل قره بللي کی تحقیق صحیح ہے

اس متن کا ایک دوسرا طرق ہے جو مصنف ابن ابي شيبہ میں ح 37209 ہے

حَدَّثَنَا - أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، قَالَ: " عِمْرَانُ

بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ , وَخُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ , وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ خُرُوجُ الدَّجَّالِ , ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى مَنْكِبِ رَجُلٍ وَقَالَ: وَاللَّهِ إِنَّ ذَلِكَ لَحَقٌّ "

اس روایت کی علت امام بخاری اور ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب تاریخ اور علل میں ذکر کی ہے کہ ابو اسامہ نے عبد الرحمان بن یزید بن تمیم کا نام غلط لیا ہے اور دادا کا نام ابن جابر کہا ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنِي بَحِيرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ ابْنِ أَبِي بِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وَفَتْحِ الْمَدِينَةِ سِتُّ سِنِينَ، وَيَخْرُجُ مَسِيحُ الدَّجَّالُ فِي السَّابِعَةِ

عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خون زیر جنگوں اور مدینہ کی فتح میں چھ سال ہیں اور ساتویں سال دجال نکلے گا

شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد کہتے ہیں

إسناده ضعيف لضعف بقية- وهو ابن الوليد- ولجهالة ابن أبي بلال - واسمه عبد الله

مسند احمد کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْطَاةَ، قَالَ: سَمِعْتُ جُبَيْرَ بْنَ نُفَيْرٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " فُسْطَاطُ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ الْغُوطَةُ، إِلَى جَانِبِ مَدِينَةٍ يُقَالُ لَهَا: دِمَشْقُ

أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کا کیمپ ملحمہ کے دن غوطہ میں ہو گا اس شہر کی جانب جس کو دمشق کہا جاتا ہے

مسند احمد میں اس کو بعض اصحاب رسول سے مرفوع نقل کیا گیا ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «سَيُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الشَّامُ وَإِنَّ بِهَا مَكَانًا يُقَالُ لَهُ الْغُوطَةُ، يَعْنِي دِمَشْقَ، مِنْ خَيْرِ مَنَازِلِ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمَلَاحِمِ

اس میں رجل من اصحاب النبی کہا ہے نام نہیں لیا – بہت سے محدثین کے نزدیک یہ سند قابل قبول نہیں ہے

ان اسناد میں روایت کو مرفوع روایت کیا گیا ہے لیکن تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ محدثین کے نزدیک یہ حدیث مرفوع نہیں قول تبع التابعی ہے

مختصر سنن أبي داود از المؤلف: الحافظ عبد العظيم بن عبد القوي المنذري (المتوفى: 656 هـ) میں ہے
وقال يحيى بن معين -وقد ذكروا عنده أحاديث من ملاحم الروم- فقال يحيى: ليس من حديث الشامين شيء أصح من حديث صدقةَ بن خالد عن النبي -صلى اللَّه عليه وسلم-: "معقل المسلمين أيام الملاحم: دمشق".
ابن معین نے کہا اور ملاحم روم کے بارے میں حدیث ذکر کیں پھر ابن معین نے کہا شامییوں کی احادیث میں اس سے زیادہ کوئی اصح حدیث نہیں جو صدقةَ بن خالد (تبع تابعی) نے نبی صلی اللَّه علیه وسلم سے روایت کی ہے کہ ملاحم کے دنوں میں مسلمانوں کا قلعہ دمشق ہو گا

یعنی ابن معین کے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں جیسا کہ انہوں نے ابو درداء کی روایت کا ذکر نہیں کیا
تاریخ ابن معین (روایۃ الدوری) میں ہے

قَالَ يحيى وَكَانَ صَدَقَة بن خَالِد يكْتب عِنْد الْمُحدثين فِي أَلْوَاح وَأهل الشَّام لَا يَكْتُبُونَ عِنْد الْمُحدثين يسمعُونَ ثمَّ يجيئون إِلَى الْمُحدث فَيَأْخُذُونَ سماعهم مِنْهُ
ابن معین نے کہا کہ صدقہ بن خالد محدثین سے لکھتے تھے الواح پر اور اہل شام محدثین سے نہیں لکھتے تھے وہ بس سنتے تھے پھر محدث کے پاس جاتے اور ان سے سماع کرتے

معلوم ہوا کہ صدقہ بن خالد کے لکھنے کی وجہ سے ابن معین کے نزدیک ان کی سند صحیح تھی جبکہ باقی اہل شام کی روایات پر ان کو شک تھا

ابو داود میں ہے
حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا بُرْدٌ أَبُو الْعَلَاءِ، عَنْ مَكْحُولٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَوْضِعُ فُسْطَاطِ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمَلَاحِمِ أَرْضٌ يُقَالُ لَهَا الْغُوطَةُ

اس میں مکحول کوئی صحابی نہیں لیکن لوگوں نے اس سند کو بھی صحیح کہہ دیا ہے

فضائل صحابہ از احمد کے مطابق یہ قول تابعی مکحول کا تھا
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قثنا أَبُو سَعِيدٍ قثنا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ: نا مَكْحُولٌ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «فُسْطَاطُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْمَلْحَمَةِ، الْغُوطَةُ مَدِينَةٌ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ هِيَ خَيْرُ مَدَائِنِ الشَّامِ» .

الولید بن مسلم المتوفی ۱۵۹ ھ نے ان اس روایت میں اضافہ کیا – کتاب الفتن از نعیم بن حماد میں ہے
حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ ....وَيَظْهَرُ أَمْرُهُ وَهُوَ السُّفْيَانِيُّ، ثُمَّ تَجْتَمِعُ الْعَرَبُ عَلَيْهِ بِأَرْضِ الشَّامِ، فَيَكُونُ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ حَتَّى يَتَحَوَّلَ الْقِتَالُ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَتَكُونُ الْمَلْحَمَةُ بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ»
ولید بن مسلم نے کہا سفیانی کے خروج کے بعد عرب شام میں جمع ہوں گے پھر یہ جدل و قتال مدینہ منتقل ہو گا بقیع الغرقد پر

ولید اپنے دور کی ہی بات کر رہا ہے جب بنو امیہ میں سے سفیانی کا خروج ہوا اور محمد بن عبد اللہ نے مدینہ میں اپنی خلافت کا اعلان سن ۱۲۵ ھ میں کیا

سنن ابو داود میں ہے
حدَّثنا عبد الله بن محمَّد النُّفيليُّ، حدَّثنا عيسى بن يونس، عن أبي بكر بن أبي مريم، عن الوليد بن سُفيان الغسانيِّ، عن يزيد بن قُطَيب السَّكونيِّ، عن أبي بحرية
عن معاذ بنِ جبلٍ، قال: قالَ رسولُ الله - صلَّى الله عليه وسلم -: الملحمَةُ الكبرى وفتحُ القُسطنطينية وخروجُ الدجال في سَبعَة أشهر

معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑی خونریز جنگوں اور فتح القُسطنطينية اور خروج دجال میں سات ماہ ہیں

شعیب کہتے ہیں سند ضعیف ہے
إسناده ضعيف لضعف أبي بكر بن أبي مريم والوليد بن سفيان، ولجهالة يزيد بن قُطيب. أبو بحرية: هو عبد الله بن قيس

ابو داود نے دوسرا طرق دیا ہے اور کہا

حد ثنا حيوة بن شُريح الحمصيُّ، حدَّثنا بقيَّة، عن بَحِيْرٍ، عن خالدٍ، عن ابن أبي بلالٍ
عن عبدِ الله بن بُسرٍ، أن رسولَ الله - صلَّى الله عليه وسلم - قال: "بين الملحمةِ وفتح المدينة ستُّ سنينَ، ويخرج المسيحُ الدَّجالُ في السابعة"
قال أبو داود: هذا أصحُّ من حديثِ عيسى
یہ طرق عیسی بن یونس سے اصح ہے

لیکن اس طرق کو بھی شعیب نے رد کیا ہے

إسناده ضعيف لضعف بقية -وهو ابن الوليد الحمصي- وجهالة ابن أبي بلال -واسمه عبد الله- خالد: هو ابن معدان الكلاعي، وبَحِير: هو ابن سعد السَّحُولي

اور ابن ماجه کی تعلیق میں البانی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے

دجال کی کنیت کیا ہو گی ؟

بغوی شرح السنہ میں لکھتے ہیں
قَالَ مُجَالِدٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: كُنْيَةُ الدَّجَّالِ أَبُو يُوسُفَ.

دولابی الکنی میں سند دیتے ہیں

حَدَّثَنَا أَبِي، وَشُعَيْبُ بْنُ أَيُّوبَ الْقَاضِي، رَحِمَهُمُ اللَّهُ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مُجَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرً الشَّعْبِيَّ يَقُولُ: " كُنْيَةُ الدَّجَّالِ: أَبُو يُوسُفَ

امام الشَّعْبِيَّ کہا کرتے کہ دجال کی کنیت ابو یوسف ہو گی

مجالد بن سعید ضعیف ہے

باب ۱۷ : خروج دجال سے متعلق صحیح روایات

دجال مومن ہونے کا مدعی ہو گا

سنن ابو داود میں ہے
حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي الدَّهْمَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، يُحَدِّثُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ، فَوَاللَّهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيهِ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهُ، مِمَّا يَبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ
عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دجال کے بارے میں سنے تو اس سے دور رہے - اللہ کی قسم ایک شخص اس کے پاس جائے گا تو وہ اس کو مومن سمجھے گا اس کی اتباع کرے گا ان شبہات کی بنا پر جن کو دجال لے کر آئے گا

دجال کانا ہو گا اس کے ماتھے پر کافر لکھا ہو گا

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الأَعْوَرَ الكَذَّابَ، أَلاَ إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، وَإِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ» فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صحیح بخاری -- انس رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس نے اپنی امت کو کانے جھوٹے دجال سے نہ ڈرایا ہو ۔آگاہ رہو دجال کانا ہوگا اور تمہارا رب کانا نہیں دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوگا۔

دجال کوثی سے نکلے گا

معجم الكبير طبرانی کی روایت ہے
حدثنا معاذُ بن المُثَنَّى، ثنا مُسَدَّد، ثنا أبو عَوانة، عن عبد الملك بن عُمَير، عن العُرْيان بن الهَيْثَم، عن أبيه الهَيْثَم ، قال: دخَلتُ على يَزيدَ بن معاوية، فبينما نحنُ جلوسٌ عنده إذ أتاه رجلٌ، فأخَذَ مَرْفِقَيه فاتَّكَأَ عليهما، قُلنا: مَنْ هذا؟ قال بعضُهم: هذا عبد الله ابن عَمرو، وقال بعضُنا: يا عبدَالله، إنا نُحَدَّثُ عنك أحاديثَ، قال: إنكُم معاشرَ أهل العراق، تأخُذون الأحاديثَ من أسافِلها ولا تأخُذونها من أعاليها. وذكروا الدجَّال، فقال: أبِأَرْضِكُم أرضٌ يقال لها: كُوْثَى ، ذاتُ سِباخ ونَخْل؟ قالوا: نعم، قال: فإنه يَخرُج منها.

الهيثم بن الأسود بن قيس بن معاوية بن سفيان النخعي اپنے باپ سے روایت کیا کہ وہ یزید بن معاویہ کے پاس گئے وہ وہاں ان کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک رجل آیا ... ہم نے پوچھا یہ کون ہے ؟ بعض نے کہا عبد اللہ بن عمرو اور بعض نے کہا اے عبد اللہ ہم اپ سے احادیث روایت کرتے ہیں - عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم اہل عراق کا گروہ ہو تم احادیث کو ان کے نیچے سے لیتے ہو نہ کہ اس کے اوپر سے (یعنی حدیث کی تاویل الٹی کرتے ہو) اور عبد اللہ نے دجال کا ذکر کیا اور کہا تمہاری ایک زمین جس کو كُوْثَى کہا جاتا ہے کیا وہ گوبر اور کھجور والی ہے ؟ ہم نے کہا جی - بولے اس میں سے دجال نکلے گا

مسلم دجال کے ساتھ یہودی بھی شامل ہوں گے

صحیح مسلم اور صحیح ابن حبان میں ہے
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ الْخَلِيلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ:
حَدَّثَنِي أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَتْبَعُ الدَّجَّالَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ يَهُودِ أَصْبَهَانَ، عليهم الطيالسة
إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة الانصاري المتوفی ۱۳۲ ھ نے اپنے چچا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الدجال کی اتباع اصفہان کے ستر ہزار یہودی کریں گے جن پر الطَّيَالِسَةُ (ایک لباس) ہو گا

دجال کے ساتھ پانی اور آگ ہو گی

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ المَلِكِ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ فِي الدَّجَّالِ: «إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا، فَنَارُهُ مَاءٌ بَارِدٌ، وَمَاؤُهُ نَارٌ» قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ

رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال کے ساتھ ٹھنڈا پانی اور اگ ہو گی - پس اگ ٹھنڈا پانی ہے اور پانی اگ ہے

دجال پر بصری ایمان لائیں گے

کتاب الاخبار الدجال از عبد الغنی المقدسی کی روایت ہے
هوذة بن خليفة ثنا عوف عن أبي المغيرة عن عبد الله بن عمرو قال أول مصر من أمصار العرب يدخله الدجال البصرة.
عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عرب کے شہروں میں کو سب سے پہلے دجال کو مانے گا وہ بصرہ ہو گا
عبد الغنی المقدسی کہتے ہیں اس کی سند قوی ہے

دجال مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ المُجْمِرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلَى أَنْقَابِ المَدِينَةِ مَلاَئِكَةٌ، لاَ يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ، وَلاَ الدَّجَّالُ»
ابو ہریرہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ میں فرشتے ہوں گے اس میں دجال اور طاعون داخل نہ ہو گا

دجال مکہ پہنچ جائے گا وہاں طواف زیارت کرے گا

بخاری کی حدیث میں ہے
حدثنا إبراهيم بن المنذر، حدثنا أبو ضمرة، حدثنا موسى، عن نافع، قال عبد الله: ذكر النبي صلى الله عليه وسلم، يوما بين ظهري الناس المسيح الدجال، فقال: " إن الله ليس بأعور، ألا إن المسيح الدجال أعور العين اليمنى، كأن عينه عنبة طافية، وأراني الليلة عند الكعبة في المنام، فإذا رجل آدم، كأحسن ما يرى من أدم الرجال تضرب لمته بين منكبيه، رجل الشعر، يقطر رأسه ماء، واضعا يديه على منكبي رجلين وهو يطوف بالبيت، فقلت: من هذا؟ فقالوا: هذا المسيح ابن مريم، ثم رأيت رجلا وراءه جعدا قططا أعور العين اليمنى، كأشبه من رأيت بابن قطن، واضعا يديه على منكبي رجل يطوف بالبيت، فقلت: من هذا؟ قالوا: المسيح الدجال
عبد اللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ خبر دار مسیح الدجال داہنی آنکھ سے کانا ہے جسے کہ پھولا انگور ہو اور رات کو اس کو مجھے دکھایا گیا نیند میں ... وہ ابن قطن جیسا تھا اور آدمی کے کندھے پر ہاتھ رکھے کعبہ کا طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا

مسیح الدجال

دجال خود اللہ کے حکم سے ہلاک ہو گا

مسند البزار کی روایت ہے جس کے مطابق دجال کا قتل خود بخود من جانب اللہ ہو گا نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے ہتھیار سے

حَدَّثَنا علي بن المنذر , حَدَّثَنا مُحَمَّد بن فضيل , عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ , عَنْ أَبِيهِ , عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ , قال: سمعت من أبي القاسم الصادق المصدوق يقول يخرج الأعور الدجال مسيح الضلالة قبل المشرق في زمن اختلاف من الناس وفرقة فيبلغ ما شاء الله أن يبلغ من الأرض في أربعين يوما الله أعلم ما مقدارها؟ فيلقى المؤمنون شدة شديدة، ثم ينزل عيسى بن مريم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ من السماء فيقوم الناس فإذا رفع رأسه من ركعته قال: سمع الله لمن حمده قتل الله الدجال وظهر المؤمنون فأحلف أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أبا القاسم الصادق المصدوق صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: إنه لحق وأما قريب فكل ما هو آت قريب

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو قاسم سچوں میں سچے سے سنا کہ کانا دجال نکلے گا مشرق کی طرف سے اختلاف کے دور میں وہ زمین چالیس دن رہے گا جن کی مقدار اللہ کو پتا ہے مومنو پر بہت شدید صورت حال ہو گی پھر عیسیٰ ابن مریم کا آسمان سے نزول ہو گا پس لوگ نماز پڑھیں گے پس جب وہ رکوع سے سر اٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہیں گے ، اللہ دجال کو قتل کر دے گا اور مسلمان غالب آ جائیں گے پس میں قسم اٹھاتا ہوں کہ ابو قاسم یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا فرمایا : یہ حق ہے اور ممکن ہے قریب ہی ہو اور ویسے ہر انے والی بات قریب ہی ہے

دجال کا سفر، اصفہانی یہود اور بصری مسلمانوں کا ساتھ ہونا

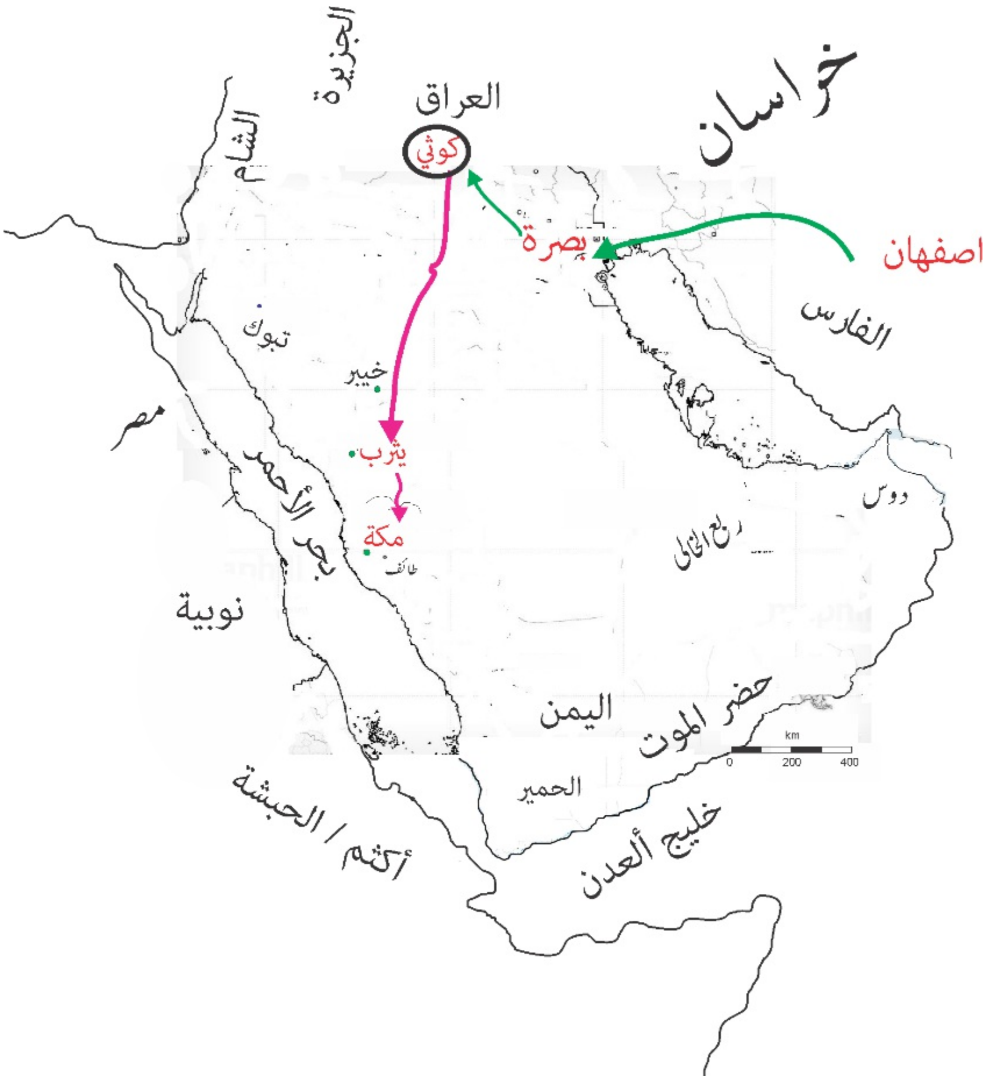

باب ١٨ : اہل تشیع کی کتب اور تذکرہ الدجال

عموما اہل تشیع دجال کی روایات بیان نہیں کرتے لہذا یہاں ان کی کتب کی کچھ روایات نقل کی جاتی ہیں تاکہ دیکھیں کہ اس کے بارے میں ان کی کیا آراء ہیں

الکافی – از الکلینی – ج 8 – ص 296 – 297 کی روایت ہے

حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمد الكندي ، عن غير واحد من أصحابه عن أبان بن عثمان ، عن أبي جعفر الأحول : والفضيل بن يسار ، عن زكريا النقاض (4) . عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : سمعته يقول : الناس صاروا بعد رسول الله (صلى الله عليه وآله) بمنزلة من اتبع هارون (عليه السلام) ومن اتبع العجل وإن أبا بكر دعا فأبى علي (عليه السلام) (5) إلا القرآن ، صفحة 297 ، وإن عمر دعا فأبى علي (عليه السلام) إلا القرآن وإن عثمان دعا فأبى علي (عليه السلام) إلا القرآن وإنه ليس من أحد

يدعو إلى أن يخرج الدجال إلا سيجد من يبايعه ومن رفع راية ضلال [ة –] فصاحبها طاغوت .

زکریا النقاض ، ابی جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابی جعفر علیہ السلام کو سنا کہہ رہے تھے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد ہو گئے اس کے ساتھ جس کی منزلت ان کی سی تھی جنہوں نے ہارون کی اتباع کی اور (دوسرا گروہ) ان کی جنہوں نے گوسالہ پرستی کی اور ابو بکر نے پکارا تو علی نے انکار کیا سوائے قرآن کے لئے (ابو بکر کی اتباع کی) اور عمر نے پکارا تو علی نے انکار کیا سوائے قرآن کے لئے (عمر کی اتباع کی) اور عثمان نے پکارا تو علی نے انکار کیا سوائے قرآن کے لئے (عثمان کی اتباع کی) اور ایسا کوئی نہ ہو گا کہ وہ دجال کے لئے پکارے تو وہ خود ان میں سے ہو جائے گا جو گمراہی کا جھنڈا اٹھائے ہوں اور طاغوت کے ساتھی ہوں

الأمالی – از الصدوق – ص 345 – 347 کی روایت ہے

حدثنا محمد بن إبراهيم بن إسحاق (رحمه الله) ، قال : حدثنا عبد العزيز ابن يحيى الجلودي ، قال : [حدثنا محمد بن عطية ، قال : حدثنا عبد الله بن عمرو بن سعيد البصري ، قال : حدثنا] (3) هشام بن جعفر ، عن حماد ، عن عبد الله بن سليمان (4) ، وكان قارئا للكتب ، قال : قرأت في الإنجيل : يا عيسى ، جد في أمري ولا ‹ صفحة 346 › تهزل ، واسمع وأطع ، يا بن الطاهرة الطهر البكر البتول ، أتيت (1) من غير فحل ، أنا خلقتك آية للعالمين ، فإياي فاعبد ، وعلي فتوكل ، خذ الكتاب بقوة ، فسر لأهل سوريا السريانية ، وبلغ من بين يديك أني أنا الله الدائم الذي لا أزول ، صدقوا النبي (صلى الله عليه وآله) الأمي صاحب الجمل والمدرعة (2) والتاج - وهي العمامة - والنعلين والهراوة - وهي القضيب - الأنجل العينين (3) ، الصلت الجبين (4) ، الواضح (5) الخدين ، الأقنى الانف ، المفجل (6) الثنايا ، كأن عنقه إبريق فضة ، كأن الذهب يجري في تراقيه ، له شعرات من صدره إلى سرته ، ليس على بطنه ولا على صدره شعر ، أسمر اللون ، دقيق المسربة (7) ، شثن (8) الكف والقدم ، إذا التفت التفت جميعا ، وإذا مشى كأنما يتقلع (9) من الصخرة وينحدر من صبب (10) ، وإذا جاء مع القوم بذهم (11) ، عرقه في وجهه كاللؤلؤ ، وريح المسك ينفح منه ، لم ير قبله مثله ولا بعده ، طيب الريح ، نكاح النساء ذو النسل القليل ، إنما نسله من مباركة لها بيت في الجنة ، لا صخب فيه ولا نصب ، يكفلها في آخر الزمان كما كفل زكريا أمك ، لها فرخان مستشهدان ، كلامه القرآن ، ودينه الاسلام ، وأنا السلام ، طوبى لمن أدرك زمانه ، وشهد أيامه ، وسمع كلامه . ‹ صفحة 347 › قال عيسى (عليه السلام) : يا رب ، وما طوبى ؟ قال : شجرة في الجنة ، أنا غرستها ، تظل الجنان ، أصلها من رضوان ، ماؤها من تسنيم ، برده برد الكافور ، وطعمه طعم الزنجبيل ، من يشرب من تلك العين شربة لا يظلما بعدها أبدا . فقال عيسى (عليه السلام) : اللهم اسقني منها . قال : حرام - يا عيسى - على البشر أن يشربوا منها حتى يشرب ذلك النبي ، وحرام على الأمم أن يشربوا منها حتى تشرب أمة ذلك النبي ، أرفعك إلي ثم أهبطك في آخر الزمان لترى من أمة ذلك النبي العجائب ، ولتعينهم على العين الدجال ، أهبطك في وقت الصلاة لتصلي معهم إنهم أمة مرحومة

عبد اللہ بن سلیمان جو کتب سماوی کو پڑھنے والے تھے کہتے ہیں میں نے انجیل میں پڑھا ... عیسیٰ نے اللہ سے کہا اے رب یہ طوبیٰ کیا ہے ؟ کہا جنت کا درخت ہے اس کا پانی تسنیم ہے اس کی ٹھنڈک کافور جیسی ہے اور کھانا زنجبیل جیسا ہے اور جو اس چشمہ سے پی لے اس کو پیاس نہ لگے گی کبھی بھی عیسیٰ نے کہا اے اللہ مجھے پلا دے فرمایا حرام ہے اے عیسیٰ کہ کوئی اس میں سے بشر پیئے جب تک اس کو النبی (محمد) نہ پیئے اور اس کی امت پر حرام ہے حتی کہ انکا النبی نہ پیئے- میں تجھ کو اٹھا لوں گا پھر واپس آخری زمانے میں تیرا ہبوط ہو گا کہ تم اس النبی العجائب کی امت دیکھو گے اور اس امت کی لعین دجال کے مقابلے میں مدد کرو گے اور تمہارا ہبوط نماز کے وقت ہو گا کہ تم اس رحمت والی امت کے ساتھ نماز پڑھو

انجیل میں طوبی کا کہیں نہیں لکھا عبد بن سلیمان کو یہ انجیل کہاں سے ملی پتا نہیں

الخصال – از الصدوق – ص 431 – 432 کی روایت ہے

عن أبي الطفيل (2) ، عن حذيفة بن أسيد قال : اطلع علينا رسول الله صلى الله عليه وآله من غرفة له ونحن نتذاكر الساعة ، قال رسول الله صلى الله عليه وآله : لا تقوم الساعة حتى تكون عشر آيات : الدجال ، والدخان ، وطلوع الشمس من مغربها ، ودابة الأرض ، و يأجوع ومأجوج ، وثلاث خسوف : خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزيرة ‹ صفحة 432 › العرب ، ونار تخرج من قعر عدن تسوق الناس إلى المحشر ، تنزل معهم إذا نزلوا وتقيل معهم إذا قالوا . عشر خصال جمعها الله عز وجل لنبيه وأهل بيته صلوات الله عليهم

حذیفۃ بن اِسید کہتے ہیں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے خبر دی اپنے غرفۃ میں اور ہم وہاں قیامت کا ذکر کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ دس نشانیاں ہوں دجال دھواں سورج کا مغرب سے طلوع ہونا دابہ الارض یاجوج اور ماجوج تین خسوف مغرب مشرق اور عرب میں اور آگ جو عدن کی تہہ سے نکلے گی اور لوگوں کو محشر کی طرف جمع کرے گی

ثواب الأعمال – از الصدوق – ص 54 کی روایت ہے

ومن صام من رجب أربعة أيام عوفي من البلايا كلها من الجنون والجذام والبرص وفتنة الدجال واجبر من عذاب القبر

جس نے رجب کے چار دن کے روزے رکھے وہ اس کو بچائیں گے جنون سے جذام سے برص سے اور دجال کے فتنہ سے اور عذاب قبر سے بھی

الأمالی – از الصدوق – ص 681

حدثنا محمد بن علي ماجيلويه (رحمه الله) ، قال : حدثني عمي محمد ابن أبي القاسم ، قال : حدثني محمد بن علي الكوفي ، عن المفضل بن صالح الأسدي ، عن محمد بن مروان ، عن أبي عبد الله الصادق ، عن أبيه ، عن آبائه (عليهم السلام) ، قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : من أبغضنا أهل البيت بعثه الله يوم القيامة يهوديا . قيل : يا رسول الله ، وإن شهد الشهادتين ؟ قال : نعم ، فإنما احتجز بهاتين الكلمتين عن سفك دمه ، أو يؤدي الجزية عن يد وهو صاغر . ثم قال : من أبغضنا أهل البيت بعثه الله يهوديا . قيل : فكيف ، يا رسول الله ؟ قال : إن أدرك الدجال آمن به

إبي عبد الله الصادق اپنے باپ اور ان کے اجداد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا جس نے ہم اہل بیت سے بغض کیا اللہ اس کو قیامت کے دن یہودی بنا کر اٹھائے گا کہا گیا

اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور اگر وہ دو شہادتیں دے دے فرمایا ہاں .... رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے پھر فرمایا جس نے ہم اہل بیت سے بغض کیا اللہ اس کو قیامت کے دن یہودی بنا کر اٹھائے گا کہا گیا کیسے اے رسول اللہ ؟ فرمایا جب وہ دجال کو پائے گا تو اس پر ایمان لائے گا

یہ روایت دلیل ہوئی کہ دجال یہودی ہو گا اس کو ذہن میں رکھیں ابھی نیچے اس پر بحث آ رہی ہے

وسائل الشیعة (آل البیت) – الحر العاملی – ج 14 – ص 348

وبإسناده عن الحسين بن سعيد ، عن صفوان وابن فضال ، عن ابن بكير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : ذكر الدجال فقال : لا يبقى (1) منهل إلا وطأه إلا مكة والمدينة ، فإن على كل ثقب من أثقابها (2) ملكا يحفظها من الطاعون والدجال

إبي عبد الله علیہ السلام نے فرمایا اور انہوں نے دجال کا ذکر کیا پس فرمایا اس سے کوئی (شہر) نہ بچے گا کہ جو اس کا مطیع نہ ہو سوائے مکہ مدینہ کے کہ اس کے ہر گھڑے اور خندق میں فرشتہ ہو گا اور وہاں دجال اور طاعون نہ آ سکے گا

وسائل الشیعة (آل البیت) – الحر العاملی – ج 16 – ص 179

وفي (صفات الشيعة) عن محمد بن موسى بن المتوكل ، (عن محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ،) (1) عن الحسن بن علي الخزاز قال : سمعت الرضا (عليه السلام) يقول : إن ممن ينتحل مودتنا أهل البيت من هو أشد فتنة على شيعتنا من الدجال ، فقلت : بماذا ؟ قال : بموالاة أعدائنا ، ومعاداة أوليائنا إنه إذا كان كذلك اختلط الحق بالباطل ، واشتبه الامر فلم يعرف مؤمن من منافق

الحسن بن علی الخزاز کہتے ہیں انہوں نے امام الرضا علیہ السلام کو سنا انہوں نے کہا جس کے اندر ہماری محبت ہو وہ اس دجال کے فتنہ میں اس پر بہت سخت ہو گا میں نے پوچھا ایسا کیوں؟ فرمایا ہمارے دشمنوں سے دوستی کی وجہ سے اور ہمارے دوستوں سے عداوت رکھنے کی وجہ سے سو جب ایسا ہو تو حق و باطل مل جائے گا اور امر مشتبہ ہو جائے گا لہٰذا مومن اور منافق پہچان نہ سکیں گے

یہ روایات اہل تشیع کی کتب کی ہیں – ان میں اہم بات ہے کہ امام مہدی کا ذکر ہی نہیں حالانکہ امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر شیعہ اور سنی ایک ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اہل تشیع نے اس کا حل نکالا کہ صرف امام مہدی کا ذکر کرو۔ دجال کی روایات وہ مجلس میں بیان نہیں کرتے اور اس میں ایک عام شیعہ کا تصور ہے کہ قرب قیامت میں صرف امام مہدی آئیں گے اور سنی ختم ہو جائیں گے صرف شیعہ رہ جائیں گے لیکن یہاں روایات میں ہے کہ اہل بیت کے دشمن دجال کی تمیز کھو دیں گے اور ایسا کیسے

ممکن ہے کہ امام مہدی کے بعد انے والے دجال کے وقت تک اہل بیت کے دشمن ہوں- یہ تضاد ہے جو امام مہدی اور خروج دجال کے حوالے سے ان کی کتب میں پایا جاتا ہے

سفیانی دجال ہے ؟

عصر حاضر کے شیعہ محققین اور شارحین نے ایک نئی شخصیت سفیانی کو دجال سے ملا دیا ہے – سفیانی ایک شخص بتایا جاتا ہے جو ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہے اس کا نام عثمان بن عنبسہ لیا جاتا ہے اور اس کے لئے کہا جا رہا ہے کہ وہ روم سے آئے گا اس کا چہرہ سرخ اور انکھیں نیلی ہوں گی اور گلے میں صلیب ہو گی (صدوق، کمال الدین و تمام النعمۃ، ص651۔ نعمانی، الغیبۃ، ترجمہ: جواد غفاری، ص435۔ طوسی، الغیبۃ، بصیرتی، قم، ص278۔ مجلسی، بحارالانوار، ج52، ص205) –

سفیانی کے لئے شیعہ کتب میں کچھ روایات میں ہے

وخروج السفياني برايۃ خضراء وصليب من ذهب» (مختصر بصائر الدرجات للحسن بن سليمان الحلي: ص199

سفیانی کا خروج سبز جھنڈے اور سونے کی صلیب کے ساتھ ہے

وعن بشير بن غالب قال: يقبل السفياني من بلاد الروم منتصرا في عنقه صليب وهو صاحب القوم) (كتاب الغيبة للشيخ الطوسي: ص463

سفیانی بلاد روم سے مدد لے گا گلے میں صلیب ہو گی اور اس قوم میں سے ہو گا

السفياني... لم يعبد الله قط ولم ير مكة ولا المدينة قط» (بحار الأنوار للعلامة المجلسي: ج52، ص254

سفیانی اللہ کی عبادت نہ کبھی کرے گا نہ مکہ دیکھے گا نہ مدینہ

یعنی سفیانی ایک نصرانی ہو گا اللہ کی عبادت نہ کرتا ہو گا اور روم کی مدد لے گا اور انہی میں سے ہو گا یہ روایات الکافی کی نہیں ہیں – الکافی میں دجال سے متعلق اس قسم کی کوئی روایت نہیں

اس کے برعکس اہل سنت کے مطابق دجال ایک گھنگریالے بال والا ہو گا اس کی شکل عربوں میں حجازیوں جیسی ہو گی اور ایک انکھ پھولنے والے انگور جیسی ابلی پڑ رہی ہو گی- گویا دجال اہل سنت بد صورت ہو گا اور دجال اہل تشیع کے ہاں نیلی آنکھوں والا رومیوں جیسا (اغلباً حسین) ہو گا

اب ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی نسل کے لوگ کب روم منتقل ہوئے اللہ کو پتا ہے اور وہاں سے ایک خالص عربی نام عثمان بن عنبسہ کے ساتھ اس کا خروج بھی عجیب بات ہے – دوم سفیانی کے گلے میں صلیب بھی ہے یعنی اگر سفیانی دجال ہے تو اہل تشیع کا دجال اب عیسائیوں میں سے ہے اور اہل سنت اس کو یہودی بتاتے ہیں یہ بھی اختلاف اہم ہے

سفیانی کی حقیقت – کتب شیعہ میں

تاریخ کے مطابق السفیانی سے مراد یزید بن عبد اللہ بن یزید بن معاویة بن إبي سفيان جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے پڑ پوتے ہیں انہوں نے دمشق میں بنو امیہ کے آخری دور میں خروج کیا۔

الکافی – از الکلینی – ج ۸ – ص ۲۶۴ – ۲۶۵

عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن بكر بن محمد ، عن سدير قال : قال أبو عبد الله (عليه السلام) : يا سدير ألزم بيتك وكن حلسا من أحلاسه واسكن ما سكن الليل والنهار فإذا بلغك أن السفياني قد خرج فارحل إلينا ولو على رجلك

إبي عبد الله (عليه السلام) نے کہا اے سدیر اپنے گھر میں رہو .. پس جب السفیانی کی خبر آئے تو ہمارے طرف سفر کرو چاہے چل کر آنا پڑے

تبصرہ السفیانی سے مراد ایک اموی ہیں جو ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ کے پڑ پڑ پوتے ہیں. تاریخ الیعقوبی از الیعقوبی المتوفی ۲۸۴ ھ کے مطابق

وخرج أبو محمد السفياني، وهو يزيد بن عبد الله بن يزيد بن معاوية بن أبي سفيان، بما لديه........ ، وكان ذلك سنة ١٣٣ ه

اور ابو محمد السفیانی کا خروج ہوا اور وہ يزيد بن عبد الله بن يزيد بن معاوية بن أبي سفيان ہیں اور یہ سن ۱۳۳ ھ میں ہوا۔ امام جعفر المتوفی ۱۴۸ ھ کے دور میں السفیانی کا خروج ہو چکا تھا

السفیانی کا خروج ہو گیا

الکافی – از الکلینی – ج ۸ – ص ۲۰۹

علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن محبوب عن إسحاق بن عمار ، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال : لا ترون ما تحبون حتى يختلف بنو فلان فيما بينهم فإذا اختلفوا طمع الناس وتفرقت الكلمة وخرج السفياني

إبِي عبد الله (عليه السلام) نے کہا کیا تم دیکھتے نہیں جو تم کو پسند ہے کہ بنو فلاں میں جو ان کے پاس ہے اس پر اختلاف ہوا ، پس جب اختلاف ہوا لوگوں کا لالچ بڑھا اور وہ بکھر گئے اور السفیانی کا خروج ہوا

تبصرہ بنو فلاں سے مراد بنو امیہ ہیں جن میں آپس میں خلافت پر پھوٹ پڑھ گئی تھی. امام جعفر کے مطابق السفیانی کا خروج ہو گیا ہے یہ دور ۱۲۶ سے ۱۳۳ ھ کا ہے

السفیانی کو قتل کر دیا جائے گا

الکافی – از الکلینی – ج ۸ – ص ۳۳۱

حميد بن زياد ، عن أبي العباس عبيد الله بن أحمد الدهقان ، عن علي ابن الحسن الطاطري ، عن محمد بن زياد بياع السابري ، عن أبان ، عن صباح بن سيابة عن المعلى بن خنيس قال : ذهبت بكتاب عبد السلام بن نعيم وسدير وكتب غير واحد إلى أبي عبد الله (عليه السلام) حين ظهرت المسودة قبل أن يظهر ولد العباس بأنا قد قدرنا أن يؤول هذا الامر إليك فما ترى ؟ قال : فضرب بالكتب الأرض ثم قال : أف أف ما أنا لهؤلاء بإمام أما يعلمون أنه إنما يقتل السفياني

جب (بنو عبّاس سے پہلے) المسودہ ظاہر ہوئے (ابو عبداللہ سے بذریعہ خط ان کی رائے پوچھی گئی تو) انہوں نے خط زمین پر پھینک دیا پھر إبِي عبد الله (عليه السلام) نے کہا اف اف کیا میں ان لوگوں کے نزدیک امام نہیں، کیا ان کو پتا نہیں کہ یہی تو السفیانی کو قتل کریں گے

تبصرہ

حاشیہ میں المسودہ سے مراد إصحاب إبِي مسلم المروزی لکھا ہے جو درست ہے ابو مسلم خراسانی کالے کپڑے اور کالے پگڑیاں باندھ کر نکلے تھے .امام جعفر کا گمان درست ثابت ہوا السفیانی کو قتل کیا گیا

<u>المھدی کا اعلان</u>

بحارالانوار ج ۵۲ ص ۹۱۱ ص ۸۴ میں روایت ہے ، ابوبصیر ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے روایت نقل

کرتے ہیں

راوی: میں نے عرض کیا میں آپ علیہ السلام پر قربان جاؤں، قائم علیہ السلام کا خروج کب ہوگا؟
امام جعفر صادق: اے ابا محمد! ہم اہل بیت علیہ السلام اس وقت کو متعین نہیں کرتے،آپ نے فرمایا کہ وقت مقرر کر دینے والے جھوٹے ہیں، لیکن اے ابو محمد قائم کے خروج سے پہلے پانچ کام ہوں گے ماہ رمضان میں آسمان سے نداءآئے گی سفیانی کاخروج ہوگا ، خراسانی کا خروج ہوگا، نفس ذکیہ کا قتل ہوگا بیداء میں زمین دھنس جائے گی۔
راوی: میں نے پوچھا کس طرح نداءآئے گی؟
امام علیہ السلام: حضرت قائم علیہ السلام کا نام اور آپ کے باپ کے نام کے ساتھ لیا جائے گا اور اسی طرح اعلان ہوگا فلاں کا فلاں بیٹا قائم آل محمد علیہم السلام ہیں، ان کی بات کو سنو اور ان کی اطاعت کرو، اللہ کی کوئی بھی ایسی مخلوق نہیں بچے گی کہ جس میں روح ہے مگر یہ کہ وہ اس آواز کو سنے گی سویا ہوا اس آواز سے جاگ جائے گا اور اپنے گھر کے صحن میں دوڑ کر آ جائے گا اور پردہ والی عورت اپنے پردے سے باہر نکل آئے گی، قائم علیہ السلامیہ آواز سن کر خروج فرمائیں گے یہ آوازجبرئیل علیہ السلام کی ہوگی
تبصرہ ابو مسلم خراسانی کا خروج ہو گیا اور محمّد بن عبداللہ المھدی نفس الزکیہ کا بھی خروج ہو چکا. ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ راویوں کا گمان تھا کہ حسین کی نسل سے المھدی ظاہر ہونے والا ہے۔
لیکن دو نشانیاں رمضان میں آسمان سے نداء اور بیدا میں زمین کا دھنسنا نہیں ہوا۔
یہ تمام نشانیاں ایک ساتھ ظاہر ہونی تھیں لیکن نہیں ہوئیں
سفیانی کو اہل تشیع کا اب دجال کہنا سراسر غلط ہے اور اوپر والی روایت کو جو دجال سے متعلق تھیں ان میں زبر دستی اپنی رائے کو شامل کرنے کے مترادف ہے

عثمان بن عنبسة بن أبي سفيان بن حرب بن أمية

عثمان بن عنبسة بن إبي سفيان بن حرب بن إمية نام کے ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے ایک پوتے تھے جو اپنے زمانے میں ایک معتدل شخصیت تھے اور قبول عامہ ایسی تھی کہ لوگ ثالث مقرر کرتے تھے
ابن حزم نے کتاب جمھرة إنساب العرب میں لکھا ہے

أراد أهل الأردن القيام به باسم الخلافة، إذ قام مروان: أمه زينب بنت الزبير بن العوام

اہل اردن نے ارادہ کیا تھا کہ مروان کے قیام (خلافت) پر ان کے نام پر خلافت قائم کرنے کا – ان کی والدہ کا نام زینب بنت الزبیر بن العوام ہے

معجم الکبیر طبرانی کے مطابق

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، ثنا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، ثنا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ قَالَ: " لَمَّا مَاتَ مُعَاوِيَةُ بْنُ يَزِيدَ بَايَعَ أَهْلُ الشَّامِ كُلُّهُمُ ابْنَ الزُّبَيْرِ إِلَّا أَهْلَ الْأُرْدُنِّ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رُءُوسُ بَنِي أُمَيَّةَ وَنَاسٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ مِنْ أَشْرَافِهِمْ، وَفِيهِمْ رَوْحُ بْنُ زِنْبَاعٍ الْجُذَامِيُّ، قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: إِنَّ الْمُلْكَ كَانَ فِينَا أَهْلَ الشَّامِ فَيُنْقَلُ ذَلِكَ إِلَى الْحِجَازِ لَا نَرْضَى بِذَلِكَ

ابو معشر نے کہا : جب یزید بن معاویہ کی وفات ہوئی ، تمام اہل شام نے ابن زبیر کی بیعت کی سوائے اہل اردن کے پس جب بنو امیہ کے سرداروں نے یہ دیکھا اور اہل شام کے لوگوں کے اشراف نے جن میں روح بن زنباع بھی تھے ایک دوسرے سے کہا ہماری بادشاہت تو شام تھی جو حجاز منتقل ہو رہی ہے ہم اس پر راضی نہیں

کتاب نسب قریش از ابو عبد الله الزبیری (المتوفی: 236ھ) کے مطابق کے والد عنبسة بن عمرو بن عثمان بن عفان ہیں - اغلباً شیعان کو خطرہ تھا کہ کہیں اہل اردن (جن میں ممکن ہے عیسائی ہوں) کہیں اس شخص کے لئے خلافت قائم نہ کر دیں – یہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے بھی ہیں لہذا اس بنیاد پر عثمان بن عنبسة بن إبي سفيان بن حرب بن إمية کے خلاف روایات بنا دی گئیں – عثمان بن عنبسة بن أبي سفيان بن حرب بن أمية تو انتقال کر گئے لیکن روایات شیعوں کے پاس رہ گئیں - عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت مکہ سے بصرہ تک تھی اور عبد الملک کی شام میں دونوں میں رابطہ کے فرائض عثمان بن عنبسة انجام دیتے تھے کیونکہ عثمان بن عنبسة دونوں کے رشتہ دار تھے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عثمان بن عنبسة کے ماموں تھے -

یعنی اہل تشیع جس السفیانی کا انتظار کر رہے ہیں وہ گزر چکا ہے چاہے یزيد بن عبد الله بن يزيد بن معاوية بن أبي سفيان ہوں یا عثمان بن عنبسة بن أبي سفيان بن حرب بن أمية ہوں

حرف آخر

خروج دجال سے متعلق صحیح احادیث کے مطابق دجال ایک مومن ہونے کا مدعی ہو گا - وہ کعبہ کا طواف کرے گا - بعض اس کو اوتار رب سمجھیں گے _یعنی نعوذ باللہ انسانی شکل میں رب) جبکہ یہ خود کانا ہو گا یعنی اس کے جسم میں شکل پر ہی نقص نمایاں ہو گا- تحقیق سے ثابت ہوا کہ دجال کسی جزیرے میں قید نہیں اور نہ ہی ابن صیاد دجال تھا – دجال کا قتل لد میں ہو گا صحیح سند سے نہیں ملا –اسی طرح دمشق میں نزول مسیح سے متعلق روایات اصلا کعب الاحبار کے اقوال ہیں- دجال کے قتل پر تمام دنیا کے یہود کا قتل کسی صحیح سند سے نہیں ملا-

استدراج دجال پر ابن حبان اس کے قائل ہیں کہ دجال کے پاس نہ اصل روٹی ہو گی نہ پانی- طحاوی اور سیوطی کہتے ہیں دجال کا عمل بسبب جادو اصلی لگے گا- ابن جوزی اور قاضی ابن العربی کہتے ہیں تخیل ہو گا

ڈاکٹر عثمانی مرحوم نزول مسیح اور خروج دجال کے قائل تھے - راقم نے تقاریر میں ان کو اس کا ذکر کرتے بھی سنا ہے - سوالات کے جوابات میں بھی انہوں نے نزول مسیح کا اقرار کیا ہے البتہ ان سے کوئی تحریر یا زبانی کلام منقول نہیں ہے جس میں انہوں نے دجال کی قوتوں یا صفات پر کلام کیا ہو- معلوم ہے کہ محدثین فتن اور فضائل میں تھوڑا تساہل کرتے ہیں -لہٰذا فتن سے متعلق احادیث کو لکھنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کو قرآن پر فوقیت دی جائے- اس تناظر میں راقم سمجھتا ہے کہ عثمانی صاحب نے تواتر خبر خروج دجال کو تو قبول کیا ہے لیکن اس سے متعلق ہر خبر کو نہیں -

یہ تحقیق ایک انسائیکلوپیڈیا کی شکل اختیار کر گئی ہے جن میں نزول مسیح اور خروج دجال سے

متعلق تمام مباحث کو جمع کر دیا گیا ہے - قارئین کے علم میں روایات ہوں جس کا اس کتاب میں ذکر نہ ہو تو اس سے مطلع کریں ۔ انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں اس کو شامل کر دیا جائے گا-

اے اللہ ہدایت دے کر ان میں کر جن کو ہدایت دی

حواشی

[1] اس کو دلیل بناتے ہوئے بعض اہل سنت میں سے لوگوں نے دعوی کیا کہ اللہ تعالی نے عیسیٰ علیہ السلام کو موت دے دی اور ان کی لاش کو آسمان پر اٹھا لیا گیا
قادیانیوں کا (مولوی نورالدین و مرزا غلام احمد الدجال کا) قول ہے کہ عیسیٰ صلیب پر نہیں مرے وہ مردہ لگے لوگوں نے اتار کر ان کو غار میں رکھا اور پھر عیسیٰ ہجرت کر کے کشمیر آ گئے جہاں محلہ خانیار سری نگر میں یزآسپ یا آصف جاہ کی قبر اصل میں عیسیٰ کی قبر ہے یعنی ان کے نزدیک عیسیٰ طبعی موت مرے- عیسیٰ علیہ السلام سری نگر ان کے بقول
Lost Tribes
کی تلاش میں آئے اور ۱۲۰ سال زندہ رہے
https://ur.wikipedia.org/wiki/مسیح_ہندوستان_میں_(کتاب)
اصلا مرزا قادیانی کی تحقیق روسی مفکر اور چھوڑو نوٹووچ کی کتاب کا چربہ ہے
https://www.amazon.com/Life-Jesus-Christ-Nicolas-Notovitch/dp/1604593660
Nicolas Notovitch (1858-?) was a Russian aristocrat, adventurer, Cossack officer, spy and journalist.
نوٹووچ تھیوری کے مطابق عیسیٰ کشمیر اور تبت میں کسی خانقاہ میں رو پوش رہے اور اس طرح ابراہمی ادیان کا غیر ابراہیمی ادیان سے کنکشن ثابت کیا گیا
انجیل متی 15:24 میں ہے عیسیٰ نے یہود سے کہا مجھے صرف اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس بھیجا گیا تھا
لہذا عیسیٰ کا اصل مشن یروشلم کا نہیں بلکہ کشمیر و تبت میں بنی اسرائیل کے کھوئے ہوئے قبیلوں کو ڈھونڈنا تھا
نوٹووچ ایک یہودی تھا اس کے بقول عیسیٰ نے ۱۳ سال کی عمر میں یروشلم چھوڑا اور سندھ سے کشمیر اور لداخ آئے اور وہاں تبتی عقائد سیکھے پھر واپس یروشلم آئے لیکن مرزا نے اس میں
twist
ڈالا اور دعوی کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام انتقال کر گئے
نوٹووچ ۱۸۸۷ میں برصغیر میں تھا اور ممکن ہے مرزا غلام احمد کی امرتسر میں اس ملاقات ہو یا اس کی سن گن پڑی ہو سن ۱۸۹۱ میں غلام احمد نے مسیح الزمان کا دعوی کیے
نوٹووچ کے خلاف جرمن محقق
https://en.wikipedia.org/wiki/Max_Müller
نے تحقیق کی اور لداخ کی اس خانقاہ کو خط بھی لکھا کہ نوٹووچ وہاں پہنچا بھی تھا یا نہیں- جواب ملا کہ پچھلے ۱۵ سال سے کوئی مغربی شخص یہاں نہیں رکا
اس طرح نوٹووچ جھوٹا اپنی زندگی میں ہی ثابت ہوا
اصل میں قصہ طویل ہو جائے گا نوٹووچ ایک روسی جاسوس تھا جو رشین امپائر کی ایما پر برطانوی ایمپائر کی جاسوسی کر رہا تھا اور پنجاب میں ہی رکا ہوا تھا نہ کشمیر گیا نہ لداخ
لیکن نوٹووچ جھوٹے نے ایک جھوٹی تحقیق کی آڑ میں خود کو چھپا رکھا تھا
مرزا الدجال کو یہ سب بہت من بھایا اور آوٹ پٹانگ دعووں کا دور شروع ہوا
اس کے بعد ایک ہندو سوامی کو یہ تمام قصہ دلچسپ لگا اور اس نے دعوی کیا کہ وہ بھی لداخ گیا اور جو جو نوٹووچ نے کہا تھا وہی اس نے دہرایا اور اس طرح یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ابراہیمی ادیان میں غیر ابراہیمی ادیان کی آمیزش ہے
https://en.wikipedia.org/wiki/Swami_Abhedananda
یاد رہے کہ اسی دور میں میڈم بلاوتسکی (۱) آنجہانی ۱۸۹۱ ع جو اپنے وقت کی ایک مشہور شخصیت رہیں – وہ قدیمی ادیان اور فلسفوں کی چیمپئن بنتی تھیں اور ساحرہ اور کاہنہ تھیں وہ بھی ہندوستان میں تھیں وہ بھی روسی تھیں اور اسی کی قائل تھیں جو نوٹووچ کہہ رہا تھا یہ بھی لداخ یا تبت میں دلچپسی رکھتی تھیں
اور شمبلہ نامی کسی کم گشتہ بستی کی تلاش میں تھیں جہاں تمام دنیا کی حقیقت ان کے بقول چھپی تھی
https://en.wikipedia.org/wiki/Shambhala

[2] صحیح بخاری ح ۲۷۸۰ میں تمیم الداری کا ذکر ہے
وَقَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي القَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ المَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ مَعَ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، وَعَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ، فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ، فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهِ، فَقَدُوا جَامًا مِنْ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا مِنْ ذَهَبٍ، «فَأَحْلَفَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صلّى الله عليه [ص:14] وسلم»، ثُمَّ وُجِدَ الجَامُ بِمَكَّةَ، فَقَالُوا: ابْتَعْنَاهُ مِنْ تَمِيمٍ وَعَدِيٍّ، فَقَامَ رَجُلاَنِ مِنْ أَوْلِيَائِهِ، فَحَلَفَا لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا، وَإِنَّ الجَامَ

لِصَاحِبِهِمْ، قَالَ: وَفِيهِمْ نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ المَوْتُ} [المائدة: 106]

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا مجھ سے علی بن عبداللہ مدینی نے کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے ، کہا ہم سے ابن ابی زائدہ نے ، انہوں نے محمد بن ابی القاسم سے ، انہوں نے عبدالملک بن سعید بن جبیر سے ، انہوں نے اپنے باپ سے ، کہا ہم سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا بنی سہم کا ایک شخص تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ سفر کو نکلا ، وہ ایسے ملک میں جا کر مر گیا جہاں کوئی مسلمان نہ تھا۔ یہ دونوں شخص اس کا متروکہ مال لے کر مدینہ واپس آئے۔ اس کے اسباب میں چاندی کا ایک پیالہ گم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو قسم کھانے کا حکم فرمایا (انہوں نے قسم کھا لی) پھر ایسا ہوا کہ وہ پیالہ مکہ میں ملا، انہوں نے کہا ہم نے یہ گلاس تمیم اور عدی سے خریدا ہے۔ اس وقت میت کے دو عزیز (عمرو بن العاص اور مطلب کھڑے ہوئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ یہ ہماری گواہی تمیم اور عدی کی گواہی سے زیادہ معتبر ہے ، یہ گلاس میت ہی کا ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی «يا أيها الذين آمنوا شهادة بينكم» آخر آیت تک۔

يَآ اَيُّـهَا الَّـذِيْنَ اٰمَنُـوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرَانِ مِنْ غَيْـرِكُمْ اِنْ اَنْتُـمْ ضَرَبْتُـمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ۚ تَحْبِسُوْنَـهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُـقْسِمَانِ بِاللّـٰهِ اِنِ ارْتَبْتُـمْ لَا نَشْتَـرِىْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْـتُـمُ شَهَادَةَ اللّـٰهِ اِنَّـآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ (106)

اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کو موت آ پہنچے تو وصیت کے وقت تمہارے درمیان تم میں سے دو معتبر آدمی گواہ ہونے چاہئیں، یا پھر غیروں میں سے دو گواہ ہوں اگر زمین میں سفر کرتے وقت تمہیں موت کی مصیبت آ پہنچے، اگر تمہیں شبہ ہو تو ان دونوں کو نماز کے بعد کھڑا کرو کہ وہ دونوں اللہ کی قسمیں کھائیں کہ ہم گواہی کے بدلے میں مال نہیں لیتے اگرچہ رشتہ داری ہی کیوں نہ ہو، اور نہ ہم اللہ کی گواہی چھپاتے ہیں ورنہ ہم بے شک گناہگار ہوں گے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ تمیم داری نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ بولا اور پیالہ بیچ دیا تھا لیکن ایسے بن گئے جیسے ان کو خبر نہ ہو – تمیم نے جھوٹی قسم بھی کھا لی
راقم کہتا ہے جھوٹی قسم کھانے والے کی شہادت ساقط ہو جاتی ہے - امام بخاری نے تمیم داری سے کوئی روایت نہیں لی – صحیح میں ایک مقام پر ذکر کیا ہے کہ وَيُذْكَرُ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، رَفَعَهُ قَالَ: «هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ» وَاخْتَلَفُوا فِي صِحَّةِ هَذَا الخَبَرَ اور کہا ہے کہ تمیم نے ایک خبر نبی علیہ السلام تک رفع کی ہے لیکن اس خبر کی صحت میں اختلاف ہے۔

[3] ماہ نامہ اشاعۃ الحدیث، شمارہ: ١٢٩-١٣٢ ،ص: ١٣٣، ١٣٤ میں ندیم ظہیر نے اس کتاب کی نسبت امام ترمذی سے رد کی ہے لکھتے ہیں
یہ مسلّم حقیقت ہے کہ موجودہ العلل الکبیر مولف کے زمانے میں اس کے معاصرین علماء اور

تلامذہ میں قطعاً معروف نہ تھی

[4] راقم کو لگتا ہے کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا آخری عمر میں مختلط ہو گئی ہوں گی لیکن لوگ اس کیفیت کو سمجھ نہ سکے - اصحاب رسول عدول ہیں لیکن نفسیاتی امراض سے کیا مبراء ہیں؟ اصحاب بیمار بھی ہوئے تو ان میں سے کوئی نفسیاتی مریض نہ بن گیا ہو کیسے نا ممکن ہے – غور طلب ہے کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کی روایت بزبان فاطمہ ہے جبکہ تمیم نے خود اس کو کسی سے روایت نہیں کیا - قابل حیرت ہے کہ جس شخص کے ساتھ یہ بات پیش آئے وہ اپنی زندگی میں اس کو کسی سے بیان نہ کرے اور اصحاب رسول میں سے بھی صرف فاطمہ اس متن کو روایت کرتی ہیں - سنن ابی داؤد میں روایت ہے کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنھا نے یہ روایت بیان کی کہ ان کے خاوند نے انھیں تین طلاقیں دے دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ عدت کے دوران میں ان کا نفقہ خاوند کے ذمے نہیں ہے۔ لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا

ما کنا لندع کتاب ربنا وسنۃ نبینا لقول امراۃ لا ندری احفظت ام لا ۔(سنن ابی داؤد:کتاب الطلاق، حدیث ۲۲۹۱)

ہم کتاب اللہ اور رسول اللہ کی سنت کو ایک عورت کی بات پر نہیں چھوڑ سکتے جس کو پتہ نہیں بات یاد بھی رہی یا نہیں

یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا پر بھولنے کی یہ کیفیت دور عمر سے شروع ہو چکی تھی یہاں تک کہ جب یہ اپنے بھائی الضَّحَّاكِ بْنِ قيس کے ساتھ عراق پہنچیں تو بات بگڑ چکی تھی- اس دور میں ان امراض کا علاج صرف جھاڑ پھونک دم کرنا تھا، یہ بیوہ تھیں اور بھائی الضَّحَّاكِ بْنِ قيس حکومت کے عامل وہ مصروف رہتے ہوں گے- اس دوران حدیث کے شوق میں الشعبی، فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملے اور اس روایت کو لکھ لیا- ان کے بھائی کو علم نہ ہوا ہو گا کہ حدیث رسول میں یہ سانحہ ہو گیا ہے کہ ایک مختلط روایت شامل ہو رہی ہے جو صدیوں امت میں نزاع کا باعث بنے گی اور دجال کو انسان سے ایک جانور بنا دے گی، ورنہ وہ اس سے روک دیتے -جساسہ والی روایت بعض صحیح اور بعض عجیب باتوں کا ملغوبہ ہے جس میں بعض چیزیں اہل کتاب کے اقوال ہیں مثلا دجال کو
Beast
قرار دینا

دجال ایک بالوں والا شخص جو لوہے کی زنجیروں میں ہے اور اتنا بلند ہے کہ زمیں و آسمان کو بھر رہا ہے اس کا عورت نما جاسوس ہے جس کے جسم پر اس قدر بال ہیں کہ ستر کا کام ہو رہا ہے
یعنی دو حیوان جزیرہ میں قید یہ کتاب مکاشفہ
Book of Revelation

ہے

[5] یہ نظریہ سب سے پہلے مصری مسلمان محقق محمد عیسیٰ داؤد نے پیش کیا۔

[6] شام منتقل ہونے والے اصحاب رسول النواس بن سمعان اور ابو امامہ الباھلی رضی اللہ عنہما سے بھی روایات منسوب کی گئی ہیں جن کے مطابق دجال مردوں کو زندہ کرے گا – ان دو روایات پر تفصیلی بحث اس کتاب میں آگے آئے گی

[7] مسند البزار اور معجم کبیر از طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَامِرٍ الْأَنْطَاكِيُّ، قَالَ: نا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَابِقٍ، قَالَ: نا زِيَادُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فُرَاتٍ الْقَزَّازُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ [ص:169] حَارِثَةَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ: «انْطَلِقْ» فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَصْحَابُهُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلُوا بَيْنَ حَائِطَيْنِ فِي زُقَاقٍ طَوِيلٍ، فَلَمَّا انْتَهَوْا إِلَى الدَّارِ إِذَا امْرَأَةٌ قَاعِدَةٌ، وَإِذَا قِرْبَةٌ عَظِيمَةٌ مَلْأَى مَاءً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَرَى قِرْبَةً وَلَا أَرَى حَامِلَهَا» فَأَشَارَتِ الْمَرْأَةُ إِلَى قَطِيفَةٍ فِي نَاحِيَةِ الدَّارِ، فَقَامُوا إِلَى الْقَطِيفَةِ، فَكَشَفُوهَا فَإِذَا تَحْتَهَا إِنْسَانٌ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «شَاهَ الْوَجْهُ» ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، لِمَ تَفْحَشُ عَلَيَّ؟، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبْئًا، فَأَخْبِرْنِي مَا هُوَ» ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَبَأَ لَهُ سُورَةَ الدُّخَانِ، فَقَالَ: «الدُّخُّ» ، فَقَالَ: اخْسَهْ، مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ "، ثُمَّ انْصَرَفَ وَهَذَا الْحَدِيثُ قَدْ رَوَى بَعْضَهُ أَبُو الطُّفَيْلِ نَفْسُهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَكَرَهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

اس سند میں معمر نہیں ہے لیکن متن میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الدخان سوچی
یہ سند ضعیف ہے – سند میں زیاد بن الحسن بن فرات القزاز التمیمی الکوفی منکر الحدیث ہے –

معجم الاوسط از طبرانی میں اسی سند سے ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الرَّازِيُّ قَالَ: نا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عِيسَى التَّنُوخِيُّ قَالَ: نا زِيَادُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فُرَاتٍ الْقَزَّازُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ الْفُرَاتِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ: «انْطَلِقُوا بِنَا إِلَى إِنْسَانٍ قَدْ رَأَيْنَا شَأْنَهُ» قَالَ: فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَمْشِي وَأَصْحَابُهُ مَعَهُ، حَتَّى دَخَلُوا حَائِطَيْنِ فِي زُقَاقٍ طَوِيلٍ، وَانْتَهَوْا إِلَى بَابٍ صَغِيرٍ، فِي أَقْصَى الزُّقَاقِ، فَدَخَلُوا إِلَى دَارٍ، فَلَمْ يَرَوْا فِي الدَّارِ أَحَدًا غَيْرَ امْرَأَةٍ قَاعِدَةٍ، وَإِذَا قِرْبَةٌ عَظِيمَةٌ مَلْأَى مَاءً، فَقَالُوا: نَرَى قِرْبَةً وَلَا نَرَى حَامِلَهَا، فَكَلَّمُوا الْمَرْأَةَ، فَأَشَارَتْ إِلَى قَطِيفَةٍ فِي نَاحِيَةِ الدَّارِ، فَقَالَتْ: انْظُرُوا مَا تَحْتَ الْقَطِيفَةِ فَكَشَفُوهَا، فَإِذَا تَحْتَهَا إِنْسَانٌ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «شَاهَ الْوَجْهُ» فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، لِمَ تَفْحَشُ عَلَيَّ؟ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبْأً، فَأَخْبِرْنِي مَا هُوَ» وَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: «إِنِّي قَدْ خَبَّأْتُ لَهُ سُورَةَ الدُّخَانِ» فَقَالَ: سُورَةُ الدُّخَانِ؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اخْسَأْ، مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ، ثُمَّ انْصَرَفَ»

اس متن میں ہے کہ ابن صیاد نے سورہ الدخان تک بولا – سند وہی مسند البزار والی ہے

معجم الاوسط میں ہے
حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ: نا عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ الزِّمَّانِيُّ قَالَ: نا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: نا الْحَارِثُ بْنُ حَصِيرَةَ قَالَ: ثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: لَأَنْ أَحْلِفَ عَشْرَةَ أَيْمَانٍ أَنَّ ابْنَ صَائِدٍ هُوَ الدَّجَّالُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَحْلِفَ مَرَّةً أَنَّهُ لَيْسَ بِهِ، وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَنِي إِلَى أُمِّهِ، فَقَالَ: «سَلْهَا، كَمْ حَمَلَتْ؟» فَسَأَلْتُهَا، فَقَالَتْ: اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا، فَقَالَ: «سَلْهَا، كَيْفَ كَانَتْ صَيْحَتُهُ حِينَ وَقَعَ؟» قَالَتْ: صَيْحَةَ الصَّبِيِّ ابْنِ شَهْرٍ، وَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبَأً، فَمَا هُوَ؟» فَقَالَ: عَظْمُ شَاةٍ عَفْرَاءَ، فَجَعَلَ يُرِيدُ يَقُولُ: الدُّخَانُ فَجَعَلَ يَقُولُ: الدُّخ الدُّخَ، فَقَالَ: «اخْسَأْ، فَإِنَّكَ لَنْ تَسْبِقَ الْقَدَرَ»
لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْحَارِثِ إِلَّا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں نے ایک چیز چھپائی ہے – ابن صیاد بولا بھیڑ کی سب سے بڑی ہڈی
پس وہ کہنا چاہ رہا تھا الدخان لیکن منہ سے نکلا الدخ – پس نبی نے فرمایا ہٹ پرے تو اس پر قادر نہیں ہے –
سندا اس میں عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ اور الْحَارِثُ بْنُ حَصِيرَةَ بہت مضبوط نہیں ہیں

[8] البانی کتاب قصة المسيح الدجال ونزول عيسى عليه الصلاة والسلام میں ان روایات کی توجیہہ کرتے ہیں جو عجیب سا قول ہے کہتے ہیں
ومن المحتمل أن التردد من النبي صلى الله عليه وسلم نفسه ويكون ذلك من قبل أن يأتيه الوحي بمقدار تلك الأيام ثم جاءه بذلك ويؤيده حديث أبي هريرة: في أربعين يوما الله أعلم ما مقدارها
اور یہ امکان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خود بھی تردد تھا اور یہ الوحی انے سے قبل کی بات ہے ان دنوں میں پھر یہ آئی اور حدیث ابو ہریرہ سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ دجال چالیس دن رہے گا اللہ ان کی مقدار جانتا ہے
اسی کتاب میں البانی کہتے ہیں : أما الروايات المشار إليها والمصرحة بأن أربعين الدجال إنما هي أيام وليست سنينا فهي من رواية جمع من الصحابة
اور جو روایات گذری ہیں ان میں صراحت ہے کہ دجال کے چالیس دن ہی ہیں نہ کہ سال کیونکہ یہ تمام اصحاب کی روایات میں ہے
اوپر دی گئی تمام روایات البانی کے نزدیک صحیح ہیں اور یہ ان کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کچھ کہتے کبھی کچھ کیونکہ وہ متردد تھے - البانی کا قول باطل ہے ، یہ کسی طرح ثابت نہ ہو گا کہ آخری قول کیا تھا

[9] أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جو بغدادی تھے اور محمد بْن مهران الرازيّ الجمّال، أَبُو جَعْفَر الحافظ جو خراسانی تھے -

[10] امام بخاری کے شیخ مُحَمَّد بن الْمثنى أَبُو مُوسَى الزَّمن الْبَصْرِيّ ہیں اور عبد اللہ بن الزبير بن

عیسی بن عبید اللہ الحمیدی مکہ کے ہیں

[11] یہ معاملہ احتیاط کا تھا کہ جانا جاتا کہ کون سا راوی ہے اور اس میں کوفہ کے محدثین نے غلطی کی انہوں نے ثقہ راوی سمجھ لیا - امام ابو حاتم کا موقف ہے کہ عبد الرحمان بن یزید بن جابر سے کسی عراقی نے روایت نہیں کیا ہے
وقال أبو حاتم الرازي: عبد الرحمن بن يزيد بن جابر لا أعلم أحدًا من أهل العراق يُحدث عنه

غلطی اسی وقت ہوتی ہے جب راوی واضح نہ کرے کہ کس سے روایت کر رہا ہے – اہل عراق میں بہت سے اس غلطی کا شکار ہوئے کیونکہ وہاں وہ سمجھ بیٹھے کہ راوی عبد الرحمان بن یزید بن جابر کی روایت ہے - راقم کے نزدیک صحیح مسلم کی اس روایت کی سند میں ابہام موجود کہ الولید نے جس سے روایت کیا وہ کون تھا ؟ عبد الرحمان بن یزید بن جابر تھا یا عبد الرحمان بن یزید ابن تمیم تھا ؟-

[12] معلمی النکت میں کہتے ہیں
وتدليس التسوية أن يترك الراوي واسطة بعد شيخه، كما يُحْكى عن الوليد بن مسلم أنه كان عنده أحاديث سمعها من الأوزاعي عن رجل عن الزهري، وأحاديث سمعها من الأوزاعي عن رجل عن نافع، فكان يقول فيها: حدثني الأوزاعي عن الزهري، وحدثني الأوزاعي عن نافع! وهذا تدليس قبيح

[13] طبقات ابن سعد میں ہے
مات سنة ست وعشرين ومائة في خلافة الوليد بن يزيد بن عبد الملك
اس کی موت سن ١٢٦ ھ میں خلافت الولید بن یزید میں ہوئی
تلخيص المتشابه في الرسم از الخطيب البغدادي (المتوفى: 463هـ) میں ہے
قَاضِي حِمْصٍ فِي إِمَارَةِ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، اخْتَلَفَ عَلَيْنَا فِي وَقْتِ وَفَاتِهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: فِي آخِرِ خِلافَةِ هِشَامٍ قَرَأْتُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ الْقَدِيمَةِ مَاتَ يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ فِي خِلافَةِ الْوَلِيدِ بْنِ يَزِيدَ
ابن حجر کا کہنا ہے : ثقة و أرسل كثيرا یہ ثقہ ہے لیکن بہت ارسال کرتا ہے
یحیی کا النواس رضی اللہ عنہ سے براہ راست روایت کرنا بھی معلوم ہے جس پر المزی کا کہنا ہے-
جامع التحصيل في أحكام المراسيل از العلائي (المتوفى: 761هـ) میں ہے
يحيى بن جابر الطائي أخرج له أبو داود عن عوف بن مالك وجبير بن نفير والترمذي والنسائي عن المقداد بن معدي كرب وروى أيضا عن عبد الله بن حوالة وأبي ثعلبة النهدي والنواس بن سمعان وذكر المزي في التهذيب أن حديثه عن هؤلاء كلهم مرسل لم يلقهم
نواس سے اس نے نہیں سنا
أسد الغابة في معرفة الصحابة میں ابن اثیر کا قول ہے کہ اس متن میں دو روایات مل گئی ہیں
قَالَ: حدثنا عَلِيّ بن حجر، أخبرنا الوليد بن مسلم وعبد الله بن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، دخل حديث أحدهما فِي حديث الآخر، عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، عن يَحْيَى بن جابر الطائي، عن عبد

الرحمن بن جبير، عن أبيه جبير بن نفير، عن النواس بن سمعان الكلابي

ایمان از ابن منده میں اس کی اسناد جمع کی گئی ہیں- ان سب میں یَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ، قَاضِي حِمْصَ اور عبد الرحمن بن جبير بن نفير الحضرمي کا تفرد ہے [14]
وَأَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ الْقَنْطَرِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ بْنِ الْفَرَجِ الدِّمَشْقِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ، ثنا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ، يَقُولُ

ح
وَأَخْبَرَنَا حَمْزَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِنَانِيُّ، ثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّسَائِيُّ، ح وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ: ثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ، يَقُولُ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ
(نوٹ اس طرق کی سند میں محمد بن شاذان مجہول ہے اس کو ابن حجر نے مقبول بولا ہے یعنی وہ مجہول جس سے کوئی ثقہ روایت کرے)
ح

قَالَ: وَثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَهْلٍ النَّيْسَابُورِيُّ، ثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ، وَيَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، وَالْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالُوا: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيّ
(نوٹ : ان تمام اسناد میں عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر الحضرمي پر ابن سعد کا قول ہے وبعض الناس يستنكر حديثه بعض لوگ اس کی حدیث کا انکار کرتے ہیں -
راقم اس کی مناکیر میں شمار کر تا ہے روایت جو خطیب بغدادی نے تلخيص المتشابه في الرسم میں درج کی ہے
أنا أَبُو الْفَرَجِ عَبْدُ السَّلامِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْقُرَشِيُّ، بِأَصْبَهَانَ، أنا سُلَيْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ الطَّبَرَانِيُّ، نا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَوْنٍ، ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ، نا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ وَعَلَى رَأْسِهِ مَلَكٌ يُنَادِي: إِنَّ هَذَا الْمَهْدِيُّ فَاتَّبِعُوهُ)

فضائل شام از ابن أبي الهول (المتوفى: 444هـ) میں اس کو اس طرح بھی روایت کیا گیا ہے
أخبرنا تمام حدثنا أحمد حدثنا محمد بن الفيض حدثنا هشام بن خالد حدثنا الوليد يعني ابن مسلم حدثني عَبْد الرَّحْمَنِ بْن يزيد بْن جبير عن يحيى بن جابر الطائي عن عبد الرحمن بن جبير بن نفير عن

النواس بن السمعان الكلابي قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہ عليه وسلم يقول ينزل عيسى بن مريم , عليه السلام , عند المنارة البيضاء شرقي دمشق.
یہاں عبد الرحمن بن جبير بن نفير نے اس روایت کو اپنے باپ کی سند سے روایت نہیں کیا ہے- سند منقطع ہے

[15] Weber on the Eschatology of the Talmud. III by George B. Stevens
The Old Testament Student, Vol. 8, No. 3 (Nov., 1888), pp. 85-88, Published by: The University of Chicago Press
Stable URL: http://www.jstor.org/stable/3157025

[16] مثلا المعجم الكبير ح ٥٨٦ اور مسند الشاميين ح ٥٥٧ میں

[17] كتاب تخريج أحاديث فضائل الشام ودمشق لأبي الحسن علي بن محمد الربعي میں البانی اس کو صحیح قرار دے دیا ہے
الحديث الثاني والعشرون:
عن أوس بن أوس الثقفي -رضي الله عنه- أنه سمع رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم- يقول "ينزل عيسى ابن مريم -عليهما السلامُ- عند المنارةِ البيضاء شرقي دمشق".
قلت: حديث صحيح، وأخرجه الطبراني في "المعجم الكبير" "1/ 217/ 590"، وابن عساكر "1/ 215-216" من طرقٍ عن محمد بن شعيب: نا يزيد بن عبيدة, حدثني أبو الأشعث, عن أوس بن أوس الثقفي به.
قلت: وهذا إسناد صحيح، ومحمد بن شعيب هو ابن شابور وقال الهيثمي "8/ 205": "رجاله ثقات"

[18] 8

كتاب تخريج أحاديث فضائل الشام ودمشق لأبي الحسن علي بن محمد الربعي میں البانی نے اس کو بھی صحیح قرار دے دیا ہے جبکہ ان کو معلوم ہے کہ راوی کبھی باب شرقی کہتا ہے اور کبھی مینار کہتا ہے – البانی لکھتے ہیں

الحديث الثالث والعشرون:
عن كيسان -رضي الله عنه- قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللهُ عليه وسلم- يقول:
"ينزلُ عيسى ابنُ مريم -عليهما السلام- عند المنارةِ البيضاء شرقيّ دمشقَ".
قلت: إسناده صحيح، ورواه ابن عساكر "1/ 216-217", وله شاهد يأتي بعد حديث، وآخر تَقَدَّمَ آنفًا.

الحديث الرابع والعشرون:
عن نافع بن كيسان صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللهُ عليه وسلم- قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى الله عليه سلم:
"ينزلُ عيسى ابنُ مريم -عليه السلامُ- عند بابِ الشرقي".
قلت: هو بهذا اللفظ منكر، وإسناده مسلسل بالمجاهيل، والصواب فيه: "عند المنارة البيضاء شرقيّ

دمشق"، كما في الحديثين قبله، دون ذكر الباب، وكذلك هو في "صحيح مسلم" وغيره، وهو "الحديث الآتي".

البانی کہتے ہیں میں کہتا ہوں اس لفظ (باب شرقی) کے ساتھ یہ منکر ہے اور اس کی اسناد میں مجھول ہیں اور ٹھیک وہ ہے جس میں ہے سفید مینار دمشق کے مشرق میں ... یہ صحیح مسلم میں ہے جو آ رہی ہے

[19] اس شہر کو

Lod, Lydea, Diospolis, Lydda

بھی کہا جاتا ہے

[20] امام احمد کی العلل کے مطابق

سمعته وَذكر كَعْب الْأَحْبَار فَقَالَ من أهل حمص أسلم على عهد عمر وَهُوَ من حمير

کعب اہل حمص میں سے ہے ، عمر کے دور میں ایمان لایا حمیر یمن سے ہے -

[21] ابن کثیر نے تفسیر میں اس قول کو نقل کر کے کہا ہے وَفِي هَذَا التَّارِيخِ نَظَرٌ اس تاریخ پر نظر ہے یعنی محل نظر ہے – راقم کے خیال میں ستّ مئة کی بجائے یہ شاید ست ستّ مئة تھا یعنی قریب ۱۲۰۰ سال – اس کی وجہ یہ ہے کہ یہود کے مطابق موسی و ہارون ۱۲۷۳ قبل مسیح میں گزرے ہیں اور عیسیٰ ۱۰۰ قبل مسیح میں گزرے ہیں - اس طرح قریب ۱۲۰۰ سو سال بنتے ہیں- قتادہ بصری اور السهيلي کے مطابق یہ ھارون کوئی اور ہیں رسول نہیں ہیں - صحیح مسلم اور ترمذی کے مطابق

إن النبي صلى الله عليه وسلم أرسل المغيرة بن شعبة إلى نجران في أمر، فقال له نصاراها كيف يزعم نبيّك أن مريم أخت هارون. فلمّا رجع أخبر النبي صلى الله عليه وسلم بما قالوه فقال له ألا أخبرتهم أنهم كانوا يسمّون بأنبيائهم والصالحين قبلهم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیرہ بن شعبہ کو نجران بھیجا - تو نصاری نے اس آیت پر سوال کیا کہ تمھارے نبی نے دعوی کیا ہے کہ یہ مریم ام المسیح ، یہ ہارون کی بہن تھیں - پس جب واپس آئے تو اس کی خبر رسول اللہ کو کی تو اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ وہ نیک لوگوں اور صالحین کے نام پر نام رکھتے تھے

اس حدیث کی سند حسن ہے کیونکہ اس میں سماك بن حرب ہے جس پر جرح ہے

راقم کے خیال میں قرآن میں مریم کو اخت ھارون اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ وہ ھارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں – ان کے خالو زکریا علیہ السلام انجیل کے مطابق ہیکل سلیمانی میں لاوی تھے اور لاوی کے لئے ضروری تھا کہ وہ ھارون علیہ السلام کی نسل سے ہو لہذا اخت

ھارون سے مراد عربییت کے مطابق ھارون علیہ السلام کے خاندان کی فرد ہے -

[22] اس روایت میں یعقوب بن عاصم بن عروۃ بن مسعود مجھول ہے – ابن حجر نے مقبول اور ابن

حبان نے ثقہ قرار دیا ہے

[23] صحیح بخاری ، مسند احمد میں ایک حدیث عثمان بن أبي زرعة [أبو المغيرة عثمان بن المغيرة] کے تفرد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فأما عيسى فأحمرُ، جَعْدٌ، عريضُ الصَّدْرِ - عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگت گھونگھریالے بالوں والے ہیں چوڑے سینے والے

عثمان بن أبي زرعة کو دارقطنی نے ضعیف قرار دیا ہے - ابن حجر کی لسان المیزان کے مطابق اس نام کے دو راوی ہیں - عثمان بن أبي زرعة جس کو دارقطنی نے ضعیف کہا ہے - عثمان ابن المغيرة الثقفي جو ثقہ ہے البتہ خود امام بخاری نے تاریخ الکبیر میں لکھا ہے

عُثمان بْن المُغِيرَة، أَبو المُغِيرَة، وهو عُثمان بْن أَبي زُرعَةَ، مَولَى أَبي عَقِيل، الثَّقَفيُّ، الكُوفيُّ

عُثمان بْن المُغِيرَة، أَبو المُغِيرَة یہ عُثمان بْن أَبي زُرعَةَ مَولَى أَبي عَقِيل، الثَّقَفيُّ، الكُوفيُّ ہے

یعنی امام بخاری نے اس سے دو الگ شخص مراد نہیں لئے ہیں - یہی قول ابن سعد کا طبقات میں ہے اور یہی رائے العلل میں امام احمد کی ہے کہ یہ ایک ہی شخص ہے -

دارقطنی سے السُّلَمِيُّ نے سوال کیا

بحوالہ کتاب موسوعة أقوال أبي الحسن الدارقطني في رجال الحديث وعلله

قال السُّلَمِيُّ: سئل الدَّارَقُطْنِيّ عن عثمان بن المغيرة الثقفي، روى عنه الثوري،

ومسعر، وشعبة، وإسرائيل، وغيرهم

فقال: منهم من قال عثمان بن المغيرة، ومنهم من قال عثمان أبو المغيرة، ومنهم من قال عثمان بن أبي زرعة، ومنهم من قال عثمان الأعشى، ومنهم من قال عثمان الثقفي، وهو رجل واحد يحدث عن أبي ربيعة الوالبي، وعن زيد بن وهب الجهني، وعن مجاهد بن جبر، وغيرهم، وعثمان بن المغيرة، ليس بالقوي.

السُّلَمِيُّ نے کہا میں نے دارقطنی سے پوچھا کہ عثمان بن المغيرة الثقفي جس سے الثوري، مسعر، شعبة، اور إسرائيل نے روایت کیا ہے؟

دارقطنی نے کہا ان میں سے بعض نے اس کو عثمان بن المغيرة کہا ہے اور بعض نے عثمان أبو المغيرة کہا ہے اور بعض نے عثمان بن أبي زرعة کہا ہے اور بعض نے عثمان الأعشى کہا ہے اور بعض نے عثمان الثقفي کہا ہے اور یہ ایک ہی شخص ہے .... اور یہ قوی نہیں ہے

یعنی صحیح بخاری کی یہ روایت دارقطنی کے مطابق قوی نہیں ہے - البتہ صحیح میں دیگر روایات کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کے بال گھونگھریالے ہیں - امام بخاری نے صحیح ٣٣٦٩ میں ابو العالیہ البصری کی ان کی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور حدیث دی ہے جس کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وَقَالَ: عِيسَى جَعْدٌ مَرْبُوعٌ - عیسیٰ درمیانے سائز کے قد کے گھونگھر یالے بالوں والے ہیں اس کے علاوہ مسند ابو یعلی ٢٧٢٠ کی صحیح سند سے عکرمہ کی ان کی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے وَرَأَيْتُ عِيسَى: شَابًّا أَبْيَضَ جَعْدَ الرَّأْسِ حَدِيدَ الْبَصَرِ مُبَطَّنَ الْخَلْقِ اور میں نے عیسیٰ کو دیکھا جو سفید جوان ہیں ،

گھونگھر یالے سر والے ، تیز نظر والے ہیں - یہ حلیہ مبارک ابن عباس کی سند سے ہے -
اس کے برعکس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات میں حلیہ مبارک الگ ہے – تفسیر طبری میں
صحیح سند سے ہے وَأَمَّا عِيسَى فَرَجُلٌ أَحْمَرُ بَيْنَ الْقَصِيرِ وَالطَّوِيلِ سَبِطُ الشَّعْرِ كَثِيرُ خِيلَانِ الْوَجْهِ اور
عیسیٰ سرخ رنگت کے ہیں درمیانی قد کے، سیدھے لمبے بالوں والے جن میں بہت سے ان کے
چہرے پر تھے - صحیح بخاری ۳٤۳۷کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے وَرَأَيْتُ
عِيسَى، فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ رَبْعَةٌ أَحْمَرُ، كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ اور عیسیٰ کو دیکھا جو درمیانی قد کے سرخ
تھے گویا کہ ابھی حمام سے نکلے ہوں - تفسیر طبری میں اسی روایت میں ہے كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ
مَاءً، ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کے
بال سیدھے ہیں-
یعنی جو حلیہ کعب الاحبار نے بیان کیاہے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ہے

[24] Constantine I full name Flavius Valerius Aurelius Constantius Herculius Augustus (272 – 337 AD) age 65آگسٹا ہیلینا اولیا فلاویہ کی والدہ Flavia Iulia Helena c. 250 – c. 330 یسوبئوس مبلغ عیسائی نے Eusebius of Caesarea ([Greek](): Εὐσέβιος, *Eusébios*; AD 260/265 – 339/340)

[25] Mithra Religion

[26] History of Church by Eusebius

[27] Trinity

[28] عبد الملک بن مروان اور ولید بن عبد الملک کی جانب سے یہ یہ سب عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ
عنہ کی مخالفت میں کیا گیا تاکہ لوگ مکہ و مدینہ کے سفر کی بجائے دمشق میں ہی رہیں اور
اس کو بھی ایک مقدس مقام سمجھیں - اس پر بحث مولف کی کتاب روایات المہدی تاریخ اور جرح
و تعدیل کے میزان میں کی گئی ہے،

[29] *Heavenly Powers Unraveling the Secret History of the Kabbalah (pg 28). Neil Asher Silberman*

[30] https://en.wikipedia.org/wiki/Simeon_bar_Yochai

[31] *Seeing Islam as other saw it*
Robert G. Hoyland, Darwin press 1997, pg 308-310

[32] كتاب تخريج أحاديث فضائل الشام ودمشق لأبي الحسن علي بن محمد الربعي میں البانی کہتے

ہیں
وأمثل من يُنقل عنه تلك الإسرائيليات كعب الأحبار، وكان الشاميون قد أخذوا عنه كثيرًا من الإسرائيليات، وقد قال معاوية -رضي الله عنه: "ما رأينا في هؤلاء المحدثين عن أهل الكتاب أمثل من كعب، وإن كنا لنبلوا عليه الكذب أحيانًا
اور اس قسم کے فضائل میں کعب الاحبار کی الإسرائیلیات ہیں اور شامیوں نے ان سے بہت سی لی ہیں اور بے شک معاویہ رضی الله عنہ نے کہا ہم ان روایات (الإسرائیلیات) کو نہیں دیکھتے جو اہل کتاب سے لے رہے ہیں جیسے کعب ، ہم کبھی اس روایت کے کذب کو بھی جان جاتے ہیں

[33] خراسان سے مراد موجودہ پاکستان کا خیبر پختون خواہ ، افغانستان اور ایران کا اوپر کا علاقہ ہے –

سعودی مفتی **عبد العزیز بن عبد الله بن باز (المتوفى: 1420هـ)** کے بقول دجال چین یا خراسان کا ہے- فتوی میں جواب دیتے ہیں **فتاوى نور على الدرب ج ٤ ص ٢٦٩** پر
وهذا يقع بعد المهدي، خروج الدجال من المشرق من جهة الشرق، من جهة الصين وخراسان ويسيح في الأرض ويطوف بها
دجال کا نکلنا مہدی کے بعد ہو گا، دجال مشرق سے نکلے گا مشرق کی جہت سے ، چین و خراسان کی طرف سے
بن باز کو مشرق اور شمال میں اشتباہ رہا ہے – بن باز ج ٤ ص ٢٨٩ پر کہتے ہیں
وأنه يكون من جهة المشرق، من ناحية بين العراق والشام
دجال مشرق کی جہت سے ہو گا ، شام و عراق کے بیچ سے
شام یا عراق ان میں کوئی بھی عرب کے مشرق میں نہیں شمال میں ہے ہاں چین اور خراسان عرب کے مشرق میں ہے – اغلبا نابینا ہونے کی بنا پر بن باز کو جہتوں کا علم نہیں تھا

[34] البانی اس کو صحیح کہتے ہیں - کتاب أخبار الدجال میں عبد الغني المقدسي (المتوفى: 600هـ) اس حدیث پر کہتے ہیں : هذا حديث صحيح غريب وهو مخالف لحديث تميم الداري یہ حدیث صحیح ہے غریب ہے اور تمیم الداری والی حدیث یعنی حدیث الجساسہ کی مخالف ہے—

[35] دجال کہاں کہاں سے نکلے گا ؟ علماء نے شوق ملاقات میں تمام روایات کو صحیح قرار دے دیا ہے
دجال شام و عراق کے بیچ سے نکلے گا
دجال عرب کے مشرق میں کسی جزیرے سے نکلے گا
دجال خراسان سے نکلے گا
دجال اصفہان سے نکلے گا
دجال ابن صیاد تھا جو مدینہ میں چھپا ہے

راقم کہتا ہے اللہ کے واسطے ، عقل استعمال کرو

[36] صحیح مسلم کی تخلیق سے متعلق ایک روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ ہے بہت سے علماء کے خیال میں یہ کعب الاحبار کا قول تھا - فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الثانية کے مطابق

فقد أخرجه الإمام أحمد والنسائي ومسلم من غير وجه، وفيه استيعاب الأيام السبعة، وقد تكلم البخاري وغير واحد من أئمة الحديث على أن هذا الحديث من رواية أبي هريرة عن كعب الأحبار، وليس مرفوعا إلى النبي صلى الله عليه وسلم، وإنما وهم بعض الرواة في رفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم، وعلى ذلك فإن هذا الحديث الموقوف لا يقوى على معارضة الآيات والأحاديث الصحيحة المرفوعة، فلا يحتج به عليها، وبذلك يزول الإشكال ويتم الجمع بينهما.

پس امام احمد اور نسائی اور مسلم نے اس کی تخریج کی ہے ... اور امام بخاری نے اور ایک سے زائد علماء نے اس پر کلام کیا ہے کہ یہ روایت ابو ہریرہ کی کعب سے ہے اور یہ مرفوع قول نبوی نہیں ہے اور بعض راویوں کو وہم ہوا انہوں نے اس کو بلند کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بنا دیا

کتاب فتاوى يسألونك میں الدكتور حسام الدين بن موسى عفانة کعب کے لئے لکھتے ہیں

وكعب وإن كان ثقة إلا أنه أكثر من الرواية عن أهل الكتاب حتى اتهم بالكذب بمعنى أنه يخبر بأحداث ووقائع أنها ستقع فلا تقع.

وقال ابن الجوزي: إن بعض الذي يخبر به كعب عن أهل الكتاب يكون كذباً لا أنه يتعمد الكذب.

اور کعب اگر ثقہ بھی ہو تو بے شک اس کی اکثر روایات اہل کتاب سے ہیں یہاں تک کہ اس پر کذب کا الزام ہے اس معنی میں کہ یہ ان باتوں کو خبر دیتا ہے جو گزری اور واقعات کہ ایسے ہوئے جبکہ وہ اس طرح نہیں ہوتے اور ابن جوزی نے کہا بعض جو کعب خبر دیتا ہے اہل کتاب سے ہو سکتا ہے کذب ہو نہ کہ اس نے کذب گھڑا

[37] یہود کی جانب سے ہیکل سلیمانی نہ بنانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے - نصرانی کہتے ہیں کہ جب نیا ہیکل بن جائے گا تو اس میں مسیح آئے گا اور ان آیات پر عمل ہو گا جن پر نہیں ہو سکا مثلا کتاب حزقی ایل اور یرمیاہ وغیرہ

[38] کتاب طرح التثريب في شرح التقريب از أبو الفضل العراقی کے مطابق

قال النَّوَوِيُّ وقتل الخنزير من قبيل إزالة المنكر فِيهِ دَلِيلٌ لِلْمُخْتَارِ فِي مَذْهَبِنَا، وَمَذْهَبُ الْجُمْهُورِ أَنَّا إذَا وَجَدْنَا الْخِنْزِيرَ فِي دَارِ الْكُفْرِ وَغَيْرِهَا وَتَمَكَّنَّا مِنْ قَتْلِهِ قَتَلْنَاهُ،

نووی نے کہا اور سور کا قتل منکر کو ازالہ جیسا ہے اس میں مختار دلیل ہے اور جمہور کا مذہب ہے کہ اگر ہم دار الکفر میں سور پائیں اور اس کے قتل پر تمکنت ہو تو ہم قتل کریں گے

عمدہ القاری میں عینی نے لکھا

وَالْجُمْهُور على جَوَاز قَتله مُطلقًا إِلاَّ مَا رُوِيَ شاذا من بعض الشَّافِعِيَّة أَنه يتْرك الْخِنْزِير إِذا لم يكن فِيهِ ضراوة

اور جمہور کے نزدیک اس کا قتل مطلقا جائز ہے سوائے بعض شوافع کے جو شاذ روایت کرتے ہیں کہ سور کو چھوڑ دیا جائے

ابن بطال کہتے ہیں ألا ترى أن عيسى ابن مريم يقتله عند نزوله، فقتله واجب

کیا تم دیکھتے نہیں کہ عیسیٰ ابن مریم سور کا قتل کر دیں گے نزول کے بعد پس اس کا قتل واجب ہے

معالم السنن میں خطابی کہتے ہیں وقوله ويقتل الخنزير فيه دليل على وجوب قتل الخنازير اور اس میں دلیل ہے کہ سور کا قتل جائز ہے

ابن حجر نے فتح الباری میں ابن التین کا قول نقل کیا

قَالَ بن التِّينِ شَذَّ بَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ فَقَالَ لَا يُقْتَلُ الْخِنْزِيرُ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ ضَرَاوَةٌ

بعض شوافع نے شاذ عمل کیا کہ کہا سور کا قتل نہ ہی گا اس کی کوئی ضرورت نہیں

المفاتيح في شرح المصابيح میں المظہری کہتے ہیں

لأن عيسى عليه السلام إنما يقتلها على حكم شرع الإسلام، والشيءُ الطاهرُ المنتفعُ به لا يُباحُ إتلافه.

کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام ان کا قتل اسلامی شریعت کے مطابق کریں گے اور جو چیز طاہر ہو نفع بخش ہو اس کا تلف کرنا مباح نہیں ہے

محدث شمارہ ۱۹۹۵ جلد ۲۶ میں زبیر علی زئی نے بندروں والی روایت کو حسن قرار دیا ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ , قَالَ : نا الْهَيْثَمُ بْنُ مَرْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ , قَالَ : نا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ سُمَيْعٍ , قَالَ : حَدَّثَنِي رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , أَنَّهُ قَالَ : " لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِي الأَرْضِ حَكَمًا عَدْلا ، وَقَاضِيًا مُقْسِطًا ، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَالْقِرْدَ ، وَتُوضَعُ الْجِزْيَةُ ، وَتَكُونُ السَّجْدَةُ كُلُّهَا وَاحِدَةً لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ " . (المعجم الاوسط :ج2 ص203،204،ح 1364)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت نہیں ہو گی جب تک عیسیٰ بن مریم علیہ السلام زمین میں حاکم عادل اور قاضی منصف بن کر نازل نہ ہو جائیں۔ پس آپ صلیب توڑ دیں گے اور خنزیر اور بندر قتل کر دیں گے اور تمام سجدے و عبادتیں صرف ایک اللہ رب العالمین کے لئے ہوں گے۔" [39]

فتح الباری میں ابن حجر اس روایت کی شرح میں کہتے ہیں [40]

وَوَقَعَ لِلطَّبَرَانِيِّ فِي الْأَوْسَطِ مِنْ طَرِيقِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَالْقِرْدَ زَادَ فِيهِ الْقِرْدَ وَإِسْنَادُهُ لَا بَأْسَ بِهِ

اور طبرانی الاوسط میں ابو صالح عن ابو ہریرہ کی سند سے ہے کہ عیسیٰ صلیب توڑ دیں گے اور سور اور بندر کو قتل کر دیں گے اور اس میں بندر زیادہ ہے اور ان اسناد میں برائی نہیں ہے

[41] اس روایت کی تمام اسناد میں خَالِدٍ (ابن مهران الحذاء) بصری اور ہشام بن حسان بصری کا تفرد ہے
كتاب الكواكب النيرات في معرفة من الرواة الثقات از ابن الكيال (المتوفى: 929هـ) کے مطابق خَالِدٍ (ابن مهران الحذاء) بصری کو ثقہ کہا گیا ہے لیکن ابو حاتم کہتے ہیں اس کی حدیث لکھ لو دلیل نہ لو
وقال الحافظ في التقريب: ثقة يرسل وقد أشار حماد بن زيد إلى أن حفظه تغير لما قدم من الشام
ابن حجر کہتے ہیں یہ ارسال کرتے ہیں اور ان میں شام جا کر تغیر آیا
العلل الواردة في الأحاديث النبوية. کے مطابق أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدارقطني (المتوفى: 385هـ) نے اس روایت کی اسناد کا ذکر کیا ہے
وَسُئِلَ عَنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ: فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يُدْرَى مَا فَعَلَتْ، لَا أُرَاهَا إِلَّا الْفَأْرَ، أَلَا تَرَوْنَ أَنَّهَا إِذَا وَجَدَتْ أَلْبَانَ الْإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْهَا فَإِذَا وَجَدَتْ أَلْبَانَ الْغَنَمِ شَرِبَتْهَا.
فَقَالَ: اخْتُلِفَ فِي رَفْعِهِ، فَرَفَعَهُ خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، وَهِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ، وَأَشْعَثُ عن ابن سيرين، عن أبي هريرة.
واختلف عَنْ أَيُّوبَ، فَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ حَمَّادٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوبَ وَحَبِيبٍ وَهِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا.
وَرَوَاهُ الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ وَهِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ موقوفا.
دارقطنی کے بقول اس روایت کو موقوف اور مرفوع دونوں طرح بیان کیا گیا ہے
مسند ابو یعلی کی روایت ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حَبِيبٍ، وَهِشَامٍ، وَأَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَحْسَبُهُ قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْفَأْرَةُ يَهُودِيَّةٌ، وَإِنَّهَا لَا تَشْرَبُ أَلْبَانَ الْإِبِلِ»
اس روایت میں ہے بصریوں کا تفرد ہے حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ ، ایوب سختیانی ، ہشام بن حسان تینوں بصرہ کے ہیں اور ان کے مطابق ابن سیرین نے کہا أَحْسَبُهُ
میں گمان کرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
یعنی راویوں کے بقول ابن سیرین خود اس پر جزم نہیں رکھتے تھے کہ یہ قول نبوی یا قول صحابی ہے اور بعض نے اس کو موقوف بیان کیا یعنی ابو ہریرہ کے قول کے طور پر
میزان از الذھبی میں ہے شعبہ کہتے ہیں بصرہ کے خالد الْحَذَّاءُ اور ہشام بْنُ حَسَّانٍ کی روایات سے بچو
قال شعبة: واكتم على عند البصريين في هشام، وخالد
شعبہ نے کہا مجھ پر چھپا لو دو بصریوں (کی روایات) کو ہشام اور خالد کو
راقم کے نزدیک امام شعبہ کی رائے صحیح ہے کہ اس روایت سے بچو

[42] راقم کہتا ہے یہ روایت سنن الکبری نسائی رقم 11527 میں بیان ہوئی ہے اور اس کی سند میں المنھال بن عمرو ہے جو ضعیف ہے – اس میں شک نہیں کہ عیسیٰ کا رفع ہوا لیکن انجیل اربعہ میں جو بیان ہوا ہے وہ نصرانیوں کا لکھا ہوا ہے کہ عیسیٰ کو صلیب دی – دوسری طرف یہود کہتے ہیں کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو لد پر رجم کیا گیا – اللہ تعالی نے ان دونوں کا رد کیا ہے- نہ سرے سے

صلیب کا کوئی واقعہ ہوا نہ رجم ہوا بلکہ انجیل متی کے مطابق ایک ڈاکو عیسیٰ بار ابا Jesus Barabas کو صلیب دی جا رہی تھی جس کی خبر لوگوں میں پھیلی اور اغلبا لوگ سمجھے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو صلیب دے دی گئی- قرآن نے اس کو شبہ قرار دیا ہے نہ کہ شبیہہ

43

[44] البانی کہتے ہیں ابن منده اور ابن حجر کا اس سند کو صحیح کہنا ان کا فهو سهو أو تساهل ہے

[45] دجال مصر سے نکلے گا کعب الاحبار کا ایک قول تھا کتاب کتاب الفتن از نعیم بن حماد کے مطابق کعب نے کہا

ذُكِرَ فِي كُتُبِ الْأَنْبِيَاءِ، يُولَدُ فِي قَرْيَةٍ بِمِصْرَ يُقَالُ لَهَا قُوصُ، يَكُونُ بَيْنَ مَوْلِدِهِ وَمَخْرَجِهِ ثَلَاثُونَ سَنَةً،

کتب انبیاء میں ہے کہ دجال مصر کے ایک قریہ جس کو قوص کہا جاتا ہے اس میں پیدا ہو گا اور تیس سال بعد اس سے نکلے گا

قوص یا Qus مصر کا شہر ہے جہاں قبطی Coptic Christians کی ایک بڑی تعداد رہتی تھی اغلبا کعب کے نزدیک دجال نصرانی تھا

کعب سے منسوب ایک دوسرا قول ہے کہ دجال عراق سے نکلے گا - جامع معمر بن راشد میں ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَرَادَ عُمَرُ أَنْ يَسْكُنَ الْعِرَاقَ فَقَالَ لَهُ كَعْبٌ: «لَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ فِيهَا الدَّجَّالَ، وَبِهَا مَرَدَةُ الْجِنِّ، وَبِهَا تِسْعَةُ أَعْشَارِ السِّحْرِ، وَبِهَا كُلُّ دَاءٍ عُضَالٍ» يَعْنِي الْأَهْوَاءَ

طاؤس نے خبر دی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عراق میں سکونت کرنے کا ارادہ کیا اس پر کعب نے کہا امیر المومنین یہ نہ کریں کیونکہ وہاں دجال ہے اور دھتھکارے ہوئے جن اور جادو کی منزلیں اور لاعلاج چیزیں یعنی گمراہیاں

اس کو امام مالک نے بھی موطا میں نقل کیا ہے لیکن وہاں یہ ذکر نہیں کہ دجال عراق میں ہے

بغوی شرح السنہ میں کہتے ہیں

قُلْتُ: فَسَّرَ أَهْلُ الْحَدِيثِ الدَّاءَ الْعُضَالَ: بِالْبِدَعِ، وَأَصْلُهُ الَّذِي لَا دَوَاءَ لَهُ.

میں کہتا ہوں اہل حدیث اس میں الدَّاءَ الْعُضَالَ کی تفسیر بدعت کرتے ہیں اور اصل میں اس سے مراد ہے جس کی دوا نہ ہو

كتاب العراق في أحاديث وآثار الفتن از أبو عبيدة مشهور بن حسن بن محمود آل سلمان کے مطابق

قال ابن عبد البر: «سئل مالك عن الداء العضال، فقال: الهلاك في الدين» ، وقال: «وأما السحر؛ فمنسوب إلى أرض بابل، وهي من العراق، وتنسب ... -أيضاً- إلى مصر.

ابن عبد البر نے کہا کہ امام مالک سے سوال ہوا کہ الداء العضال کیا ہے کہا دین میں ہلاکت اور پوچھا سحر تو یہ ارض بابل سے منسوب ہے اور اس کی نسبت مصر سے بھی ہے

[46] مثلا کتاب پیشن گوئیوں کی حقیقت از مبشر حسین لاہوری میں ص ۱۷۱ پر اس سے استدلال

کیا گیا ہے – مبشر حسین کے مطابق ابن حجر نے اس کو صحیح قرار دیا ہے

[47] - الفوائد از تمام کے مطابق شامی راوی السَّيْبَانِيُّ نے عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ کی سند سے بیان کیا کہ عیسیٰ ، اس کو لد پر قتل کریں گے

[48] کتاب قصة المسيح الدجال ونزول عيسى عليه الصلاة والسلام میں البانی نے اس کی تطبیق اس طرح کی کہ
دجال پہلے دمشق میں ہوتا ہے وہاں مسلمان مسجد میں محصور ہوتے ہیں عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہوتا ہے پھردجال بھاگ کر بیت المقدس اتا ہے وہاں جبل إيلياء اتا ہے جس کو مسلمانوں کا ایک گروہ گھیر لیتا ہے (فيحاصر عصابة من المسلمين جبل ايليا) – وہاں بھی مسلمان نماز پڑھتے ہیں اور البانی روایت لکھتے ہیں کہ جیسے ہی عیسیٰ سمع الله لمن حمده کہتے ہیں ، الله دجال کو قتل کر دیتا ہے (پھر پتا نہیں کیا ہوتا ہے، الله کے قتل کرنے کے باوجود سخت جان) دجال وہاں سے لد بھاگ جاتا ہے – عیسیٰ علیہ السلام پھر پیچھا کرتے ہیں یہاں تک کہ لد پر اس کو مار دیتے ہیں
راقم کہتا ہے یہ روایت پسندوں کی تطبیق کی بد ترین مثالوں میں سے ہے کہ وہ روایات جو الگ الگ تھیں ان کی کھچڑی بنا پر لوگوں کو دی کہ یہ سب ہضم کر جاو کوئی سوال نہ کرو – یاد رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے سانس سے ہی کافر قتل ہو جائے گا یہ بھی روایات میں آیا ہے تو دجال اتنی دفعہ عیسیٰ علیہ السلام کے قریب ہوتا ہے مر کر نہیں دیتا

[49] پچھلے ایڈیشن میں اس مقام پر درج تھا
انبیاء کا خواب اگر تمثیلی بھی ہو تو حقیقت بنتا ہے قرآن میں بھی اس کی مثال ہے کہ یوسف علیہ السلام نے سورج چاند کو سجدہ کرتے دیکھا

یہ جملہ غلط تھا - جس وقت یوسف نے خواب دیکھا تھا اس وقت وہ نبی و رسول نہ تھے—

[50] کتاب أخبار الدجال میں عبد الغني المقدسي (المتوفى: 600هـ) اس حدیث پر کہتے ہیں : رواه إبراهيم بن سليمان وسعيد بن سالم عن محمد بن أبان قال إن كان الجعفي فهو ضعيف
اگر یہ محمد بن ابان ہے اگر تو یہ الجعفي ہے تو ضعیف ہے

[51] [حكم حسين سليم أسد] : رجاله ثقات

[52] شعيب الأرنؤوط نے اس روایت کو مسند احمد پر تعلیق میں صحیح قرار دیا ہے - حلية الأولياء وطبقات الأصفياء میں ابو نعیم نے اس پر کہا ہے صَحِيحٌ ثَابِتٌ رَوَاهُ الْجَمُّ الْغَفِيرُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرٍ – صحیح ثابت ہے ایک جم غفیر نے اس کو عبد الملک سے روایت کیا ہے – سنن ابن

ماجہ میں البانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے – یہ روایت صحیح ابن حبان میں بھی ہے -

[53] تاریخ الکبیر از امام بخاری کے مطابق إِبْرَاهِيم بْن عَقِيل بْن مُنَبِّه اپنے چچا وهب سے روایت

کرتے ہیں اور ان سے إِسْمَاعِيل بْن عَبد الكريم. ان کو أهل اليمن میں شمار کیا جایا ہے.

[54] ابن قیم اس کا ذکر کتاب "المنار المنيف" میں کرتے ہیں کہتے ہیں "وهذا إسناد جيد".

[55] عبد الہادی عبد الخالق مدنی نے کتاب مہدی علیہ السلام سے متعلق صحیح عقیدہ میں اس کو اسنادہ صحیح قرار دیا ہے- ابن قیم نے تو سند کو جید کہا تھا جو حسن کی قسم ہے لیکن غیر مقلدین نے اس کو صحیح قرار دے دیا ہے -

[56] عبد العليم البستوي نے کتاب الاحاديث الواردة في المهدي في ميزان الجرح والتعديل میں اس کو حسن قرار دیا ہے- اگر اس روایت کو صحیح سمجھا جائے تو اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ دور نبوی کی بات ہے کہ اصحاب رسول میں سے کسی کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم کا نماز پڑھنا بیان کیا گیا – راقم کہتا ہے یہ روایت منکر ہے
البانی نے صحيح الجامع الصغير 5/219 حدیث نمبر 5796 میں صحیح کہا ہے

[57] انور شاہ کاشمیری نے اس کو التصريح بما تواتر في نزول المسيح میں بطور دلیل لکھا ہے- کتاب إتحاف الجماعة بما جاء في الفتن والملاحم وأشراط الساعة میں حمود بن عبد الله بن حمود بن عبد الرحمن التويجري (المتوفى: 1413هـ) نے اس کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے اور کہا وهو حديث حسن كما في ((السراج المنير)) للعزيزي یہ حدیث حسن ہے جیسا السراج المنير از العزیزی میں ہے - البانی نے ضعيف الجامع الصغير وزيادته موضوع قرار دیا اور "الضعيفة" (5/ 371) میں اس کو الحدیث منکر قرار دیا

[58] ملحمہ سے مراد

Armageddon

ہے
جس کی اسلام میں کوئی دلیل نہیں ہے یہ یہود و نصاری کی بڑھ ہے جس میں ان کے مطابق اہل کتاب تمام دنیا پر غالب ہوں گے- نصرانییوں نے اس کو اپنے لئے بیان کیا ہے اور شہر

Megiddo

کا ذکر (جو اب اسرائیل میں ہے) صرف عہد نامہ جدید میں ہے –

Revelation 16:16

And they assembled them at the place that in Hebrew is called Harmagedon.

فَجَمَعَهُمْ إِلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي يُدْعَى بِالْعِبْرَانِيَّةِ «هَرْمَجَدُّونَ كتاب الرويا
هر کا مطلب پہاڑ یاجبل ہے اور مجدون جگہ کا مقام ہے

bikat megiddon

کے نام سے ایک مقام کا ذکر کتاب زکریا میں ہے جو یروشلم میں ہے

Zechariah (12:11)

In that day there shall be a great mourning in Jerusalem, like the mourning at Hadad Rimmon in the plain of Megiddo.*

فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ يَعْظُمُ النَّوْحُ فِي أُورُشَلِيمَ كَنَوْحِ هَدَدْرِمُّونَ فِي بُقْعَةِ مَجِدُّونَ.
زکریا 12 : 11

اصل لفظ مَجِدُّونَ کا پہاڑ ہے جو اصل میں بیت المقدس ہی مراد ہے - عرب نصرانی اسی جنگ کو ملحمہ الکبری کہتے ہیں – کعب الاحبار اسی کو الْمَلْحَمَةَ الْعُظْمَى یا الْمَلْحَمَةَ الْكُبْرَى کہتا تھا (کتاب الفتن از نعیم بن حماد)- شامی مسلمانوں نے الْمَلْحَمَةَ الْكُبْرَى سے متعلق اقوال کو حدیث نبوی بنا کر پیش کر دیا ہے – احادیث رسول میں دجال سے قبل مسلمانوں کی نصرانییوں سے جنگ کا ذکر ہے اور یہ ملحمہ نہیں ہے – دوم دجال سے جنگ مسلمان نہیں کریں گے وہ پہاڑوں میں روپوش رہیں گے اور نزول عیسیٰ پر دجال فورا ہی عیسیٰ ابن مریم کے ہاتھوں قتل ہو جائے گا